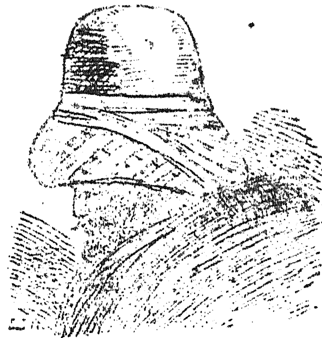
فہرست ابواب کشاف اسرار المشائخ



فہرست تصاویر کشاف اسرار المشائخ





دیباچہ

مطلب اصلی تصنیف اِس کتاب سے یہ ہی کہ اعتقاد و اصول و مختلف طریقے پرستش خالق کے کہ مختلف فرقہ ہاے درویشان مین جاری ہین صفحہ بیان پہ آوین اور ناظرین اُنسے مطلع ہون۔

اسمین شک نہین کہ اصول روحانی یا تصوف فرقہ ہاے درویشان قبل از عہد نبی اہل اسلام ملک عرب مین موجود و مروّج تھے۔ اہل عرب اُس حصہ توریت و انجیل سے بھی واقف تھے جو متعلق بہ تواریخ ہی۔ البتہ اُنکی روایات زبانی و قصائص ان کتب مقدس سے بہت باتون مین مختلف تھین۔ اور اگر خیالات کو کام مین لاوین اور قیاس پر اعتبار کرین تو مذہب اسلام بسبب اِسکے کہ بروقت پیش کرنے اپنے فرزند کے بطور قربانی ابراہیمؑ سے اطاعت حکم الٰہی ظہور مین آئی پیدا ہوا ہی۔

قواعد روحانی درویشان بہت سی باتون مین مذہب اسلام سے مختلف ہاینہ اور شاید کہ بنا اُنکی مذہبی خیالات اہل ہند و یونان سے نکلی ہی۔

اِس مضمون پر جو کچھ کہ مین نے تحقیقات کرکے لکھا ہی شاید کہ ناظرین کو

ناپسند ہوگا۔ بہت سا اُسمین سے جو مین نے لکھا ہی کسی کتاب سے منقول نہین ہی بلکہ وہ اصلی ہی۔ اور جو کچھ کہ کتب عربی و فارسی و ترکی سے منقول ہوا ہی وہ قابل اعتبار متصور ہوگا۔ اِس کتاب کے لیے مضامین فراہم کرنے کے باب مین میرے دوستون نے کہ فرقۂ درویشان مین سے ہین اور قسطنطنیہ مین رہتے ہین مجھکو بڑی مدد دی ہی۔ مین اُنکا شکر اسجا ادا کرتا ہون۔ اگرچہ اکثر لوگ خصوصاً عیسائی اُنکے مذہبی عقائد کو بُرا سمجھتے ہین اور حرف گیری کرتے ہین لیکن مین ازراہ انصاف کہتا ہون کہ مینے اُنکو فیاض و عقیل اور دوست جانی و وفادار پایا ہی۔

اُن مصنفون مین بھی جنکی کتب سے کہ اِس کتاب مین کچھ مستنبط ہوا بعض تو ایسے مشہور و معروف ہین کہ اُنکا حال سوا اُنکے نامون کے بیان کرنا بے مفاد ہی نام اُنکے یہ ہین۔ ڈی اوہسن۔ سر ولیم جونز۔ بالکم۔ لین۔ لوبی ستی۔ ڈی گوبی نیو۔

اور جو مین نے دیگر کتب کا خلاصہ کیا ہی اُسمین باہم کچھ کچھ فرق دیکھنے مین آویگا خصوصاً درباب خصلت و تاثیر کلام درویشان ملک اہل اسلام مین۔ اِن مصنفون کا مین بڑا ممنون و مرہون ہون۔ اور اِس موقع پر اُنکا شکریہ ادا کرتا ہون۔

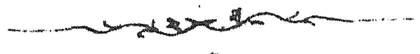
ڈاکٹر روسٹ سکتر راویل ایشی ایٹک سیوسائٹی کا بسبب اِسکے کہ اُنھون نے مجھے اس کتاب مختصر کے چھاپنے مین مدد دی ہی مین اسقدر ممنون و مشکور ہون کہ اسجگہ جیساکہ چاہیے شکر ادا نہین کرسکتا۔

مطالعہ اس کتاب کامل سے ناظرین و شائقین تحقیقات حالات درویشان کو کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل ہوگا۔ اور سیاح بھی شاید کہ اس کتاب کے مطالعے سے وہ باتین کہ جو

بدون اسکے اُنکے علم سے مخفی رہتے ہیں دریافت کر لینگے اور بھی بہت کچھ مضمون با
دربابِ حالات درویشان قطعات دور دراز ایشیا۔ و ہند۔ و افریقہ
بیان ہو سکتا تھا۔ لیکن میں توقع کرتا ہوں کہ کوئی اور شخص مجھسے زیادہ تر لائق و کامل وہ
حالات جو میری رسائی سے باہر تھے فراہم کریگا۔

دستخط مصنف

مقام قسطنطنیہ۔ ماہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۷ عیسوی





باب اول

موافق اصول مذہبی کے ہر فرد بشر مین یہ خیال ذاتی و قلبی ہے کہ روح انسانی
اسکے جسم سے علیحدہ ہے۔ یہ خیال سب کے دل پر منقش ہے اور اوسکا یقین کامل ہے
کالنقش فی الحجر ہے کہ بعد وفات جب جسم خاک ہو جاویگا روح بدستور زندہ
و قائم رہیگی۔ جسم فانی ہے اور روح جاودانی۔ اسکی صفات ذاتی یہ ہین
کہ وہ خالق ہے۔ اور دور اندیش۔ انسان کی خواہش و آرزوے دلی تحصیل علم
کامل ہے اور خدا شناسی۔ حواس خمسہ ظاہری حیوانات مطلق مین بھی موجود ہین۔
حواس ظاہری حواس باطنی سے ایسے باہم متعلق و مربوط ہین کہ جب حواس ظاہری
بعد طفولیت و کمال پیران سالی مین موجود نہین ہوتے ہین یا بحالت ذاتی ضعیف
ہو جاتے ہین تو حواس باطنی مین بھی بڑا فرق آجاتا ہے۔ عقل اور طاقت کلام
کرنیکی وہ صفات انسانی ہین کہ جنکے سبب سے آدمی اور حیوانات سے تمیز ہوتی ہے
لیکن تاہم یہ کم و بیش اکثر حیوانات مطلق مین بھی موجود ہین۔ قیاساً یہ تسلیم کیا گیا ہے
کہ مقام حواس باطنی دماغ ہے و دماغ بذریعہ عروق و حواس دیگر مثلاً حواس سامعہ
و باصرہ و شامہ جنسے وہ ملا ہوا ہے اپنا عمل کرتا ہے اور اسمین اثر پیدا ہوتا ہے۔
کمی و بیشی عقل کمی یا بیشی مقدار دماغ پر منحصر نہین اور نہ حواس خمسہ ظاہری جسم
کی کمی و بیشی پر موقوف ہے۔ ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداے پیدائش مخلوقات مین
جبکہ انسان حالت وحشت مین پڑا ہوا تھا۔ یہ علم اسکی ذات مین بدیہی تھا کہ
اسمین روح ہے جو بعد فنا ہوئے جسم کے زندہ رہیگی۔ وہ یقین کہ خود بخود دل مین

پیدا ہی کچھ تحصیل علم پر منحصر نہین اور نہ علم بزرگی و قدرت کاملہ خالق لا منتہا ہی اور نہ کامرانی و عمدگی کارخانۂ آفاق پر موقوف۔ کیا یہ خیال اور حیوانات یا نباتات مین پیدا ہی یا وہ صرف مخلوقات انسان مین ہی محدود ہی۔ یہ خیال جو خود بخود سینۂ انسان مین جاگزین ہی اور اسکی ذات مین داخل اور ملحق صرف اسی امر واقعی پر محدود ہی کہ خدا واحد ہی اور خیال کثرت وجود خالق قوت متخیلہ سے ہوا جو مختلف احتیاجون اور تعلیم ساکنین مختلف قطعات ارضی کے پیدا ہوا ہی جسطرح کہ خیال وجود خالق ذہن مین پیدا ہوتا ہی اوسیطرح یقین بزرگی و عظمت و شان باری تعالیٰ دل پر منقش ہوتا ہی اور بوقت مصیبت و خوف و اندیشہ و حالت بیکسی وہ بعجز و نیاز اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہی اور دعائین مانگتا ہی اور طالب اسکی مدد کا ہوتا ہی

یہی اصلی وسیلہ مخلوقات انسان کے رجوع کرنے کا خالق کی طرف ہی۔

پروردگار عالم صرف مخلوقات انسان ہی کی خبرگیری نہین کرتا ہی بلکہ وہ رازق کل مخلوقات کائنات کا ہی۔ وہ ہی قوانین قدرت جو انسان پر اس دار فانی مین عمل کرتے ہین تمیع حیوانات مطلق سے بھی متعلق ہین اور اس سوال متذکرہ بالا کو ہم اسجا پیش داخل کرتے ہین کہ آیا اشیاے غیر ذی روح و مخلوقات ذی روح خواہ از قسم حیوانات ہون اور خواہ از قسم نباتات اس امر واقعی کو کہ بچشم خود معائنہ یا محسوس کرتے ہین یا نہین۔

مضمون وحدانیت خالق سے درگذر کر ہم یہ بیان کرتے ہین کہ انسان نے اسکے لیے جگہ مقرر کرنی چاہی ہی اور اسکے لیے ایک شکل قرار دی ہی۔ در باب مقام خالق بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ہر فرد بشر یہ سمجھتا ہی کہ ذات باری ادراک و رسائی حواس ظاہری و باطنی سے دور ہی اور وہ دیکھنے مین نہین آتی ہی لیکن قوت متخیلہ ہر شخص کی اسکے لیے اشکال گوناگون موافق اپنی اپنی احتیاجون کے جدا گانہ بنا

دار فانی ہین مقرر کرتی ہی۔ بعض اُسکو بالکل کریم و خیر خواہ خلائق و شفیق سمجھتے ہین اور بعض اُسکو قہار جانتے ہین۔ بعض کا یہ گمان ہی کہ تقدیر بدلتی نہین ہی یعنے جو کچھ کہ روز ازل سے پیشانی مین لکھا گیا ہی وہ ہی پیش آویگا۔ بعض اُسکو رحیم سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ وہ اپنے اُون بندون کی دعا کو جو اُس سے مستدعی رحم کے ہوتے ہین بدرجۂ اجابت مقرون کرتا ہی۔ وہ اُسکو قادر مطلق سمجھتے ہین اور یہ بھی یقین کرتے ہین کہ وہ قوانین قدرت کو بدل سکتا ہی اور بدلتا بھی رہتا ہی اور اسیطرح معجزات ظہور مین آتے ہین۔

زیادہ برین وہ یہ بھی یقین کرتے ہین کہ جو خدا رسیدہ ہین اُنکو وہ طاقت معجزہ کرنیکی عطا کرتا ہی پس وہ بھی ذات پاک باری تعالےٰ کے قوانین قدرت کو توڑکر معجزات دکھا سکتے ہین۔

علاوہ اس ترکیب کے حضوری خالق اور تعلق باہمی براہ راست فیما بین ارواح خلائق و مخلوقات انسان بہت سے اشخاص خصوصاً متوطن ممالک شرقی جہان ازروے تواریخ زمانۂ قدیم انسان اول اول پیدا ہوا تھا یہ یقین کرتے ہین کہ عبادت کی برکت اور اُسکے نام کی مالا جپنے سے انسان اُسکے نزدیک آتا جاتا ہی اُسکے عمل مین لانے کے لیے طریقے اور قواعد مقرر کیے گئے ہین۔ چونکہ وہ طریقے بالتخصیص ممالک مشرقی مین مروج ہین اسلیے وہان کے فقرا کے حالات مندرجہ ذیل سے کیفیت اُسکی کچھ کھلجائیگی۔

خیالات اکثر فرقہ ہاے فقرا و اہل اسلام خیالات مندرجہ انجیل و تواریخ عیسائی ولیون پر مبنی ہین۔ یا وہ دونون ایک ہی قسم کے ہین۔ ایک ہی طرح کے خیالات فقرا و اہل اسلام و عیسائی ولیون کے دلون مین جذبات پیدا کرتے ہین اور مطابق اُنکے اُنسے افعال سرزد ہوتے ہین اور اسیوجہ سے اکثر لوگ اُنکی عزت

ور اسکی پر اعتبار کلی رکھتے ہین ۔ جب کوئی خدا کے صفات پر خوب غور و تامل کرکے
دیکھتا ہی کہ وہ خالق جمیع مخلوقات عالم کا ہی خواہ مادی ہو اور خواہ روحانی اور
وہ قادر مطلق اور مالک کائنات ہی اور روح انسانی جاودانی ہی ۔ تو وہ تواریخ
الہامی نسل انسان کو الہامی نہین سمجھتا ہی اور اسکی صحت پر اعتبار نہین کرتا ہی ۔
وہ مختلف طریقے پرستش و عبادت کے جو ہماری ازمنگاہ وہین صرف بسبب اسکے کہ
موجد انکا آپ کو نسبت اور اشخاص کے خدا رسیدہ بیان کرتے ہین پاک متصور ہوتے
ہین جزوی و ناچیز و غیر ضروری بتاتا ہی ۔ وہ طریقے صرف اسلیے بہتر اور قابل
قدر و منزلت و التفات متصور ہوتے ہین کہ وہ خیالات ان اشخاص کے ہین جنکا
ہم ادب کرتے ہین بیشبہ کہ وہ خیر خواہ خلائق ہین اور انکا ارادہ یہ ہی کہ لوگ بت پرستی
چھوڑکر متوجہ بطریق پرستش و عبادت معبود حقیقی کے ہوجاوین اور بذریعہ انہین
عقیدہ اپنی جہالت کو دور کرکے عقل ناقص کو راہ صواب کی طرف جو باعث حصول
بہشت برین ہی مائل کرین ۔ اگرچہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ انسان کی ذات
مین خودبخود بے تعلیم و تلقین خیال وجود خالق دل مین جاگزین ہی ۔ لیکن اس سے
یہ دریافت نہین ہوتا ہی کہ بعد وفات روح کی کیا صورت و حالت ہوگی ۔ اور
عقبیٰ مین اسکو کیا پیش آویگا ۔ باوجود اسکے وہ خیال یہ بتاتا ہی کہ نیک و بد و
عدل و انصاف و ظلم و ستم کیا ہین اور اس امر سے مطلع کرتا ہی کہ وہ شخص نیکون کو
انکے افعال نیک کے واسطے سے انعام ملیگا اور بدون کو ارتکاب افعال زشت و قبیح
کے سبب سے سزا ہوگی ۔ قصائص تواریخی مندرجہ انجیل بمقابل حالات روحانی
انسان کچھ بھی نسبت نہین رکھتے ہین ۔ ان قصائص مین صرف یہی بیان ہی کہ
انسان ضعیف البنیان ہی اور جذبات اس دار فانی مین غلبہ رکھتے ہین اور
روح کو مغلوب کرتے ہین اور روح انسانی اپنی [illegible] سے [illegible] بدون [illegible]

بڑی ضعیف و ناتوان و بیکس ہوتے ہیں کہیں کہیں بیان افعال نہایت قبیح و زشت
کا جو انسان سے اپنی حین حیات میں سرزد ہوتے ہیں درج ہی۔ یہ قیاس نہیں چاہئے
کہ وہ حالات الہامی ہوں اور نہ چاہیے کہ ہم انکو خدا کی طرف منسوب کریں اگرچہ
انکے مصنفین و مولفوں کو واسطے تمہید کرنے ان حالات کے کسی خاص مطلب
مقصود کے یہ الہام ہوا ہو۔ صرف تواریخ روح انسان قابل دید ہی اور ہمکو
بدل وجان و بہمہ تن اوسطرف متوجہ ہونا چاہیے۔ مطالعہ ان حالات سے تحقیق ہوتا ہے
کہ کوئی طریقہ ظاہری عبادت معبود حقیقی کا جو مختلف اشخاص نے بخیال ضعیف البنیانی
ذات انسانی کی ضرورت اور امید و بیم و قیود واشکال واثر رمز و ستر الہی
بزمانہ قدیم و جدید مقرر کیا ہو تو وہ ضروری نہیں۔ کتنے ہی زن و مرد نے اس یقین سے
کہ خالق نے انکو بطور پیغمبری بھیجا ہے یہ ظاہر کیا ہی کہ ہمکو الہام ہوا ہی اور اس کلام
کی صداقت کے لیے وہ رجوع بشریت کرشمات لائے ہیں۔ ہم انکا وقائع دیکھکر
متعجب و متحیر ہیں بدیں وجہ کہ اسمیں دونوں افعال نیک و بد جو انکی حین حیات انسے
سرزد ہوئے ہیں درج ہیں اور انکا انجام بخیر نہیں ہوا ہی۔ اس امر کا یقین دل میں
پیدا کرنے کے لیے کہ پیغمبری جو انھوں نے اپنے لیے قرار دی ہی صحیح ہی لوگ سعی
بلیغانہ عمل میں لاتے ہیں۔ دیکھنے میں آتا ہی کہ بعض اشخاص اپنی تمام عمر تحصیل
علم شناسائی میں صرف کرتے ہیں اور اسی لیے لوگ انکا بڑا ادب کرتے ہیں اور
انکو معزز و ممتاز سمجھتے ہیں۔ ان باتوں سے دعوے الہام تعلیمی نہیں ہوسکتا ہی
بدین وجہ کہ دیکھا اور معائنہ میں آتا ہی کہ اکثر ناخواندوں نے ایسے انقلاب پیدا کیے
ہیں جو نتائج نیک ہوئے ہیں اور اثر انکا پائدار رہا ہی۔ بسبب انکی نیک وضعی
و خدا پرستی کے بعض انکو قابل ادب و معزز بیان کرتے ہیں پس کہ ہم نہ تو انکے علم
کے باب میں کچھ شک و شبہ کرتے ہیں اور نہ انکے دعوی پیغمبری کے باب میں مختصر

چونکہ دلیل ظاہر ہے کہ ارادہ انکا نیک ہے اور کہ وہ اپنے ہمجنسون کو نیک کیا چاہتے ہین ممالک مشرقی مین ایک اور فرقہ فقرا کا موجود ہے جسکا یہ دعوے ہے کہ ہم ریاضتی و کوشش سے بڑے خدا رسیدہ ہوگئے ہین اور طاقت معجزہ و پیشین گوئی کی جو صرف الہام غیبی سے پیدا ہوسکتی ہے ہمکو حاصل ہوگئی ہے۔ یہ فرقہ پیغمبری کا قائل ہے اور جتنے پیغمبر خواہ مرد ہون اور خواہ زن جو اُنسے پہلے گذر چکے ہین اُنکو وہ مانتے ہین بسبب اُنکی پاکی خصلت و عبادت و نیکی وضع کے وہ بعد وفات مختلف مدارج کے ولی بن جاتے ہین اور اُنکے چیلے اور اُنکے پیرو اپنے مطلب آری کے لیے اُنکا نام لیکر اُنکو پکارتے ہین اور یاد کرتے ہین اور اُنسے امداد و اعانت چاہتے ہین اور دعائین مانگتے ہین۔ یہی حال بعض فرقہ عیسائیون کا ہے۔ وہ اپنے ولیون کو ایسا مانتے ہین اور اُنپر ایسا اعتقاد رکھتے ہین اور اُنکی طرف ایسے مشاغل ہوجاتے ہین کہ گویا پرستش و عبادتِ خالق کی کچھ ضرورت نہین۔

مذہب الہامی اعتقاد کامل چاہتا ہے۔ اُس مذہب مین عقل کو کام مین لانے کے لیے اجازت ہے۔ عقل ایک ایسی جوہر بے بہا ہے کہ اُسکے سبب سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ذات الٰہی مین سے نکلی ہے۔ سادہ اور اصلی مذہب جو انسان کی ذات مین خود بخود بے تعلیم و تلقین پیدا ہے زمانہ حال مین ایسا خراب و ابتر ہوگیا ہے کہ اُسکا مسئلہ بزرگ جو خیر خواہی کل خلائق کی ہے اُسکے صفحہ خاطر سے محو ہوگیا ہے اور اُسکے دل مین اثر نہین پیدا کرتا ہے۔ وہ مختلف اشکال مٹ کر ایسی نئی نئی صورتین نکال لاتا ہے کہ وہ مرضی خالق کے صاف خلاف معلوم ہوتی ہین۔ مرضی خالق سواے اسکے کچھ اور نہین ہوسکتی ہے کہ انسان مین باہم الفت رہے اور وہ طریقہ انصاف پر چلین۔ مذہب الہامی سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ فرشتے جو ارواح پاک و آسمانی ہین قرب حضور معبود حقیقی کا رکھتے ہین۔ وہ

ایسے زمانہ قدیم سے کہ بیرون از وہم وگمان وقیاس ہی وہان موجود ہین۔ اُنکی اصلیت کا حال کہ کیونکر اور کب پیدا ہوے معلوم نہین لیکن اسمین شک نہین کہ وہ انسان اور اُسکی اولاد سے مختلف طور سے پیدا ہوے ہونگے۔ وہ ملائکہ مقرب اور فرشتے کہلاتے ہین۔ بعضون کے نام سے ہم آگاہ ہین مثلاً میکائیل وجبرئیل وغیرہ اور زمانہ جدید وحال ہین عرش برین اُن دیوون سے آباد ہو گیا ہی جو کہ اِس دار فانی سے گذر کر اور یہ لباس روحانی ملبوس ہوکر وہان جا پہونچے ہین اور جس نام سے کہ وہ اِس سپنجی سرا سے مین نامزد تھے اب بھی اُنہی نام سے معروف ہین۔

رموز و اسرار ونکات مذہبی مین سے جو بعید از رسائی عقل وفہم وادراک ہین بذریعہ مذہب الہامی اکثرون کی عقدہ کشائی ہو جاتی ہی اور دل کو اُنکی طرف سے تشفی حاصل ہو جاتی ہی۔ جو عقائد کہ بطور اسرار مذہبی معلوم ہوتے ہین مذہب الہامی سے منکشف ہو جاتے ہین اور جب معتقدین اُس مذہب کے اُنپر اعتبار کلی رکھتے ہین تو اُنکا دل مطمئن ہو جاتا ہی اور کسیطرح کا وسواس نہین رہتا ہی جب ایمان اور اعتقاد کسی امر کا دل پر مستحکم ہو جاتا ہی خواہ وہ غلط ہو اور خواہ صحیح معتقد کے دل کو آرام وتشفی دیتا ہی۔ بعد استحکام ایمان کے خواہ یہودی ہو خواہ عیسائی خواہ مسلمان خواہ بُت پرست یا آتش پرست ہر ایک اپنے طریق مین مست ومسرور رہتا ہی اور بوقت دم واپسین مخوف نہین ہوتا ہی اور اپنے ایمان کے بھروسے سے امید اُسکی بنی رہتی ہی۔ مذہب کے معنی مروجہ ومستعملہ روزمرہ اظہار اعتقاد دلی ہی حسب طریقہ ہاے مقررہ عبادت ورسوم ظاہری۔ جو اشخاص کہ خدا پرست ہین اور عبادت روحانی مین مشغول۔ وہ رسومات ظاہری کو ضروریات سے تصور نہین کرتے ہین۔ وہ تصوف وعبادت

ولی و دعا کو وسیلہ قرب ذات باری تعالیٰ سمجھتے ہین۔ عبادت جو دل مین ہوتی ہی دو طرح کی ہی ایک تو وہ جو دل ہی مین ہی رہتی ہی یعنے آواز اسکی کان تک نہین پہنچتی ہی۔ اور دوسری وہ جسکی آواز گوش زد ہوتی ہی۔ یہ دونون درجے مین مساوی ہین بوجہ کہ کوئی شی عالم الغیب سے مخفی و محجب نہین ہی۔ رسمیات ظاہری باب مذہب مین اسی لیے اتحاد انسان سے متصور ہوتی ہین۔ اُنکے موجدون کا مطلب اصلی انکی تقرری سے صرف یہ ہوگا کہ وہ پرستش کنندگان کے دلون پر اثر پیدا کرین اگر یہ تصور کیا جاوے کہ رسمیات ظاہری خالق کی نگاہ مین محض ناچیز ولاحاصل ہین تو یہ بھی قریب العقل ہی کہ انکا عمل مین لانا کچھ موجب قباحت نہین اور نہ داخل گناہ ہی۔ لیکن ایسا نہو کہ وہ پرستش کنندگان کو معبود حقیقی کی پرستش سے بطرف پرستش مخلوقات لیجاوین۔ یہ تصور کرنا بعید از قیاس ہی ممکن ہی کہ معبود حقیقی اس شخص کی عبادت دلی کی طرف متوجہ ہو جو بصدق دلی اور بعجز و نیاز اس سے طالب وستدعی امداد و رحم کا ہو۔ یہ بھی خارج از دائرہ عقل سے ہی کہ خالق نے مغفرت کسی شخص کی کسی بشر کے ہاتھ مین رکھی ہو اسطرح کہ چاہے تو وہ اسکی مغفرت کرے اور چاہے تو نہ کرے۔ قوانین قدرت سبکے لیے مساوی ہین۔ اور کبھی خارج دائرہ انصاف سے نہین ہو سکتے ہین۔ جو کچھ کہ خلاف اسکے بیان ہوگا وہ ایجاد قوت متخیلہ سے متصور ہوگا اور یہ سمجھا جاویگا کہ بسبب خام خیالی و تصور فہم کے کہ لازمہ بشریت ہی انسان پیدا ہوا ہی۔ بعض اشخاص تو نیک صرف اپنی ذات کے لیے ہوتے ہین لیکن بعض صرف بذات خود ہی نیک نہی ہوتے ہین بلکہ انھون نے تحریص و ترغیب دیگر ادرون کو بھی مثل اپنے جہانتک کہ بشریت تقاضا کرتی ہی نیک کرنا چاہا ہی اور مفاد عام ہمیشہ اُنکے مکنون خاطر و مد نظر رہا ہی۔ یہ طریقہ خیرخواہی خلائق کا باعث اُنکی بزرگی کا اُنپر ہوا ہی کہ جن کی

ذات ہین وہ عقیدے بہبودی خلائق و مفید عام جاگزین نہین ہین جو مذہب کہ
اس عقیدے پر مبنی ہوگا مثل کوہ مستحکم و قائم رہیگا اور اپنی جاسے نہ ٹلیگا اور
اسمین لغزش نہ آویگی اور وہ منجانب خالق سمجھا جاویگا۔ لیکن جس مذہب کی
بنا کہ فساد و برائیون پر مبنی ہوگی وہ مخالف ارادہ خالق زمین و آسمان و داور حقیقی
کے متصور ہوگا۔ موسیٰ نے فرقہ یہود کو اول تو مسئلہ وحدانیت خالق دوم اصول تمیز
نیک و بد یعنے خیر خواہی خلائق و مفاد عام مین جو قانون سازون بڑے زمانہ قدیم
سے چلے آئے ہین تعلیم و تلقین کیے۔

مطلب بزرگ مؤلف کا تالیف اس کتاب سے قلمبند کرنا مضامین روحانی کا
ہے کسی شخص نے ابتک انگریزی مین کوئی کتاب ایسی نہین لکھی ہے کہ جسمین سوائے
حال فقیرون کے کچھ اور درج نہو۔ کچھ حال فقیرون کا خصوصاً ظاہری طریقے انکی
پرستش کے مختلف کتب و تواریخات مین موجود ہین لیکن کسی نے ماسوا اسکے
یا جو حالات بڑے بڑے نامی فقیرون کے کچھ اور نہین لکھا ہے۔

یہ مضمون کچھ نیا نہین۔ وہ توریت و انجیل و قرآن مین پایا جاتا ہے۔ مجھے یقین
کلی ہے کہ اہل ہند کے فضلا بالتخصیص اس سے خوب واقف ہین۔ ہند سے وہ علم
عرب و ایران مین داخل ہوا۔ یہ علم اس اعتقاد دلی سے پیدا ہوا ہے کہ روح انسانی
خدا کی ذات مین سے نکلی ہے اور خاص صورتون مین وہ خاصہ الوہیت رکھتی ہے
وہ خاصہ کچھ جسم سے تعلق نہین رکھتا ہے اور اسی لیے وہ بالکل اسکی روح سے متعلق ہے
وحدانیت ذات باری تعالےٰ عقیدہ یونانیون اور ہنود کا ہے۔ یونانی اور اہل ہند کا
یہ اعتقاد ہے کہ دیوتا ذات باری تعالیٰ مین سے نکلے ہین۔ جو دیوتایون کا بڑا دیوتا ہے
اور برہم یا خدا کہتے ہین۔ یہودی بھی وحدانیت کے قائل ہین اور اہل عرب بھی اسی عقیدے
کے معتقد ہین۔ اگرچہ وہ یہ کہتے ہین کہ جو بڑے عابد و خدا پرست ہین انکو بالتخصیص تشخص

روح اللہ ملتی ہی اور انکی روح پاک اللہ سے نکلی ہوئی ہی نبی اہل اسلام مسئلہ تثلیت مذہب عیسائی سے از بس متنفر ہین۔ قرآن کے باب ۱۱۲ مین وہ اس مسئلہ کی تردید اس بنا بر قائم کرتے ہین کہ خدا واحد ہی۔ نہ تو وہ خود پیدا ہوا ہی اور نہ وہ اپنے لیے اولاد پیدا کرتا ہی۔ اسکا کوئی ثانی نہین۔ اگرچہ اہل اسلام الوہیت حضرت مسیح کے قائل نہین لیکن وہ اس بات کے معتقد ہین کہ وہ معجزے سے پیدا ہوے یعنے بے باپ کے تولد ہوے حضرت مسیح کو اہل اسلام روح اللہ کہتے ہین۔ وہ اس امر کے قائل نہین کہ حضرت مسیح ہمارے گناہون کے لیے کفارہ ہوے اور وہ مسئلہ اصطباغ کے بھی قائل نہین اور نہ انکا یہ اعتقاد ہی کہ حضرت مسیح شفیع الانام ہین لیکن وہ انکو انبیاؤن مین داخل کرتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ جو غفور و رحیم و کریم سے مستدعی رحم کے ہوتے ہین انکے لیے انکی امداد و اعانت فائدہ بخش متصور ہی۔

اس مضمون کے ثبوت کے لیے یہ مناسب متصور ہوتا ہی کہ کیفیت جو مسٹر گارسن ڈی ٹیسی صاحب نے اپنے دیباچہ ترجمہ اشعار نیٹاک اٹار مین لکھی ہی ہو بہو اسیجا نقل کیجاوے۔ وہ کتاب ممالک مشرقی کے علم تصوف و حالات روحانی کے باب مین لکھی گئی ہی۔ اسرار قدرت الٰہی مختلف حکیمون نے مختلف طور سے بیان کیے ہین۔ مختلف زمانون مین بڑے بڑے صاحب استعداد و لیاقت و ذکی الطبع و عالی فہم پیدا ہوے ہین اور انکے خیالات اس مضمون پر فراہم کرکے ایک طریقہ بنایا گیا ہی اور لکھوکھا اشخاص انکو پڑھ کر اونپر اعتقاد لائے ہین اور اسیطرح آئندہ بھی لائینگے ہین باوجود اسکے اس اسرار الٰہی کی صحیح صحیح تشریح ضرور مطلوب تھی تاکہ قلب کو تشفی اور دل کو اطمینان حاصل ہو جاوے۔

اہل اسلام نے اس اسرار قدرت الٰہی کے بیان کرنے مین بڑا اسیان پن دکھایا ہی باب حکمت اور الہام غیبی مین انھون نے باہم ربط دکھانا چاہا ہی۔ انکے صوفی

سکھون نے جو ہند کے جوگیون اور قرآن سے واقف تھے ایک مذہبی مدرسہ موافق خیالات اہل اسلام مقرر کیا۔ وہ مسائل ویدانت وسنکھیا سے کچھ مختلف ہین اگرچہ وہی غلطیان ویدانت وسنکھیا کی اُنمین موجود ہین۔ جو خیالات کہ نسبت باب اخلاق ان حکما کے ہین جو پیدائش روح کو بناوٹ جسم پر منحصر رکھتے ہین ویسے ہی خیالات صوفیون اور ویدانتیون کے مسائل مذہبی سے نکلتے ہین۔ وہ خیالات یہ ہین کہ انسان فعل کا مختار نہین ہی اور نیک و بد کچھ نہین ہی اور تمام دنیوی عیش ونشاط جائز ہین۔ از روے اس طریقے کے سب خدا ہین الا ذات باری تعالےٰ بدین وجہ کہ اگر یہ استثنا مین داخل نہو تو اُسکی خدائیت جاتی رہتی ہی۔

صوفیون کے خیالات روح کے باب مین اگرچہ اُن حکما کے خیالات سے مختلف ہین جو اُسکی پیدائش کو بناوٹ جسم پر منحصر رکھتے ہین لیکن درحقیقت وہ باہم ایک سے ہین۔ مسائل صوفیون کے درباب ارواح انسانی اگرچہ حکماء سابق الذکر کے خیالات سے زیادہ تر معقول نہین لیکن وہ عالی ہین اور شاعرانہ۔ بعض صوفی مصنفون نے مسائل مذہبی اہل اسلام کو اپنے اصول مذہبی سے مطابق کرنا چاہا ہی بدین خیال کہ اُنکے ایمان مین فرق نہ آوے اور وہ کافرون مین داخل نہ سمجھے جائین مسائل صوفی اہل اسلام مین قدیم سے چلے آئے ہین اور بہت پھیل گئے ہین بالتخصیص طرفداران ومعتقدان حضرت علی رض خلیفہ چہارم مین۔ اسی سبب سے معتقدان حضرت علی مین یہ یقین پیدا ہوا ہی کہ الوہیت علی کی ذات مین شامل تھی اور اسی وجہ سے وہ جمیع پند ونصایح و رسمیات مذہبی کی تشریح تمثیلاً ومجازاً کرتے ہین۔ اہل اسلام کا ایک مصنف یہ بیان کرتا ہی کہ اول شخص جسنے کہ اپنا نام صوفی رکھا ابو ہاشم ساکن کوفہ تھا۔ وہ آٹھوین صدی مین پیدا ہوا تھا۔ ایک اور مصنف اہل اسلام کا یہ اظہار ہی کہ تخم مذہب صوفی حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے

بویا گیا تھا۔ حضرت نوحؑ کے عہد مین اُسنے نشو و نما پایا۔ غنچہ اُسکا زمانہ حضرت ابراہیم مین کھلا اور اُس درخت نے بعہد حضرت موسیٰ کے میوہ پیدا کرنا شروع کیا۔ وہ میوہ حضرت مسیح کے وقت مین پختگی پر آیا اور بزمانہ نبی اہل اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پاک و صاف شراب دین اُس سے پیدا ہوئی۔ فرقہ اہل اسلام مین سے اُن صاحبون نے جو اس شراب کے خواہان و طالب تھے اسقدر نوش کیا کہ وہ اُسکے نشہ مین محو ہوگئے اور اپنے آپے مین نرہے اور بہ آواز بلند انا الحق کہنے لگے۔

یہ یاد رکھو کہ لفظ صوفی اُس لفظ زبان یونانی سے نہین نکلا ہے جسکے معنے عقلمند کے ہین بلکہ یہ لفظ عربی لفظ صوف سے جسکے معنے اُون کے ہین آیا ہے۔ صوفی کے معنے پارچہ اُونی ہین جو درویش و فقیر پہنا کرتے ہین۔ الفاظ صوفی و متصوف اُسی سے نکلے ہین۔ متصوف کے معنے بالتخصیص اُس طالب کے ہین جو صوفی بننا چاہتا ہے اُس طالب کو سالک یعنے رہرو مذہب و طریق روحانی بھی کہتے ہین۔ اس لفظ کے معنے انسان کے بھی آئے ہین۔ وہ عبودیت کو غلامی یا خدمت معبود حقیقی کی بھی کہتے ہین اور جو شب و روز بدل و جان خدمتگذاری خالق مین مصروف رہتا ہے اور عابد کہلاتا ہے۔ عارف کے اصلی معنے جاننے والے کے ہین۔ جو شخص کہ خالق کی یاد مین مصروف رہتا ہے اور علم ذات باری تعالےٰ کے خیال مین محو ہے وہ عارف کہلاتا ہے مرافات کے معنے علم الٰہی کے ہین جسکو عارف سوچتا رہتا ہے اور اُوسی طرف اُسکا خیال بندھا رہتا ہے۔ جب کسیکو وہ علم حاصل ہوا وہ ولی کے درجے پہ پہونچا اور ولی کہلانے لگا۔ ولی کے معنے حضور رس یا مقرب خالق ہین۔ جذب کے معنے کشش محبت خالق ہے۔ یاد الٰہی مین جو جوش آتا ہے اور سرور حاصل ہوتا ہے اُسکو حال کہتے ہین اور اُسکے مدارج کو مقام بولتے ہین۔ خدا کی ذات مین ملجانیکو جام کہتے ہین اور اُس سے جدا ہونے کو فرق اُسکے ساتھ رہنے کو سکنات بولتے ہین۔ جو شخص کہ واقف اسرار

الٰہی نہین اور نہ اُسطرف شاغل اُسکو وہ جاہل کہتے ہین عشق اللہ محبت دنیوی سے مختلف ہی۔ دوستی کے معنے محبت کے ہین اورشوق کے معنے خواہش کے اور اشتیاق کے معنے گرمجوشی اور وجد کے معنے بیخودی و غایت درجہ خوشی کے ہین۔

اہل اسلام کے فقرا اور درویش خدادوست الفاظ مذکورہ بالا اکثر زبان پر لاتے ہین۔ ماسوا اسکے اور بھی الفاظ ہین جو اُونکے ورد زبان رہتے ہین لیکن وہ اسجا بیان نہین ہوسکتے ہین۔

مضامین چند اشعار تصوف سے جو منتخب ہوکر ذیل مین درج ہوے ہین معلوم ہوجائیگا کہ خیالات درویش نسبت خالق و مخلوقات انسان کیا ہین۔

خالق کی جمیع مخلوقات مین انسان سب سے کامل و اشرف المخلوقات ہی۔ مخلوقات کا وہ شہنشاہ ہی بدینوجہ کہ سب مین سے صرف وہی اپنے تئین پہچانتا ہی اور اسیطرح علم خداشناسی حاصل کرتا ہی وہی الہام غیبی کے سمجھنے کی قوت و قدرت رکھتا ہی۔ بعض خدا کو آفتاب سے جسکی شعاعین پانی پر منعکس ہوتی ہین تشبیہ دیتے ہین۔ یہ انعکاس روشنی کا سوائے روشنی کے کچھ اور نہین ہی۔ اسیوجہ سے درویش و فقرا پیالہ شراب محبت تہورا پیتے ہین مدہوش ہوکر انا الحق کہتے ہین۔ درحقیقت صفات ذات انسان صفات ذات باری تعالےٰ سے ملتی ہین اور مین کیا کہتا ہی اسکی ذات بھی ذات باری تعالےٰ ہی صرف فرق یہ ہی کہ وجود انسان تو عارضی ہی اور وہ واجب الوجود ہی۔

صوفیون کے مسائل جنکے درویش معتقد ہین ذیل مین درج ہین۔

۱۔ صرف خدا ہی خدا موجود ہی۔ وہ سب مین ہی اور سب اُسمین۔

۲۔ جمیع موجودات خواہ دیکھنے مین آئے یا نہ آئے ذات خالق سے نکلے ہین اور درحقیقت اُسکی ذات سے جدا نہین یعنے اُسمین اور اُنمین فرق نہین۔ مخلوقات علم

خدا کا کھیل و تماشہ ہی

۳ ـ بہشت و دوزخ و جمیع مسائل مذہبی صرف رموز و اسرار ہین جو صرف صوفیون ہی کو معلوم ہین۔

۴ ـ مذہب کچھ چیز نہین۔ البتہ وہ وسائل منزل حقیقت پر پہونچنے کے ہین حصول اس مدعا کے لیے وہ کم و بیش مفید ہین۔ انمین سے ایک مذہب اسلام ہی۔ مسائل صوفی اسکا باب حکمت ہی۔ جلال الدین رومی مصنف مثنوی شریف جسپر فرقہ مولوی چلتا ہی اس مضمون پر اپنے ایک شعر مین یون لکھتا ہی کہ جس جگہ اور جہان کہین ہم قدم رکھین ہم تجھسے کبھی باہر نہونگے اور ہمیشہ مالک بنے رہینگے جس جگہ یا جس کونے مین ہم خیمہ زن ہونگے ہمیشہ تیرے قرب ہی رہینگے شاید ہم یہ کہنے لگین کہ کوئی راستہ ایسا ہی جو اور طرف لیجاتا ہی لیکن حقیقت یہ ہی کہ کوئی کسی راستے سے جاوے ہمیشہ بلاشک و شبہ تیرے پاس پہونچیگا۔

۵ ـ نیک و بد مین کچھ حقیقی فرق نہین اسلیے کہ آخر مین سب ایک ہو جاوینگے درحقیقت خالق فاعل افعال انسان ہی۔

۶ ـ خدا انسان کی خواہشون پر عمل کرتا ہی اور انکو مقرر رکھے پس اس صورت مین انسان فعل مختار ہی

۷ ـ جسم سے پہلے روح کا وجود تھا۔ روح جسم مین اسطرح پھنسی ہی جسطرح کہ جانور پنجرے مین بند ہوتا ہی۔ اسی لیے صوفی موت کو پسند کرتے ہین اور اچھا سمجھتے ہین موت باعث مراجعت روح بجانب خالق ہوتی ہی۔ اُسکے ذریعے سے وہ وجود خالق سے جسمین سے کہ وہ نکلی تھی پھر ملجاتی ہی۔ اور وہ ذات باری تعالے مین نیست ہو جاتی ہی۔ پیروان مذہب بدھ اُسکو نروانا یعنے محو ہونا ذات باری مین کہتے ہین

۸ ـ اس ادالون سے روح پاک ہو کر لائق شامل ہونے کے ذات باری مین ہو جاتی ہی

۹ ـ بڑا کام صوفی کا یہ ہی کہ وہ وحدانیت ذات باری تعالے پر سوچتا رہتا ہی اور

اُس راہ مین اپنی ترقی پر نظر رکھتا ہی اسطرح کہ رفتہ رفتہ درجہ کمالیت پر پہونچے اور بعد وفات کے خدا کی ذات مین تلین ہو جاے

۱۰- بدون فضل باری تعالیٰ کے کہ جسکو وہ فیض اللہ کہتے ہین وہ رتبہ عالی کسیکو نصیب نہین ہوتا ہی۔ لیکن اُنکا یہ مقولہ ہی کہ حصول فیض اللہ ممکن ہی بدینوجہ کہ خالق اپنے حقیقی عابدون کی دعا کو مسترد نہین کرتا ہی اور جو اُس سے طالب امداد ہوتے ہین اُنکی وہ دستگیری کرتا ہی۔

ایم ڈی ٹیسی صاحب کا یہ بیان ہی کہ یوروپ کے عیسائیون مین بھی بعض ان مسائل کے معتقد تھے۔ فرقہ ایڈی ماٹیس ان مسائل کی تعلیم و تلقین کرتے ہین کہ روح انسان ذات باری مین سے نکلی ہی اور وہ اعضاے رئیسہ جسم مین مقید ہی جسمین سے آخرش وہ خلاص ہوگی اور اعمال و افعال جسم خواہ وہ نیک ہون خواہ بد روح پر کچھ اثر نہین کرتے ہین۔ ساتوین صدی مین بعض کا یہ قول تھا کہ خدا تمام مخلوقات عالم مین موجود ہی اور اُسکی ذات باعث اُنکی حیات کی ہی۔ بعض کا یہ اعتقاد ہی کہ ذات باری مین تلین کرنے کے لیے روح کو اُسکی صفات سے جدا کرنا ضروریات سے تھا۔ یہ مطلب صرف تصور ذات باری تعالیٰ کرنے سے اور اُسی فکر مین غرق رہنے سے حاصل ہو سکتا ہی۔ اکثر اشعار مذہبی شاعران ممالک مشرقی اسی مضمون پر تحریر ہوے ہین۔ اُن اشعار کے مضامین سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ اگرچہ مصنف اُنکے براے نام اہل اسلام مین سے تھے لیکن درحقیقت وہ پابند کسی مذہب مروجہ کے نتھے۔ رسمیات و مسائل مذہبی اُنکے نزدیک بمقابل خیالات بزرگی خالق و فضل و کرم کارساز حقیقی کچھ حقیقت نہین رکھتے تھے۔ اُنکے نزدیک ایک ہی کتاب قابل تحقیقات و تلاش ہی۔ وہ کتاب قدرت ہی جسکے ہر صفحہ مین وہ وحدانیت قدرت و کمالیت ذات باری تعالیٰ بچشم خود معائنہ کرتے ہین اور پڑھتے ہین۔ اِس صفحہ

زندگانی مین بہت سے مختلف راستے ہین جو سب یکجا آنکر متفق ہو جاتے ہین۔ یعنے جسم فنا ہو جاتا ہی اور روح باقی رہتی ہی اور جاودانی ہی اور آخرش وہ ذات باری تعالی مین ملجاتی ہی۔ بہاءت سے اشعار درباب خیالات درویشان نسبت ذات باری تعالی اہم مختلف کتب سے منتخب کر کے نقل کر سکتے ہین لیکن مضامین اشعار مندرجہ ذیل مصنف کتاب ہذا کی دانست مین سب سے اعلے تر ہین جو اسکی نظر سے گذرے ہین۔ طرز تحریر انکی بھی بالتخصیص موافق طرز اشعار ممالک مشرقی ہی۔

خدا

او تو جو ازلی و ابدی ہی اور جسکے حضور کی روشنی سے تمام خلد پر ہی رہنماے حرکات وسکنات کا ہو۔ تو ہی صرف خدا ہی جو زمانے کے اثر سے کہ غارت کرتا ہوا جلد جلد گذرجاتا ہی محفوظ و مبرا ہی اور بدلتا نہین۔ سواے تیرے کوئی اور خدا نہین۔ موجودات مین تو سب سے اعلی ترین وجود ہی۔ تو بڑا قادر مطلق و قدیر ہی اور سبکی فہم سے باہر۔ کوئی بتلاش و تجسس تیرا کھوج نہین لگا سکتا ہی تمام موجودات صرف تیری ہی ذات سے پر ہی۔ سب تجھی مین ہی۔ اور سبکو تو ہی مدد دیتا ہی اور انکی پرورش کرتا ہی اور سب پر تو ہی حاکم ہی۔ تجھکو ہم خدا کہتے ہین اور سواے اسکے درباب تیرے ہم کچھ اور نہین جانتے ہین۔ اعلی ترین باب حکمت سمندرون کی پیمایش کیا کرے اور دانہ ہاے ریگستان اور تعداد خطوط شعاع آفتاب گنا کرے لیکن اے خداے تعالی تو پیمایش اور وزن سے مبرا ہی۔ کوئی تعداد تیرے اسرار کی شمار نہین کر سکتا ہی۔ باوجودیکہ شعلہ عقل تیری ہی ذات کی روشنی سے مشتعل ہوا ہی۔ لیکن اسکو کہان طاقت کہ بسعی وکوشش تیرے اسرار اور تیری حکمت کاملہ کو جو لاانتہا ہی اور بعید دائرہ عقل و فہم سے ہی سمجھ سکے۔ اور قوت متخیلہ اس زمانہ گذشتہ کے خیال مین ہی جو روز ازل تک چلا جاتا ہی بے پر ہوکر گرداب حیرت مین پڑ جاتی ہی۔ تو عدم سے

اول عالم ہیولانی اورمن بعد عالم موجودات کو وجود مین لایا - اے خالق مخلوقات
تونے ہی روزازل کی بناڈالی ہی - تمام تجھی سے پیدا ہوے ہاین - روشنی وخوشی و
موافقت واتحاد تیری ہی ذات سے نکلے ہاین - زلیسہ اورخوبصورتی تیری ہی
عطیات سے ہاین - تونے ایک لفظ سے تمام مخلوق پیدا کیے ہین اوراب بھی پیدا کرتا
جاتا ہی - تمام خلد تیری ہی الوہیت کے شعاعون سے پُر ہی - تو ہی ہمیشہ سے تھا اور
ہمیشہ شاندار وبزرگ رہیگا - تو ہی ہمیشہ زندگی دیتا رہیگا - اور رزاق وقادر مطلق
بنارہیگا - تیری زنجیر عالم لاانتہا ہی کو محدود کرتی ہی - تیرے ہی سبب سے وہ قائم
ہی اور تیرے ہی دم کی برکت سے وہ موجود - تونے ہی ابتدا کو انتہا تک محدود
کیا ہی اور حیات وممات کو ایسا خوبی سے مخلوط کیا ہی جسطرح کہ چنگاریان آگ کی
شعلۂ آتش سے نکلکر بالا صعود کرتی ہین اُسیطرح آفتاب اور اُسیطرح مختلف دنیا
تجھ مین سے نکلی ہی - جسطرح کہ شعاعین آفتاب کی سفید چاندی سی برف پر پڑکر چمکتی
ہاین اُسیطرح آسمانی فوج کا گروہ تیری حمد وسپاس مین چمکتا ہی - لاکھون شعاعین
جو تیرے ہاتھ سے روشن ہوئی ہاین شب وروز بے تکان زیر گنبد نیلی رواق متحرک
ہاین - وہ تیری قدرت کی قائل ہاین اور تیرے حکم کی فرمان بردار - وہ زندگانی و
حیات سے شادوشاد ہین اور سعادتمندی سے رطب اللسان - ہم اُنکو کس نام سے
نامزد کرین - آیا اُنکو مجموعۂ روشنی بلورین کہین یا مجموعۂ شاندار سنہری شعاعون سے
اُنکو تصور کرین - کیا وہ چراغ آسمانی ہاین جو تابندہ روشنی سے چمکتے ہین - کیا وہ
آفتاب ہاین جو مختلف نظام ہاے شمسی کو اپنی چمکدار شعاعون سے روشنی بخشتے ہین
لیکن جیسا کہ چاند شب تاریک کے لیے ہی ویسا ہی اے خالق کائنات تو ہم انکے واسطے
ہی - جیسا کہ قطرۂ آب بمقابل کل آب بحر ہی ویسا ہی اُن تمام کی شان وشوکت
بمقابل تیرے کچھ حکوست نہین رکھتی ہی - اور گم ونیست ہو جاتی ہی - ہزارون دنیا

بمقابل تیرے کیا حقیقت رکھتی ہین۔ جبکہ بیشمار اجرام فلکی کہ ہزار ہا ہزار ہین اور بڑی شان وشوکت سے آراستہ تیری قدرت کاملہ کے مقابل مثل ذرہ ریگ بہ ترازو ہین تو پس مین کیا چیز ہون اور کیا حقیقت رکھتا ہون۔ میری نسبت تو لا انتہائی کے ساتھ وہ ہی ہی جو صفر کو لا انتہا کے ساتھ ہی۔ پس اسصورت مین مین کیا ہون۔ درحقیقت محض ناچیز وحقیر۔ لیکن تیری روشنی الوہیت کی ذات جو تمام دنیا مین پھیلی ہوئی ہی میرے سینے مین بھی پہونچی ہی۔ ہان میری روح مین تیری روح پاک اسی طورسے چمکتی ہی جیسے کہ قطرۂ شبنم مین شعاعین آفتاب کی تابندہ معلوم ہوتی ہین اور ناچیز وحقیر مین کیونکر ہون۔ مین زندہ ہون اور امید کے بازو و نفسے اڑ رہا ہون اور تیرے حضور کا مشتاق ہون بدینوجہ کہ تیری ذات مین زیست بسر کرتا ہون اور دم لیتا ہون اور قیام رکھتا ہون آرزو وخواہش درجۂ اعلی اترین رکھتا ہون حتی کہ تیری ذات وتخت الوہیت تک پہونچنے کا کمال اشتیاق ہون اے خالق زمین وزمان مین موجود ہون اور بلاشک وشبہ تو بھی ضرور موجود ہوگا تو سب کا ہادی رہنما ہی اور تو موجود ہی پس تو میری طبیعت وفہم کو اپنی طرف مائل کر اور میری روح کو برائیون سے روک کر مستحکم ومضبوط کر اور میرے سرگشتہ وپریشان دل کا ہادی ورہنما ہو۔ اگرچہ مین بمقابل کل کارخانہ الٰہی کہ بے پایان ہی مثل ایک ذرہ کے ہون لیکن تاہم مین کچھ چیز ہون جسکو تیرے ہاتھ نے بنایا ہی۔ مابین درجۂ زمین وآسمان مین درجۂ اوسط پر ہون۔ مین موجودات ذی روح فانی کے کنارے پر قائم ہون اور متصل اُس سلطنت کے رہتا ہون جہان کہ فرشتگان پیدا ہوے ہین اور جو بعینہ مقامات ارواح کی سرحد پر واقع ہی۔

سلسلہ موجودات عالم مجھپر آنکر ختم وکامل ہوا ہی اور زنجیر سلسلہ اشیاء واجسام مادی مجھپر ختم ہوتی ہی اور من بعد سلسلہ ارواح شروع۔ اے خالق کائنات مین بجلی کو اپنے زیر حکم کرسکتا ہون اور اسپر اختیار رکھ سکتا ہون لیکن مین خاک ہون

مین بادشاہ ہون۔ اور غلام بھی۔ مین کیڑا ہون اور خدا بھی۔ کیونکر اور کہان سے مین اس پردۂ دنیا پر آیا۔ ایسا عجیب بنا ہون اور پیدا ہوا ہون۔ لیکن معلوم نہین کہ کیونکر بنا اور کیونکر پیدا ہوا۔ یہ مٹی کا ڈھیلہ بیشک وشبہ کسی بڑے صاحب اقتدار کی طاقت کے سبب زندہ ہی اور اوقات بسر کرتا ہی اسلیے کہ یہ خارج دائرۂ امکان سے ہی کہ وہ خود بخود صرف اپنے زور سے پردۂ عدم سے وجود مین آیا ہو۔ ہان تو خالق ہی۔ تیری حکمت و دانائی اور تیرے کلمے سے مین پیدا ہوا ہون۔ تو چشمہ خیر وخوبی وحیات ہی۔ تیری روح پاک میری روح کی روح ہی اور تو میرا مالک ہی۔ تیری روشنی اور تیری محبت نے کہ بدرجہ غایت ہی مجھ مین روح جاودانی بھردی ہی تاکہ وہ بحر تمہار موت سے گذر جاوے اور لباس حیات ابدی پہنے اور اس دار فانی سے نکلکر اپنے چشمہ سے یعنے اپنے خالق سے جا ملے۔

او قوت تخیلہ و مبارک بینائی و بشارت اگرچہ ہمارے خیالات درباب تیرے ہیچ و پوچ ہین لیکن تاہم تیری تصویر ہمارے سینے مین جاگزین رہیگی اور اسکی اطاعت کو خالق تک لیجاویگی۔

اے خالق زمین وزمان میرے خیالات پست صرف یہانتک ہی بلند پروازی کر سکتے ہین اور اسیطرح تیری حضور کے مشتاق و متلاشی ہین۔ تیرے کارخانہ قدرت لا انتہائی مین روح تیری پرستش و اطاعت کرے اور تیری حمد ورد زبان رکھے اور جب زبان فصاحت بیان جاتی رہیگی اور معدوم ہو جاویگی روح اشک احسانمندی سے اپنا اظہار کیا کریگی۔

بعض درویش تو شل فرقہ حاشیشین جسکا ذکر کسی مقام پر آگے آویگا مذہبی دلسوزی پیدا کرنے کے لیے محرک اندرونی استعمال مین لاتے ہین اور انکا یہ اعتقاد دلی ہی کہ قوت تخیلہ ایسے جسمانی وسائل سے کچھ خوشی روحانی عقبی حاصل کرتی ہی

اور بعض درویش بذریعہ محرک جسمانی حواس اندرونی کو تیز کرتے ہین۔ موافق اس اعتقاد کے وہ جسم کو جوش مین لاکر اور ذکر حق کرکے ایکدوسرے مین باہم جوش پیدا کرتے ہین۔ بعض فقرا مثلاً فرقہ مولیوس کی یہ راے ہی کہ آواز شیرین اور خوش الحانی کے ذریعے سے حواس سامعہ جوش مین آتا ہی۔ یہ درویشان کا چھوٹا سا تماشہ ہی۔ وہ زیادہ تر آسودگی و خموشی و آرام کے لیے کام آتا ہی نہ کہ تحریص و ترغیب کے واسطے بعض وسائل کے ذریعے سے حواس غائت درجہ جوش پر آجاتے ہین اور بعض وسائل کے ذریعے سے وہ ایسی حالت پر آجاتے ہین کہ گویا بیحرکت ہو جاتے ہین۔

یہ مضمون طریق درویشان اثر پند و نصائح شیخ یا مرشدگان باب اخلاق مین بخوبی و مفصل بیان ہوا ہی اور مریدون کا اعتقاد کامل اپنے مرشدون پر مشاہدہ کرنیوالے کے دل مین صحت اسکی یقین پیدا کرتی ہی کہ مرشد کی ہدایت و مرضی مرید پر بڑا اثر رکھتی ہی وہ قوانین قدرت کے تحصیل کرتے ہین اور سمجھتے بھی ہین لیکن عقدہ وجود وحیات روح کا ویسا ہی مالاینحل ہی جیسا کہ وجود اُنکے خالق کا بیرون از وہم و قیاس ہی۔ اُنکے خالق مین بعض صفات ایسے بھی ہین جنکا حال عالمون فرقہ بہتر پر ابتک روشن نہین ہوا ہی باوجود اسکے بعض اشخاص اکثر تو کم تعلیم یافتہ یہ یقین کرتے ہین کہ کچھ روشنی اُن صفات کی اُن تک پہونچتی ہی اور بسبب اس ادراک کے خیالات جو قوانین قدرت سے بالکل مختلف ہین پیدا ہوے ہین اور اسی لیے اُن قوانین کو بنام قوانین روحانی نامزد کرنا چاہیے۔

مضمون مندرجہ ذیل سے کچھ کتاب فسلوس من تصنیف محی الدین العربی سے منقول ہوا ہی صاف روشن ہو جائیگا کہ خیالات اہل اسلام درباب مضمون مرقومہ بالا کیا ہین خالق نے انسان کو کرۂ زمین کی عمدہ و تحفہ مٹی سے بنایا اور مختلف خواص مختلف نباتات خودرو اور مختلف اقسام اشیا کہ جو چار عناصر خاک و باد و آب و آتش سے

بنے ہین اُسمین پیدا ہوے اور صفات حیوانات و نباتات و معدنیات اُسمین موجود ہوئین۔ عمدہ سی عمدہ شکل انسان کو عطا ہوئی۔ اور مادہ جسم انسانی مین نسبت مادہ باقی حیوانات کے زیادہ تر خوبیان ڈالی گئین۔ انسان کو بناکر خالق نے اپنی روح پاک اُسمین ڈالی اور طاقت کلام کرنے کی اُسکو عطا کی اور قواے عقلی اُسکو بخشے بسکہ صفات خالق اُسمین پیدا ہوئین۔ یہ عطیات عظمی اسلیے انسان کو عطا ہوئین کہ وہ صنعت کارخانہ الٰہی کو سمجھ سکے اور اُسکی حمد و سپاس کرے جب حضرت آدم علیہ السلام اسطرح صفات بخشش الٰہی سے متصف ہوے اُن کو اجازت ہوئی کہ وہ اپنی اولاد سے بزبان شیرین گوئی تکلم کرین اور اُنکو بطرف عبادت خالق کائنات ہدایت کرین۔ جو کچھ کہ حال اُنکو درباب خالق و مخلوقات معلوم تھا بذریعۂ اُنکی اولاد کے ہم تک پہونچا ہے۔ خدا نے اُنکو کُل کائنات پر جسمین وہ پیدا ہوے تھے اختیار دیا اور عقل و فہم جو اُن اشیا کے علم کے حاصل کرنے کے لیے کہ اُسکے گرد و پیش تھین ضروری ہے عطا کین۔ خدا نے انسان سے برتر و اعلےٰ تر وجودون کو کہ کُرہ آسمان مین مقیم ہین وہ علم عطا کیا ہے جو مشیت ایزدی نے اُنکے لیے مناسب سمجھا ہے۔ طاقت و قواے عقلی کے جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا ہوئے تھے اپنے سے بالاتر سمجھکر فرشتگان افلاک پرستش کرنے لگے باوجودیکہ اُنکو علم راز الوہیت نسبت اُسکے کہین زیادہ تر حاصل تھا۔ وہ اُن صفات باری تعالےٰ کو جنکا نام ہی انسان کو معلوم ہے مشاہدہ کرتے ہین اور بسبب اسکے کہ اُنکو ذات باری تعالےٰ سے قرب حاصل ہے وہ اُن صفات کو مخلوقات مین مستعمل ہوے دیکھتے ہین انسان کو استعداد روحانی عطا ہوئی ہے کیونکہ اُسکو علم صفات بزرگ خالق اور اپنی پیدائش کا حاصل ہے۔ مطلب پیدائش انسان بجز اسکے کہ وہ اپنے خالق کی پرستش کیا کرے اُسکو کچھ اور معلوم نہین ہے اور نہ تلاش کرنا راز مشیت ایزدی کا جسکے کلمہ کُن سے

دنیا و جود مین آئی لائق اُسکے ہی در باب طریق خالق دنیا او عقبیٰ ہین اور بلحاظ کیفیت
فرشتگان کہ آسمان مین رہتے ہین مختلف رائین پیدا ہوئی ہین۔ بعضون کا یہ اعتقاد ہی کہ
جو کچھ بظاہر نظر آتا ہی صرف وہی موجود ہی لیکن بعضون کا یہ خیال ہی کہ بہت سی چیزین ایسی
ہاین جو نگاہ سے مخفی ہاین۔ جسقدر کہ انسان اپنے خالق سے قرب حاصل کرتا ہی اُسیقدر
وہ دکھائی دینے لگتی ہاین اور یہ قوت صرف اُنکو حاصل ہوتی ہی جو کہ معبود حقیقی
کی پرستش مین بدل و جان مصروف رہتے ہاین اور اُسی کے خیال مین شب و روز
غرق ہاین اور اُسکی ذات پاک سے قرب رکھتے ہاین۔ پس اس صورت مین وہ دو
گروہ مین منقسم ہاین۔ اول وہ جو صورت و ظاہر پرست ہاین یعنے اُنھین چیزون کے
معتقد جو بظاہر دکھائی دیتی ہاین۔ دوم وہ جو پردۂ اسرار الٰہی مین گھسا چاہتے
ہاین اور صرف روحانی باتون کی تلاش مین ساعی و سرگرم ہاین۔

ان دونون فرقے مین سے فرقۂ اول ہر شئی کی تشریح جو بظاہر نظر آتی ہی یا مخفی
ہی بزور عقل انسانی کرتا ہی۔ اُس فرقہ کو اصحاب علم ظہور کہتے ہاین۔ اور فرقہ دوم
راہ اسرار الٰہی مین قدم رکھتا ہی اور اُسی مین سرگرم رہتا ہی۔ اور وہ ہادی و رہنما
اُن راستون مین ہوتا ہی جنکے ذریعے سے علم اسرار الٰہی حاصل ہو سکتا ہی۔ یہ فرقہ بنام
اصحاب علم باطن نامزد ہی۔ خدا کہ رحیم و رحمان ہی اپنے نام و صفات کی برکت سے
خواب روحانی مین اُنکو ہدایت کرتا ہی۔ اُنکی امید قرآن کے اُس فقرے پر کہ ذیل
مین درج ہی ملتی ہی۔ تم اُنہین سے ہو جو مجھ سے قرب رکھتے ہاین۔ تم اُنہین سے ہو
جنکا ورثہ بہشت ہی اور جو مدام اُسہین رہینگے۔ اسباب کا بیان کرنا کہ کیونکر انسان
کے دلون مین اعتقاد پیدا ہوا خارج از لطف نہین۔ از روے بائبل کہ تواریخ مین
سب سے قدیم ہی صاف واضح ہی کہ انسان اول اول صرف وحدانیت خالق کا
معتقد تھا اور وجود فرشتگان کا کہ اس دنیا کی پیدائش سے پہلے موجود تھے یہ مسئلہ

بیشک وشبہ آدم سے لیکر ہم تک پہونچا ہی اور اسمین بھی شبہ نہین کہ علم اسکا اُسکو بر بنیت اُسکی پیدائش کے الہام غیبی سے حاصل ہوا ہوگا علاوہ اسکے علم کامل نیک وبد اُسکو حاصل ہوا اور بسبب اُسکے اعتقاد سزا و انعام عقبی پیدا ہوا۔ اعتقاد سزا و انعام عقبی کا مسئلہ مرقومہ بالا پر مبنی ہی کسی متنفس کو دوسرے پر بزرگی نہین دیتا ہی۔ ہر متنفس اپنے اعمال و افعال کا کہ اس دنیا مین اُس سے سرزد ہوتے ہین خالق کو جواب دہ ہوتا ہی اور عالم الغیب و قادر مطلق کہ منصف حقیقی ہی بموجب اُسکے اعمال و افعال کے اُسکو انعام یا سزا دیتا ہی۔ جو بدل توبہ کرتے ہین اُنپر رحم خالق کا مدام رہتا ہی۔ خدا ہی جج و منصف حقیقی ہی۔ اُسکا فیصلہ قطعی ہی اور نا قابل اپیل اور کوئی عقبیٰ مین شفاعت نہین کر سکتا ہی۔ قربانی جو بطور علامت قوانین حضرت موسے علیہ السلام مین درج ہی دال اس امر پر ہی کہ مابین خالق و مخلوقات انسان کے مقرر ہونا کسی شافع کا ضرور ہی متصور ہی اور کہ زمانہ جدید مین انسان کے جذبات مائل بطرف گناہ بہت ہو گئے ہین اور انسان کی خصلت ذاتی و جبلی اسی سبب سے ضعیف ہو گئی ہی۔ اُن رومیون اور یونانیون مین جو مذہب الہامی سے ناواقف تھے شاعر اپنے خیالات شاعری مین مختلف ارواح آسمانی مقرر کرتے تھے اور اُس سے واضح ہوتا ہی کہ انکے نزدیک ہر عنصر زیر حکم ایک ایک مختلف خانگی دیوتا کے ہی۔ تعداد اُن دیوتاؤن کی گاہ گاہ زیادہ ہوتی چلی گئی۔ بعض دیوتا تو درجۂ اعلےٰ پر اور بعض درجۂ ادنی پر مقرر کیے گئے۔ وہ تمام ایکدوسرے سے متعلق تھے بدینوجہ کہ وہ تمام بزرگترین وجود سے جو تمام پر حکمرانی کرتا ہی نکلے ہین۔ انسان کے جذبات و صفات ان دیوتاؤن کے لیے بھی مقرر کیے گئے ہین پس کہ یہ طریقہ دیوتاؤن کا جو انھون نے قرار دیا ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ خلاف و ناموافق صفات باری تعالی کے ہی علاوہ برین ان دیوتاؤن مین سے اکثر تو انسان کی قوت متخیلہ سے پیدا ہوئے ہین

مختلف گروہ انسان کے دل مین یہ گذرا کہ ہم کسی خاص متنفس کو دیوتا بنا کر اسکو سرافراز کرسکتے ہین اور اُسکا مقام آسمان مین مقرر کرکے اسکو درجہ اعلےٰ دیوتا پر پہونچا سکتے ہین یہ ہی بڑا عقیدہ حالات دیوتا سے اقوام رومی و یونانیون مین پایا جاتا ہی۔ اُن دیوتاؤن کی خصلت مختلف قرار دی گئی ہی اور بعض عناصر پر اُنکا اختیار جداگانہ سمجھا گیا ہی۔ جب وہ خوف وخطر مین پڑجاتے تھے وہ اُن دیوتاؤن سے طالب امداد ہوتے تھے اور اپنی حمایت وحفاظت کے لیے استدعا کرتے تھے۔ اور جب کبھی ضرورت دریافت حالات آیندہ جو انسان کی نگاہ سے مخفی ہین اُنکو پڑتی تھی وہ اِن دیوتاؤن سے پوچھتے تھے اور اُنکی صلاح اُس باب مین لیتے تھے۔ پس اسیطرح دیوتا اور دیوی مزلی اشخاص سادہ لوح بنگئے۔ ہرایک کے لیے خاص شکل مقرر کی گئی جو اس عہد تک پتھرون پر کھدی ہوئی چلی آئی ہین۔

بیان گذشتہ سے ظاہر ہوگا کہ طریقہ پرستش ولی خواہ مرد ہو خواہ زن ایجاد زمانہ حال سے ہی اور وہ درحقیقت اصلی مذہب حضرت آدم علیہ السلام اور اُنکی اولاد سے جنکے پاس کہ مذہب الہامی تھا بالکل مختلف ہی۔ وہ طریقہ دیوتاؤن کے حال سے ملتا ہی اور اُس سے متعلق۔ مشابہت اُن دونون مین ایسی ہی کہ بعید از قیاس ہی کہ کوئی اور وجہ سوائے اسکے ایجاد اُس طریقے کے لیے مقرر ہوسکے۔

یہ طریقہ جدید پرستش اولیا مختلف گروہ اشخاص مین مختلف ہی اور جس درجے پر کہ درویش ومسلمان اُوس طریقہ جدید کے پابند ہین کیفیت اُسکی بابہاے آیندہ مین درج ہی۔ درویش ومسلمان اولیاؤن سے یہ مستدعی ہوتے ہین اور دعا مانگتے ہین کہ وہ پیغمبرون سے اُنکے حق مین سفارش کرین اور یہ بھی استدعا رکھتے ہین کہ وہ خالق کو اُنکی طرف مائل کرین کہ وہ اُنپر مہربان ہوجاے چونکہ یہ اکثرون کا اعتقاد ہی کہ روح انسانی خالق رحیم وکریم کی حضور سے دور ہوکر مدام کے لیے حالت تباہی وخرابی

مین نرہیگی تو اُنکے حق مین جو بسبب گناہون کے سختیان اُٹھارہے ہین اور دوزخ
مین پڑے ہین خدا سے دعائین مانگتے ہین بدین امید کہ اُنکی دعا مقبول ہوگی اور خالق
کو اُنکی معافی پر آمادہ کریگی۔ اُنکے لیے جو زندہ ہین دعائین صرف اُنکی دولت و ترقی
درجات کے واسطے جو متعلق بہ اغراض اِس دار فانی کے ہی بدون خیال اُنکی بہبودی
عقبےٰ کے مانگی جاتی ہین اگرچہ اُنکی خواہش دلی یہ ہو کہ وہ ایسے چال وچلن سے زندگی
بسر کرین کہ عقبےٰ مین مستحق انعام سرور قلب ہون۔ مذہب الہامی یہ تعلیم دیتا ہی کہ
عابد و خدا پرست زندون کے حق مین دعاے خیر مانگا کرین اور امید قوی رکھین کہ
اُنکی دعائین بدرجۂ اجابت مقرون ہونگی۔ مجھے یقین ہی کہ کتاب الہامی سے ثابت
ہی کہ مُردون کے حق مین دعاے خیر کچھ موثر نہوگی۔ مُردے تو جوابدہی کرکے راہ جوابدہی
مین داخل ہوگئے ہین اسی سبب سے یہ یقین پیدا ہوا ہی کہ اولیاؤن کو (خواہ مرد ہون
خواہ زن) کہ آسمان مین بقرب حضور خالق مقیم ہین اپنا طرفدار کرنا اور طالب اُنکی
سفارش کا ہونا ضروریات سے متصور ہی۔

مضامین مندرجۂ بابہاے آیندہ سے وہ خیالات پیدا ہوے ہین جو اوپر قلمبند ہوے
یہ ضرور نہین کہ وہ کل خیالات متعلق درویشون سے ہون۔ شاید مجھے اِس باب مین
عذر کرنا چاہیے کہ کیون مین نے اپنے خیالات نسبت اُنکے بیان کیے۔ اور ناظرین کی راے
پر نہ چھوڑے کہ وہ کل مضامین کو جو مین نے اِس کتاب مین جمع کیے ہین پڑھ کر جو کچھ نتائج
کہ اُنکے خیال مین اُنسے پیدا ہوتے نکالتے۔

اِن کل خیالات کا مطلب اصلی یہ ہی کہ خدا ایک ہی جو خالق کُل کائنات کا ہی۔
جب خدا نے انسان کو پیدا کیا اُسکو وہ طاقتین عطا کین جو کسی اور مخلوقات مین
پائی نہین جاتی ہین۔ یہ طاقتین ہر فرد بشر کو عین جوانی مین مرحمت ہوتی ہین
نہ کہ ایام خوردسالی مین۔ وہ طاقتین بعد ازان رفتہ رفتہ قوی ہوتی جاتی ہین۔

جیسا کہ اب بھی مشاہدہ و معائنے مین آتا ہی۔ وہ طاقتین یہ ہین عقل و کلام و گفتگو
انسان کو بروقت پیدائش علم کامل اپنی پیدائش کا حاصل تھا اور اُسکو طاقت
سوچنے اور دلائل لانے کی اُس مضمون پر حاصل تھی۔ سوا اسکے اُسکو یہ بھی طاقت
تھی کہ جو کچھ علم کہ اُس باب مین اُسکو حاصل تھا اپنی اولاد کو سکھادے چنانچہ اُسنے ویسا ہی
کیا اور اسطریق سے وہ علم اِس عہد تک متواتر چلا آیا ہی۔ خدا اسنے انسان کو ایسی حیات
بخشی ہی جو بہ انسبت مخلوقات کبھی انسان اور مخلوقات کو عطا نہین ہوئی ہی۔ اپنی
حیات کے موافق اُسنے انسان کو بھی حیات عطا کی ہی۔ انسان اس دار فانی ہی
مین زندگی بسر نہ کریگا بلکہ عقبے مین بھی موجود رہیگا۔ کہتے ہین کہ انسان فرشتون
سے بھی درجہ بزرگی کا رکھتا ہی۔ لیکن معلوم نہین کہ وہ بزرگی اُسکو کس باب مین ہی
معلوم نہین کہ آیا وہ اسکو بزرگی سمجھتے ہین کہ انسان اور حیوانات پر حکومت رکھتا ہی
اور اشیائے غیر ذی روح اُسکے اختیار مین ہین یا کسی اور چیز کو۔ اُس حیات کو کہ
انسان اس سپنجی سرائے مین بسر کرتا ہی ظہور روح انسان کہتے ہین جسطریق سے
کہ روح اس دنیا مین زندگی بسر کرتی ہی اُس سے یقین پیدا ہوتا ہی کہ وہ انسان
کی روح سے درجۂ اعلے پر ہی اور اسی لیے بالضرور وہ الوہیت سے متعلق ہوگی۔
ممالک مشرقی کے دقیقہ شناس مذاہب کا یہ اعتقاد ہی کہ روح انسان خدا کی
ذات سے نکلی ہی اور وہ قوت تنفس سے کہ جمیع حیوانات کو بروقت پیدائش مخلوقات
عالم عطا ہوئی تھی مختلف ہی۔

ہم اب ایک اور سوال پیش کرتے ہین جو لاجواب ہی۔ وہ سوال یہ ہی کہ کیا
روح انسانی خالق سے نکلکر اُس سے بالکل جدا ہوگئی ہی یا اب بھی کچھ تعلق اُس سے
رکھتی ہی۔ جب ہم بدل و بخواہش تمام خدا کی عبادت کی طرف مشغول ہوتے ہین ہم
محسوس کرتے ہین کہ ہم خالق کے نزدیک آتے جاتے ہین اور کہ ہم اُس سے ہمکلام

ہوتے ہین اور کہ وہ ہماری درخواست و استدعا کو سنتا ہی اور بدرجۂ اجابت مقرون کرتا ہی اور ہم کہ اِسطریق سے اپنی روح کو اُسکی روح سے دوبارہ شامل کرتے ہین لیکن اعمال بد و افعال زشت جو انسان کے جذبات سے پیدا ہوتے ہین ہمکو خدا سے جدا کر دیتے ہین اور وہ اعتقاد دلی جو خالق کی امداد سے فوائد کثیر حاصل کرتا ہی یکقلم جاتا رہتا ہی - یقین امداد خالق انسان کو اس دنیا مین خوش رکھتا ہی و در توقع سرور قلب عقبیٰ مین جسکا حال ہمکو چندان معلوم نہین اُس سے بنی رہتی ہی یہ ظاہر ہی کہ صرف وہی تواریخ پیدائش انسان جو موسیٰ نے لکھی ہی صحیح و درست ہی - بدینوجہ کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے زبانی اُسکی اولاد مین چلی آئی ہی - تاہم یہ سوال اور اعتراض نہین کر سکتے ہین کہ کسواسطے اُس تواریخ کے بعض بعض مضامین بعبارت کنایہ و رنگینی مخفی کیے گئے ہین - ہمکو صرف یہ خیال کرنا چاہیے کہ کسی وجہ معقول اور مفید کے لیے وہ مضامین بتشریح بیان نہین کیے گئے ہین -

اُس تواریخ کو الہامی نہ سمجھنا چاہیے بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ خالق نے اُسکو کسی طرح سے انسان پر ظاہر و آشکارا کیا - اِس امر کا تحقیق کرنا کچھ ضروری نہین کہ کسطرح خالق نے تواریخ پیدائش آدم اُسپر ظاہر کی - اگر خدا نے وہ علم اُسپر ظاہر نہ کیا تو کیونکر اُسنے اُسکو حاصل کیا - اِس بات سے منکر ہونا کہ خدا نے علم اُسکی پیدائش کا اُسپر ظاہر کیا درحقیقت وجود خالق و پیدائش مخلوقات اِنسان سے منکر ہونا ہی -

اِسطرح کے خیالات سے قوت متخیلہ پریشان ہوتی ہی اور بتلاش پیدائش مخلوقات تو در و سرگردان پھرتی ہی اور آخر ش یہی دل مین یقین پیدا ہوتا ہی کہ بالضرور کوئی وجہ ضروری ہوگا اور سوائے قادر مطلق کے کوئی اور نہین ہو سکتا ہی -

علاوہ علم پیدائش مخلوقات ہمکو یہ بھی یقین ہی کہ ابتدائے پیدائش مین انسان نیک و بد و خطا و ثواب سے بخوبی واقف تھا اور اعتقاد اُن مسائل کا اُسکے ذہن

جاگزین تھا۔ لیکن جب جذبات انسان پر غالب ہوے اُس علم مین سے کہ بروقت پیدائش عالم اُسے عطا ہوا تھا بہت سا اُسکے صفحۂ خاطر سے محو ہو گیا۔ جیسے کہ وہ جذبات باعث اُسکی جدائی کے خالق سے ہوتے ہین ویسا ہی اُسکی روح خدا کے قرب کی طرف اُسکو مائل کرتی ہی۔ خدا کے نام پاک کو ورد زبان رکھنے اور اُسکی حمد و سپاس مین مصروف و مشغول رہنے سے وہ اپنی زندگانی اس دار فانی مین مثل فرشتگان افلاک بسر کرتا ہی۔ اِس بات کا دریافت کرنا کچھ ضروری نہین کہ کیون خالق نے دو ایسی مختلف ضدین خصلتین اُسمین پیدا کین کیونکہ یہ ظاہر ہی کہ اُنسے علم حاصل ہوتا ہی اور جہالت پیدا اور اُنسے نیک و بد پیدا گاہی ہوتی ہی اور لیاقت و نالیاقتی اُنسے ظاہر ہو جاتی ہی۔ بدون اُنکے وہ علم مین کامل ہوتا اور صفائی باطنی مین مکمل۔ اُسصورت مین سوائے اِسکے کہ خدا کی حمد و سپاس مین مصروف و مشغول رہے کوئی اور فرض نسبت خالق اُسپر نہوتا غرضکہ اُسصورت مین تمام خصائل و صفات خالق کے اُسمین موجود ہوتے اور وہ بالکل بمنزلہ روح زمین پر مقیم ہوتا۔

اعتقاد پیغمبرون اور ولیون پر متعلق بہ الہام غیبی ہی اور اِسی سبب سے وہ ایک میدان وسیع و فراخ قوت متخیلہ کے استعمال کے لیے موجود ہی۔ قطع نظر اِس تاثیر کے کہ جو کہتے ہین کہ روح پاک خالقِ انسان پر اپنا عمل کرتی ہی ممالک مشرقی کے عابد و عارف و واقفان اسرار الٰہی بیان کرتے ہین کہ اشخاص نیک ذات و خداشناس صرف اِسی پنجی سرائے مین ہی اُنپر اثر پیدا نہین کرتے ہین بلکہ جو کوئی بعد اُنکی وفات کے بھی طالب اُنکی امداد کا ہوتا ہی اُسکو وہ بطریق الہام واسطے کارہائے مفیدہ کے مدد دیتے ہین۔ یہ مضمون اسی لیے نسبت علم پیدائش مخلوقات اِنسان و عطیۂ عظمٰی روح جاودانی بدرجۂ اونے امتصور ہی۔ یہ اعتقاد دلی کہ معبود حقیقی ہماری درخواست و

استدعا کو سنیگا اور اُسکو بدرجۂ اجابت مقرون کریگا اور ہم بذریعۂ پوجا و نماز کے اُس سے قرب حاصل کرینگے دال اِس امر پر نہین کہ خالق بالضرور کسیکو الہام دیتا ہی۔ البتہ نماز و روزے سے جوش جذبات فرو ہو جاتا ہی۔ اور ظہور پاک جذبات روح کا کوئی حارج نہین رہتا ہی۔ ہماری بیکسی و ضعیف البنیانی کا یقین طالب امداد و حمایت ایسے وجود کا ہوتا ہی جو لائق ایسے کام کے متصور ہوتا ہی۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہی کہ صرف خدا ہی قابل ہماری امداد و اعانت و حمایت کے متصور ہی۔ ہم صرف اپنے لیے ہی نہین بلکہ اُنکے واسطے بھی جنکو ہم فائدہ پہونچایا چاہتے ہین یا جنکو ہم مدد دیا چاہتے ہین طالب امداد و اعانت و حمایت کے معبود حقیقی سے ہوتے ہین اسلیے کہ وہی خالق جمیع مخلوقات کا ہی اور وہی رزّاق۔ کیا اِس جذبے کو تاثیر روح پاک خدا یا الہام غیبی سے منسوب کرسکتے ہین۔ درجواب اسکے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ مذہب الہامی یہ تلقین کرتا ہی کہ روح پاک خدا انسان کے ساتھ کوشش کرتی ہی اور اُسکو یہ تحریص و ترغیب دیتی ہی کہ خواہش نفسانی و شیطانی سے باز رہو اور راہ نیک پر جو باعث بہبودی دنیا و عقبیٰ ہی چلو۔ کیا وہ اشخاص جو فرمان الٰہی کو تسلیم کرتے ہین اور اُسپر عمل اِس دنیا مین انسان کی خصلت سے بالاتر ہو جاتے ہین اسی سبب سے وہ پاک باطن و پاک صفات ہین۔

مطالعۂ وقائع و تواریخ پیغمبران سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ اگرچہ وہ ہمیشہ بے خطا و بیگناہ نہ تھے تاہم وہ انسان کے فوائد کے لیے سعی و کوشش عمل مین لاتے تھے اور اِس مطلب کے لیے اُنکو الہام ہوتا تھا۔ جو کوئی کہ خصلت و صفات خالق بدرستی تمام سمجھتا ہی۔ اسمین شک نہین کہ وہ اِس مسئلہ سے منکر نہین ہوسکتا ہی کہ خالق نیکی کو پسند کرتا ہی اور بدی سے متنفر ہوتا ہی۔ لیکن کل تواریخ انسان سے ایسا روشن ہوتا ہی کہ فوائد اطاعت فرمان الٰہی اِس دنیا سے متعلق نہین بلکہ عقبیٰ سے تعلق

رکھتے ہین - نہایت عابد و عارف و خداپرست اس دنیا مین بہت ہی کم درجۂ عروج
پر پہونچے ہین اور نہایت بیرحمی و تکلیف سے جان بحق ہوے ہین - اگر بذریعۂ الہام
غیبی انسان کو طاقت بالاتر حد بشر سے حاصل ہوئی ہوتی تو یہ قیاس چاہتا ہی کہ وہ
اس طاقت کو اپنی محافظت جان کے لیے استعمال مین لاتے - چونکہ حال زمانۂ
آیندہ ہمکو معلوم نہین اسلیے ہم خالق سے طالب اشیاے مایحتاج و حمایت و حفاظت
ہوتے ہین یا یہ کہو کہ ہم یہ دعا مانگتے ہین کہ خدا ہماری محنتون کا ثمرہ بخشے اور جو ہمارے
لیے سعی و کوشش کرتے ہین وہ اپنے مطلب پر فائز ہون اور اپنی مراد کو پہونچین جب
یہ آرزو ہماری برآتی ہی ہم کہتے ہین کہ ہماری دعا قبول ہوئی اور اسی کے سبب سے
ہماری مراد حسب دلخواہ برآئی - جب ہم اپنے مقصد مین کامیاب نہین ہوتے ہین ہم
کہتے ہین کہ ہماری دعا بدرجۂ اجابت مقرون نہوئی یا خالق نے ہماری ورخواست
و استدعا کو نہ سنا - انسان کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ اورونکی دعا دوسرے کے حق مین
کارگر بھی ہوتی ہی - کیا دعائین نیک اشخاص کی زیادہ تر بدرجۂ اجابت مقرون ہوتی ہین
یا بدون کی - چونکہ انسان کا یہ اعتقاد ہی کہ دعائین اشخاص نیک ذات کی زیادہ تر
موثر ہوتی ہین اسی لیے وہ اولیاؤن کو جو زندہ ہوتے ہین اور جو بسبب پاکی طینت
و صفائی باطن کے خدا کی درگاہ مین زیادہ تر اختیار رکھتے ہین اپنا وسیلہ گردانتے
ہین - اس مسئلہ سے انکار کرنا درحقیقت بہت سی مثالون مندرجہ کتاب مذہب الہامی
سے منکر ہونا ہی - درویشون کے نزدیک ہی نہین بلکہ از روے اور مذاہب کے
بھی متحقق ہی کہ اشخاص نیک ذات و عابد و خداپرستون کو وہ قدرت حاصل ہوجاتی
ہی جو قادر مطلق سے ہی متعلق ہی - اس صورت مین انکے چیلے انکی پرستش کرنے لگتے ہین
اور یہ خیال نہین کرتے کہ انکا درجہ زیادہ سے زیادہ صرف یہ ہی کہ انکے ذریعے سے
خدا کی مہربانی ہمپر پہونچتی ہی - وہ گمان کرتے ہین کہ عابد و عارف معجزہ کر سکتے ہین

بعض اشخاص عقیل وفہیم یہ یقین کرتے ہین کہ مردہ عابدون و عارفون کی ہڈیون سے معجزات ظہور مین آتے ہین اور اُنکا یہ اعتقاد ہی کہ بذریعہٴ اُن ہڈیون کے قوانین قدرت بدل سکتے ہین - اِسطرح سے دیکھنے مین آتا ہی کہ بمسئلہ الہام یہ اعتقاد پیدا کرتا ہی کہ انسان کا جسم روح پر غلبہ رکھتا ہی یعنے اشیاے غیر ذی روح وہ کام کرتی ہین جو روح سے نہین ہوتا - پس اِسصورت مین خیالات علم مذہب روحانی بدلجاتے ہین اور برعکس ہوجاتے ہین -

درویش اولیاؤن کو بڑے درجہ اعلےٰ پر سمجھتے ہین - اُنکا اعتقاد کُلّی یہ ہی کہ بعض عابد و خدا پرست اس دنیا مین ہی بڑی طاقت روحانی رکھتے ہین اور جو اُنکی ہدایت و رہنمائی پر کاربند ہوتے ہین اگرچہ وہ تمام ایک ہی معبود حقیقی کی پرستش کرتے ہین اُنکے وسیلے و ذریعے سے درگاہ آلہی مین فائدہ اُٹھا سکتے ہین درویشون کا اعتقاد یہ ہی کہ ہمیشہ ارواحین نیک اولیاؤن کی ہمارے گرد وپیش رہتی ہین اور وہ بھی مثل خالق کہ حاضر و ناظر ہی کسی خاص مقام پر محدود نہین پس اِسصورت مین جہان کہین چاہین اُنکو یاد کرسکتے ہین اور اُنکی مدد طلب کرسکتے ہین - باوجود اِسکے وہ اُنکے قبرون کی جنکو وہ پاک سمجھتے ہین پرستش کرتے ہین - اُنکا یہ اعتقاد نہین کہ مردہ اولیاؤن کی ہڈیون سے معجزات ہوسکتے ہین - اُنکے نزدیک الہام غیبی نتیجہ عبادت و پرستش و نیک ذاتی کا ہی اور اکثر بحالت خواب جبکہ حواس بیرونی بیحرکت و بےعمل ہوجاتے ہین خیالات پیدا ہوتے ہین اور خدا کی مہربانی کا اثر پیدا ہوتا ہی اور خالق اُنکو جو کچھ کہ آئندہ ہونیوالا ہی اُنپر ظاہر کردیتا ہی - ایسی ہی حالت مین پیغمبرون کو خدا کا حکم ہوتا تھا کہ بعض احکام آلہی کو جو انسان کی خوشی آئندہ کیلیے ضروری متصور ہین مشتہر کرو اور خلق اللہ کو اُنسے آگاہ ہی وہ وہ امورات واقعی فی الحقیقت صحیح و درست متصور ہین اور اسی لیے مختصر عبارت مین بطور مقولون اور

مسئلون کے بیان ہوئے ہین پس اُنکی تعمیل فرائضات سے ہی۔

حضرت ابراہیم و محمد علیہما السلام

اِس کتاب کے بعض مقامات مین جہان کہ کیفیت ورائے لکھی گئی ہی بعض خاص اصول کا ذکر درمیان آیا ہی جو قرآن سے نکلتی ہین لیکن نہ تو توریت و نہ انجیل سے اُسمین منقول ہوئے ہین پس اِسصورت مین غور طلب ہین۔ اہل اِسلام کے نزدیک کہ جنکا اعتقاد قرآن پر ہی وہ تمام الہام سے تحریر ہوئے ہین۔ اُنمین بعض خیالات تو بیشک و شبہ اعلے ہین۔ جناب پیغمبر اہل اسلام خیالات صفات باریتعالی ایسے ہی اعلا رکھتے تھے جیسے کہ راگ داؤد پیغمبر علیہ السلام مین بیان ہوئے ہین۔ وہ اپنے تئین فرقہ مذہبی ابراہیم علیہ السلام سے تصور کرتے تھے اور اسیطرح ہین۔ مذہب ابراہیم علیہ السلام اور مذہب یہودیون کے فرق پیدا کرتے تھے۔

قرآن کے دوسرے پارہ مین بیان مندرجہ ذیل درج ہی۔

قرآن مین آیا ہی کہ کہو کہ ہم خدا پر اعتقاد رکھتے ہین اور اُن احکام و مسائل پر جو خالق نے ابراہیم و اسمٰعیل۔ و اسحاق۔ و یعقوب۔ اور اُسکی بارہ قومون کو بھیجے ہین۔ ہم اُن کتب پر اعتقاد رکھتے ہین جو موسےٰ و عیسےٰ اور اور پیغمبرونکو خدا نے بھیجی تھین۔ ہم اُنمین کچھ فرق نہین سمجھتے ہین اور ہم اپنے تئین خدا کے سپرد کرتے ہین۔ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ ابراہیم و اسمٰعیل و اسحاق۔ و یعقوب۔ اور وہ بارہ قوم یہودی تھی یا عیسائی۔ پس کہو کہ خدا زیادہ جانتا ہی یا تم۔ اور کون اُس سے زیادہ تر گنہگار ہوسکتا ہی جو اُن امورات واقعی کو کہ خالق نے اُنکی تحویل مین سپرد کیے ہین چھپاتا ہی۔ اور مخفی رکھتا ہی۔ جو کچھ تم کرتے ہو اُسکی نظر سے مخفی نہین یہ نسلین گذر گئی ہین اور انھون نے اپنے اعمال و افعال کا اجر پایا ہی اور تم بھی

اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھو گے۔

باب سوم قرآن مین حال مندرجہ ذیل درج ہی کہ ابراہیم نہ تو یہودی تھا اور نہ عیسائی وہ ہمہ تن و بدل عبادت معبود حقیقی کی طرف مصروف و مشغول رہتا تھا اور سوائے وحدانیت خالق کے تثلیث کا قائل نتھا یعنے اُسکے نزدیک خدا وحدہ و لاشریک ہی جو ابراہیم علیہ السلام کے مذہب کو درست سمجھتے ہین وہ اُسپر چلتے ہین پیغمبر و مومنین بھی اُنھین مین سے ہین اور جو کوئی اُسکا پیرو ہی خدا اُسکا حامی و مددگار ہو جاتا ہی۔

اِس فقرے سے پہلے فقرے مین لفظ جو قرآن مین یہود سے تعبیر ہوا ہی اور لفظ کرسچن نصرانی یعنے ساکن نظارا سے اور وہ لفظ جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام کو خدا پرست بیان کیا ہی حنفی مسلمان سے تعبیر ہوا ہی اور بعض مترجمون نے اُسکا ترجمہ مسلمان پرورسمیا حنفی کیا ہی۔ اسجگہہ یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ کیا ابراہیم علیہ السلام کے عہد مین کوئی ایسا فرقہ تھا (جو نہ تو یہودی اور نہ عیسائی اور نہ بت پرست تھا) جسکے اصول کو ابراہیم علیہ السلام نے اپنا خاص اصول بنایا۔ اگر تھا تو وہ اصول کیا ہین اور کہان سے وہ نکلے ہین۔

اقوام ممالک مشرقی کی زبانی روایات مین حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زیادہ تر مفصل و مشرح نسبت بائیبل کے درج ہی۔ کہتے ہین کہ وہ بعہد سلطنت شاہ نمرود پیدا ہوے تھے اور اُنکا باپ آزر نمرود کے معتمد ملازمون مین سے تھا شاہ نمرود اور اُسکی رعایا بت پرست تھی۔ اُس عہد مین یہ زبانی روایت مشہور تھی کہ ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جو باعث بربادی سلطنت نمرود ہوگا۔ اِس پیشین گوئی کے اثر کے روکنے کے لیے شاہ نمرود نے یہ حکم صادر کیا کہ شہر بیبل کے تمام مرد فصیل کے باہر نکالے جاوین اور عورتین شہر کے اندر رہین۔ لیکن چونکہ آزر شاہ نمرود کے افسرون مین سے تھا اور ایک دروازہ شہر کا تھا۔ اُسکی بی بی اُسکے پاس آنکر اُس سے

ہم صحبت ہو گئی۔ منجمان شاہ نے اس امر واقعی سے مطلع ہو کر خبر اسکی شاہ کے کان تک پہونچائی۔ پس اسصورت مین لڑکا جو آزر کا پیدا ہوا ایک غار مین چھپایا گیا اور وہان وہ پرورش پذیر رہا جبتک کہ وہ سن بلوغت کو پہونچا

جب وہ غار سے نکلا وہ شان وشوکت دنیا و اجرام فلکی دیکھکر حیران ومتعجب ہوا اور بت پرستی سے متنفر۔ پس اُسنے بتون کی پرستش کرنے سے ہمیشہ انکار کیا اور اسی وجہ سے وہ مورد عتاب شاہ نمرود ہوا۔ جب وہ شاہ کے حضور مین طلب ہوا اُسنے بیخوف وخطر بہادرانہ یہ جواب دیا کہ شاہ کے بت صنعت ودستکاری انسان سے بنے ہین اور صرف خالق کائنات اصلی خدا ہی جو انسان کو وجود مین لایا ہی اور اسی وجہ سے وہ ہی لائق پرستش کے ہی۔ موقع وقت پاکر اس لڑکے نے تمام بتون کو بجز ایک کے جو سب سے بڑا تھا توڑکر برباد کر دیا اور جس کو ہاڑ ہی سے کہ اُسنے بتون کا سر کاٹا تھا اُسکو بڑے بت کے منہ مین رکھکر کہنے لگا کہ غالبًا اسنے باقی بتون کا سر کاٹا ہی۔ اُسکی پرستش کرنے والون کو یہ دلیل معقول معلوم ہوئی۔ ایک اور موقع پر اُسنے شاہ سے کہا کہ جس خدا کی مین پرستش کرتا ہون وہ انسان کو صرف اس دنیا مین ہی وجود مین نہین لایا ہی بلکہ عقبیٰ مین بھی وہ اُسکو حیات ابدی دیتا ہی پس تم مین کونسی طاقت ہی تم مجھکو دکھاؤ۔ یہ سنکر شاہ نے دو مجرم طلب کیے ایک کو حکم قتل کا دیا اور دوسرے کو رہائی کا۔ مطلب اسکا یہ تھا کہ جسکو مین چاہون قتل کر سکتا ہون اور جسکو چاہون زندگی دیسکتا ہون حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تب یہ سوال شاہ سے کیا کہ جیسا خدا ہر روز آفتاب کو طلوع وغروب کرتا ہی اور ستارون کو نمودار ویسا ہی تم بھی کر دکھاؤ چونکہ ظہور اس امر کا شاہ سے ناممکن تھا اسلیے جوش غضب زیادہ تر اُسکے چہرے پر آیا اور اُسنے ارادہ قتل کا حضرت کے بدل مصمم کیا۔ اس مطلب کے لیے اُسنے بڑی آگ تیز روشن کروائی اور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُسکے اندر ڈالدیا۔ خدا نے فوراً اپنے پرستش کنندہ کی مدد کو فرشتہ جبرئیل کو بھیجا تاکہ وہ اسکو اس بلا سے خلاص کرے جب شاہ اور اُسکی رعایا نے دیکھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زیر حمایت ایک ایسے وجود کے تھے جس سے وہ ابتک محض ناواقف تھے اثر آتش سوزان سے محفوظ رہے رعایا مین سے اکثرون نے مذہب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اختیار کیا اور وہ پرستش معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہوے۔

یہ وفاداری جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بنسبت خالق با وجود محیط ہونے گروہ کثیر بت پرستون کے ظہور مین آئی موجب عطاے خطاب خلیل ہوئی خلیل کے معنے دوست و یدل جانب دار خالق ہی اور اسی خطاب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام مسلمانون مین ابتک مشہور و معروف ہے۔

تھوڑے عرصے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سراہ سے جسکے معنے پسندیدہ ہین شادی کی چونکہ وہ عورت بانجھ نکلی اسلیے موافق رسم ممالک مشرقی کے اپنی کنیزک ہیجر یا ہاجر کو اپنے شوہر کے حوالے کیا کہ وہ اُس سے صحبت کیا کرے۔ لفظ ہیجر ہاجری سے نکلا ہی جسکے معنے بھاگنے کے ہین۔ جب پیغمبر اہل اسلام بھاگے تھے اسیوقت سے مسلمانون مین سنہ ہجری شروع ہوے ہین۔ جب ہیجر کے ابراہیم سے بیٹا اسمٰعیل پیدا ہوا تو اُسکی مالکنی اُسپر حسد لے گئی اسی وجہ سے حضرت ابراہیم ہیجر کو بناچاری وہانسے ملک بعید عرب مین لے گئے۔ اُس ملک مین خدا نے ہیجر کی آواز کو سنا اور اُسکی جان کو تشنگی اور گرسنگی سے محفوظ رکھا۔ ایک کنوان موسوم بہ زمزم بمقام مکہ خاص اُسکے فائدے کے لیے بنوایا گیا۔ اہل اسلام اُس کنوین کا بڑا ادب کرتے ہین۔ جب حضرت ابراہیم ہیجر اور اسمٰعیل کو ملک شام سے جہان وہ مسکون تھے اُس قطعہ زمین پر لے گئے جہان کہ مکہ بنا ہی فرشتہ جبرئیل اُنکا ہادی و رہنما ہوا اور اُسنے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُس مقام پر ٹھہرایا جہان کہ مشہور و معروف چاہ زمزم
اب بھی موجود ہی۔ اُسیوقت ایک درخت اُنکو تپش آفتاب سے محفوظ رکھنے کے لیے
کھڑا ہو گیا۔ ابراہیم ہاجرہ اور اسمٰعیل کو وہاں چھوڑ کر جانے لگے۔ تب ہاجرہ نے بعجز تمام
اُنسے کہا کہ مجھے اور میرے بیکس لڑکے اسمٰعیل کو ایسی ویران جگہ مین چھوڑ کر نجاؤ۔
اگرچہ اُسکا عجز اُنکے دل مین موثر ہوا لیکن اُنھون نے کہا کہ مرضی خالق کی یون ہی
ہی جو مجھپر خواب مین ظاہر ہوئی ہی۔ یہ سنکر وہ صابر و قانع ہوئی اور اُسنے اپنے تئین
خالق کی مرضی پر چھوڑا حضرت ابراہیم نے اُسکو متصل بیت الحرم اُس مقام پر چھوڑا
جہان کہ من بعد کعبہ تعمیر ہوا تھا۔ اُسوقت تک کعبہ کا وجود نتھا۔ بیت الحرم کے معنے
مکان پاک کے ہین اور کعبہ کے معنے شکل کعب کے ہین۔ قصائص ممالک مشرقی مین
حالت تباہ ہاجرہ و حضرت اسمٰعیل ایسے بیان ہوئی ہی کہ دل بے اختیار درد مین آتا ہی
اور رحم پیدا ہوتا ہی۔ اُنکی حالت سے کوئی اور حالت زیادہ تر تباہ و اثر بخش نہین۔
اِلّا وہ جبکہ حضرت ابراہیم نے موافق حکم الٰہی اپنے فرزند اسمٰعیل کو قربان کرنا چاہا۔
کہتے ہین کہ جب وہ توشہ جو حضرت ابراہیم اُنکی پرورش کے لیے چھوڑ گئے تھے
صرف ہو چکا گرسنگی و تشنگی کے سبب دودھ ہاجرہ کا خشک ہو گیا اور بظاہر ایسا معلوم
ہوتا تھا کہ اُسکا فرزند اور وہ خود تشنگی و گرسنگی کے سبب جان بحق ہونگی اور کوئی اُسکی
مدد کو نہ پہونچیگا۔ وہ کوہ صفا پر چڑھ کر ارد گرد اپنے دیکھنے لگی۔ جہانتک کہ اُسکی نگاہ
جاتی تھی وہانتک کوئی علامت زراعت یا چشمہ آب کی نظر نہ آتی تھی۔ وہان
بیٹھکر وہ خوب روئی اور اپنے بھوکے پیاسے لڑکے کو دیکھکر بصد رنج و الم بہ آواز بلند
طالب امداد ہوئی۔ کوہ صفا سے اُتر کر اور جلد بیچ کی گھاٹی کو طی کر کے وہ پہاڑ مروہ
پر چڑھ گئی اور وہان سے بھی اُسکی نگاہ دور دور تک پہونچی۔ وہان سے بھی نہ تو
کوئی مکان بود و باش اور نہ کوئی چشمۂ آب اُسکے نظر پڑا۔ بحالت کمال رنج و الم

اُسنے سات مرتبہ مابین اُن دونون پہاڑون کے اُس مقام پر جہان کہ زمانہ حال مین حاجی کپڑا ٹالتے ہین اور اُترتے ہین آمد و رفت کی۔ راہ مین وہ جابجا اِس نظر سے ٹھہرتی تھی کہ اپنے فرزند خورد سال کو دیکھے اور اُسکی محافظت جنگلی حیوانون زہریلیان سے کرے۔ آخرش اُسکو ایسا معلوم ہوا کہ کوہ میروسے آواز آتی ہی۔ وہ آواز ایسے فاصلے سے اور ایسی موہوم آتی تھی کہ وہ بالتحقیق یہ دریافت نہین کرسکتی تھی کہ وہ آواز کہان سے نکلتی ہی۔ آخرش اُسکو یہ معلوم ہوا کہ وہ آواز اُس مقام سے آتی ہی جہان کہ اُسنے اپنے فرزند کو چھوڑا تھا۔ بسرعت تمام وہ اُس مقام پر جا پہونچی اور ایک چشمہ آب روان دیکھکر بڑی شاد شاد ہوئی۔ بعضون کا یہ گمان ہی کہ وہ چشمۂ آب اُسجگہ سے نکلا جہان کہ وہ لڑکا آن کر کھڑا ہوا تھا اور بعضون کی یہ راے ہی کہ وہی فرشتہ جو بروقت فرار ہونے کے اُنکے ہمراہ تھا اُسوقت بھی اُنکی محافظت کرتا تھا اور خدا نے آہ وزاری والدہ و فرزند مصیبت زدہ کی سنکر اُنپر رحم کیا اور زمین کو چھوکر اُسمین سے چشمۂ آب جو بجا اور موجود ہی نکالا۔ آب تازہ سے عورت نے اپنی اور اپنے لڑکے کی تشنگی بجھا کر ایک برتن پانی سے بھرنا چاہا لیکن اُسی آواز غیب نے اُسکو اِس امر سے منع کیا اور کہا کہ اندیشہ مت کر یہ چشمہ مدام بہتا رہیگا۔ اُسنے یہ بھی ارادہ کیا تھا کہ ایک بند باندھ کر پانی کی دھار کو اوپر چڑھادے لیکن اِس امر سے بھی اُسکو ممانعت ہوئی اور اطلاع دی گئی کہ ابراہیم واپس آنکر اِس مقام پر ایک خانۂ خدا تعمیر کریگا اور وہ بنام کعبہ نامزد ہوگا۔ لاکھون بادشاہ و رعایا اُسطرف متوجہ کر کے معبود حقیقی کی پرستش کیا کرینگے۔ اُسکو اِس امر سے بھی مطلع کیا گیا تھا کہ تیرا فرزند پیغمبر بنیگا اور انسان کا صحیح و درست طریقہ مذہب پر رہنما و ہادی ہوگا۔ ہیجر بہت مدت تک اِسی حالت تباہی مین رہی۔ ایک فرقہ اہل عرب جو بنام بنی جرہم مشہور و معروف ہی اُس آب روان کے اردگرد جانوران پرندہ کو دیکھکر جب سے

خوش ہوے کہ ہماری اور ہمارے چارپایون کے لیے یہان خورش کافی بہم ہو جاویگی یہ حضرت ابراہیم کے رشتہ دار بعید تھے لیکن اُنکو اس بات سے اصلاً آگاہی نتھی کہ وہ ہیجرا اور حضرت اسمٰعیل کو اپنے ہمراہ لیکر فرار ہو گئے ہین اور اُنکو یہ بھی معلوم نتھا کہ جس مقام پر کہ انھون نے پہلے صرف زمین خشک دیکھی تھی اب وہان چاہ زمزم موجود ہی تھوڑے عرصے کے بعد تواریخ وقایع ہیجرو اسماعیل سنکر جرہم مع تمام اپنے رفیقون اور ریوڑ کے اُس مقام پر مقیم ہوا جہان کہ اب مکہ موجود ہی۔ وہ اقوام کیبڑا و مزامین بن عمر و کو جنکا سرگروہ کہ سمیدی بن عمر تھا اپنے ہمراہ لائے تھے اور اُس شہر مین اول اول وہی رہنے لگے اور حضرت اسمٰعیل اُنمین پرورش پانے لگے حضرت اسمٰعیل نے اُنسے زبان عربی سیکھی۔

بذریعہ فرشتہ جبریل حضرت ابراہیمؑ کو خبر پہونچی کہ ہیجرا اور حضرت اسمٰعیل اچھی حالت مین ہین۔ حضرت ابراہیم ہرسال ایکمرتبہ اسپ تیزرو براق پر اُنکی ملاقات کے لیے آتے تھے۔ براق برق سے نکلا ہی اور برق کے معنے بجلی کے ہین۔

یہ اُسی نام کا گھوڑا ہی جسپر کہ پیغمبر اہل اسلام صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج میں سوار ہو کر آسمان پر چڑھ گئے تھے۔ اُس شب کو نہایت ہی قلیل زمانے مین وہ ساتون آسمان سے گذر گئے اور بہت کچھہ دیکھتے اور سنتے گئے۔ عقیل و فہیم و عالم و فاضل مسلمانون کے نزدیک حالات معراج مثل الہام یعنا بمنزلہ خواب ہین۔

اسپ تیزرو براق پر سوار ہو کر حضرت ابراہیمؑ ہرسال ہیجرا اور اسمٰعیل کی ملاقات کے لیے آتے تھے۔ جب حضرت اسمٰعیل پندرہ برس کے ہوے اُنکی والدہ اس جہان فانی سے رحلت کر گئین اور بہ امداد فرقہ بنی جرہم اُنسے اپنی والدہ کی نعش کو تکے مین متصل سنگ سیاہ جسکا اہل اسلام بڑا ادب کرتے ہین دفن کیا۔ اپنی والدہ کی وفات سے جس سے وہ کمال محبت و الفت رکھتے تھے حضرت اسمٰعیل کو بدرجۂ غایت رنج و

الم دامنگیر ہوا۔ بعد اسکے انھون نے یہ ارادہ کیا کہ اُس ملک کو چھوڑ کر کسی اور طرف نکل جائیے لیکن اُنکے دوستون نے انکو اس ارادے سے باز رکھنے کے لیے انکی شادی ایک لڑکی عالیخاندان فرقہ مذکورہ بالا سے کروا دی۔

یہ بات از روے زبانی روایات معلوم ہوئی ہے کہ اسمٰعیل بڑے شہسوار اور چالاک شکاری تھے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ ابراہیم اُسی سال حسب معمول مکے مین آئے اور جب اسمٰعیل بتلاش شکار باہر گئے تھے وہ اُنکے دروازے پر آئے جسوقت کہ انھون نے دروازے پر دستک دی اسمٰعیل کا قبیلہ گھر سے باہر آیا چونکہ وہ اُس سے محض ناواقف تھی وہ داب و آداب کہ اسکے لیے واجب تھا عمل مین نہ لائی۔ اس بات سے ابراہیم رنجیدہ خاطر ہو کر چلے گئے اور یہ کہہ گئے کہ بروقت آنے اپنے شوہر کے اسکو اس امر سے مطلع کرنا اور یہ کہدینا کہ اپنے دروازے کے محافظ کو بدل دینا۔

جب یہ واردات گوش زد حضرت اسمٰعیلؑ کے ہوئی انھون نے جانا کہ حضرت ابراہیم میرے والد یہان آئے ہونگے۔ اور چونکہ یہ حکم دے گئے تھے کہ اپنی قبیلہ کو نکالدینا تو اُسنے فورًا اسپر عمل کیا۔ اُسنے بعد ازان ایک اور شادی دختر خاندان اسی فرقے سے کی۔ جب حضرت ابراہیم مراجعت کرکے پھر اُنکے گھر مین آئے تو وہ اس بات سے بڑے شاد و شاد ہوے کہ میرے فرزند نے تعمیل میرے حکم کی بخوبی کی۔ دوسرے سال کی ملاقات مین وہ حضرت ابراہیمؑ کی خاطرداری و تواضع مین بدرجۂ غایت مصروف ہوئی اور بڑی مہمان نوازی کی اور باصرار تمام کہا کہ ماحضر مین سے کچھ تناول فرمائیے۔ سواری سے اُترکر کھانے پر بیٹھنا تو حضرت ابراہیم نے منظور نہ کیا پس اُسی سواری پر کھانا کھایا۔ وجہ اس انکار کی یہ تھی کہ حضرت ابراہیم نے سیرہ سے بروقت اپنی ملاقات کے ہیجرا اور حضرت اسمٰعیل سے یہ اقرار کیا تھا کہ مین سواری سے نہ اُترونگا بعد تناول طعام حضرت ابراہیم کے سالے نے پانی لاکر اُنکے دست و پا دھوئے اور اُنکے بالو نکو

کنگھی کی جسقدر زیادہ کہ وہ سواری سے اُترنے کے لیے ملتجی ہوتے تھے اُسیقدر حضرت ابراہیم زیادہ تر انکار کرتے جاتے تھے اور اپنی بات پر زیادہ تر مصر ہوتے جاتے تھے لیکن آخرش حضرت ابراہیم نے اُنکے کہنے سے ایک پانوں اُنکی وہانیز کے پتھر پر رکھا اور نقش پا کا اُسپر جم گیا۔ بر وقت مراجعت کے حضرت ابراہیم نے اُنسے کہا کہ اپنے شوہر سے کہدینا کہ محافظ دروازہ اچھا ہو تم اسکو ہرگز بدلنا نہین۔ یہ کیفیت سُنکر حضرت اسمعیل بہت خوش ہوے اور اپنی قبیلہ سے اُنھون نے کہا کہ وہ مہمان خلیل تمنے تعظیم و تکریم و تواضع کی میرا باپ ابراہیم ہوگا حسب الحکم اپنے والد بزرگوار کے اُنھون نے اپنی حین حیات اُس قبیلہ کو جُدا نہ کیا اور نہ کوئی اور شادی کی۔

تواریخ حضرت ابراہیم مین جسکے مذہب کو پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام کہتے ہین کہ میرے مذہب کے مطابق تھا حال اُن فرزندون کا کہ سہرہ سے تولد ہوے اسجا قلمبند کرنا مناسب متصور ہوتا ہی۔ نام اُنکا اسحاق و یعقوب ہی۔ کتاب روضۃ الصفا سے جس سے کہ روایت مرقومہ بالا بھی منقول ہوئی ہی واضح ہوتا ہی کہ بسبب مہربانی خالق ہیجر عورتون مین نہایت مشہور و معروف ہوگی اور سترہ بھی بکمال خواہش و آرزو و بصد عجز و نیاز دعائین مانگنے لگی کہ میرے بھی ایک فرزند پیدا ہوتا کہ نبوت میری اولاد مین جاری رہے۔

اسی عہد مین حضرت جبرئیل مع چند دیگر فرشتگان بحکم آلہی بربادی رعایاے لوط کے لیئے بشکل انسان وہ حضرت ابراہیم کے گھر مین بطور مہمان رہے اور اُنھون نے ایک موٹا تازہ بچھڑا اُنکی دعوت کے لیے ذبح کیا لیکن مہمانون نے کہا کہ جبتک قیمت بچھیڑے کی معلوم نہوگی تب تک ہم اُسکو نہ کھاوینگے در جواب اُسکے حضرت ابراہیم نے کہا کہ اول تو قیمت اسکی دعاے خیر و آشیرباد ہی جو اب بھی مسلمان اور بالتخصیص درویش عمل مین لاتے ہین اور بعد کھانے کے خدا کو واسطے اسکی

نعمت کے شکر ادا کرتے ہین - باوجود اس خداپرستی کے جسکی حضرت جبریل نے
بڑی تعریف کی فرشتون نے اُنکے کھانے سے انکار کیا اور میزبان یعنے حضرت ابراہیم
اس بات سے بڑے اندیشہ ناک ہوے بدیوجہ کہ اُس زمانے مین یہ قاعدہ مستعمل تھا
کہ اگر مہمان کوئی ارادہ ناصواب میزبان کی نسبت بدل رکھتا تھا تو وہ اُسکے
کھانے سے پرہیز کرتا تھا-

جب فرشتون کو خوف و اندیشہ پر حضرت ابراہیم کے آگاہی ہوئی اُنھون نے
اُنسے صاف صاف بیان کیا کہ ہم کون ہین اور مطلب ہمارے آنے کا پردہ زمین
پر کیا ہی - جبریل نے اُنکو یہ خوشخبری بھی سنائی کہ خدا تمپر رحم کرکے تمکو ایک فرزند
سترہ کے شکم سے عطا کریگا - سترہ پس پردہ یہ خبر سنکر ہنسی اور اس بات کا ذکر قرآن مین
یون آیا ہی کہ ابراہیم کی بی بی جو اُسکے پاس کھڑی تھی یہ سنکر قہقہہ مارنے لگی -
فرشتون نے اُسکو یہ خوشخبری سنائی کہ اول تو اسحاق و بعد ازان یعقوب اُسکے
شکم سے پیدا ہونگے - بعضون کا یہ اظہار ہی کہ وجہ اسکے ہنسی کی یہ تھی کہ وہ تولد ہونا
فرزند کا اپنے شکم سے ناممکنات سے تصور کرتی تھی اور بعضون کی یہ راے ہی کہ
وہ جانتی تھی کہ یہ فرشتے ہین اور رعایاے گنہگار شہر لوطا کی بربادی کے لیے
آئے ہین اور اسی وجہ سے وہ ہنستی اور خوش ہوتی تھی - غرضکہ صورتحال کچھ ہی ہو
اسمین شک نہین کہ جو کچھ کہ سترہ کے دل مین گذرتا تھا فرشتے اُس سے بخوبی آگاہ
تھے کیونکہ فرشتون نے اُس سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ تو نہین جانتی ہی کہ خدا نے
آدم کو بے باپ و مان کے پیدا کیا اور اُسی سے یہ تمام نسل چلی آتی ہی - تھوڑے
ہی عرصے کے بعد اس واردات کے سترہ کے شکم سے حضرت اسحاق تولد ہوے -
بروقت ولادت اسحاق حضرت ابراہیم کی عمر پوری سو برس کی تھی - اندروے
روایت زبانی ایسا واضح ہوتا ہی کہ جس شب کو حضرت اسحاق تولد ہوے تھے

حضرت ابراہیم نے یہ خواب دیکھا تھا کہ ایک ہزار شہابی آسمان مین اُنکی نگاہ کے سامنے سے گذر گئے تھے۔ اس خواب کی تعبیر حضرت ابراہیم نے حضرت جبرئیل سے پوچھی اور اُنھون نے اُسکی تعبیر یہ بیان کی کہ تیرے اُس فرزند سے کہ ابھی تولد ہوا ہی ایک ہزار پیغمبر پیدا ہونگے۔ بعد ادا ے حمد و سپاس حضرت ابراہیم نے یہ استدعا کی کہ میرا فرزند اسمٰعیل بھی مورد مہربانی خالق ہو۔ درجواب اسکے ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ابراہیم اسمٰعیل سے ایک ایسا پیغمبر پیدا ہوگا جو سب پیغمبرون پر سبقت لیجاویگا۔ اُس پیغمبر کی امداد و شفاعت کروانے کے لیے انسان تا بہ قیامت طلب کرتا رہیگا حضرت ابراہیم نے خالق کی مہربانی و رحم کا شکر ادا کیا (دیکھو قرآن کا سپارہ ۱۴۔ آیتہ ۴۱)۔ حمد و سپاس اُس خالق کو پہونچے جسنے کہ بڑھاپے مین مجھکو دو فرزند اسمٰعیل و اسحاق عنایت کیے۔ میرا خالق عاجزون کی دعاؤن کو بدرجۂ اجابت مقرون کرتا ہی۔ کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم کو ۹۹۔ برس کی عمر مین یہ حکم خالق سے بذریعۂ الہام پہونچا تھا کہ تو اپنا ختنہ کر۔ حضرت اسمٰعیل کا ختنہ بعمر ۱۳ سال اور اسحاق کا ختنہ بعمر یکسال ہوا۔ بعض کہتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل اسحاق سے ۳۔ برس بڑے تھے لیکن بعض کا یہ بیان ہی کہ اُنکی عمر مین چودہ برس کا فرق تھا۔ بعد اس اطلاع کے کہ ان دونون کی اولاد سے پیغمبر پیدا ہونگے حضرت ابراہیم کو یہ حکم آلہی ہوا تھا کہ ان دونون فرزندون مین سے ایک کو قربان کرکے چڑھاوے۔

قربانی اسمٰعیل

قربانی حضرت اسمٰعیل کے باب مین رائین مختلف ہین بعض اصحاب پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام مثلاً عمر بن الخطاب و علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما و دیگر تابعین کبار ا وسید بن جبیر و مسروق۔ و ابو ہذیل و زہری و سید وغیرہ یہ بیان کرتے ہین کہ وہ لڑکا

جسکو بطور قربانی پیش کیا تھا حضرت اسحاق تھے لیکن بعض اصحاب و تابعین کا یہ
اظہار ہے کہ حضرت اسمٰعیل بطور قربانی پیش کیے گئے تھے۔ ان اصحاب و تابعین کی
تفصیل یہ ہے۔ عبداللہ بن عباس۔ ابو ہریرہ۔ عبداللہ بن عمر۔ عباس۔ ابوطفیل
عمر بن وبلہ۔ امام الہدیٰ جعفر بن محمد بن صادق۔ سید بن المصیب۔ یوسف بن
مہان۔ مجاہد۔ شاپی۔ یہ دونون فریق بہت سے دلایل بہ اثبات اپنے اپنے اظہار
کے پیش کرتے ہین۔ مؤلف کتاب ہذا بیان کرتا ہے کہ ان دلائل کو بغور و تامل دیکھکر
میری راے یہ تقاضا کرتی ہے کہ اسمٰعیل ہی بطور قربانی پیش کیے گئے تھے اگرچہ عالم الغیب
ہی صحت اس امر کی جانتا ہے۔

کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے یہ منت رکھی تھی کہ اگر کریم کارساز مجھکو فرزند عطا
کریگا تو مین خدا کے نام پر ایک قربانی پیش کرونگا۔ بعد اس منت کے حضرت ابراہیم
کے دو فرزند اسمٰعیل و اسحاق پیدا ہوے۔ اس اثنا مین وہ اپنی منت کو بھول گئے
تھے۔ ایک شب وہ مکے مین کہ جاے قربانی ہے سوتے تھے کہ یکایک خواب مین یہ
آواز آئی کہ حکم الٰہی یہ ہے کہ تو اپنے فرزند کو بطور قربانی پیش کر۔ جب وہ خواب سے
بیدار ہوے اور ہوش مین آئے سوچنے لگے اور آخرش انکے دل نے یہ فیصلہ کیا کہ
قربانی کا پیش کرنا کچھ داخل فرائض نہین ہے۔ دوسری اور تیسری شب کو بھی وہ ہی
خواب دیکھا اور ایک آواز غیب خواب مین یہ آئی کہ کیا تو شیطان کے ورغلانے
سے اطاعت فرمان خالق سے انحراف کریگا۔ خواب سے بیدار ہوکر انھون نے سرہ
سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو اسمٰعیل کے سر کو دھو ڈال اور اسکے بالون مین تیل مل اور
پوشاک نفیس اسکو پہنا۔ بعد اسکے اسمٰعیل سے انھون نے یہ کہا کہ میرے لخت جگر تھوڑی
سی رسی اور ایک چاقو لیکر پہاڑون پر لکڑیان جمع کرنے کے لیے میرے ہمراہ چلو۔
اس بعد وہ دونون روانہ ہوے۔ راہ مین ابلیس بشکل انسان پیران سال آکے

دوچار ہوا اور پوچھنے لگا کہ کہان جاتے ہو در جواب اُسکے حضرت ابراہیم نے کہا کہ زیر دامن کوہ کار ضروری کے لیے جاتا ہون یہ سنکر ابلیس نے کہا کہ او ابراہیم شیطان نے تجھکو ورغلاتا ہی اور بہکا کر اس بات پر آمادہ کیا ہی کہ تو اپنے فرزند اسمعیل کو بطور قربانی پیش کرے جو لاحاصل ہی - اُسکی نسل سے ساری زمین بھر جاویگی - باوجود اِن کلمات کے ابراہیم نے بزور اپنی پیغمبری اور امداد الٰہی کے جانا کہ یہ شیطان ہی بلباس انسان کے پس وہ بہ آواز بلند کہنے لگے کہ او دشمن خدا تم یہان سے چلے جاؤ مجھپر تعمیل احکام الٰہی فرض ہی - جب ابلیس نے دیکھا کہ اُسکا فریب کارگر نہوا وہ مایوس و شرمندہ ہوکر وہان سے چلا گیا - تب حضرت اسمٰعیل کے پاس جاکر اُنسے کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ تمھارا باپ تمکو کہان لیے جاتا ہی - لکڑی کاٹنے کے بہانے وہ تمکو قربانی کرنے کے لیے لیے جاتا ہی - شیطان نے اُسکو پھسلایا ہی اور اُسکے دل مین یہ یقین پیدا کیا ہی کہ خواب جو اُسنے دیکھا تھا خدا کی طرف سے ہی - در جواب حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ کیا کوئی باپ اپنے فرزند کو قربان کرسکتا ہی - جو کچھ کہ خدا نے اُسکو حکم دیا ہی اور وہ اُسکی تعمیل مین مستعد و آمادہ ہوا ہی مین اُسکو بخوشی تمام منظور رکھونگا اور اُسپر عمل کرونگا جب ابلیس نے دیکھا کہ نہ تو ابراہیم اور نہ اُسکا فرزند ورغلانے مین آیا اُر اُسکا فریب کسی صورت کارگر نہوا وہ ہاجرہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ابراہیم لکڑی کاٹنے کے بہانے اسمٰعیل کو قربانی کرنے کے لیے لیگیا ہی - در جواب اُسکے ہاجرہ نے کہا کہ ابراہیم جو اپنے دشمنون سے مہربانی سے پیش آتا ہی کیا اپنے فرزند کے حق مین ایسا بےرحم ہوسکتا ہی - خواہ تیرا بیان سچ ہی خواہ دروغ یہ امر ابراہیم سے متعلق ہی اور میرا یہ فرض ہی کہ مین اُسکی مرضی کے موافق عمل کرون - یہ سنکر ابلیس مایوس ہوا اور اسطرح خالق نے ابراہیم اور اُسکے خاندان کو تحریص و ترغیب شیطان سے محفوظ رکھا -

کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم اُس مقام پر پہونچے جو بنام مِنا ب نامزد ہی اور جہان

پہونچکر انھون نے کیفیت اپنے خواب کی حضرت اسمٰعیل سے با لفاظ مندرجہ ذیل بیان کی
او میرے لخت جگر مین نے خواب مین دیکھا کہ مجھپر تیرا قتل کرنا فرض ہی۔ اس باب
مین تیری کیا راے ہی۔ در جواب اسکے حضرت اسمٰعیل نے کہا کہ جو کچھ حکم آلہی ہوا ہی
اسکی تعمیل کرو حضرت ابراہیم نے کہا او میرے فرزند تم کیونکر اس سختی کو بصبر و قناعت
برداشت کروگے۔ حضرت اسمٰعیل نے اسکے جواب مین یہ کہا کہ خدا مجھکو قوت برداشت
کی عطا کریگا میرے دست و پا باندھو تاکہ جب مین ذبح ہوتے ہوے تڑپون تو میرا
خون تمپر نہ گرے اور چاقو کو بھی خوب تیز کرو تاکہ جلد میرا کام تمام ہو اور تکلیف معلوم
نہو۔ اور میرا چہرہ نیچے کے رُخ کرو تاکہ ایسا نہو کہ میری تکلیف دیکھکر بسبب محبت
پدرانہ حکم آلہی کی تعمیل سے باز رہو۔ میری ضعیف العمر و پیران سال والدہ کو یہ کہکر
تشفی کرنا اور دلاسا دینا کہ مین نے اپنی زندگی خدا کی راہ مین بسر کی۔ یہ سنکر حضرت
ابراہیم کے دل مین بڑا اثر پیدا ہوا اور وہ بہ آواز بلند یہ کہنے لگے کہ او کریم کارساز تونے
میری تمام زندگی مین ہمیشہ میری دعائین اور عبادت آسمان مین تجھ تک پہونچتی
رہی ہین اور ضعیفی مین مجھکو تونے ایک فرزند عطا کیا ہی۔ برسون اور مہینون مین
اسکے نہونے کے سبب مغموم رہا ہون اگر اسکا قتل کرنا حکم آلہی ہی تو مین کون ہون
کہ اسکے خلاف عمل کرون لیکن اگر وہ حکم آلہی نہین تو ایسے گناہ کبیرہ کے کرنے سے
مجھے ہمیشہ ندامت و پشیمانی ہوگی۔ تمام فرشتے اور ارواحین زمین و آسمان اسلامت
حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل دیکھکر اور عبادت و ریاضت حضرت ابراہیم سنکر خوب
روئے اور خوب چلائے۔

حضرت ابراہیم نے چاقو تیز اپنے فرزند کے گلے پر رکھکر خوب دبایا لیکن چاقو ترچھا
ہو گیا اور اثر بخش نہوا اور اسیوقت ایک آواز غیب یہ آئی کہ تو خواب کی تعمیل
کرچکا۔ ایک اور آواز غیب یہ آئی کہ اپنے پیچھے دیکھو اور جسپر کہ تمھاری نظر پڑے اسکو

بجاے اپنے فرزند کے قربان کرو- جب حضرت ابراہیم نے پیچھے پھر کر دیکھا تو ایک بڑا مینڈھا پہاڑ سے اُترتا ہوا اُسکو نظر آیا- کہتے ہین کہ یہ مینڈھا چالیس برس تک باغ جنت مین پرورش پاتا رہا تھا لیکن بعضون کا یہ بیان ہی کہ یہ مینڈھا وہ ہی تھا جو ہابیل نے قربانی مین پیش کیا تھا اور جسکو خالق نے اس خاص موقع کے لیے بچار کھا تھا- ابراہیم مینڈھے کے پیچھے دوڑے اور اوسکو قربان کیا- حاجی کعبہ اب بھی یہ رسم عمل مین لاتے ہین اور اسکو جمرہ کہتے ہین اور اس موقع پر وہ پتھر شیطان کو مارتے ہین اسلیے کہ جب حضرت ابراہیم نے مینڈھے کا تعاقب کیا تھا شیطان نے پتھر سے اُسکو بھگانا چاہا تھا- رسم جمرہ جو اہل اسلام عمل مین لاتے ہین اُسکی بنا وہ ہی جو اوپر بیان ہوئی- رسومات جمرہ اہل اسلام مین تین ہوتے ہین یعنے اول و دوم وسوم-

کہتے ہین کہ حضرت ابراہیم نے سات پتھر مینڈھے کی طرف پھینکے تھے اور تیسرے جمرہ مین اُسکو پکڑ لیا تھا تب اُسکو پکڑ کے مین بمقام جمرہ کہ قربانگاہ ہی قربانی کرنے لگے- اسی اثنا مین حضرت جبرئیل اُترے اور اُنھون نے حضرت اسمٰعیل کے ہاتھ پاؤن کھولکر اُن سے یہ کہا کہ جو کچھ تم خدا سے چاہتے ہو اسوقت بیان کرو کہ یہ وقت سعید ہی- تب اُنھون نے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی کہ اے خالق کائنات مین یہ عرض کرتا ہون کہ تو اپنے صغیرہ و کبیرہ سے گناہ اُن اشخاص کے جو تجھپر یقین کرتے ہین اور تیری وحدانیت کے قائل ہین اور تیرے حکم کے فرمان بردار ہین یکقلم محو کر دے-

حضرت ابراہیم قربانی سے فارغ ہو کر اپنے فرزند اسمٰعیل کے پاس آئے اور وہان آنکر دیکھا کہ حضرت جبرئیل نے ہاتھ پاؤن کھولدیے ہین اور حضرت اسمٰعیل نے مومنون کے حق مین دعاے خیر مانگی ہی- یہ خبر سنکر وہ بڑے محظوظ ہوے اور حضرت اسمٰعیل سے

مخاطب ہو کر یہ کہا کہ تحقیقاً اے میرے فرزند خدا تیرا حامی و مددگار ہی۔ اُسیوقت آواز غیب یہ آئی کہ او ابراہیم تو انسان مین سب سے زیادہ راست گو ہی اور راست باز اور اشخاص قانع و صابرین تو سب سے درجۂ اعلےٰ پر ہی۔ تحریص و ترغیب تجھپر اثر نہین کرتی ہی۔ تیری عبادت و ریاضت کامل ہی۔ کیسی ہی تکلیف و مصیبت تجھپر عائد ہو تو طریقہ صبر و استقلال مین قائم رہتا ہی اور مرضی الٰہی پر شاکر ہی مین نے اسی وجہ سے تیرے لیے بہشت مین درجۂ اعلےٰ مقرر کیا ہی اور تیری وفاداری کو دنیا و عقبیٰ مین بزرگ منزلت کیا ہی۔ جو ریاضت و عبادت مین ثابت قدم ہین اُنکے لیے یہ انعام تجویز ہوتا ہی۔ خدا ہر ایک کو دیکھتا ہی لیکن کوئی اُسکو نہین دیکھہ سکتا ہی۔ ابراہیم تو میرا ایماندار اور وفادار خلیل ہی اور میرا پیام بر۔ مین نے تجھکو تمام مخلوقات پر ترجیح دی ہی۔ اور اسمٰعیل تو بڑا پاک طینت و میرا رسول ہی۔ بسبب صفائی تیرے قلب کے مین نے تجھکو ساکنین روے زمین سے درجۂ اعلےٰ پر مقرر کیا ہی۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل نے یہ سنکر خدا کا شکر ادا کیا اور اُسکی مہربانی کے ثناخوان ہوے اور حمد و سپاس کرنے لگے۔

مورخ طبری کا یہ بیان ہی کہ جب حضرت ابراہیم نے یہ آواز غیب سنی تھی کہ تو نے خواب کی تعمیل کی وہ نہایت مخوف ہوے اور کانپنے لگے۔ اور چاقو اُنکے ہاتھ سے گر پڑا۔ حضرت جبرئیل مینڈھے کا کان پکڑکر جنت سے لے آئے اور اُسیوقت باواز بلند اللہ اکبر کہنے لگے۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم نے تکبیر پڑھی اسلیے کہ وہ مینڈھے کو دیکھکر لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر پڑھنے لگے۔ حضرت ابراہیم نے تب اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے میرے لخت جگر تم اپنا سر اُوٹھاؤ اسلیے کہ کریم کارساز بے نیاز نے ہمارا دل خوش کیا ہی۔ پس حضرت اسمٰعیل نے اپنا سر اُٹھایا اور وہ دونون حضرت جبرئیل اور مینڈھے کو دیکھکر اللہ اکبر ذی الحمد کہنے لگے۔ کتاب منبع الطاف مین

مین بیان ہوا ہی کہ جعفر الصدیق کا یہ اظہار ہی کہ خدا نے حضرت ابراہیم کو قربانی اپنے فرزند عزیز سے باز رکھا اور بجاے اُسکے مینڈھے کو بطور قربانی قبول کیا اور اوسکو کفارہ بزرگ سمجھا۔ خلیل اِس حکم خدا سے بڑے مغموم و متفکر و متردد ہوے تھے اور خدا نے بذریعۂ الہام اُنکو یہ خبر دی کہ وجہ بچانے اسمٰعیل کی قربانی سے یہ ہی کہ روشنی پیغمبری محمدؐ اُسکی پیشانی پر ہی اور تمام پیغمبر آدم سے لیکر محمد خاتم المرسلین تک اُسی کی نسل مین سے ہونگے۔ حضرت خلیل نے خدا سے دعا مانگی اور وہ مستجاب ہوئی اور بذریعۂ الہام اُنکو یہ پیام آیا کہ تمام پیغمبر جو تمنے دیکھے ہین تمھارے فرزند کی پشت سے تولد ہونگے۔ اِن پیغمبرون مین حضرت ابراہیم نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور علیؑ بن ابی طالب اور فرزندان فاطمہؑ کو دیکھا۔ ابراہیم نے پوچھا کہ محمدؐ کے پاس جو درجہ اعلی پر کھڑا ہی وہ کون ہی۔ تو جواب یہ آیا کہ وہ حسینؑ فرزند علیؑ بن ابی طالب ہی جو زمانہ اخیر مین روشنی جمیع پیغمبران ہوگا اور وہ فرزند دختر محمد مصطفے صلعم ہی۔ حضرت ابراہیم نے درجواب کہا کہ مین اُس شکل سے بنسبت اپنے فرزند اسمٰعیل کے زیادہ تر الفت و محبت رکھتا ہون اگرچہ وہ میرا اپنا فرزند ہی اور خدا نے اُس بات پر یہ کہا کہ مین نے بسبب ریاضت و عبادت اسمٰعیل کے حسین کو منظور نظر کیا۔ پس بموجب بیان امام جعفر قربانی بزرگ سے مراد قربانی حسین بن علی تھی اور مینڈھا علامت اُس قربانی کا تھا جو زمانہ آیندہ مین ہونیوالی تھی کیونکہ وہ اپنی کیفیت ورائے مین یون بیان کرتا ہی کہ خدا قرآن مجید مین جو اوس قربانی کو بزرگ لکھتا ہی تو اُسکی مراد مینڈھے سے کیونکر ہو سکتی ہی۔ مینڈھا خدا کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہی۔ دوسرا بیان اِس مشہور واردات کا یہ ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام درحقیقت بانی کعبہ تھے۔ بعد اُنکی وفات کے شیث نے اُسکی مرمت کی اور تمام انسان نے گرد اُسکے طواف کیا۔ بعینہٖ اُسی طور سے

جیسا کہ اہل اسلام بروقت حج کے کیا کرتے ہین - طواف کعبہ حکم الٰہی ہے - بروقت نزدیکی زمانہ طوفان نوح بحکم الٰہی ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور اُس سنگ سیاہ کو جو آدم جنت سے لائے تھے مع اور پتھرون کے جو انھون نے پہاڑ مین تعمیر کعبہ کے لیے جمع کیے تھے چوٹی پہاڑ پر لیگیا -

کہتے ہین کہ جب آدم علیہ السلام بسبب نافرمانی احکام الٰہی بہشت خم ہوے رودیکھو قرآن کے پارہ ۲۰ - آیہ ۱۱۹) وہ نہین جنت سے اس دنیا مین نکالا گیا اور عرصہ دراز تک روتا اور اشک حسرت ڈالتا رہا اور حالت رنج والم مین خالق کی طرف مخاطب ہو کر یہ عرض کرنے لگا کہ او خالق زمین وزمان تو ہر صورت مین اُنکی فریادون کو سنتا ہے جو گریہ وزاری کرتے ہین مین اب آواز فرشتون کی سنتا نہین اور یہ رنج مجھپر سب سے زیادہ بھاری ہے - اس اثنا مین آواز غیب خدا سے یہ آئی کہ او آدم واسطے تیری اولاد کے ہین نے ایک مکان متبرک آسمان سے زمین پر بھیجا ہے اُسکے گرد طواف کرنا اپنا فرض سمجھو بعینہ اُسی طور سے جیسا کہ فرشتے گرد تخت معبود حقیقی طواف کرتے ہین - اِسوقت تمھارا فرض یہ ہے کہ تم فوراً اُس مکانمین جاؤ - اُس مقام پر سوا میرے خیال کے کسی اور خیال کو دل مین جا گزین نہ کرو - حضرت آدم حسب الحکم خالق فوراً روانہ سمت کعبۃ اللہ ہوے - حاجی کعبہ راہ مین مالک اُس خانہ کے چہرہ دیکھنے کی آرزو رکھتے ہین -

چونکہ وہ کمال شوق سے روانہ ہوے اُنکا ہر قدم پچاس فرسنگ سے کم نتھا پس وہ جلد راہ طے کر گئے اور اپنی منزل مقصود پر جا پہونچے وہان جا کر انھون نے ایک مکان سرخ چینی کا بنا ہوا دیکھا اُسکے دو دروازے جو بجانب مشرق و مغرب تھے سبز زمرد کے بنے ہوے تھے - بحکم الٰہی ایک فرشتہ اُترا اور اُسنے حضرت آدم کو اُن رسمیات سے آگاہ کیا جو اُس مکان مقدس مین ضروری و فرائضات سے تھین

جسوقت کہ حضرت آدمؑ اِس خیال مین مصروف تھے فرشتہ اُنکے سامنے آیا اور کہنے لگا کہ او آدم خدا تیرے اِس چال وچلن سے راضی ہوا اور تیرے اِس حج کے کرنے سے خدا نے تمام تیرے گناہ معاف کیے۔

کہتے ہین کہ بروقت طوفان نوح فرشتے اِس مکان کو آسمان پر لے گئے تھے۔ دوسری روایت اِس باب مین یہ ہو کہ جب آب طوفان خشک ہوا مقام کعبہ بذریعہ تودہ مٹی سُرخ نظر آیا اور اُسکے گرد لوگون نے طواف کیا بسبب ادائے اِس رسم مذہبی کے خدا نے اُنکی دعاؤن کو قبول کیا۔ آخر ش حضرت خلیل نے بحکم الٰہی اُس مکان کو دوبارہ تعمیر کیا۔ محض اِس نظر سے کہ خاندان خلیل کفیل خدمت کعبہ رہا خدا نے حضرت جبرئیل کو یہ حکم دیا کہ خلیلؑ کے ہمراہ مشیم سے مکّے کو جاؤ اور اسمٰعیل اور اُسکی والدہ کو اُس خدمت پر مقرر کرو۔ اسیطرح حضرت ابراہیمؑ اور اُنکے فرزند نے جو مخلوقات انسان مین سب سے درجہ اعلےٰ پر ہین بناء اِس مکان متبرک کی ڈالی اور تمام مخلوقات انسان کو وہان طلب کیا۔

بروقت پہونچنے کے مکّے مین حضرت خلیلؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو تیر بناتے ہوے دیکھا حضرت خلیلؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو حکم الٰہی سے مطلع کیا اور اُنھون نے اُسکو بسر وچشم قبول کیا حضرت ابراہیمؑ نے یہ ارادہ کیا کہ اُس مکان متبرک کو اُسی مقدار پر دوبارہ بنانا چاہیے جیسا کہ وہ سابق بنا ہوا تھا۔ اُنکو بخوبی معلوم تھا کہ ابعاد ثلاثہ اُس مکان مقدس کا بعہد آدم کیا تھا۔ اِس باب مین مختلف روایتین ہین۔ وہ تمام کتاب روضۃ الصفا مین درج ہین۔ اُن سب روایتون سے ایسا واضح ہوتا ہو کہ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ کو مقدار طول وعرض وبلندی مکان متبرک سے واقف وآگاہ کیا تھا حضرت اسمٰعیلؑ مٹی اور پتھر لائے اور اُنکے باپ نے اُس مکان مقدس کو تعمیر کیا۔ اِس طور سے بلندی مکان کی اُس درجہ پر پہونچی کہ حضرت ابراہیمؑ بقصد

وہان تک چڑھا نہ سکے۔ اِسی وجہ سے وہ ایک پتھر پر چڑھ کر اُس مکان کو بنانے لگے نقش اُنکے پانؤن کا اُس پتھر پر ابتک نمودار ہی۔ وہ پتھر بزمانۂ حال مقام ابراہیمؑ کہلاتا ہی۔ جب مکان اُس بلندی تک بن چکا ہہان کہ وہ سنگ سیاہ جسکو فرشتے صدمۂ طوفان نوح سے بچانے کے لیے چوٹی کوہ ابو قبیس پر لے گئے تھے رکھا ہوا تھا وہ اُس پتھر کو لینے گئے اور حضرت ابراہیم نے اُسکو اُس مکان مین اپنی اصلی جگہہ پہ رکھدیا۔ جسوقت کہ یہ پتھر جنت سے آیا تھا وہ برف و دودھ سے زیادہ تر سفید و براق تھا لیکن بسبب اسکے کہ کفار و نافرمانبرداران احکام آلہی کے ہاتھ اور چہرے اُسپر لگے وہ بدرنگ ہو گیا۔

ایک اور روایت یہ بیان کرتے ہین کہ جب وہ عمارت کسی خاص بلندی تک تعمیر ہو چکی تھی حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ سے کہا کہ ایک تحفہ و نادر و خوشنما پتھر لاؤ تاکہ وہ بطور یادگاری و علامت لوگون کے لیے یہان قائم کیا جاوے۔ جو پتھر کہ حضرت اسمٰعیل لائے حضرت ابراہیمؑ کے پسند خاطر نہوا پس وہ خود ایک اور پتھر لانے کے لیے روانہ ہوا چاہتے تھے کہ اِس اثنا مین ایک آواز غیب یہ آئی کہ او ابراہیم کوہ ابو قبیس پر ایک پتھر تحفہ و نادر رکھا ہوا ہی۔ بموجب ہدایت اُس آواز غیب کے وہ خود وہان گئے اور اُس سنگ سیاہ کو لائے اور چونکہ حضرت اسمٰعیلؑ اُسوقت وہان موجود نتھے اُنھون نے یہ امر واقعی زبانی اپنے باپ کے بروقت اُنکی مراجعت کے اُس سفر سے سنا جب وہ عمارت تعمیر ہو چکی حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ نے خدا سے دعا مانگی کہ ثمرہ ہماری محنت کا قبول ہو۔ وہ دعا اُنکی مستجاب ہوئی۔ اُسوقت حضرت جبرئیلؑ اُترے اور اُنھون نے رسمیات طواف و مناسک یعنے قربانی و کوہ عرفات و رمی جمرہ و سعی و شامی۔ جو حاجیان زمانۂ حال مین سنت ہین اُنکو سکھلائین۔

قبل از روانہ ہونے کے مکے سے بطرف شیم حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو اپنا خلیفہ یا خالف یعنے اپنا جانشین مقرر کیا۔ کہتے ہین کہ ابراہیمؑ ۱۲۰ برس کی عمر پر پہونچ گئے تھے۔

حال وفات حضرت ابراہیمؑ

بعض کا یہ قول ہو کہ بعد وفات سرہ حضرت ابراہیمؑ نے ملک کنعان مین ایک اور شادی کی۔ اُس قبیلہ سے چھہ فرزند تولد ہوے۔ اِن فرزندون سے ایسی اولاد بڑھی کہ تعداد بیٹون اور پوتون اور اُس قوم کی بکثرت زیادہ ہوگئی لیکن پیغمبری خاندان اسحاقؑ و اسمٰعیلؑ مین رہی۔ حضرت ابراہیمؑ کے پاس ریوڑ اور مویشی بکثرت تھے اور وہ اِس سبب سے دولتمند ہوگئے۔ کہتے ہین کہ مخلوقات انسان مین یہی شخص اول تھے جنکی داڑھی بسبب ضعیفی و پیران سالی سفید ہوگئی تھی۔ اِس بات سے متعجب ہوکر اُنھون نے خدا سے بذریعۂ نماز یہ استفسار کیا کہ باعث اِس واقعۂ عجیب کا کیا ہو اُسکے جواب مین آواز غیب یہ آئی کہ یہ علامت ادب اور سنجیدگی طبع کی ہو۔ تب اُنھون نے خدا سے یہ استدعا کی کہ سنجیدگی طبع زیادہ ہو۔

کہتے ہین کہ حضرت ابراہیمؑ نے خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ جبتک مین خود نہ چاہون تب تک اِس دار فانی سے رحلت نہ کرون۔ یہ دعا اُنکی بدرجۂ اجابت مقرون ہوئی۔ جب وقت اُنکی موت کا قریب آیا حضرت ملک الموت بشکل انسان عمر رسیدہ اُنکے روبرو آئے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے موافق طریقۂ مہمان نوازی کے کھانا اُنکے سامنے رکھا اُنھون نے کہا کہ میرے ہاتھ بہت کانپتے ہین حتی کہ بسبب ضعیفی لقمہ منھ مین جانے کی جگہہ ناک و کان کیطرف جاتا ہے۔ ہاتھ میرے قابو کا نہین رہا ہو۔ حضرت ابراہیمؑ یہ صورتحال دیکھ کر بڑے متعجب ہوے اور اُنسے پوچھا کہ وجہ اسکی کیا ہو۔ درجواب اُسکے

حضرت ملک الموت نے کہا کہ یہ نتیجہ پیران سالی کا ہی۔ حضرت ابراہیم نے تب یہ پوچھا
کہ تمہاری عمر کیا ہی۔ حضرت ملک الموت نے جواب دیا کہ میری عمر ابراہیم کی عمر سے
کم ہی۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم نے کہا کہ میری اور تمہاری عمر مین چندان فرق نہین اور متحیر
و متعجب ہو کر یہ پوچھا کہ کیا مین بھی ایسا ہی ضعیف ہو جاؤنگا حضرت ملک الموت
نے جواب دیا کہ بیشک تم بھی ایسے ہی ضعیف ہو جاوگے۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم
چند لحظہ دریاے تفکر مین غرق ہوے اور من بعد خدا سے یہ دعا مانگی کہ مجھے موت دے
اور اس ضعیفی و ناتوانی سے خلاص کر۔ یہ دعا مانگتے ہی ملک الموت نے اُنکی روح
قبض کر کے بہشت فردوس مین پہونچائی۔

ایک اور راوی کا یہ بیان ہی کہ جب حضرت ملک الموت حضرت ابراہیم کے سامنے
آئے تو حضرت ابراہیم نے اُنسے پوچھا کہ کیا یہ ممکن ہی کہ دوست دوست کی
جان قبض کرے۔ حضرت ملک الموت اُس سوال کو خدا کے پاس لے گئے اور وہانسے
یہ حکم ہوا کہ درجواب اسکے یہ کہو کہ کیا دوست دوست کی ملاقات کا بدل مشتاق نہین
ہوتا ہی۔ اُسکے دیکھنے کی کمال آرزو نہین رکھتا ہی۔ یہ جواب سنکر حضرت ابراہیم
نے اس جہان فانی سے رحلت کرنا بدل منظور کیا اور سیدا نہا سے خیرون مین متصل
قبر سیرہ مدفون ہوے۔ اُس زمانے مین مہمان نوازی بہت ہوا کرتی تھی مہمان کی
میزبان کے گھر مین ہی بڑی خاطرداری و تواضع نہین ہوتی تھی بلکہ بروقت اُسکی روانگی کے
توشۂ راہ بھی اُسکے ہمراہ دیا جاتا تھا۔ کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت ابراہیم نے ایک شخص
عمر رسیدہ کی دعوت کی اور وہ اُسکو اپنے گھر لے گئے۔ لیکن جب اُنکو دریافت ہوا
کہ یہ کافر ہی اُسکے روبرو تحفہ و نا دکھانا نرکھا اور اُسکو اپنے گھر سے نکالدیا۔ یہ حال
دیکھکر خالق نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ سالہا سال سے یہ کافر میری نعمتون سے پرورش
پاتا رہا ہی اور پھر بھی وہ بُت پرستی کرتا ہی باوجود اسکے مین نے کبھی ایک روز بھی

اسکی روزی بند نہ کی پس چونکہ تو میرا دوست اور میرا حواری ہی تجھے لازم نہین کہ تو اسکی روزی بند کرے اور میرے رحم سے اسکو فائدہ نہ اٹھانے دے۔ یہ سنکر حضرت ابراہیم اس شخص ضعیف العمر کی تلاش مین گئے اور اس سے ملکر تمام سرگذشت بیان کی۔ اس بات نے کافر پیران سال کے دل مین بڑا اثر پیدا کیا اور وہ خوب رویا۔ تب اسکے دل مین یہ خیال گذرا کہ اگر شاہ اپنے دوست کو بوجہ اسکی بدچلنی کے اپنے دشمن سے ایسی لعنت ملامت کرتا ہی تو وہ اپنے دوستون پر کیسا مہربان ہوگا اور اثر اس خیال کا اسکے دل پر ایسا ہوا کہ وہ مومن بن گیا اور خدا پر اعتقاد لایا۔

کہتے ہین کہ دس کتابین آسمان سے ابراہیم کو اتری تھین۔ وہ تمام پند و نصائح و احکام مذہبی سے پر تھین۔ ان پند و نصائح مین سے ایک ذیل مین درج ہی۔

او حاکمون و منصفون و بادشاہون کہ غربا پر حکمرانی کرتے ہو ترغیب شیطان و اغراض نفسانی و طمع دنیوی سے گمراہ نہو اور طریقہ صواب کو نچھوڑو۔ مین نے تمکو باقی مخلوقات سے اسلیے منتخب نہین کیا ہی کہ تم رعایا پر دست ظلم و تعدی دراز کرو اور انکے مال مارو اور انکو ایذا پہونچاؤ۔ شاید تم یہ بھی خیال کروگے کہ مین بھی ایسا ہی کرتا ہون اور تم سے چاہتا ہون کہ تم بیکسون کو مجھ سے دعا مانگنے نہ دو۔ یہ خیال تمھارا غلط ہی مین غربا اور بیکسون کی دعاؤن کو مسترد نہین کرتا ہون اگرچہ وہ کافر ہی ہون۔

کہتے ہین کہ بہت سے رسمیات مذہبی جو فی زمانہ حال مستعمل ہین حضرت ابراہیم کی ایجاد سے ہین۔ وہ بھی مصنف بیان کرتا ہی کہ سنتون مین یہ سب سے بہتر و اعلے ہی کہ حضرت محمد صلعم جو فخر دنیا ہین اپنی قوم مین سے ایک متنفس تھے۔ بہت سی سنتین تو ابتک اہل اسلام مین فی زمانہ حال مستعمل ہین۔

حالات مندرجہ بالا تعلقات باہمی مابین مذاہب حضرت ابراہیم و حضرت محمد علیہ السلام بیان کرنے کے لیے کافی متصور ہین مطلب اصلی مذہب اسلام کا اطاعت مرضی خالق ہی بڑی مثال

اسکی تواریخ انسان مین وہ فرمانبرداری حضرت ابراہیم کی ہی جبکہ بحکم خالق وہ اپنے فرزند کے قربان کرنے کے لیے آمادہ و مستعد ہوے تھے۔ اصول بیگ تاشنی مین جنکا ذکر کسی مقام پر آگے آویگا یہ امر بخوبی درج ہی۔

درباب لفظ حنفیہ مشہور تہہ مئو ائرڈوس عہد عیبس آف کرزن ڈی پرسی ول بیان کرتا ہی کہ اسکے معنے مذہب حضرت ابراہیم کے ہاین۔ اسی کتاب کی جلد اول صفحہ ۲۲۳ مین حال مندرجہ ذیل درج ہی۔

عبداللہ فرزند جہیش اگرچہ مکے مین مسکون تھا لیکن وہ فرقہ قریش مین سے نتھا وہ بلحاظ اپنی والدہ کے اسد فرزند قریبا کی اولاد مین سے تھا اور اپنی والدہ دادیہا کی طرف سے جو دختر عبدالمطلب تھی فرقہ قریش سے متعلق تھا۔ مذہب حضرت ابراہیم پر مستقل ہونے کے لیے اسنے کمال سعی و کوشش کی لیکن کچھ فائدہ ظہور مین نہ آیا بلکہ شک و شبہ اسکے دل مین قائم رہا جبتک کہ حضرت محمد صلعم نے درس دینا شروع کیا اسوقت عبداللہ نے مذہب اسلام کو مذہب حقیقی سمجھکر اختیار کیا لیکن تھوڑے ہی عرصے کے بعد وہ اس سے منحرف ہوکر راغب بطرف مذہب عیسائی ہوا اور اس مذہب کو اسنے اختیار کیا۔

یہ ان چار اشخاص مین سے تھا جنھون نے کہ ملک عرب کے بتون کے تیوہار کے روز برملا عوام مین کھڑے ہوکر بیان کیا تھا کہ ہم پیرو ایسے مذہب کے نہین۔ ہمارے ہم وطن گمراہ ہوگئے ہاین وہ مذہب ابراہیم پر چلتے نہین۔ یہ بت کیا ہاین جنکے لیے وہ قربانی کرتے ہاین اور ارد گرد انکے سواری لیجاتے ہاین۔ وہ پتھر ہاین بے زبان و حس جنمین نیک و بد کرنے کی طاقت نہین ہی۔ ہمین چاہیے کہ حضرت ابراہیم کے مذہب کی تلاش کرین اور اسکی تلاش مین اگر سفر ممالک غیر کرنا ضروری متصور ہو تو ہمین پہلو تہی نکرنا چاہیے۔ درباب نئے مذہب اسلام کے ایم ڈی پرسی ول کا یہ بیان ہی کہ

کہ وہ مذہب نیا نتھا بلکہ مذہب حضرت ابراہیم بحالت اصلی بحال کیا گیا تھا۔ مشہور مصنف تواریخ عرب کوچھان کراِس امرواقعی کومستحکم کرتا ہی کہ حضرت محمد صلعم نے بنا اپنے مذہب کی بموجب روایات زمانہ قدیم مذہب حضرت ابراہیم پر ڈالی تھی۔ جو کچھ کہ مذہب حضرت محمد صلعم مین مطابق روایات مذہب حضرت ابراہیم متحقق نہو انکی تصدیق کے لیے اور روایات ولایت ہند و یونان تلاش کرنی چاہیین یا جیسا کہ قرآن مین اکثر جگہ بیان ہوا ہی کتب الہامی مین دیکھنا چاہیے۔

اتم بودھ یا علم روح

اِس کتاب کے ملاحظے سے جسمین کہ حال مذہب صوفی درویشان درج ہوا ہی اور بھی چند اور باب کے دیکھنے سے جنمین کہ حال فقرا اقلیمہا ہوا ہی ناظرین پر ظاہر ویاہر ہو گا کہ مسائل مذہب صوفی مسائل اہل ہند سے کہ ویدانت مین لکھے گئے ہین بہت مشابہت رکھتے ہین۔ جرنل ایسی ایٹاک پیرس سو نمبر جنوری ۱۸۲۸ء مین بہت سے مضامین دلچسپ اِس باب مین تحریر ہوے ہین اُنسے ظاہر ہو گا کہ طریقہ مذہب صوفی مصنفان زبان شاستری سے نکلا ہی۔ بیان کرنا چند مسائل متشابہ کا اِسجا خالی از فوائد متصور نہین۔ برہم جو ویدیعنے کتب مقدس ہنود مین بڑا دیوتا ہی ایک روح برتر و پاک ہی جس سے کہ اور ارواح نکلی ہین۔ معتقدان برہم کے جمیع مسائل درباب دیوتا اُسی سے نکلے ہین۔

تمنا کے معنے علم آلہی یا شوق تحصیل علم آلہی یا از علم آلہیات برہم ہین۔ بڑا مسئلہ ویدانت کا یہ ہی کہ برہم قادر مطلق وجود پاک ہی جو اشخاص کہ باب مذہب کے درجہ چہارم پر پہونچا چاہتے ہین۔ یعنے سنیاسی بننے کی آرزو رکھتے ہین اُنپر فرض ہی کہ وہ اِس مسئلہ سے واقف ہون۔ مذہب برہم ایسا مجمل و مختصر و پیچیدہ ہی کہ اُسکی

تشریح اسجا نہین ہو سکتی ہو اور یہ مطلب اِس کتاب کا اسکی توضیح و تشریح سے ہی۔ ولایت یوروپ کے مصنفون نے اِس مضمون پر اسقدر لکھا ہی کہ اس سے زیادہ تر لکھنے کا دعوی کرنا داخل گستاخی ہی۔ اگر زیادہ تر تشریح و توضیح کسی مضمون کی اِس باب مین مطلوب ہو تو اُن کتب کو جو مختلف زبانون ولایت یوروپ مین موجود ہین اور جنکی تفصیل لکھی جائیگی۔ دیکھو۔ صرف یہ کہنا اسجا کافی ہی کہ طریقۂ درویشان مین جو مسائل کہ تاریک و مخفی ہین اور مسلمانون کے مسائل سے ملتے نہین وہ ویدانت سے نکلے ہین۔ یہ درویش شمالی قطعۂ ہند سے ایران مین گذر کر تمام ایشیا مین جہان کہین اُنکا فرقہ پایا جاتا ہی پھیل گئے۔ یہ بھی قریب العقل معلوم ہوتا ہی کہ پرستش دیوتاؤن کی جو ہند مین پائی جاتی ہی قطعۂ شمالی یوروپ مین داخل ہوئی تھی۔ قصائص دیوتا و دیوی ہندوستان قطعۂ شمالی یوروپ مین پھیل گئے تھے۔ علم دیوتاے ہنود طریقۂ بت پرستی ساکنین قطعۂ شمالی یوروپ ہوگیا لیکن اُنمین باہم موافق اختلاف آب وہوا و اختلاف موسم و اختلاف پیدائش نباتات بسبب اختلاف عرض مکان کچھ کچھ اختلاف ہوتا گیا۔ اثر زبان کا اِنسان کے دل پر اُس سے زیادہ پیدا ہوتا ہی جیسا کہ بادی النظر مین ظاہر ہوتا ہی۔ زبان شاستری جو اب کسی ولایت مین بولی نہین جاتی ہی راز مخفی کے مفصل تفصیل کرنے کے قابل ہی۔ محاورات کے باب مین کوئی زبان دنیا کی اُسکی ثانی نہین۔ اُس زبان مین کتب مذہبی ہنود لکھی گئی لیکن وہ زبان اہل ہند کی بولی نتھی۔ باب حکمت مین ہند نے یونان سے رقیبی کی ہی۔ مدارس ہند و یونان مین تعلیم باب حکمت کے لیے مقرر تھی اور اُستاد کامل درس دینے کے لیے موجود۔ لیکن دونون روشنی و ہدایت خالق سے بے بہرہ تھے اگرچہ وہ بزور عقل امور متعلقۂ عقبیٰ کا حال جو اِنسان کی غرض سے لاحق ہی کہنے لگے اور اُسمین بہت ترقی کر گئے تھے۔ زمانۂ حال مین بھی اشخاص راز جو اُن کتب کو

جو انھون نے بزور اپنی عقل کے لکھی تھین مطالعہ کرتے ہین - اور وہ لوگ جو باب مذہب
مین صد ہا سال بطور غلامی کے پھنسے رہے ہین اور پابند خیالات بزرگان دین چلے
آئے ہین ان مسائل کی پیروی جو روشنی مذہب حقیقی کو تاریک کرتے ہین چھوڑ
نہین سکتے ہین - انسان کو دیوتا بنا کر اُسکو پاک تصور کرتے ہین اور اُسکی پرستش
افضل سمجھتے ہین - مذہب ویدانت و صوفی مین اس خیال کو اس درجہ غایت پرلے گئے ہین کہ
وہ اسطرح بیان کرتے ہین کہ روح انسان بذریعہ گوشہ نشینی بشغل خیالات خالق
زمین و زمان پاک و صاف ہو کر اُس روح سے جہان سے وہ نکلی ہی پھر ملکر ایک
ہو جاتی ہی - پیروان طریقہ درویش مین سے نہایت عقیل و فہیم بھی یہ یقین کرتے ہین
کہ بذریعہ خاص طریقے پرستش کے انسان خالق کے نزدیک آتا جاتا ہی اور یہ ہی مطلب
اُسکے نزدیک پرستش کا ہی - روح اُسکی ذات باری تعالےٰ مین تلین ہو جاتی ہی
روح انسانی ذات باریتعالےٰ مین سے نکلکر بلباس جسم انسانی جلوہ گر ہوئی ہی -
روح انسانی پانچ حالت مین رہتی ہی یعنے حالت بیداری و حالت خواب و حالت
نوم و حالت ضعف و فات و حالت ممات - صورت اخیر مین وہ جسم سے بالکل جدا
ہو جاتی ہی اور تعلق اُسکا اُس سے جاتا رہتا ہی - تیسری حالت یعنے حالت نوم مین
وہ خدا کی روح مین تلین ہو جاتی ہی - بعد وفات روح انسانی اور جسمون مین
داخل ہو جاتی ہی - ارواح پاک و نیک تو اس دنیا کے احاطے سے بالاتر درجہ پر
جاتی ہی اور اُسکو انعام اُسکے اعمال و افعال نیک کا ملتا ہی لیکن ارواح ناپاک
گنہگارون کی درجہ انسان سے پست تر درجے پر جاتی ہی اور جسم حیوانات مین حلول
کرتی ہی - درویش قرآن کے باب ۵۶ - فقرہ ۱۰ - کا ترجمہ موافق مندرجہ ذیل
کرتے ہین - میرے لوگو تم عقبےٰ مین گروہون مین اُٹھوگے - وہ یہ بیان کرتے ہین
کہ اشخاص شریر و بد ذات جنھون نے کہ اس دنیا مین انسانیت پر بٹہ لگایا ہی حیوانات

ہنکر پھر اس دار فانی مین زندگی بسر کرینگے مطلب اصلی انسان کا از روے ویدانت یہ ہی کہ عالم برہم مین جا کر قالب انسانی سے چھوٹے اور جہان سے نکلا ہی اسمین تلین ہو جاوے۔ درویش خیال معبود حقیقی مین غرق ہو کر روح اللہ مین ملجاتا ہی مثلاً پیر و فرقہ میولی وے بموجب طریقہ مقررہ اپنے پیر کے چکر کھاکر یہ یقین کرتا ہی کہ مین اس طریق سے خالق کے نزدیک آتا جاتا ہون اور پیر و فرقہ رو فائی ذکر حق بہ آواز بلند کرکے یہ گمان کرتا ہی کہ مین اس طریق سے پاک ہوتا جاتا ہون اور روح اللہ مین جسکے ذکر مین مشغول ہون تلین ہوتا جاتا ہون۔ کراوانا۔ وسنانا۔ وندادھیانا درحقیقت سیما۔ ومراقبہ۔ وتوید جوہ۔ وذکر طریقہ درویشان ہی۔ برہمن کا بودھا علم ہی۔ اور جنانا۔ درویشون کا مرافت ہی بدون جسکی روح کا آزاد ہونا دائرہ امکان سے خارج ہی۔ فرقہ بیگنا شیس کا یہ اعتقاد ہی کہ خدا سب مین ہی اور روح جب قالب انسانی سے نکلجاتی ہی اور حیوانات مین حلول کرکے آتی ہی اسوجہ سے وہ کسی جاندار کو مارتے نہین۔ وہ گمان کرتے ہین کہ شاید روح کسی انسان کی اسمین داخل ہوئی ہوگی۔ یہ عقیدہ ترہم کا ہی جو سب مین موجود ہی۔ مسئلہ عناصر اربع مذہب صوفی ہی یعنے آتش و آب و خاک و باد چار عنصر ہین جنسے کہ انکی دانست مین جسم بنا ہی اور قوت فہم پیدا ہوئی ہی۔ اور اوپادھی۔ ایک لطیف مائی ہی جو عنصر حیات کو طاقت بخشتا ہی اور پران یعنے دم سے مختلف ہی۔ درویش اسکو نفس کہتے ہین جو دراصل خالق سے نکلا ہی۔ نفس بند کرکے خالق کی یاد مین مشغول ہونیسے وہ پاک ہو جاتا ہی۔ عالم خیال برہمنون کے طریقے کا بڑا جزو ہی۔ تمام چیزین اس دنیا کی ناپائدار و وہمی و خیالی ہین اور سواے برہم کے کوئی اور شئی اصلی یا موجود نہین۔ صوفی برہم کو اللہ کہتے ہین۔ برہم اشیاے دنیوی سے مشابہت نہین رکھتا ہی سواے برہم کے کوئی اور چیز موجود نہین اگر سواے اسکے کوئی اور شئی

پیدا ہو تو وہ مثل معراج ریگستان وہمی و خیالی ہوگی۔ علما و فضلا و واقفان علم الٰہی وجود خالق کو مثل درویش حی القیوم و زندہ و ابدی سمجھتے ہین لیکن جسطرح کہ نابینا آفتاب کو نہین دیکھ سکتا ہی اُسی طرح چشم جاہل بھی خدا کو نہین دیکھ سکتی ہای اور نہ اُسکا تصور دل مین باندھ سکتی ہی۔ جو اپنے تئین پہچانتا ہی اور اپنی روح کا حج کرتا ہی سب اسرار اُسپر کھلجاتا ہی۔ نہ تو صور تحال آسمان و نہ زمین و زمان و نہ سردی و نہ گرمی اُسکی حارج ہوتی ہی اور نہ اُسپر اثر کرتی ہی۔ سرور دل اُسکو مدام حاصل رہتا ہی اور تمام گناہون اور ناپاکی سے وہ مبرا ہوتا ہی۔ کار دنیوی سے بالکل فارغ ہوکر وہ عالم الغیب ہوجاتا ہی اور سب جگہ حاضر و ناظر۔ روح اُسکی فانی نہین ہوتی۔ وہ جاودانی ہوجاتی ہی۔ جو کوئی ترک کاروبار و تعلقات دنیوی کرکے پرمہنت ہنجاتا ہی روح کی تیرت کرتا ہی اور عالم الغیب ہوجاتا ہی اور بسبب خواص ذاتی روح بالکل آزاد و غیر فانی ہوجاتا ہی۔ وہ امور جو اوپر بیان ہوے اُنہین اصول مذہب برہم و صوفی باہم مشابہت رکھتے ہین۔ وہ اصول بعض اہل اسلام کے طریقے مین داخل ہوگئے ہین اگرچہ بعض فرقہ درویشان زمانہ حال اُنکے معتقد نہین۔ کتاب منطق الطیر مِن تصنیف فریدالدین عطار و مثنوی شریف جلال الدین رومی سے واضح ہوتا ہی کہ ان مصنفان اہل اسلام نے اپنے خیالات خیالات مذہبی اہل ہنود سے نقل کیے ہین حافظ نے بھی جو غزلین کہ اس مضمون مین تحریر کی ہین وہ سب خیالات و مضامین خیالات مذہبی اہل ہنود سے منقول ہوئی ہین

باب دوم

ایجاد گروہ درویشان۔ اصلی و اول گروہ درویشان۔ طریقہ پرستش و نماز۔ کلاہ درویشان وغیرہ۔ زبانی روایات فرقہ درویشان

درویش لفظ فارسی ہی۔ وہ دو الفاظ در اور ویش سے مرکب ہی۔ در کے معنے دروازے کے ہین اور ویش غالباً دہش سے نکلا ہی جسکے معنے خیرات مانگنے کے ہین۔ ان دونون الفاظ در اور ویش کے مختلف معنے قرار دیے گئے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ اُسکے معنے محافظ دروازے کے ہین اور بعض کے نزدیک اُن اشخاص سے مراد ہی جو دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہین۔ بعض در کے معنے بیچ کے لیتے ہین اور ویش کے معنے خیال کے۔ پس اُنکے نزدیک درویش کے معنے محو خیالات ہین۔

میرے نزدیک درویش کے وہی معنے ہین جو فی الحال سب مین مستعمل ہین یعنے اشخاص مفلس و غریب جو دربدر بھیک مانگتے پھرتے ہین۔ یہی معنے اس لفظ کے ممالک شرقی و ہند و بخارا۔ و ایران۔ و ترکستان۔ یعنے روم و تمریا و مصر وغیرہ مین جہان کہین یہ فرقہ پایا جاتا ہی مستعمل ہین۔ اگرچہ اُن ممالک مین جنکی بولی عربی ہی درویش سے مراد فقیر فقر الیجائی ہی۔ ترکستان مین درویش کی جگہ لفظ فقرا اکثر مستعمل ہوتا ہی اگرچہ درحقیقت صیغۂ واحد کی جگہ صیغۂ جمع کا استعمال کرنا غلطی فاش ہی۔

درویشون کا یہ بیان ہی کہ ابتدا مین وہ بارہ فرقون مین منقسم تھے۔ وہ اپنی ابتدا کا حال موافق مندرجۂ ذیل بیان کرتے ہین۔

اللہ یعنے خدا تعالے۔

جبرئیل۔ یعنے فرشتہ جبرئیل۔

محمد صلعم۔ پیغمبر۔

علیؓ خلیفۂ چہارم۔

ابو بکرؓ خلیفۂ اول۔

خلیفہ علیؓ سے موافق اُنکے بیان کے اولاد مندرجۂ ذیل پیدا ہوئی۔

حسن البصیر۔
مروفی کرہی۔
سورائے سکتی۔
داوی تائی۔
جونادی بغدادی۔
جلیبی احمی۔
ابوبکر شبلی۔
ابومبارک مخذومی۔
عبدالقادر گیلانی۔
(ابوبکر خلیفہ اول سے پیدا ہوا)

سلمانی فارسی۔
تفصیل بارہ فرقے درویشون کی ذیل مین درج ہی۔

۱۔ روفائی۔
۲۔ سعیدی۔
۳۔ سُہروردی۔
۴۔ شبانی۔
۵۔ میولی وی۔
۶۔ قادری۔
۷۔ نقشبندی۔
۸۔ ویسی۔ انکو وہ دشمن مذہب محمد صلعم کہتے ہین۔
۹۔ جلوتی۔

۱۰- خلوتی۔

۱۱- بدادی۔

۱۲- دسوکی۔

وہ درویش جسکے بیان کے موافق مین نے حال مرقومہ بالا قلمبند کیا ہی فرقہ قادری مین سے ہی اور چونکہ باہم ان فرقون مین رقیبی ہو تو یہ بعید از قیاس نہین کہ اسنے انھین کو فہرست مندرجہ بالا مین درجہ اعلے پر لکھوایا ہو جنسے کہ وہ اتفاق وربط رکھتا ہو۔ بانی اس فرقہ کا جس سے کہ میرا دوست اور میرا مددگار متعلق ہی شیخ عبد القادر گیلانی ہین۔ عبد القادر کے معنے بندۂ قادر مطلق ہی۔ گیلانی سے مراد یہ ہی کہ وہ ساکن صوبۂ گیلان واقع ایران تھے۔ اہل اسلام کے نام مثلاً محمد۔ احمد۔ محمود۔ مصطفے۔ اسمعیل۔ علی وغیرہ بامعنے ہین بیمعنے نہین۔ ہر ایک کے معنے کچھ کم وبیش خدا کی صفات سے تعلق رکھتے ہین اور اکثر مسلمانون کے دو نام ہوتے ہین اگرچہ دونون مین سے کوئی نام خاندانی نہین ہوتا ہی۔ پیغمبر اہل اسلام کا نام محمد المصطفےٰ تھا یعنے محمدؐ برگزیدہ۔

بانی فرقۂ روفائی احمد سعید روفائی تھے۔ اہل یوروپ کے سیاح اسکو درویش ولولہ وشور کرنے والے کہتے ہین بدینوجہ کہ طریق پرستش انکا خاص اسی ڈھب کا ہی۔ وہ حضرت عبد القادر گیلانی کے بھتیجے تھے اور ایران کے اسی قطعہ مین رہتے تھے جہان کہ حضرت عبد القادر گیلانی سکونت رکھتے تھے۔ انکے مرید انکو بڑا ہی پاک تصور کرتے تھے حتیٰ کہ وہ خود کہا کرتے تھے کہ میرا پیر تمام اللہ کے ولیون کی گرد پر ہی۔ فرقہ قادری مین عہدہ شیخ موروثی ہی۔ اور باپ سے بیٹے کو پہونچتا ہی اگر فرزند بروقت وفات اپنے باپ کے خوردسال ونابالغ ہو تو اس فرقے کے لوگ کسی کو اپنے مین سے منتخب کرکے قائم مقام اسکا مقرر کردیتے ہین اور وہ اس عہدہ

کا کام بطور قائم مقام دیتا رہتا ہے جب تک کہ فرزند بیس برس کی عمر پر پہونچتا ہے۔
زبانی روایات فرقہ قادری مین سے مین بیان مندرجہ ذیل نقل کرتا ہون بدین نظر
کہ وہ قول روحانی انکے بھتیجے کو تصدیق کرتا ہے۔
کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت فاطمہ دختر پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام نے یہ خواب مین
دیکھا کہ ایک شخص انکے باپ کے گھر مین بڑی شمع ہاتھ مین لیے ہوے آیا۔
اسکی روشنی مشرق سے مغرب تک پھیلتی تھی۔ انھون نے تذکرہ اس خواب کا
اپنے باپ سے اپنے خاوند علیؓ کے روبرو جو بھائی حضرت محمد صلعم کے تھے کیا۔ حضرت
نے تعبیر اس خواب کی یہ بیان کی کہ علیؓ کے بعد ایک اور آویگا جسکی پاکی ذات
مثل روشنی شمع کے ہوگی اور وہ تمام ولیون مین درجہ اعلے پر ہوگا۔ حضرت علیؓ
بہ آواز بلند کہنے لگے کہ یہ تعبیر غلط ہے مین سب اولیاؤن سے برتر ہون حضرت
محمد صلعم نے کہا کہ تم سب اولیاؤن مین بدرجہ اعلے نہین۔ وہ جسے مین
مراد رکھتا ہون اولیاؤن مین سب سے برتر ہوگا۔ اسکا پیر تمام اولیاؤن کی گردن
پر ہوگا اور وہ سب زیر حکم اسکے ہونگے۔ جو کوئی اسکا پانوئن اپنے دوش پر
نہ رکھیگا اور اسکے سامنے سرنگون نہوگا۔ بھلے اپنے کندھون پر لیجایگا یعنے فقیر ہوگا
علی رضی اللہ عنہ نے اس بات کو منظور نہ کیا اور کہا کہ مین اسکی اطاعت
نہ کرونگا۔ اسوقت محمد صلعم نے از راہ معجزہ ایک لڑکا بالک پیدا کیا۔ وہان اسوقت
بلند الماری پر کچھ میوہ رکھا ہوا تھا۔ محمد صلعم نے علیؓ سے کہا کہ اس میوہ کو اس
بالک کے لیے الماری سے اتار کر دو علیؓ نے اسکو اتارنا چاہا لیکن ہاتھ انکا وہانتک
نہ پہونچا۔ پس محمد نے اس بالک کو علیؓ کی گردن پر کھڑا کیا اور تب اسکا ہاتھ میوہ
تک پہونچا۔ چونکہ علیؓ نے اسکا گردن پر سوار ہونا منظور رکھا تو محمد صلعم بہ آواز بلند
کہنے لگے دیکھو دیکھو اس بالک کو جس سے میری مراد تھی تمنے ابھی اپنی گردن پر

سوار کیا ہے۔ وہ بالکل خود عبد اللہ قادری تھے۔

اگر فی الحقیقت بارہ ہی اصلی فرقے درویشون کے ہین تو انکی شاخین بہت ہین کہتے ہین کہ بڑی بڑی شاخین فرقہ درویشان کی حسن البصری سے نکلی ہین اور وہ ہی اکثر سلسلہ [illegible] بعض شاخین سلمان فارسی سے نکلی ہین۔ فرقہ [illegible] نقشبندیہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول سے نکلی ہین۔ تمام فرقہ بیکتاشی [illegible] اولاد پیغمبر اہل اسلام سے ہین۔ تسلیم تاش ایک پتھر ہے جسکو وہ اپنی گردن مین ڈالتے ہین۔ وجہ اسکی یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک تیرا ایسے کام کیئے تھے جن کے سبب سے پیغمبر اہل اسلام اُسے ناراض ہوگئے تھے اور آثار ملال اُنکے چہرے پر نمودار تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی حرکت سے نادم ہوکر بیادگاری اپنے ایمان کے وہ پتھر اپنی گردن مین ڈال لیا تھا اور مسجد مین اُنکو روبرو پیغمبر اہل اسلام کے اُسکو اپنے منہ مین رکھ لیا تھا تاکہ کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکلنے پاوے۔ بیکتاشی۔ الیدی درویش ہین

فرقہ درویشان خلوتی سوماق پہنتے ہین بدینوجہ کہ جنگ بدر اُحد مین پیغمبر اہل اسلام نے اُسکو پہنا تھا۔ اُس بات کی یادگاری کے لیے وہ بھی اُسکو پہنتے ہین اور اُسکی بڑی حفاظت کرتے ہین کہ وہ میلا نہونے پاوے۔ سوماق مخروطی شکل کے ہوتی ہین۔ اور سیاہ چمڑے کے بنتے ہین۔ ابتدا مین فرقہ ہائے درویشان کے نام یا خطاب زمانۂ حال کے درویشون کے نام یا خطاب سے مختلف تھے۔ اُس زمانے مین نام یا خطاب اُنکے منبائل یا اصولون پر ہوتے تھے لیکن تھوڑے عرصے سے اُنھون نے نام یا خطاب اپنا اپنے بانی کے نام پر رکھا ہے۔ مین چند ہی نام یا خطاب اُسکا تفصیلاً بیان کرونگا کیونکہ زیادہ تر اس باب مین تحریر کرنا خارج از مطلب

اصلی متصور ہی۔

۱- حلولیہ۔ یعنے وہ جو خیال و یاد خالق مین مستغرق ہوکر ملہم ہو جاتے ہین

۲- آتی ہادیہ۔ یعنے وہ گروہ درویشان جو خالق کو حاضر و ناظر سمجھتے ہین اور اُسکے پرستش کنندون کو یہی تعلیم و تلقین کرتے ہین کہ سوا‌ے خدا کے کوئی اور نہین ہی۔



۳- دوسولیہ۔ یعنے وہ گروہ درویشان جنکا اعتقاد یہ ہی کہ مدام خدا کی یاد مین مستغرق ہونے سے اِس دنیا مین بھی خالق سے تعلق خاص پیدا ہو جاتا ہی۔

۴- عاشقیہ۔ یعنے وہ گروہ جو مدام عشق خالق کا دل مین رکھتے ہین۔

۵- تلقینیہ۔ یعنے وہ گروہ درویشان جو بذریعہ عبادت و نماز خالق کے حضور مین رسائی رکھتے ہین۔

۶- ذورقیہ۔ یعنے وہ گروہ درویشان جو اپنے بانی و شیخ کی یادگاری مین مستغرق ہونے سے اُسکی روح مین حلول کرتے ہین اور اُسمین رہتے ہین۔

۷- وحدتیہ۔ یعنے وہ گروہ جو مدام وحدانیت کا ذکر کرتے ہین اور اُسی خیال مین غرق رہتے ہین ہین نے کمال سعی و کوشش اِس امر کے تحقیقات مین کی کہ کس سبب سے بانی فرقہ ہا‌ے درویشان نے خاص خاص طریقے عبادت و لباس و پوشاک کے لیے مقرر کیے لیکن کچھ فائدہ ظہور مین نہ آیا۔ بعض گروہ درویشان کلاہ مختلف وضع و ڈھانچ کی پہنتے ہین۔ اکثر کلاہ کئی گوشون کی بنتی ہاین اور درویش اُنکو ترک کہتے ہین۔ مختلف گروہون کی کلاہ کے گوشے تعداد مین مختلف ہوتے ہاین

مثلاً فرقہ بیکتاشی پانچ سے سات گوشون تک کی ٹوپی پہنتے ہین اور فرقہ نقشبندی اٹھارہ گوشون کی۔ اُنکی بعض ٹوپیون پر تو اکثر آیات قرآن کھدی ہوتی ہین اور ٹوپیان بشکل گل گلاب بنتی ہین۔ بعض فرقہ درویشان عمامہ برنگ سیاہ یا سفید یا سبز باندھتے ہین۔ اُنکی پوشاک کا رنگ بھی مختلف ہوتا ہے اُنکی نماز مختلف اقسام کی ہوتی ہے اگرچہ اکثر تو وہی نماز ہوتی ہے جو اور مسلمان پڑھتے ہین۔ بعد اوسکے نماز معمولی وہ پیغمبر اور اُسکے خاندان اور اُسکے دوستون اور بانی اپنے مذہب اور اپنے مرشد کے لیے نماز پڑھتے ہین اور دعا سے خیر مانگتے ہین۔ الغرض مجھکو اسی قدر تحقیق ہوا ہے کہ بنا انکی اُنکے پیر سے ہوئی ہے اور وہ اُسی کی مرضی پر چلتے ہین۔ بنا بعض رسوم و بعض پوشاک و معجزات پر بھی قائم کرتے ہین۔ وہ وجوہات اسمین شک نہین کہ اُنکی تشفی خاطر بخوبی کر دیتے ہین بعض اُنمین سے کھڑے ہوکر ذکر حق کرتے ہین یا نام اللہ کا لیتے ہین بعض بیٹھکر عبادت کرتے ہین بعض بشکل محیط دائرہ بنکر بیٹھتے ہین اور ایک دوسرے کے کندھون پر دائین بائین ہاتھ رکھتے ہین اور اپنے جسمون کو آگے پیچھے دائین بائین ہلاتے ہین اور جیون جیون کہ ذکر حق مین آگے بڑھتے ہین اُتنا ہی زیادہ تر جوش مین آتے جاتے ہین۔ بعض ذکر حق بہ آواز بلند کرتے ہین بعینہ اسی طرح سے جیسا کہ اہل اسلام مین ملا لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پڑھتا ہے اور بانگ دیتا ہے لیکن بعض مثل فرقہ مِتولیوس جنکو کہ سیاحان اہل یوروپ ناچنے والے درویش کہتے ہین دائرے مین حرکت کرتے ہین اور دل مین ذکر حق کرتے ہین۔ اُنکی عبادت مین سب خاموش بیٹھتے ہین اور اسی وجہ سے وہان عالم سکوت ہوتا ہے مجھسے درویشون نے بیان کیا ہے کہ یہ رسم اس فرقے کی حرکت یا قواعد کائنات کو بیان کرتی ہے اور ملائم راگ اس فرقہ کا علامت و نشان راگھا ہے

کرہ ہاے افلاک ہی لیکن مجھے صحت اس بیان مین شک ہی۔
ذکر حق دل مین کرنا اور یاد الٰہی مین بحالت خموشی مستغرق رہنا موافق حکم پیغمبر صلعم کے ہی۔ پیغمبر صلعم نے حضرت ابو بکر کو جبکہ وہ دونون غار کو مین چھپے ہوے تھے یہ حکم دیا تھا کہ ذکر حق ایسا دل مین کیا کرو کہ تمھارے تعاقب کرنے والے اور مرید تمھاری آواز نہ سنین اور حضرت علی خلیفہ چہارم نے جب محمد صلعم سے یہ پوچھا کہ خدا کی مدد حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہیے تو انھون نے جواب دیا کہ خدا کا نام متواتر بہ آواز بلند لینا چاہیے۔
یہ تمام طریقے پرستش کے مذہب اہل اسلام سے نکلے ہین لیکن بہت سے اصول بہی فرقہ ہاے درویشان زیادہ تر قدیم زمانے سے چلے آتے ہین اسی وجہ سے انکو متعلق بہ مذہب صوفی کہہ سکتے ہین۔ مذہب صوفی کا حال آگے کچھہ اور بیان ہو گا
یہ قاعدہ عام ہی کہ جو درویش کہ بعدہ شیخ نامور نہین ہوا ہی اپنی کلاہ کے گرد عمامہ باندھ نہین سکتا ہی۔ اُس عمامہ کو سارق و عمامہ دستار بھی کہتے ہین۔ شیخ کو اختیار ہی کہ وہ بہت سے خلیفہ یا جانشین اپنے ایسے مقرر کرے جنکو اختیار عمامہ باندھنے کا گرد کلاہ کے حاصل ہو۔ اس ٹوپی کو اکثر فرقہ ہاے درویش کلاہ کہتے ہین
روفائی بارہ گوشون یا ترک کی کلاہ سر پر دیتے ہین۔
شیخ کا عمامہ برنگ سیاہ ہوتا ہی۔ وہ ذکر حق کھڑے ہو کر کرتا ہی جس کمرے مین کہ وہ پرستش کرتے ہین وہ بنام سمہد خانہ نامزد ہی۔



فرقہ ہیو لیوبیس لمبی سفید یا زرد رنگ کی کلاہ پہنتے ہین اسمین کوئی گوشہ نہین ہوتا ہی اور
انکے شیخ کے عمامہ کا رنگ سبز ہوتا ہی بدینوجہ کہ وہ اکثر سید یعنے اولاد پیغمبر صلعم اہل اسلام مین
سے ہوتے ہین۔ وہ نماز کھڑے ہو کر پڑھتے ہین جیسا کہ سابق مذکور ہوا اور بحالت
خموشی مشرق سے بجانب مغرب چکر کرتے ہین۔ اتوار اور جمعہ کے روز ایک گول حلقہ باندھکر
وہ نماز ایکہزار و ایکمرتبہ پڑھتے ہین۔ اُس نماز کو وہ اسم جلال کہتے ہین اس نماز مین صرف
نام اللہ کا لیا جاتا ہی وہ کمرہ جسمین وہ نماز پڑھتے ہین سیمی خانہ کہلاتا ہی۔



فرقۂ قادری چوگوشی کلاہ زرد وزری کام کی ہوئی پہنتے ہین - اُنکے شیخ کلاہ ہفت گوشہ سر پر دیتے ہین اور اگر وہ ذات کے سید نہون تو اُنکی کلاہ سفید ہوتی ہی - وہ کھڑے ہوکر کمرے کے گرد چکر کرتے ہین اسطرح کہ ہر ایک کے ہاتھ ایکدوسرے کے کندھون پر پڑے ہوتے ہین - پرستش گاہ اُنکی یعنے وہ کمرہ جہان وہ عبادات کرتے ہین بنام توحید خانہ معروف ہی -

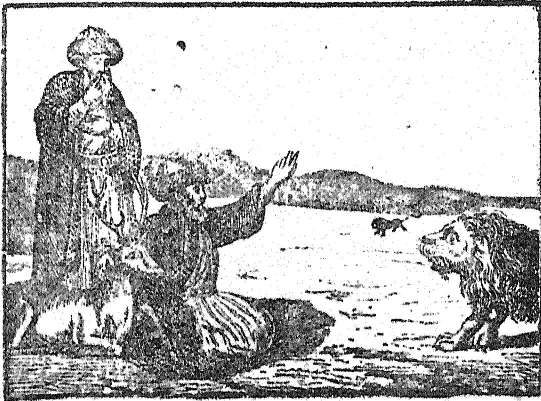
فرقۂ بداوی بارہ گوشون کی کلاہ سر پر رکھتے ہین وہ کلاہ برنگ سرخ ہوتی ہی اور طریق پرستش اُنکا مثل طریقہ پرستش فرقہ روفائی کے ہی اُنکی پرستشگاہ بھی بنام توحید خانہ نامزد ہی -

فرقۂ دسوکی کلاہ گوشہ دار نہین پہنتے ہین - اُنکی کلاہ برنگ سفید ہوتی ہی اور وہ نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہین -

فرقۂ سعدی کی کلاہ بارہ گوشہ کی ہوتی ہی - اُنکا عمامہ برنگ زرد ہوتا ہی اور وہ نماز کھڑے ہوکر پڑھتے ہین -

فرقۂ خلوتی کی کلاہ مین گوشہ نہین ہوتا ہی لیکن تاہم اُسمین چار کونے نکلے ہوتے ہین - اُنکی کلاہ برنگ سفید و زرد و سبز وغیرہ ہوتی ہی اور وہ کھڑے ہوکر نماز پڑھتے ہین -

فرقۂ نقشبندی کی کلاہ چوگوشہ ہوتی ہی - رنگ اُسکا اکثر سفید ہوتا ہی اگرچہ وہ اور رنگ کی کلاہ بھی سر پر رکھتے ہین - اُنکی کلاہ پر ہمیشہ کار زردوزی ہوتا ہی اور آیات قرآن اُسپر منقش ہوتی ہین - وہ بیٹھکر ایک ہزار و ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہین - وہ نماز بنام اخلاص نامزد ہی -



اس فرقہ میں یہ بات بالتخصیص عمل میں آتی ہے کہ جب وہ نماز کے لیے یکجا جمع ہوتے ہین وہ ایک ہزار و ایک کنکر باہم تقسیم کر لیتے ہین اور جب ہر ایک اُنمین سے ایک ایک مرتبہ نماز اخلاص پڑھ چکتا ہے وہ ایک ایک کنکر اُس حلقے مین بطریق یادداشت رکھدیتے ہین اور اسیطرح عمل کرتے جاتے ہین جبتک کہ کل نماز ختم نہو جاوے۔

اشخاص فرقۂ جلوتی بارہ گوشہ کی کُلاہ سر پر رکھتے ہین۔ کُلاہ اُنکی برنگ سبز ہوتی ہے اور ہر ایک کو اُنمین سے عمامہ باندھنے کی اجازت ہے۔ وہ اپنے گھٹنوں پر جُھک کر ذکر حق کرتے ہین اور اسم جلال پڑھتے ہین۔

اشخاص فرقۂ حمزوی جنکو تامیون بھی کہتے ہین نہ تو کوئی خاص پوشاک و نہ کلاہ پہنتے ہین اور نہ پٹکا باندھتے ہین۔ وہ بیٹھکر چُپ چاپ خیال و یاد حق مین مصروف و مشغول ہوتے ہین اور بتلاش نور الٰہی سرگرم رہتے ہین۔

طریق فرقہ ہاے بیرامی و شبانی وغیرہ کا مثل طریقۂ فرقۂ خلوتی کے ہے۔

اشخاص فرقۂ بکیتاشی کلاہ چہار گوشہ و دوازدہ گوشہ سر پر رکھتے ہین۔ اُنکی کُلاہ برنگ سفید و سبز ہوتی ہین۔ اُنکی پرستش کا کوئی طریقہ خاص مقرر نہین

اور نہ اُنکی پرستشگاہ مین کوئی خاص طریقہ نشست معین ہی لیکن کہتے ہین کہ وہ نماز مثل اشخاص فرقہ نقشبند پڑھتے ہین۔

بعض کہتے ہین کہ تعداد فرقہ ہاے درویشان ۷۰ ہی لیکن بعضون کے نزدیک وہ تعداد مین ایکسو ہین اور ہر ایک کا نام اُسکے بنا کرنے والے کے نام پر مشہور و معروف ہی۔ اُن سبکی تفصیل لکھنا اور اُنکا فرق باہمی بیان کرنا محض لاحاصل و تضییع اوقات متصور ہی۔ فرقہ بکتاشی کی کئی شاخین ہین اور قیاس چاہتا ہی کہ اسیطرح اورون کی بھی شاخین ہونگی۔ چند فرقہ درویشون کو قسطنطنیہ مین جانیکی ممانعت ہوگئی ہی۔ مثلاً فرقہ بکتاشی کو بسبب اِسکے کہ وہ فرقہ جبناری سے باہم کمال ربط و اخلاص و تعلق رکھتے ہین شہر قسطنطنیہ مین جانیکی اجازت نہین۔ وہ اکثر نیکنام نہین۔ کہتے ہین کہ وہ دہریے و ملحد ہین۔ اصول قرآن پر چلتے ہین اور پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام کے چندان معتقد نہین۔ وہ اکثر علیدی یعنے پیروان خالف علی مین سے ہین اور اسی لیے وہ معتقد مذہب صوفی ہین جنکا ذکر کہ اس کتاب مین بہت آگے بڑھ کر بتشریح بیان کیا جاویگا۔

مین نے ابتک نہ سنا ہی اور نہ دیکھا ہی کہ کسی شخص نے تواریخ یا حال مختلف گروہ ہاے درویشان اہل اسلام قلمبند کیا ہو۔ یہ مضمون نہایت دلچسپ و دلپسند عوام معلوم ہوتا ہی خصوصاً سیاحان ممالک شرقی کے لیے جو کسی طور سے حال اُنکا دریافت نہین کرسکتے ہین وہ لوگ طریق پرستش درویشان دیکھکر مشتاق تحقیقات حال ہوتے ہین۔

طلباء ممالک شرقی اس بات سے بخوبی واقف ہونگے کہ امور واقعی نسبت حالات درویشان جمع کرنا کیسا کار سخت و دشوار ہی اور میرا دل گواہی دیتا ہی

کہ مین نے اس کام کے اختیار کرنے مین بڑی جرأت کی ہی اور مین لئے اپنے
حوصلے سے قدم باہر رکھا ہی۔ ہر باب مین اول اول ابتدا ضرور رہو لی ہی پس
اسصورت مین اگرچہ یہ کتاب اس مضمون مین کامل متصور ہوتا ہم وہ اُنکو جوآئندہ
اس باب مین سعی وکوشش کرینگے مدد و اعانت دیگی۔
مین نے حتی الامکان تحقیقات حال درویشان معتبر نوشتون قلمی و مطبوعہ
وزبانی بیان سے کی ہی۔ میرا مطلب یہ نہین کہ مین اعتقاد درویشان اہل اسلام
پر جنمین سے کہ اکثر قسطنطنیہ مین میرے دوست تھے نکتہ چینی کرون یا مذہبی
توہمات اہل اسلام وعیسائیون کو باہم مقابل کرکے دیکھون اور اُس سے
نتیجہ نکالون۔ عقیل و فہیم ناظرین کو اختیار ہی کہ وہ اُنکو پڑھکر خود جو نتیجہ
چاہین نکالین اور اُنکے پڑھنے سے جیسا اثر کہ اُنکے دل پر پیدا ہو اُسپر عمل کرین
بعض کہتے ہین کہ مذہب فراماشن اہل اسلام قسطنطنیہ مین کسی اور نام سے
کسی خاص قطعۂ ممالک شرقی مین پایا جاتا ہی لیکن میری دانست مین بیان
اُنکا غلط ہی اگرچہ اُنکے راز و اسرار مین مذہب فراماشن کے راز و اسرار سے
اتفاقاً مشابہت پائی جاتی ہی۔ مین ایک مسلمان سے جسنے بیان کیا کہ مذہب
فراماشن اہل اسلام مین بھی پایا جاتا ہی واقفیت رکھتا تھا اگرچہ اُسمین اور
مجھ مین ایسا ربط و اخلاص نتھا کہ باہم آمد و رفت ہوتی۔ اُسنے ایک فہرست
اُن مقامات کی جہان کہ مکانات فراماشن اہل اسلام اُس ریاست مین اُسکے
نزدیک موجود تھے طیار کرکے مجھے دی تھی اور اُسنے مجھسے یہ بھی بیان کیا تھا
کہ بڑا مکان فراماشن اہل اسلام جھیل ٹیبریس واقع پیلسٹائن پر موجود ہی۔
بعد مسمار ہونے اورشلیم کے وہ مکان وہان سے جھیل ٹیبریس پر منتقل کیا گیا
تھا۔ پس اُسنے کہا کہ وہ مکان پہلے بھی موجود تھا اور اب بھی یہودیون مین

بالضرور موجود ہوگا۔ مین نے اِس باب مین بڑی تحقیقات کی لیکن افسوس ہی کہ باوجود کمال تلاش وتجسس کے کوئی نشان ایسا نہ ملا جس سے کہ بیان اُس شخص کا پایۂ تصدیق کو پہونچتا۔ مجھکو اِس مقام پر موقع تحقیقات بہت وبیشمار حاصل تھے۔ ازبسکہ مجھکو کمال اشتیاق تھا کہ مین اہل اسلام مین اپنے مذہب کا کوئی پاؤن بکمال سرگرمی اِس امر کی تحقیقات وتلاش وتجسس مین مصروف ومشغول ہوا لیکن مطلب پر کامیاب نہوا۔ شاید کہ اور لوگ اِس تحقیقات مین کامیاب ہون اور اُس شخص کا بیان پایۂ تصدیق کو پہونچاوین۔

کہتے ہین کہ مسلمان فرامشن بخطاب ملامیون مشہور ومعروف ہین جسوقت کہ مین اِس فرقۂ درویشان اہل اسلام کا حال بیان کرونگا اُسوقت ناظرین خود دیکھ لینگے کہ کسقدر بیان اُس شخص کا لباس صدق سے معرا ہی۔

مین اسیجا یہ بھی بیان کرتا ہون کہ چند اہل اسلام نے کہ بمجھسے واقف تھے ولایت یوروپ خصوصًا ملک فرانس مین مذہب فرامشن اختیار کیا ہی بعض اُنمین کے عہدہ ہاے جلیلہ پر ممتاز ہین۔ بعض ایسے ہین جو قسطنطنیہ ودیگر شہر و دیار اُس ریاست کے مکانات مذہبی سے متعلق ہین۔ ہند مین بھی بہت سے مکانات ایسے ہین جن سے کہ ہند و مسلمان متعلق ہین۔ یہ بات عجیب ہی کہ فرقۂ درویشان بیکتاشی اپنے تئین فرامشن مین سے سمجھتے ہین اور اُنسے بھائی چارہ لگایا چاہتے ہین۔

فری میسنری کو زبان ترکی یا روم مین فرامشن کہتے ہین۔ اور یہ لفظ اُنمین بڑے تہتک وملامت وحقارت کا ہی۔ اِس لفظ کے معنے غایت درجہ کفر ودہریاپن کے ہین۔ فرقۂ بیکتاشی کی بھی اِس لفظ سے تعبیر کرسکتے ہین بدرجہ کہ

وہ اہل اسلام مین (اگرچہ سبب اُسکا مجھکو معلوم نہین) حقیر سمجھے جاتے ہین اور اور فرقے درویشون کے بھی اُنکو اچھا نہین جانتے ہین۔ قسطنطنیہ مین کوئی ایسا شخص نہوگا جو فراسشن کہلاتا ہو اور لوگ اُسکی تعظیم وتکریم کرتے ہون۔ اسیطرح فرقہ پروٹسٹنٹ مین جو کوئی میتھوڈسٹ یا ڈولٹیرین کہلاتا ہی اُسکا کوئی عیسائی واب دآداب نہین کرتا ہی۔

اہل عرب کو بت پرستی سے چھوڑانے کے لیے محمد صلعم نے پرستش خالق کائنات ومعبود حقیقی کی تعلیم وتلقین کی اور لوگون کو یہ سکھایا کہ خدا کی مرضی پر چلنا چاہیے اور اُسی پر صابر وقانع رہنا چاہیے۔

قبل اسکے کہ محمد صلعم نے دعوائے پیغمبری کیا خالق کائنات بنام اَللہ معروف ہوگا۔ یہ لفظ غالباً آلوہم سے نکلا ہی اور آلوہم لفظ زبان عبرانی ہی۔ یہ دو عربی الفاظ سے مرکب ہی یعنے ال اور لہ سے۔ یہ دونون ملکر بشکل اللہ لکھے جاتے ہین ال حرف تعریف یا حرف تنکیر ہی۔ وہ زبان عربی مین چار حروف ا۔ ل۔ ل۔ ہ۔ سے ملکر لکھا جاتا ہی اور یہ چار حروف اسرار کہلاتے ہین جو خاص طور سے وجود خالق پر دلالت کرتے ہین۔

ناظرین کی یاددہی کے لیے یہ کہنا کچھ ضرور نہین کہ زبان عربی زبان عبرانی سے نکلی ہی اور وہ زبان زبان سیمٹیک ہی۔ پس اسی لیے وہ زبان الفاظ اصلی وطبعی سے مرکب ہی۔ دو دو یا تین تین یا چار چار حروف ملکر موافق خاص قواعد صرف ونحو کے تمام الفاظ اُس زبان کے بنگئے ہین۔

جو تعریف خالق کائنات کی کہ حسب الاستفسار یہودیون وعیسائیون اور فرقہ میجی ودیگر بت پرستون کے محمد صلعم نے بیان کی ہی قرآن کے ایک باب مین جسکو اخلاص کہتے ہین درج ہی۔ اُسمین محمد صلعم یہ بیان کرتے ہین کہ خدا لاثانی ہی

اور غیر مخلوق اور وجود اسکا ضروری ہی۔ تمام مخلوقات کائنات اسی سے وجود مین آئی ہین۔ وہ مثل مخلوقات ذی حیات نہ تو اولاد پیدا کرتا ہی اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہی اور موجودات مین کوئی اسکا ثانی نہین ہی۔ اس اخیر بیان سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ محمد صلعم یہ سمجھتے تھے کہ عیسائی ممالک شہر یاو عرب کئی خداکے معتقد ہین یعنے وہ خدا کی وحدانیت کے قائل نہین۔ یہ معلوم نہین کہ مسئلہ تثلیث محمد صلعم کو بدپرستی و بصحت تمام سمجھا گیا تھا یا نہین لیکن یہ ظاہر و باہر ہی کہ وہ مسئلہ مطبوع طبع انکے نہوا تھا اور تسلی و تشفی خاطر اس سے نہوئی تھی۔ وہ اپنے زمانہ پیغمبری مین مسئلہ تثلیث سے اسقدر متنفر رہے کہ وہ بارہا کہا کرتے تھے کہ یہ طریقہ مذہب باطل کا ہی اور اسی لیے اس سے اسقدر پرہیز کرنا چاہیے جیسا کہ آتش پرستی و بت پرستی سے۔ وہ قرآن مین عیسائیون کو مشرکین کہتے تھے یعنے عیسائی ذات واحد خدا مین اور خدا بھی شریک کرتے ہین۔ بت پرستون کو وہ صنائم کہتے تھے بدینوجہ کہ انسان کے ہاتھ کی بنی ہوئی بتون کی وہ پرستش کرتے ہین۔

اسکے اعتراضات نسبت اور مذاہب کے صرف وہ ہی تھے جو اوپر بیان ہوے محمد صلعم کے مذہب کی تشریح جو کچھ کہ ایک بڑے مشہور و معروف مصنف نے کی ہی ذیل مین درج ہی۔

وہ خدا جسکی مین پرستش کرتا ہون اور جسکی پرستش کل کائنات کو کرنی چاہیے لاثانی ہی اور ذات پاک اسکی واحد ہی اور بسبب صفات مخصوص کے جو اسی کی ذات مین پائی جاتی ہین وہ جمیع مخلوقات عالم سے جدا و برتر ہی۔ وجود اسکا ضروری ہی اور ذات پاک اسکی کسی کی محتاج نہین اور تمام موجودات اسی کے وجود سے موجود و قائم ہین۔ وہ اولاد پیدا نہین کرتا ہی۔ یہ فقرہ یہودیون کی

اس رائے کی تردید مین بیان ہوا ہے کہ عزیر یا اسدر اس خدا کا بیٹا تھا۔ وہ کسی سے پیدا نہین ہوا۔ یہ فقرہ عیسائیون کے خلاف تحریر ہوا ہے بدینوجہ کہ جیسس کرائسٹ یعنے حضرت مسیح جو شکم مریم سے بے باپ کے تولد ہوے تھے اُنکے نزدیک خدا کے بیٹے ہین۔ وہ لاثانی ہے۔ یہ خلاف مذہب فرقہ مجوسی ساکنین ایران وپیروان زور آسٹر ومینس کے ہے۔ اُنکا یہ اعتقاد ہے کہ کائنات مین دو مساوی طاقتین ہر درجہ اعلے ہین ایک تو اورمس وس اور دوسری آہرمن یعنے روح پاک ونا پاک دیوتا۔ یہ مسئلہ محمد صلعم کا خلاف بُت پرستان مُلک عرب کے بھی ہے بدینوجہ کہ وہ اس امر کے معتقد تھے کہ ارواح بنا ت ہا شریک ورفیق ذات باری تعالے ہین۔

درباب ذات خالق محمد صلعم کا یہ بیان ہے کہ اُسکے لیے نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا اور وجود اُسکا وجود جمیع مخلوقات عالم سے ایسا برتر ہے کہ اُسکی عظمت وبزرگی خارج از دائرہ وہم وقیاس ہے۔ اگرچہ وجود اُسکا ہر جزو کائنات مین موجود ہے لیکن وہ جسمانی آنکھون سے جو فانی ہین نظر نہین آتا ہے اور اُسکی طاقت وعظمت وبزرگی کا کچھ خیال صرف کارخانہ الٰہی دیکھکر دل مین آتا ہے اور عقل کو حیران کرتا ہے۔ ایک بڑے مصنف کا اس باب مین یہ بیان ہے کہ جو کچھ خیالات کہ روح انسان وحواس خمسہ وقوت متخیلہ درباب ذات وصفات خالق باندھ سکتے اور پیدا کر سکتے ہین خواہ وہ اُنکے نزدیک کیسے ہی معقول ومستحکم ہون لیکن عظمت وبزرگی وشان خالق کے روبرو محض ناچیز ہین۔ ایک اور مصنف کا یہ بیان ہے کہ ذات وصفات باری تعالی کا خیالی تصور باندھنا اور اُس باب مین سعی وکوشش عمل مین لانا محض لاحاصل ہے۔ ایک مشہور مصنف اہل اسلام یہ بیان کرتا ہے کہ تصور وخیال ذات وصفات خالق خارج از دائرہ امکان ہے بدینوجہ کہ اُسکو

کسی سے مشابہ نہین کر سکتے ہاین اور انسان کی زبان مین ایسے الفاظ نہین جو اسکی عظمت و بزرگی و شان کو بیان کر سکین - علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم جو اہل عرب مین بڑے فاضل تھے اور محمد صلعم کے محرر یہ بیان کرتے ہین کہ جو کوئی اپنے تئین پہچانتا ہی خدا کو جانتا ہی - بیان مندرجہ ذیل تائید مضمون مندرجہ بالا کرتا ہی -

تیری روح دلیل ساطع و برہان قاطع وجود خالق ہی - دریاے غور و تامل و تفکر مین غرق ہوکر تو اپنے تئین پہچانتا ہی اور تیقن ہو جاتا ہی کہ تیرا وجود ایک نقش ہی اور بناوٹ اور اسی لیے نقشبند اور بنانے والا اُسکے لیے ضروری متصور ہی -

ایک اور مصنف کا یہ بیان ہی کہ چونکہ وجود و ذات خالق دونون ایک ہاین تو بس اس بات سے واقف ہو کہ تیری ذات جسکو خالق عدم سے ہستی مین لایا ہی دلیل تیرے وجود و ہستی کی ہی -

بانی فرقہ مبولیس و مصنف مثنوی شریف کہ بڑے مشہور و معروف ہاین یہ لکھتے ہاین کہ سعی و کوشش اُس وجود کے سمجھنے کے لیے عمل مین لانی جو ترکیب و تمیز و امتیاز سے مبرا ہی محض لاحاصل و بیجا ہی - وہ مثل ایک ایسے درخت کے ہی جسکی نہ تو شاخین ہاین اور نہ جڑ و نہ تنہ اور اسی لیے روح اُسپر نہین ٹھہر سکتی ہی وہ ایک معما ہی جو کسی سے کھلتا نہین اور نہ اُسکی تعبیر کسی طرح سے ہو سکتی ہی - کوئی اُسکا بیان اسطرح نہین کر سکتا ہی کہ تشفی خاطر ہو جاے - کیا کوئی کبھی اُسکے وجود کو کسی سے کسی طور مقابل کر سکا ہی یا تشبیہ دے سکا ہی وہ ہماری فہم و قوت متخیلہ سے بدرجہ غایت باہر ہی - جب کبھی ہم اُسکے سمجھنے اور پہچاننے کے لیے سعی و کوشش عمل مین لاتے ہاین ہم بیہودہ خیالات مین

مستغرق ہو کر حیران و پریشان ہو جاتے ہین پس اس صورت مین اُسکی
ذات و صفات کو بدرستی تمام بیان کرنے کے لیے الفاظ کا تلاش کرنا محض
لاحاصل ہی اور باد پیمودن ہی - ہم سے صرف یہ ہی ہو سکتا ہی اور یہ ہی
کرنا چاہیے کہ اُسکی پرستش بکمال ادب کیا کرین اور چون و چرا کو اُسمین دخل
ندین بنظر زیادہ تر تشریح اس امر کے کہ محمد صاحب کے خیالات نسبت اللہ کے
کیا تھے مین یہ بھی بیان کرتا ہون کہ مضمون وحدانیت خالق قرآن کے
باب ۸۹ - مین درج ہی - قرآن مین لکھا ہی کہ خدا نے زوج و غیر زوج
کی قسم کھائی تھی - زوج سے مراد سب مخلوقات ہی اور غیر زوج سے خدا -
قرآن کی ایک آیہ مین یہ آیا ہی کہ خدا نے تمام چیزون کو دو رنگی و دوہیرا
و زوج پیدا کیا ہی لیکن ہم کہتے ہین کہ خدا واحد ہی و لا ثانی -
ایک ایرانی مصنف کا یہ اظہار ہی کہ کسیکو اپنے تئین لفظ مین سے بیان
کرنا نچاہیے بدینوجہ کہ اُسکی صفت صرف خدا سے تعلق رکھتی ہی - ملک روم مین
مثل مشہور ہی کہ جو کوئی اپنے تئین لفظ مین سے تعبیر کرتا ہی وہ شیطان ہی
بدینوجہ کہ یہ لفظ سوائے خدا کے موافق اُسکے اصلی معنون کے کسی اور پر صادق
نہین آسکتا ہی - تمام چیزین خدا سے نکلی ہین اور اُسی کی ذات مین ہین اور اُسی
کے حکم کی مطیع و فرمانبردار ہین - اُسی کا وجود ضروری ہی اور بے امداد غیر موجود
ایک خدا پرست مسلمان جو بڑا نامور و مشہور و معروف تھا یہ کہا کرتا تھا کہ
جب مین نے خدا کا نام لیا گویا سب چیزون کا ذکر کیا بدینوجہ کہ جو چیز سوا اُس
خدا کے ہی وہ ناچیز ہی اور تصور خواہش نفسانی باطلہ سے پیدا ہوئی ہی -
ایک اور مصنف یہ کہا کرتا تھا کہ چونکہ میرا دل خدا کی طرف مائل و متوجہ ہی
تو مجھسے سوائے ذکر حق کے کچھ اور ذکر نہ کیا کرو -

اللہ کی تعریف اسی سبب سے یہ بیان ہوئی ہی کہ وہ حاضر و ناظر ہی اور ہر ذرہ موجودات عالم مین موجود۔ کسی جا یہ بیان نہین ہوا ہی کہ وہ کسی خاص جگہ مین محدود ہو مجھے یقین کلی ہی کہ محمد صلعم مسئلہ آواگون کے قائل نتھے۔ اُنکا یہ اعتقاد تھا کہ روح انسان خدا کی ذات مین سے نکلی ہی لیکن وہ مابین حیات و نفس انسان و حیات و نفس باقی مخلوقات عالم امتیاز کرتے تھے اور ان دونون مین باہم فرق سمجھتے تھے۔ اس باب مین ایک مصنف بطور روایت زبانی بیان کرتا ہی کہ جب موسی علیہ السلام نے خدا سے پوچھا کہ تم کہان تھے تو در جواب اسکے یہ آواز آئی کہ جسوقت تم مجھکو تلاش کرتے ہو فوراً مجھکو پاتے ہو۔

کہتے ہین کہ جب ایک شخص ساکن ریگستان عرب سے کسی نے پوچھا کہ تم کیونکر جانتے ہو کہ خدا موجود ہی تو اُسنے در جواب اسکے کہا کہ جسطرح کہ نقش پا و قدم ریت پر دیکھکر معلوم ہو جاتا ہی کہ یہان سے آدمی یا حیوان گذرا ہی اُسیطرح وجود خالق کا اُسکے کارخانے سے دریافت ہو جاتا ہی۔ کیا آسمان جو اجرام فلکی سے تابندہ و روشن ہی اور زمین جو میدانہاے زر ریز سے آراستہ و پیراستہ اور سمندر جو بیشمار لہرون سے مالامال ہی اثبات وجود عظمت و بزرگی و شان و شوکت خالق کے لیے دلیل کافی متصور نہین



ایک اور فاضل ساکن ریگستان عرب نے درجواب اسی قسم کے سوال کے یہ کہا کہ کیا کسی قسم کی شمع روشنی قبر تک پہونچ سکتی ہی۔ اور اسی شخص نے اپنے ایک رفیق کو جو تختہ مشق ستم آسمان ہوا تھا اور جسکی سعی و کوشش مصائب ناگہانی و آسمانی سے محفوظ رہنے کے لیے کارگر نہوئی تھی یہ کہا کہ خدا سے کوئی اور جا پناہ سوائے خدا کے نہیں ہی۔

درویشون کے نزدیک سب مین اعظم نام اللہ ہی۔ انکا اعتقاد دلی یہ ہی کہ ہر وقت و ہر لحظہ اسی کا تصور کرنا چاہیے اور اسی کی عظمت و بزرگی و شان و شوکت مین مستغرق رہنا اور جہان جہانتک اسی کے نام کے مالا جپنے اور اسکی امداد و اعانت طلب کرنے اور اسی کی پرستش مین مصروف مشغول رہنا اور اسی طرح سے مقدس و پاک ہونا اور طاقت روحانی حاصل کرنا انسان کا فرض اہم ہی۔ انکے نزدیک نام معبود حقیقی اکثر خواہ بہ آواز بلند اور خواہ دل مین لینا نہایت قابل تعریف ہی اور جتنا جلد جلد کہ نام خالق زبان سے نکلے اتنا ہی وہ بہتر سمجھتے ہین۔ اگر کوئی شخص نام اللہ کا ایک سو مرتبہ ایک منٹ مین کہتا ہو تو درصورتیکہ وہ اسی نام کو اسی عرصے مین دو سو مرتبہ کہہ سکے تو وہ زیادہ تر مستحق تعریف متصور ہوگا۔ انکا اعتقاد یہ ہی کہ اللہ عابدون کو جب وہ عبادت مین مشغول ہوتے ہین اپنا ظہور خاص طور سے دکھلاتا ہی انکے دل مین نور الٰہی جلوہ دیتا ہی وہ اس بات کے بھی معتقد ہین کہ بسبب کثرت شغل لفظ اللہ بصفائی تمام حروف مین قلب پر ایسا منقش ہوجاتا ہی کہ چشم روح عابد اسکو بصفائی دیکھ سکتی ہی۔

مذہب جو محمد صلعم نے اہل عرب مین مشتہر کیا تھا بنام دین الاسلام نامزد تھا۔ وہ لفظ دین کو ہی ایمان حقیقی سمجھتے تھے اور اسی کو درست طریقہ

حصول سرور دائمی تصور کرتے تھے۔

لفظ اسلام کی تعریف کئی صورت سے کی گئی ہے۔ اول وہ سلام سے نکلا ہے اور اُسکے معنے امن و آسائش و آرام کے بھی ہین۔ دوم لفظ سلامت سے وہ مشتق ہوا ہے جسکے معنے امان و نجات کے ہین۔ اُس سے مسلم بنا ہے اور اُسکا صیغہ جمع مسلمان ہے اُسکا صیغہ مؤنث مسلمی ہے۔ ان سب کے معنے قناعت و صبر بحکم خالق ہے اور تقدیر پہ شاکر رہنا۔

مصنف کتاب مثنوی شریف بیان کرتا ہے کہ خواہ ہم کسی جگہ پر ہون ہم مالک زمین زیر حکم خالق ہین۔ جہان کہین ہم ہون ہم ہمیشہ تیرے ساتھ ہین۔ ہم اپنے دل مین کہتے ہین کہ شاید ہم کسی اور راہ پر چلنے نہ لگین۔ یہ خیال کیسا بیہودہ و لغو ہے بدنوجہ کہ تمام راستے ہمیشہ تیرے ہی طرف جاتے ہین۔

باب اول قرآن ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ اُو خالق زمین و زمان ہمکو راہ راست یعنے راہ راست اسلام پر لیجا۔ اُسی کتاب کے باب انعام مین خدا یہ لکھتا ہے کہ یہ راہ راست ہے اسپر چلو اور کوئی اور راہ سوائے اسکے تلاش نہ کرو اسلیے کہ وہ تمکو گمراہ کریگی۔

یہ بیان راہ راست درحقیقت بناء طریقت درویشان ہے۔ یہ تمام مختلف راستے ہین لیکن وہ سب بطرف اللہ ہی کے جاتے ہین۔ ایک شاعر ممالک مشرقی اسی مضمون کو بہ الفاظ مندرجۂ ذیل بیان کرتا ہے۔

اگرچہ ہم مختلف کھڑکیون سے نگاہ کرین لیکن وہ ایک آفتاب ہے جو چشمۂ روشنی و گرمی ہے سبکی نظر آویگا۔

قرآن کے باب ابراہیم مین بیان ذیل درج ہے۔

مذہب مثل ایک درخت کے ہے جسکی جڑ مثل بیخ درخت کھجور زمین کے اندر دور تک

چلی گئی ہے۔ اور جبکی شاخین بطرف آسمان چلی جاتی ہین۔ بحکم الٰہی وقت معمولی پر وہ بار ور ہوتا ہے۔ برعکس اسکے ناخداپرستی مثل ناقص پودے کے ہے جسکی جڑ زمین کے باہر ہے۔ وہ اسی سبب سے بہ آسانی اکھڑ سکتا ہے۔

ایک مصنف اہل اسلام کا یہ بیان ہے کہ پرستش کنندگان خالق چار اقسام کے ہین۔ اول عقیل و فہیم جو بسبب اپنی ذاتی نیکی کے فرمان الٰہی پر چلتے ہین۔ دوم توبہ کنندگان جو خوف سے عمل کرتے ہین۔ سوم۔ عابد و پارسا جو شوق دل سے بعبادت معبود حقیقی مشغول ہوتے ہین۔ چہارم صادق و راستباز جو خالق سے بدل محبت رکھتے ہین۔ قرآن کے ایک باب مین یہ حکم درج ہے کہ کسیکو بجبر مذہب اسلام مین نہ لاؤ لیکن بعد ازان یہ حکم آیا ہے کہ جو لوگ مذہب اسلام کے معتقد نہون انپر فوج کشی کرو۔ یہودیون اور عیسائیون اور فرقہ ہاے مسیحی وسہی ہین کو بجبر مذہب اسلام مین لاؤ یا اُنسے محمد صلعم کے لیے جو انکا بمنزلہ دنیوی شاہ کے ہے زر خراج و باج لو۔ ازانسکہ حال فرقہ درویشان تواریخ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام سے بدرجہ غایت تعلق رکھتا ہے اسلیے کچھ بیان حال محمد صلعم اسیجا مناسب و ضرور متصور ہوتا ہے۔ کوئی ایسا شخص نہوگا جو قرآن کو پڑھ کر محمد صلعم کو بڑے مصلح مذہب و قانون ساز فقہ تصور نہ کریگا خصوصاً جب وہ اس بات سے واقف ہو گا کہ وہ شتربان تھے۔

مصنفان مذہب عیسائی یہ ہی خطاب مذمت و ملامت نسبت اُنکے اکثر استعمال مین لایا کرتے تھے۔ دیکھو کہ اصلیت و بیخ و بنیاد و تواریخ محمد صلعم کی اصلیت و تواریخ موسیٰ علیہ السلام سے کیسی مختلف ہے۔ حضرت موسیٰ شاہ فرعون کے دربار مین علما و فضلاے مصر کی صحبت مین تربیت پاتے رہے۔ مسلمان کہتے ہین کہ محمد صلعم اُمی تھے یعنے لکھنے پڑھنے سے وہ محض ناواقف تھے۔ ہمکو اصلا معلوم نہین کہ عہد طفولیت و جوانی مین کبھی اُنھون نے کسی مسائل مذہبی مین تعلیم پائی تھی خصوصاً ان عقائد

مذہبی ہین جو قرآن مین پائے جاتے ہین اس صورت مین اُنکو نادر و مشہور اشخاص
دنیا مین سے تصور کرنا قرین انصاف ہی جب وہ اس عمر پر پہونچے کہ انسان کو
اپنی راے و عقل و تمیز پر اعتبار ہوتا ہی اُنکے دل مین یقین کامل ہوا کہ خالق کائنات
نے مجھکو بالتخصیص مذہب اہل عرب کی اصلاح کے لیے بھیجا ہی۔ خالق کا یہ منشا ہی
کہ مین اُنسے بت پرستی چھوڑاؤن اور پرستش معبود حقیقی کی طرف اُنکو راغب و
مائل کرون۔ یہ یقین تادم مرگ اُنکے دل مین جاگزین رہا اور اُنھون نے اپنے
تئین سواے رسول اللہ کے جو گمراہون کو راہ راست پر لاوے کچھ اور نہ سمجھا۔
پیغمبر اُنکو اس لحاظ سے کہتے ہین کہ اُنکو الہام ہوا تھا لیکن اس باب مین جاے اعتراض
ہی اور شبہہ۔ اعتقاد عیسائیون مین مسئلہ تثلیث و بت پرستی اہل عرب کی اُنکی دانست
مین غلطی فاحش تھی۔ پس موافق اپنے اعتقاد و یقین دل کے اُنکی اصلاح مین
کوشش کرنا دال بیشک و شبہہ نیکی ارادے پر ہی۔ اگر یہ نیک ارادہ خالق کی طرف
سے اُنکے دل مین جاگزین نہوا تو کیونکر وہ اُنکے دل مین پیدا ہوا۔ یہ تسلیم کرنا کہ
وہ کتب توریت و انجیل سے واقفیت تام نرکھتے تھے درحقیقت اُنکے الہام پر اعتراض
کرنا ہی اور اُنکو جھوٹا سمجھنا کیونکہ یہ قیاس کرنا قریب العقل ہی کہ اگر خدا نے اُنکو
بھیجا ہوتا تو وہ اس نقص کو اُسمین سے دفع کرتے۔

پس اُسکو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ باشندہ عرب تھے ناخواندہ و اُمّی محض۔ خدا نے
اُنکو عقل نادر و عجیب عطا فرمائی تھی۔ وہ بڑے صاحب عزم و مستقل مزاج تھے اور
اپنے ارادے پر قائم رہتے تھے۔ اور تادم مرگ اُنکا یہی حال رہا۔ باوجود اسکے
نقص و عیوب انسانی بھی اُنمین بہت اور بدرجہ غایت تھے۔ بلند نظری و نفسانیت
اُنمین اسدرجہ غایت پر تھی کہ جو کچھ وہ ارادہ کرتے تھے اُسمین ہمہ تن مصروف
ہو جاتے تھے۔ اُن مختلف گروہ و اشخاص کا انتظام جنکی مذہبی اصلاح مین سرگرم تھے

وہ بڑے حسن وخوبی ولیاقت سے کرتے رہے - اس باب مین اُنکی بڑی لیاقت واستعداد
ظاہر ہوئی - ابتدا مین جب اُنھون نے دعوے پیغمبری کیا کوئی اُنکا شریک ورفیق
نتھا - اسمین شک نہین کہ وہ اپنے ارادے مین کامیاب ہوے یعنے اُنھون نے
اہل عرب سے بت پرستی چھوڑائی اور اُنکے مذہب کی اصلاح کی - اکثر اشخاص
ساکن ولایتہاے ایشیا وافریقہ ویوروپ اب بھی اُنکے مسائل کے پابند ہین
اور اُنکی بڑی عزت وتوقیر کرتے ہین - قرآن مین بعض مضامین اعلے ایسے درج
ہین کہ اکثر اشخاص تعلیم یافتہ علم الٰہیات ویسے لکھتے تو اُنکو جاے فخر ہوتی پیروان
مذہب اسلام حسب بیان قرآن یہ توقع کرتے ہین کہ محمد صلعم اُس اللہ سے جسکی
وہ پرستش کیا کرتے تھے اُنکی شفاعت کرواوینگے اور وہ اُنکے حامی ومددگار خدا کے
روبرو ہونگے اگرچہ اُس عہد مین اکثر اہل عرب بڑے لایق تھے حتٰے کہ بہت سے اُنمین کے
شاعر بھی تھے لیکن اُنمین کتب علمی وفضیلت موجود نہ تھے - وہ وسائل
جن سے علم شائع ہوتا ہی اور پایدار اونکے پاس بہت کم موجود تھے - از انسبکہ عہد
جوانی مین محمد صلعم کا کوئی مددگار نتھا اور سواے اپنے مایہ وپونجی کے اُنکے پاس
کچھہ اور نتھا وہ عقائد واصول دیانت وامانت وراستبازی پر عمل کرتے تھے اور وہ
اُنسے کبھی منحرف نہوے - وہ اپنے آقا کے ہمیشہ معتمد رہے اور کوئی کار خیانت اُنسے
ظہور مین نہ آیا - اُسکے آقا نے اُنکی شادی کردی - عہد جوانی مین اُنکے آشنا و
رشتہ دار اُنکا ادب کرتے تھے اور یہ جاے تعجب ہی کہ باوجودیکہ وہ فوائد نوشت و
خواند سے بخوبی آگاہ تھے وہ اُسطرف راغب ومائل نہوے - کہتے ہین کہ بطور تجارت
ملک سریا مین وہ کئی مرتبہ گئے تھے - اس سفر مین وہ مسائل مذہب عیسائیان
ساکن یونان ومذاہب قوم یہود سے واقف ہوگئے تھے - وہ مذہب عیسائی کو
برا سمجھتے تھے جیسا کہ اُنکے بیان سے اس باب مین جابجا قرآن مین درج ہی ظاہر ہی

غالباً یونان میں عیسائیون کو ولیون کی تصویر کی پرستش کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ مسئلہ تثلیث کا علم اُنکو وہان حاصل ہوا لیکن وہ اُسکو بخوبی سمجھے نہین اور اُنکے دل نے گواہی دی کہ مذہب عیسائی و مذہب فرقہ یہود اچھا نہین۔ کوئی دلیل معقول بہ اثبات اس امر کے موجود نہین کہ محمد صلعم نے یہودیون یا عیسائیون سے یا مذہب مین تعلیم پائی تھی۔ اسمین شک نہین کہ اہل عرب مضمون توریت و انجیل و بالتخصیص توریت سے واقف تھے اور بہت سی روایتین دربابِ تواریخ قدیم البشان انکو معلوم تھین اگرچہ اُنمین اور بیان مندرجہ بائبل مین بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس خیال سے کہ قرآن مین حال انجیل بہت کم درج ہوا ہے ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ اس عہد مین کتاب انجیل کی جلدین بہت کم وہان موجود ہونگی۔ محمد کے بیشمار دلائل مذہبی مولفان بائبل کے دلائل سے بالکل مختلف ہین۔ یہ بیان لوگون کا محض بے بنیاد و غلط ہے کہ جو مضامین کتاب انجیل قرآن مین درج ہین وہ محمد نے ایک یہودی سے دریافت کیے تھے۔ وہ بیان بدخواہان مذہب اسلام کی ایجاد سے متصور ہوتا ہے۔ کوئی دلیل ایسی موجود نہین جس سے ثابت ہو کہ مضمون مندرجہ قرآن کسی کتاب سے منقول ہوا ہے۔ جو کچھ کہ اسمین درج ہے خواہ نیک ہو خواہ بد اُسکے اپنی ذات و الہام سے ہے۔

توریت و انجیل محمد صلعم کو تا مقبول تھی۔ وہ اُن پیغمبرون کو مانتے تھے جو اُنسے پہلے گذرے تھے اور اُنکا یہ اعتقاد تھا کہ ہر پیغمبر اپنی اپنی کتاب اپنے بعد چھوڑ گیا ہے جو حال کہ اُن کتب مین موافق اُنکے بیان کے پایا نہ جاتا تھا وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اہل نویسون نے اسکو بدل دیا ہے۔ دربابِ انجیل اُنکا یہ اعتقاد تھا کہ عیسائیون نے اسمین دانستہ تحریف کی ہے اور عیسیٰ کے باب مین وہ باتین لکھدی ہین جو پیرایۂ صدق سے عاری ہین۔ یہ بیان دیکھکر اکثر مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ انجیل

ایسی بھی موجود ہے گی جنمین کہ ایسی تحریف ہوئی ہوگی - میری دانست مین اینر ذرا بھی شک نہین کہ فی الحقیقت مسلمان یہ یقین کرتے ہین کہ انجیل مین تحریف ہوئی ہے -

محمد صلعم کا یہ اظہار ہے کہ حضرت عیسیٰ معجزے سے پیدا ہوے تھے یعنی وہ بن باپ کے کنواری عورت کے شکم سے تولد ہوے تھے اور وہ پیغمبر و روح اللہ تھے باوجود اسکے وہ انکی الوہیت سے انکار کرتے ہین - محمد صلعم کا یہ بھی بیان ہے کہ عیسیٰ نے خود کہا ہے کہ بعد میرے ایک شخص و بندہ آویگا - یہ مضمون باب صف قرآن مین درج ہے اسمین یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ یہودیون سے کہتا ہے کہ او فرزند اسرائیل مجھکو خدا نے ان باتون کی تصدیق کے لیے بھیجا ہے جو توریت موسیٰ مین درج ہین اور بعد میرے ایک اور پیغمبر آویگا جسکا نام احمد نامزد ہوگا -

محمد صلعم اپنے تئین خاتم المرسلین بیان کرتے ہین - قرآن کے تیسرے باب مین یہ درج ہے کہ فرشتہ جبرئیل مریم کے پاس آکر خدا سے یہ خبر لایا کہ تیرے شکم سے مسیح جو کلمہ خدا ہے تولد ہوگا اور وہ اس دنیا اور عقبے مین لائق ادب و تعظیم و تکریم و معزز و مفتخر ہوگا - اسی باب مین یہ بھی درج ہے کہ او مریم تو جہان کی عورات مین ایسے سب سے بالاتر و پاک و صاف و بالتخصیص منتخب و برگزیدہ ہے - او مریم تو معبود حقیقی کو سجدہ کر اور اسکی مرضی پر شاکر و صابر رہ اور اسکی پرستش مین مشغول ہو یہ بڑا راز و اسرار ہے جو مین تجھپر ظاہر و آشکارا کرتا ہون -

قرآن کے اس باب مین جو بنام نسا معروف ہے بیان ذیل درج ہے -
عیسیٰ فرزند مریم مسیح و پیغمبر ہے - وہ کلمہ خدا ہے جسکے پیدا ہونیکی خبر مریم کو دیگئی تھی روح مسیح خدا کی ذات سے نکلی ہے -

ایک مصنف ساکن ممالک مشرقی کا یہ بیان ہے کہ لفظ روح سے مراد اچھا

وہ روح ہو جو بے وساطت غیر ذات باری تعالیٰ مین سے نکلی ہو

باب ناسما مین ایک ایسا مضمون درج ہو جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ محمد صلعم حضرت عیسیٰ کو صرف خدا کی مخلوقات مین سے سمجھتے تھے یعنی انکی الوہیت کے وہ قائل نہ تھے۔ وہ مضمون یہ ہی۔ مسیح کو عقل اور فرشتگان مقرب [illegible] کے نزدیک تھین بندہ خالق کہنے سے عار نہ تھا۔ محمد صلعم نے دعوے پیغمبری چالیس برس کی عمر مین کیا تھا اور اسوقت سے وہ باب مذہب مین درس دیتے تھے جو کچھ محمد صلعم کو الہام سے انکو حاصل ہوتا تھا وہ انکے حافظے مین کالنقش فی الحجر جم جاتا تھا اور لوگ جو انسے سنکر اسکو بھول جاتے تھے لیکن محمد صلعم کے حافظے مین سے وہ نکلتا نہ تھا۔ محمد صلعم لوگون کو اکثر اسکی یاد دلاتے رہتے تھے اور اس سے ثابت ہوتا تھا کہ انکا حافظہ بڑا تیز ہی۔ جو کچھ علم کہ انکو الہام سے حاصل ہوتا تھا علی اور عثمان جو انکی وفات کے بعد خلیفہ مقرر ہوے تھے اسکو قلمبند کیا کرتے تھے۔ اسطرح سے قرآن ۲۳ برس مین ختم ہوا تھا۔ جو کوئی قرآن کو مطالعہ کرتا ہی وہ اسکی فصاحت و بلاغت اور اسکی صرف و نحو کی تعریف کرتا ہی اور کہتا ہی کہ شاعری کی خوبیان سب اسمین بھری ہوئی ہین۔ اگرچہ قرآن نثر مین ہی لیکن قریب قریب نظم کے قافیہ بندی اسمین موجود ہی۔ لفظ قرآن لفظ عربی قرا سے بنا ہی اور قرا کے معنے پڑھنے کے ہین اور موافق قاعدہ صرف و نحو زبان عربی کے جس چیز کو پڑھتے ہین اسکو قرآن کہتے ہین پس مراد اسکی کتاب سے ہی۔ محمد صلعم کا یہ اظہار ہی کہ کتاب قرآن رمضان کے مہینے مین بشب لیلۃ القدر جبرئیل آسمان سے لائے تھے خدا پرست مسلمانون مین خصوصاً بعد خلفاے طرفدار عباسیان اس باب مین تکرار واقع ہوئی ہی کہ آیا قرآن مثل اور مخلوقات بے وساطت غیر خدا سے پیدا ہوا ہی [illegible] یا یہ اعتقاد کہ وہ مثل اور مخلوقات عالم خدا سے نکلا ہی اور چونکہ وہ پیغمبر اہل اسلام کے [illegible]

اور قرآن کو لکھتے جاتے تھے تو یہ حال انکو خوب معلوم ہوگا - بعد وفات محمد صلعم باب و آیات قرآن بہت پریشان منتشر ہوگئے تھے اور ابوبکر خلیفہ اول نے انکو یکجا جمع کرکے ایک جلد مین مترتب کیا تھا - اور اسکا نام انھون نے مشافند رکھا تھا - اکثر لوگ قرآن کو اسی نام سے نامزد کرتے ہین - قرآن کے شارحین کا یہ بیان ہے کہ سات نقلین اسکی اصلی ہین تفصیل انکی ذیل مین درج ہے -

دو نقلین مدینے مین ایک مکے مین ایک کوفے مین ایک بصرے مین ایک سیریا یا شام مین ہوئی تھین - اور ایک نقل بنام ولگیٹ معروف ہے - وہ نقل قرآن جو ابوبکر نے کی تھی سب سے اصلی سمجھی جاتی تھی اور اسی سے اورونکو مقابلہ کرکے انکی تصحیح کرتے تھے - خلیفہ عثمان نے ایک نقل قرآن کی اپنے ہاتھ سے کی تھی اور بھی ایک نقل علی نے محمد صلعم کے ایک دوست کی مدد سے کی تھی - بہت سے باب اسمین سے منسوخ و مسترد کیے گئے تھے - جو باب کہ منسوخ و مسترد ہو کر نکالے گئے ہین انکو یکجا فراہم کرکے ایک جلد مین مترتب کیا ہے اور وہ جلد بنام منسوخہ یعنے منسوخ کردہ شدہ نامزد ہوئی ہے - ایک درویش نے مجھسے بیان کیا ہے کہ ایک نقل اس جلد کی بادشاہی مسجد سلطان بیازو شاہ قسطنطنیہ مین اب بھی موجود ہے - ماسوا اسکے اور بھی نقلین اسکی موجود ہین چنانچہ ایک نقل اسکی شہر بصرے مین ہے - اگر ترجمہ اسکا کسی زبان مروجہ یوروپ مین کیا جائے تو بہت ہی مناسب ہے غالبًا وہ جلد قابل دید متصور ہوگی -

بعد وفات محمد صلعم اسکا کوئی فرزند جو وارث ہو نہ تھا - تحقیق نہین کہ آیا محمد صلعم کو خواہش خاندان بنانے کی تھی یا نہین - ظاہرا وہ اپنے داماد اور بھائی علی سے بڑی الفت و محبت رکھتے تھے - چار خلیفہ اصلی یعنے ابوبکر و عمر و عثمان و علی جو خلیفہ رشید کہلاتے تھے بعد وفات محمد صلعم انکے جانشین بترتیب ہے

اہل اسلام ساکنین مدینہ نے انکو منتخب کیا تھا۔ وہ چارون بڑے لئیق وصاحب استعداد تھے مزاج انکا سادہ تھا اور طریقہ انکا کفایت شعاری۔ وہ محمد صلعم کے جانشین ہونیکے لائق تھے اور ان اصول وعقائد کے شایع کرنیکی جو محمد صلعم نے اپنی حیات مین تلقین کیے تھے لیاقت بدرجۂ کمال رکھتے تھے۔

مصنفان ممالک شرقی بیان کرتے ہین کہ علی رضی اللہ عنہ نے بعد وفات محمد صلعم یہ ارادہ کیا تھا کہ مین اسکا جانشین ہو جاؤن۔ چونکہ علی رضی اللہ عنہ نے حین حیات محمد صلعم مین بطریق اہل قلم واہل سیف انکی بڑی خدمتگذاری کی تھی تو ہمین شک نہین کہ انکی جانشینی حسب خواہش طبع محمد صلعم کے ہوتی لیکن لوگ دعوی حقدار پر نظر نہ کرکے موافق انقلاب زمانہ اپنی راے کو بدل ڈالتے ہین اور جو مستحق ولئیق ہین ہوتے ہین انکو وہ عہدہ ہاے معزز سے سرفراز کرتے ہین اشخاص لئیق وصاحب استعداد مایوس ہوکر جان بحق ہو جاتے ہین اور اکثر یادگاری انکے کارہاے نمایان کی انکے دل مین ہی رہجاتی ہی اور بہنگام مصیبت وخوف واندیشہ وہ مثل قطرات خون ایبل قبر سے اپنے ان ہموطنون کے دل مین جنھون نے کہ انکی حین حیات انکی حق تلفی کی ہوتی ہی بڑا ہی اثر پیدا کرتے ہین اور انکو ترسان ولرزان رکھتے ہین۔ یہی بات نسبت علی رضی اللہ عنہ بظہور آئی۔ بسبب اس حق تلفی کے اہل اسلام اسوقت دو فریق مختلف ومخالف مین منقسم ہو گئے ہین۔ اکثر درویش طرفدار فرقۂ علی رضی اللہ عنہ کے ہین۔ وہ حضرت علی کو بکمال ادب یاد کرتے ہین اور انکی حق تلفی کا افسوس کرتے ہین۔

اس عہد مین اشخاص ذوی الاقتدار شہر مدینہ مین فرقۂ انصار یعنے مددگاران بنی اہل اسلام تھے۔ بیوہ محمد صلعم موسوم بہ عائشہ اسوقت تک مدینہ مین رہتی تھین اور پیروان مذہب اسلام پر بڑا اختیار رکھتی تھین۔ یہ عورت دختر ابو بکر خلیفہ اول

تھی - یہ بات قابل بیان ہی کہ عیسائی اور بت پرست بھی محمد صلعم اور آنکے جانشینون کی ملازمت مین سر فراز تھے اور کہین دیکھنے مین نہین آیا ہی کہ اہل اسلام اُنپر مذہب مسلمانی اختیار کرنے کے لیے جبر کرتے تھے -

درویشون کا یہ اظہار ہی کہ محمد صلعم حضرت علیؑ کو اپنا جانشین مقرر کیا چاہتے تھے اور وہ اُن دونون کا تعلق باہمی بہ عبارت رنگین و کنایہ بیان کرتے ہین

درویشون کا یہ بیان ہی کہ محمد صلعم بارہا کہا کرتے تھے کہ مین بمنزلہ مکان ہون اور علی میرا دروازہ ہی - اُنکا یہ بھی اظہار ہی کہ جتنے مسائل مذہبی کہ مذہب اسلام مین پائے جاتے ہین اُن سب کے موجد حضرت علیؑ تھے - بعض درویش حضرت علیؑ کے اسقدر جانبدار ہین کہ وہ اُنکو اس باب مین محمد صلعم پر ترجیح دیتے ہین بڑے بڑے پیروان مذہب صوفی حضرت علیؑ کو علی الالٰہی کہتے ہین -

بعد وفات حضرت عمر کے مسلمانون نے جمع ہوکر حضرت عثمان کو اُنکا جانشین منتخب کیا اگرچہ حضرت علیؑ نے اُسوقت بھی اپنے حق کے باب مین بہت تکرار کی - جب اُنھون نے دیکھا کہ لوگ میرے خلاف ہین وہ صبر کر بیٹھے اور اُنھون نے اپنے رقیب کی اطاعت سے جسکو لوگون نے منتخب کیا تھا سر پھیرنا مناسب نہ سمجھا - علیؑ کے رفیق و طرفدار اس بات سے بڑے مایوس ہوے اور اُنھون نے متفق ہوکر بہ امداد بیوہ نبی اہل اسلام نائرہ فساد مشتعل کیا - اُسوقت مسلمانون مین باہم فساد برپا ہوا اور اثر اُسکا باب سیاست و مذہب مین بڑا مضرت بخش پیدا ہوا - قرآن کے اکثر فقرات کا ترجمہ بھی مختلف ہونے لگا اور جدا جدا فرقے اہل اسلام مین کھڑے ہونے لگے -

بروقت اپنی جانشینی کے بعہدہ خلافت حضرت علیؑ نے تمام اُن عہدہ دارونکو کہ اُنکے سابقین نے بدون استحقاق خدمتگزاری سابقہ و لیاقت و استعداد

مقرر کیے تھے یکقلم برطرف کر دیے۔ یہ امر اُنسے خلاف صلاح و مشورۂ دوستان و پند و نصایح اشخاص عقیل و فہیم ساکن مدینہ ظہور مین آیا وہ یہ کہتے تھے کہ یہ امر بناء فساد باہمی ہو جاویگا اور فتنہ و فساد برپا ہونے لگیگا۔ جو تباہی کہ علیؑ اور اُسکے خاندان پر نازل ہوئی ناظرین تواریخ ممالک شرقی بخوبی جانتے ہونگے۔
معاویہ نے جو اہل عرب کا ایک جنرل تھا حضرت علیؑ کو مع قریب تمام اُنکے خاندان کے تہ تیغ بیدریغ کیا اور وہ بدون منظوری رعایا عہدۂ خلافت پر بزور قابض ہوا۔ اسی فساد کے سبب سے اہل اسلام دو فریق شیعہ و سُنّی مین منقسم ہوے اور اُنسے مختلف شاخین بھی نکلین۔ انھین شاخون مین فرقہ ہاے درویشان بھی شمار کیے جاتے ہین۔
درباب خصلت خلیفہ حضرت علیؑ کے اسجا کچھ کیفیت لکھنی میری دانست مین ضروریات سے متصور ہی بدینوجہ کہ اُنکی تواریخ حال فرقہ ہاے درویشان سے متعلق ہی اُنکا وقایع درویشون نے عجیب و ناقابل اعتبار لکھا ہی۔ حالات جو اُنکے وقایع مین درج ہین اُنسے ایسا واضح ہوتا ہی کہ وہ نبی اہل اسلام کے درجۂ نبوت مین ثانی تھے بلکہ اُنپر بھی سبقت لے گئے تھے۔ جو کیفیت کہ حضرت علیؑ نے درباب محمد صلعم لکھی ہی اُس سے وقایع حضرت علیؑ دعوے ہمسری کرتا ہی بلکہ اُسکو گرد کرکے اور اُسپر سبقت لیجاتا ہی اگر شمہ بھی اُسمین سے جو اُنھون نے بنسبت حضرت علیؑ کے بیان کیا ہی سچ ہوتا تو محمد صلعم بیشک اُنکو اپنی حین حیات ہی اپنا جانشین مشتہر کرتے حضرت علیؑ بعہد پیغمبر بڑے جنگی تھے۔ محمد صلعم اُنکو شیر اللہ کہتے تھے۔ وہ شمشیر کہ محمد صلعم نے اُنکو عطا کی تھی ہر جگہہ اہل اسلام مین اُسکی بڑی تعظیم و تکریم ہوتی تھی اور بنام ظلل فرقان معروف تھی۔ شاہ ایران کے سلح خانے مین یہ یادگار حضرت علیؑ ایک شیر پنجون مین تلوار لیے ہوے موجود ہین۔ کہتے ہین ایک مرتبہ

محمدؐ نے اپنا لیا وہ اپنے اور حضرت علیؑ کے گرد لپیٹ لیا تھا کہ ہم دونون یکجان و دو قالب ہین۔

ایک اور موقع پر محمد صلعم نے یہ بیان کیا تھا کہ علیؑ میرا مددگار ہی اور مین علیؑ کا جیسا کہ ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھا ویسا علیؑ میرے لیے ہی۔ مین مثل اس شہر کے ہون جو تمام علم سے پُر ہی اور علی اُسکا دروازہ ہی۔

اہل اسلام مین جو بڑے نمازی و عابد و پارسا ہین اُنکا یہ اعتقاد ہی کہ اولاد علیؑ مین سے امام مہدیؑ چھپر پردۂ زمین پر پھر اہی پیغمبر ابلیس بر وقت ظہور عیسےٰ بار دوم آوینگے۔ جو مسئلۂ آواگون کے قائل ہین اُنسے یہ اعتقاد تعلق رکھتا ہی معتقدین مسئلۂ آواگون مین سے فرقہ بیکتاشی فرقۂ درویشان مین بڑا نامی گرامی ہی۔

مسلمانون مین شیعہ خلافت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے قائل نہین۔ وہ حضرت علیؑ کو امام اول سمجھتے ہین۔ بعد اُسکے گیارہ اور امام وہ شمار کرتے ہین اور اسطرح کل تعداد اماموں کی بارہ قرار دیتے ہین۔ امامون مین امام مہدی سب سے اخیر ہین۔ فرقہ ڈروس کا یہ اظہار ہی کہ حاکم بی امر اللہ بانی اُنکے مذہب کے امام مہدی تھے جو پردۂ زمین سے عجیب طور سے غائب ہو گئے اور پھر کبھی نہی شکل مین دوبارہ ظہور کرینگے۔ مضمون قرآن پر صابر و قانع نہو کر پیروان مذہب اسلام نے بعد وفات محمد صلعم اُنکے اقوال کو یکجا جمع کر کے اُنکو بنام حدیث نامزد کیا۔ اہل اسلام کے نزدیک حدیثین ویسی ہی معتبر ہین جیسی کہ آیات قرآن۔ وہ حدیثین کچھ فرقۂ انصار و اصحاب کی زبانی سنکر قلمبند نہین ہوئی ہین بلکہ اُن اشخاص کی زبان سے سنی گئی ہین جنھون نے کہ اورون سے سنی تھین غرضکہ یہ بیان اُنکا بچشم خود دیدہ نہین بلکہ شنیدہ ہی۔

حضرت علیؑ کے دوستون نے بھی اُنکے اقوال کو یکجا فراہم کیا ہی اور وہ اُنکا بڑا

اعتبار کرتے ہین - میرے نزدیک تو انمین کوئی بات ندہبی یا اسرار کی پائی نہین جاتی ہی بسکہ وہ لائق اُس درجے کے نہین جو اُن درویشون نے کہ طرفداران علیؓ سے ہین اُسکے لیے مقرر کیا ہی - چند اقوال حضرت علی کے ذیل مین درج ہین -

جس کسی نے مجھکو ایک حرف بھی سکھایا ہی مین اُسکا غلام ہون - اپنی اولاد کو علم سکھاو - جو کچھ کہ کبھی قلمبند ہوا ہی وہ ہمیشہ رہیگا - جب کبھی امور دنیوی مین متفکر و متردد ہو تو اُس خوشی کو کہ ماہین سہولیت و آرام و تکلیف و مشکلات ہوتی ہی یاد کرو -

اس باب کے اختتام مین مین یہ بیان کرتا ہون کہ قرآن کے شارحین جو ابتدائے مذہب اہل اسلام مین پیدا ہوے تھے قرآن سے وہ قوانین و پند و نصائح مذہبی نکالتے ہین جو مسلمانون مین بناء علم فقہ ہین - وہ قوانین وغیرہ ایک چھوٹی کتاب ملتقہ مین درج ہین - نام اُن شارحین قرآن کے جنھون نے کہ اُن قوانین وغیرہ کو قرآن سے اخذ کیا ہی ذیل مین درج ہین -

ابو حنیفہ جو کوفے مین سنہ ۸۰ ہجری مین پیدا ہوے تھے - اور سنہ ۱۵۰ ہجری مین بغداد کے جیلخانے مین وفات کی - شافعی جو سنہ ۱۵۰ ہجری مین غازہ واقع پیلسٹائن مین پیدا ہوے تھے اور سنہ ۲۰۴ ہجری مین مصر مین وفات پائی - حنبل جو سنہ ۱۶۴ ہجری مین بغداد مین پیدا ہوے تھے اور سنہ ۲۴۱ ہجری مین اُسے مقام پر فوت ہوے - مالک جو سنہ ۹۵ ہجری مین مدینے مین پیدا ہوے تھے اور اُسے مقام پر سنہ ۱۷۹ ہجری مین فوت ہوے -

ہر ایک کے انمین سے طرفدار ہین اور وہ ایک دوسرے سے ایسے مختلف القول ہین جیسے کہ فرقہ ہاے درویشان باہم مختلف ہین -

باب سوم

وون ہیمر جو مطالعہ کتب زبانہاے ممالک مشرقی مین بڑا مشہور و معروف تھا درباب فرقہ درویشان یون بیان کرتا ہی کہ ریاست ملک روم مین جب تشیخون و درویشون نے کوئی نیا فرقہ بنا کیا ہوتا ہی یا جو کوئی اُنمین سے بڑا عابد و پارسا و خدا پرست ہوتا ہی اُنکی قبرون کی زیارت ویسی ہی ہوتی ہی جیسی کہ غازیون وکشور کشتاؤن کی۔

بعد سلطان عثمانیہ یہ گروہ درویشان اسلام زیادہ تر طاقتمند اور قوی تھا نسبت علماء زمانہ مابعد پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام کا یہ قول تھا کہ مذہب اہل اسلام مین کوئی درویش نہین۔ یہ مقولہ محمد صلعم کا چاہیے تھا کہ اہل اسلام کو ہندوون اور یونانیون کے درویشون کی نقل کرنے یا اُنمین کسیطرح کا انقلاب کرنے سے باز رکھتا لیکن اہل عرب کا میل ذاتی اسقدر بطرف گوشہ نشینی کے تھا کہ وہ جلد اُس مقولے کو بھول گئے اور قرآن کے اور مضامین بھی جو اُس باب مین تھے اُنکے صفحہ خاطر سے محو ہوے۔ محمد صلعم کی وفات کے تیس ۳۰ برس بعد مختلف فرقون نے اِس فقرہ قرآن پر کہ مفلسی میرا فخر ہی بنا بیشمار خانقاہون کی ڈالی۔ اُس عہدے سے فرقہ ہاے فقرا و درویش ممالک عرب و روم و ایران مین اسقدر زیادہ ہو گئے ہین کہ تعداد اُنکی ۲ ۷ پر پہونچی ہی اور علاوہ اُنکے اسی قدر تعداد مین فرقہ ہاے درویشان کفار ہین۔

وہی مصنف نام طریقہ درویشان کہ قبل از بناء ریاست روم موجود تھے ذیل مین درج ہین بیان کرتا ہی۔

۱۔ یو دیس۔ ۲۔ اولوانی۔

۳۔ ادہمی	۴۔ بستانی
۵۔ سکتی	۶۔ سادری
۷۔ روفائی	۸۔ نوربخشی یا سہروردی
۹۔ کبراوی	۱۰۔ شاذلی
۱۱ میولیوی	۱۲۔ بداوی

بعد بنائے ریاست روم وہ فرقہ ہائے درویشان مندرجہ ذیل موجود تھے۔

۱۳۔ نقشبندی	۱۴۔ سعیدی
۱۵۔ بکتاشی	۱۶۔ خلوتی
۱۷۔ سیمی	۱۸۔ بابائی
۱۹۔ بیرامی	۲۰۔ اشرفی
۲۱۔ ویفائی	۲۲۔ سن بیولی
۲۳۔ گلچنی	۲۴۔ یاجبٹ باشی
۲۵۔ امی سنانی	۲۶۔ جلوتی
۲۷۔ پوشاکی	۲۸۔ شمسی
۲۹۔ سنان امی	۳۰۔ نیازی
۳۱۔ مراوی	۳۲۔ نوردینی
۳۳۔ جبالی	۳۴۔ اشراکی
۳۵۔ نیمی تلاہی	۳۶۔ حیدری

ان چھتیس فرقہ ہائے درویشان مین سے اول بارہ یا پانچ تو وہ ہین جو قبل از بناء ریاست روم موجود تھے اور باقی چوبیس ۲۴ وہ ہین جو شروع چودھوین صدی سے وسط پندرھوین صدی تک کھڑے ہوئے۔ انمین کا فرقہ اول یعنے فرقہ



نقشبندی کو عثمان نے ۱۳۱۹ عیسوی مین اور فرقہ جمالی کو احمد سوم نے ۱۷۵۰ھ مین بنا کیا تھا۔

سینتیس برس بعد شروع ۶۵۷ ہجری فرشتہ جبرئیل نے پاس اویس متوطن قار و واقع ملک یمن کے آکر یہ حکم الٰہی اُسکو سنایا کہ تو دنیا کو ترک کر اور گوشۂ عبادت مین جاگزین ہو۔

چونکہ نبی اہل اسلام علیہ السلام کے دو دانت جنگ احد مین گر گئے تھے اسلیے اویس نے تمام اپنے دانت نکلوا ڈالے اور اُسنے اپنے مریدون کو بھی حکم دیا کہ تم بھی اپنے تمام دانت نکلوا ڈالو۔ ایسے حکم سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اہل عرب مین سے چند ہی اُنکے مرید ہوے ہونگے۔ شیخون مین سے اُلوان و ابراہیم ادہم و بیازو ساکن لبستان و سری سقطی نے موافق حکم اویس عمل کیا اور اُنھون نے وہ فرقے بنائے جو اُنکے نام پر نامزد ہین اور بہت سے قوانین بھی انھون نے بنائے۔ ان عابدون و پارساؤن مین سے عبدالقادر گیلانی پیر فرقۂ قادری بڑے نامور و مشہور تھے۔ یہ وہ ہین جنکو کہ محافظ قبر امام ابوحنیفہ ساکن بغداد بنانا چاہا تھا۔ بعد وفات شیخ عبدالقادر گیلانی اُنکے مقبرے کے گرد بہت مشہور و نامور شیخون کی قبرین ہین۔ تفصیل اُنکی ذیل مین درج ہی۔

مقبرہ جنید و شبلی۔ و حسین منصور۔ حسن کرہی۔ سری سقطی وغیرہ۔ پیران عبدالقادر گیلانی مین سے مشہور و نامی وہ ہین جو ذیل مین درج ہین۔

جنید ساکن بغداد۔ ابوبکر شبلی۔ محی الدین العربی جسنے کہ بڑے تاریک و باریک اسرار و مضامین لکھے ہین اور صدرالدین ساکن کنیہ واقع ایشیائے خورد

انھین مقبرون کے سبب سے اس جگہہ کا نام شہر اولیا مشہور ہوا ہی اور وہ [illegible]
سے متعلق ہی اور اسمین شک نہین کہ اسی وجہ سے وہان کے باشندے اپنے
مذہب مین کٹے سمجھے جاتے ہین۔ مسلمان بغداد کو ہمیشہ مقدس سمجھتے آئے ہین
اور مختلف گروہ درویشان کا وہ بڑا ادب کرتے ہین۔ درویش اکثر قسطنطنیہ
سے براہ مصر یا ایشیاے خورد اُن خداپرستون کے مقبرون کی زیارت کیلیے
جو وہان دفن ہوے ہین پڑے پھرتے ہین۔ فرقہ روفالی جسکا بانی سید احمد
روفائی ہی اُن اشخاص ممالک بیگانہ مین جو قسطنطنیہ مین سیر کےلیے آتے ہین
مشہور و معروف ہی۔ اشخاص اس فرقے کے اپنے بدن کو بہ اعتقاد مذہبی
بڑی تکلیف دیتے ہین۔ وہ بازی گرون کا یہ تماشہ کرتے ہین کہ تلوار و آگ
نگلجاتے ہین اور ہاتھ پاؤن یا کسی اور اعضاے جسم کو شعلہ آگ مین ڈالدیتے
ہین اور ناچنے مین اپنے جسم کو خوب موڑ توڑ دیتے ہین۔ اُنکی بازی گری اور انکے
طور و اطوار فرقہ آتش پرستان ساکن اٹروشیا کو جسکا ذکر کہ کتاب ای میڈ
کے گیارھوین باب کے اٹھائیسوین شعر مین آیا ہی یاد دلاتے ہین۔

(تحقیقات حالات درباب اصلی فرقہ ہاے درویشان قسطنطنیہ کے)

بارہ اصلی فرقہ درویشون کی بیشمار شاخین قسطنطنیہ مین ہین اُن شاخون
کو قرو کہتے ہین۔ اُنکے پیر یا بانی وہان دفن ہوے ہین۔ چند اُن شاخون مین
سے ذیل مین درج ہین۔

شاخ سن یلی مقیم خوجہ مصطفے پاشا و ہمی شیا۔
شاخ اردی بلی۔ مابین دروازہ ہاے شہر ٹوپ کپو و سلور یا کسو واقع شاخ
شاخ اُمی سنان بمقام مسجد ای یب واقع ڈکمیجی لار۔
شاخ یونشا کی بمقامات قاسم پاشا و گھاٹی یوزن بولدا۔

مشائخ چراغی یا جلوتی مقیم سکوطاری۔

مشائخ قادری مقیم توپخانہ۔ اُنکے پیر کا نام اسمٰعیل الرومی تھا۔

فرقہ ملیا مین کا ایک شیخ مقام سمیشیا مین مقیم ہی اور اب بھی زندہ۔ وہ سال بھر مین ایک مرتبہ اوکی میدان کو واسطے زیارت قبر ادریسی مہتانی جاتے ہین وہان ایک شیخ رہتا ہی۔ مقام سکوٹری مین بھی اُنکا ایک شیخ رہتا ہی۔ کہتے ہین کہ وہ اپنے مکان کے احاطے سے باہر نہین جاتا ہی۔ اِس فرقے کو اب ہمزوی بھی کہتے ہین۔ وہ اولیاؤن کی قبرون پر نماز پڑھتے اور دعائین مانگتے ہین۔ اسجا یہ بھی بیان کرنا مناسب متصور ہی کہ اکثر اہل اسلام اولیاؤن کی قبرون پر جاکر نماز پڑھتے ہین اور اپنے حق مین اُنسے دعاے خیر چاہتے ہین۔ اگر کسی متنفس کی قبر پر جو عارف و عابد و پارسا تھا وہ نماز پڑھتے ہین تو وہ اُس شخص متوفی کے فائدے کے لیے ہوتا ہی جسکے مقام قیام وحالات سے وہ ناواقف تھے۔ اگر شخص متوفی بہشت مین ہو تو وہ دعا اُسکو وہان پہونچتی ہی اور اُسکی روح کو فرحت بخشتی ہی لیکن اگر وہ دوزخ مین ہو تو وہ دعا اُسکو اُس سزا سے مخلصی دینے مین مدد و معاون ہوتی ہی۔ اِس باب مین پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام کی حدیث بدین مضمون آئی ہی کہ اگر تمھارا دل مغموم و متفکر ہو تو اولیاؤن کی قبرون پر جاکر دل شاد کرو اور اپنے حصول مدعا کے لیے دعا مانگو درویشون کے تکیے اکثر عابد و پارسا شیخون کی قبرون پر بنے ہوتے ہین۔ اُنکی نعشون پر لوگ بہت جمع ہوتے ہین اور اُنکے مردہ جسم کو لوگ بڑی ہوشیاری و خبرداری سے محفوظ رکھتے ہین اور اُنکی قبرون پر شال قیمتی و پارچہ زردوزی ڈالتے ہین بدون خیال اِس امر کے کہ وہ اپنی حین حیات درجۂ اعلے و عہدۂ جلیلہ پر سرافراز تھے یا نہین۔ لوگ چراغ اُنکی قبرون پر روشن کرتے ہین

بخیال اسکے کہ وہ روشنی الٰہی اُنپر ڈالتے ہین۔ لوگ قبرون پر جاکر نذرین رکھتے ہین بدین نظر کہ اُنکے ذریعے سے اُنکی بیماری یا مصیبت وغیرہ رفع ہو جائے۔ جتنی نذرین لوگ رکھتے ہین اُتنے ہی چیتھڑے کپڑے کے وہ لوہے کی سلاخ پر کہ قبر مین لگی ہوتی ہی باندھ دیتے ہین۔ یہ علامت دال اِس بات پر ہوتی ہی کہ منت بدل بوئی گئی ہی۔ کہتے ہین کہ جیسے عیسائی ولیون کی قبرون پر معجزے و کرشمے ہوتے ہین ویسے ہی اُنکی قبرون پر بھی ہوتے ہین۔ روشنی اُنپر اکثر چمکتی ہی اور زیارت کرنیوالون کو وہ قبر کی طرف ہادی ہوتی ہی۔ عابد و پارسا شیخون کو اپنی زندگی مین بسبب ریاضت و عبادت کے ایسی طاقت حاصل ہو جاتی ہی کہ وہ خواب مین نشان قبرون عابد و پارسا کا جو انسان کو بسبب انقضاے زمانۂ دراز فراموش ہو گیا ہوتا ہی دریافت کر لیتے ہین۔

(بانی بعض فرقہ ہاے درویش کو خاص خطاب عطا ہوے ہین)

عبدالقادر گیلانی بانی فرقۂ قادری بخطاب سلطان الاولیا معروف ہی۔

احمد الروفائی بانی فرقہ میو لیوی ابو الایمان یعنے مربی دوجہان کہلاتے ہین

احمد البداوی بانی فرقہ بداوی بخطاب ابو علیثا یعنے مربی فرقہ ہاے علی وابوبکر معروف و مشہور ہی۔

سعید الدین الجباوی۔ بانی فرقہ سعدی یا جباوی ابو الفتوح کہلاتا ہی۔

ابراہیم دوساکی بانی فرقہ دوساکی بنام شیخ العرب معروف ہی۔

صاحب تصرف

میرے ایک دوست درویش کا یہ بیان ہی کہ مین ایکمرتبہ مدینے سے مشہد اللہ کو زیارت قبر حضرت علی خلیفۂ چہارم کے لیے گیا تھا۔ مین وہان تین روز تک قیام پذیر ہو کر اُس قبر کی زیارت کرتا رہا مین نے کتاب طبقات سرولی مین ذکر

اشخاص صاحب تصرف دیکھا تھا اور مجھکو کمال اشتیاق تھا کہ کچھ حال اُنکا دریافت کرون۔ مین نے سنا تھا کہ ایک شخص صاحب تصرف موسوم بہ جمال الدین کوفی قبر علیؑ پر اکثر آمد و رفت کیا کرتے ہین۔

بغداد سے روانہ ہوکر مین کوفے مین گزرا جہان کہ خلیفہ حضرت علیؑ ابن ملجم کے ہاتھ سے شہید ہوے تھے۔ مین جمال الدین سے راہ مین ملا۔ دور سے دیکھکر مین فوراً گھوڑے سے اُتر پڑا تا کہ اُنکے نزدیک جاکر اُنکے قدم لون اور اُنکا ہاتھ چومون مین ابھی قریب بارہ قدم کے اُنسے فاصلے پر تھا کہ یکایک اُنھون نے میری طرف پھر کر اور مجھے دیکھکر بآواز بلند کہا کہ روح اللہ تم خدا کے پاس جاؤ۔ مین یہ سنکر ڈر گیا اور کانپنے لگا اور وہین ٹھہر گیا بسکہ مین اُنکے ہاتھ چوم نسکا۔ اُنکا میانہ قد تھا اور سر تا پا ننگے۔ داڑھی مین صرف ٹھوڑی پر چند بال تھے جسم لاغر تھا۔ عمر قریب چالیس پینتالیس برس کے ہوگی۔ سر پر بال بھی بہت تھوڑے تھے۔ مین وہان سے کوفہ کو واپس گیا بدین ارادہ کہ وہان جاکر اُنکی مسجد کو بمقام شہادت حضرت علی تعمیر ہوئی تھی دیکھون۔ دروازے پر پہونچکر مین نے پوچھا کہ جمال الدین کہان سویا کرتے ہین اُس شخص نے مجھکو ایک مقام متصل قبر فرزند برادر علی کہ بنام مسلم ابن عقیل موسوم تھے بتایا اور کہا کہ وہ ہمیشہ کھجور کی بوریے پر سویا کرتے ہین اور شاخ درخت کو بجاے تکیے کے کام مین لاتے ہین۔ تب مین نے اُنسے پوچھا کہ وہ کیا کیا کرتے ہین۔ کیا کھایا کرتے ہین اور کیا پیا کرتے ہین۔ درجواب اسکے اُسنے کہا کہ مین اس حال سے اصلا کچھ واقف نہین بدینوجہ کہ شام کو وہ یہان سونے آیا کرتے ہین اور علے الصباح ہی ریگستان کو نکلجاتے ہین اور کبھی کسی سے بات نہین کرتے ہین۔ جمال الدین ۹۳۱ ہجری مین فوت ہوے اور بدر الدین صحیح تک اُنکے جانشین ہوے اُنکا وطن دار السرور واحد الاردہی اور وہ ۹۶۲ ہجری

زندہ رہے۔ بعد اُنکے حسین الدین مکھی اُنکے جانشین اور خاتم الاولیا ہونگے۔
میرے اُس دوست نے مجھسے بیان کیا کہ یہ اشخاص سرگروہ صاحب تصرف ہین جسطرح کہ دنیا مین شاہ و دیگر حاکمان انسان کے جسم پر اختیار رکھتے ہین اُسیطرح ارواح انسان پر انکو اختیار حاصل ہی۔ اس باب مین اُسنے مجھسے یہ بھی بیان کیا کہ اس گروہ کا سردار قطب یا مرکز یا محور کہلاتا ہی۔ وہ اپنے درجے مین لاثانی ہوتا ہی۔ اُسکے داہنے اور بائین طرف دو شخص جو بنام اومینا نامزد ہین بیٹھا کرتے ہین آومینا صیغہ جمع امین ہی اور امین کے معنے ایماندار و وفادار ہین جب امین سے وہ شخص کہ جو بیچ مین بیٹھا ہوتا ہی مرجاتا ہی تو دوسرا شخص کہ بائین طرف ہوتا ہی اُسکا جانشین ہوجاتا ہی اور بائین ہاتھ پر جو شخص تھا وہ اسکی جگہ قائم ہوتا ہی تب اُس جگہ پر جو خالی رہتی ہی ایک شخص سوسوم بہ اوتاد مامور ہوتا ہی۔ اوتاد صیغہ جمع وتد ہی۔ اوتاد تعداد مین چار ہین ماسوا انکے پانچ اشخاص اور ہوتے ہین جو بنام انور معروف ہین اشخاص اوتاد کی جگہ پر گروہ انور مین سے اور گروہ انور کی جگہ پر گروہ اخیار مین سے بھرتی ہوتے ہین۔ گروہ اخیار سات متنفس سے مشتمل ہوتا ہی۔ علاوہ انکے چالیس اشخاص اور ہوتے ہین جو بنام شہدا معروف ہین۔ بعضے انکو رجال غیب کہتے ہین اُنکا ڈیرہ یا دائرہ تیس حصون مین یعنے موافق تعداد ایام ماہ منقسم ہوتا ہی۔ اُس دائرے مین شمال وجنوب ومشرق ومغرب بنا ہوتا ہی اور ہر روز وہ سب ملکر اُس دائرے مین اُس سمت کو جاتے ہین جو مہینے کی ہر تاریخ کے لیے جداگانہ بالتخصیص مقرر ہی۔ اُس دائرے مین ہر تاریخ کے لیے مختلف سمت قلمبند ہوئی ہی اور وہ اسکو پڑھکر اُس سے بخوبی آگاہ ہوجاتے ہین۔ بڑے مشہور ومعروف محی الدین العربی نے مفصل حال انکا لکھا ہی اور مُلا جامی

سے کہ ایرانی شاعروں میں نامی ہی کتاب نفحات الانس میں حال اُنکا شرح لکھا ہی۔

جو کوئی اُس دائرے کے نقشے کو دیکھکر یہ دریافت کیا چاہیگا کہ رجال غیب کس طرف گئے ہیں تو اُسکو وہ حال معلوم ہو جائیگا اور کہتے ہیں کہ وہ اسطرح تحقیقاً اپنے مطلب پر کامیاب ہو جائیگا۔ وہ شخص جس سے کہ میں نے یہ حال سنا ہی بیان کرتا ہی کہ درویشوں کا یہ اعتقاد ہو کہ رجال غیب درحقیقت روے زمین پر موجود ہیں مکہ اُنکا مرکز ہی جہان وہ جمع ہوتے ہیں اور وہان سے ہی سفر شروع کرکے ہر روز پھیر وہین وہ آجاتے ہیں۔ تمام کاروبار انسان اُنھیں کے زیر حکم ہیں جو کچھ کہ وہ اُنکی تقدیر میں لکھتے ہیں اُسی کی تعمیل حاکمان روے زمین کرتے ہیں۔ وہ نائب یا وکیل اُن پیغمبرون اور اولیاؤن کے ہیں جو اِس جہان فانی سے رحلت کر گئے ہیں۔ جو کچھ کہ مرضی خالق کی نسبت ہر فرد بشر کے ہوتی ہو اُس سے وہ اُنکو آگاہ کرتا ہی۔ انسان کی مطلب برآری بھی اُنھیں کی مہربانی پر منحصر ہی۔ اگر وہ اُنپر مہربانی نہ کرین تو وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہونگے۔ اِس صورت میں ایسے ناگہانی حارج پیدا ہو جائینگے کہ مطلب برآری اُنکے دائرہ امکان سے خارج ہو جائیگی۔

علاوہ گروہ ہاے مندرجہ بالا ایک اور گروہ وجود روحانی موجود ہی۔ وہ گروہ بنام ابدال معروف ہی۔ لوگون کا اعتقاد اُنکے باب میں یہ ہی کہ وہ ضعیف العقل اور دیوانے ہیں لیکن وہ کسی کو کچھ تکلیف نہین دیتے ہیں اور کسیکو اُنسے ضرر نہین پہونچتا ہی۔ کئی اُنمیں کے اِس دنیا میں موجود ہیں اور اکثر وہ اپنے اختیار کو یہان عمل میں لاتے ہیں اگرچہ کوئی اُنکے اصلی حال سے درحقیقت واقف نہین۔ وہ تعداد میں نشتر ہیں اور وہ چالیس رجال الغیب کے جانشین



ہوتے ہین - علاوہ انکے اسنئی اور ہین جو
نقیبا یا مجسٹریٹ کہلاتے ہین اور وہ
اُن سنترا ابدال کے جانشین ہوتے ہین اور
نہایت لئیق اشخاصون مین سے منتخب ہوکر بھرتی
ہوتے ہین - نقیبا صیغۂ جمع نقیب ہے -
کئی اشخاص اس پر دہ زمین پر ابدالی تھے
اور اب بھی کئی موجود ہین لیکن یہ تحقیق نہین کہ
وہ اُن سنترہ مین سے ہین یا نہین - بعض اوقات
وہ گلیون مین ننگے پھرتے ہوے نظر آتے ہین اور دیوانون کے مانند معلوم
ہوتے ہین - بعض اُنمین کے عقل و فہم و تمیز سے بہرہ رکھتے ہین اور ہوشیار
ہوتے ہین لیکن وہ اُن مقامون پر نہین رہتے ہین جہان انسان کا گذر ہوتا ہے
وہ پہاڑون اور غارون اور ویرانون مین رہتے ہین اور وہان حیوانون
سے الفت کرتے ہین اور بزور اپنی روحانی قدرت کے اُنکو ایسا کردیتے ہین کہ
وہ کسی کو تکلیف نہین پہونچاتے ہین - لوگ اُنکا بسبب پاکی خصلت کے بڑا
ادب کرتے ہین - آغاز ریاست ملک روم مین بہت سے مشہور آبدال ایشیاے
خُرد مین موجود تھے -

درویشان آوارہ گرد و سیّاح

قسطنطنیہ و ممالک شرقی مین وہ درویش جو شیر یا چیتے کی کھال کندھے پر
ڈالے رہتے ہین اور ایک پیالہ جسکو کشکول کہتے ہین ہاتھ مین رکھتے ہین ہند
وبخارا سے وہان جا پہونچے ہین - یہ ضرور نہین کہ یہ درویش ہی ہون بلکہ
وہ فقیر ہوتے ہین جو بھیک مانگنے کو محنت و مزدوری کرنے پر ترجیح دیتے ہین

لوگونکا یہ اعتقاد ہی کہ وہ تارک الدنیا ہین اور شہوت و نفسانیت سے مُبرّا۔
اُنھون نے لذائذ و حظوظ دنیوی بہ یاد آلہی ترک کیے ہین اور وہ خدا کی عبادت
ہین مشغول و مصروف رہتے ہین۔ جب اُنسے پوچھا جاتا ہی کہ مطلب تمھاری
آوارہ گردی و سیاحی کا کیا ہی تو وہ یہ جواب دیتے ہین کہ ہم خاص عابدون و عارفون
و پارساؤن کی قبرون پر منت اداکرتے پھرتے ہین اور یاد آلہی مین زیادہ تر
مشغول و مصروف رہتے ہین۔ اکثر اُنمین کے فرقہ ہاے کلینشتی و شہرو ردی سے
متعلق ہین اور وہ جو بخارا سے آتے ہین فرقہ ہاے نقشبندی و قادری سے ہوتے
ہین۔ ان فرقون مین بھیک مانگنے کی ممانعت ہی۔ ان خداپرست درویشون
مین سے بعض تو ہنگری تک بہ ارادہ زیارت قبر سنتین جو بنام گل بابا معروف
ہی جاتے ہین۔

قلندرون کا کوئی فرقہ نہین۔ فرقہ قادری مین سے ایک درویش کا
نام شہباز قلندری تھا اور ایک اور درویش از فرقہ میولوی بنام شمس الدین
تبریز قلندری معروف تھا۔ وہ درویش جو اپنے پاس بڑا ترچھا سینگ سوم
بہ لقفر رکھتے ہین اور یا ودود کہتے پھرتے ہین فرقہ بیکتاشی سے متعلق ہوتے ہین
ایک اور فرقہ ہی جسکو لوگ درویش سمجھتے ہین لیکن درحقیقت وہ درویش
نہین۔ اُنکو قسطنطینہ مین خواس جی لار کہتے ہین۔ اس فرقے کے لوگ
لباس و پوشاک متشابہ لباس درویشان پہنکر اور سبز عمامہ باندھکر اکثر چھوٹی
چھوٹی دوکانون مین بیٹھے ہوے نظر آتے ہین۔ وہ منجم و فال گو ہوتے ہین۔
جو چیز کہ کھو جاتی ہی اُسکا پتہ وہ علم نجوم سے لگا دیتے ہین اور اگر جورو خصم
مین ناموافقت ہوتی ہو تو وہ اپنے علم کے زور سے اُنمین موافقت کرا دیتے
ہین۔ علے ہذا القیاس اور بھی کام ایسے ہی کرتے رہتے ہین۔ کھڑکیون پر جو تصویر

ہاتھ کی لکھی ہوتی ہے وہ تصویر دست پیغمبر اہل اسلام کی ہوتی ہے جسکے اندر
آیات قرآن سے لکھے ہوتے ہین۔ وہ غیب دانی بمدد علم رمل کرتے ہین اور
سائل کے نام کے حروف ابجد سے حساب کرکے سوال استفسرہ کا جواب نکالتے ہین
عناصر اربع یعنے خاک و باد و آب و آتش بھی اسمین کام آتے ہین۔ یہ دریافت
کیا جاتا ہے کہ عناصر اربع مین سے کونسا عنصر جسم سائل مین غلبہ رکھتا ہے۔ بعد
معلوم ہونے اس امر کے ایک نقش یا نسخہ لکھکر سائل کے حوالے کیا جاتا ہے۔ وہ منجم
یہ خیال کرتے ہین کہ کسی ایک عنصر کو باقی عناصر نے اُسکے جسم مین سے نیست و نابود
کردیا ہے پس جو عنصر کہ غالب ہوا ہے اُسکو دور کرنا چاہیے۔ اُس نقش یا نسخہ
مین آیات قرآن درج ہوتے ہین۔ لوگون کا یہ اعتقاد ہے کہ بعض آیات قرآن
خاص خاص موقعون پر کام دیتی ہین اور اُنسے مطلب برآری ہوتی ہے اُس
نقش کو گردن مین ڈالتے ہین یا گلے مین پہن لیتے ہین۔ ماسوائے قرآن کے
آیات کے عابد و عارف و پارسا اپنے ہاتھ سے کچھ اور بھی لکھدیتے ہین اور ویسا ہی
اثر اُنسے بھی ظہور مین آتا ہے۔ ان اقسام کی تحریرات مین سے ایک قسم وہ ہے
جو بنام استخارہ نامزد ہے۔ اُنکو تکیون کے نیچے رکھتے ہین تاکہ خواب مین کچھ دکھائی
دے۔ لوگون کا نسبت اُنکے یہ بھی اعتقاد ہے کہ جو ڈر گئے ہون اور مصیبت زدہ
ہون اگر وہ اُنکو تکیے کے نیچے رکھکر سو جاوین تو خواب مین اُنکو ارواح پاک
نظر آوینگی اور اُنسے سائل کی مطلب برآری بھی بخوبی ہو جائیگی۔

یہ لوگ بزور اپنے عمل کے بعض بیماریان جو چہرہ و سر و کندھے و بازو
مین لاحق ہوتی ہین رفع کیا کرتے ہین۔ وہ کچھ پڑھکر بیمارون پر پھونکتے ہین
اور اُسکے اثر سے بیمار کو شفا ہو جاتی ہے۔

باب چہارم

(ترجمہ رسالہ در باب پوشاک و مسائل درویشان)

در باب پوشاک و مسائل درویشان عبد اللہ انصاری نے کہ دوست و رفیق پیغمبر اہل اسلام تھے بر وقت انکے ہجرت فرمانے کے مکہ سے مدینہ کو کچھ تحریر کیا ہے اور وہ تحریر اس باب میں نسبت اور تحریرات کے زیادہ تر قدیم ہی۔

عبد اللہ انصاری کا یہ بیان ہی کہ محمد باقر امام پنجم و جانشین حضرت علیؑ نے اس عہد کے عابدون اور عارفون کی پوشاک کا نام ارشاد کسوہ رکھا تھا اور جعفر صادق امام ششم نے کہ فرزند محمد باقر و اولاد علی مین سے تھے ان عارفون و عابدون کو جو وہ لباس پہنتے تھے بلقب عرفان اولیا ملقب کیا ہی۔ خدا ہی جانتا ہی کہ یہ بیان سچ ہی یا نہین۔ مرشدان کامل تکیہ درویشان پر فرض تھا کہ عرفان اولیا اور مریدون کو اس بات سے واقف کرین اور بتا وین کہ تکیہ درویشون مین کس مقام پر انکو رکھنا چاہیے اور کسطرح انکو پہننا واجب ہی اور تاج یا کلاہ و خرقہ یا جبہ درویشان کا مطلب کیا ہی۔ جب عرفان آئین یعنے بزرگان تکیہ درویش انکو وہ پوشاک دین اور اس درجے پر مقرر کرین تب ہی انکا پہننا سنت و درست ہی۔ اگر مرید اس بات سے ناواقف ہو تو مرشد کو چاہیے کہ اسے سزا دین اسطرح کہ اسکو جھوٹا و فریبیا مشتہر کرین۔ ایسی صورت مین مریدون کی طرفداری کرنی داخل گناہ عظیم ہی اور مساوی گناہ کفر متصور ہر وقت منتخب ہونے کے بطور رہبر مرشد تکیہ کلام مندرجہ ذیل اسکو بالضرور اپنی زبان سے کہنا پڑتا ہی۔

او جا بتو قوم جو عقلے مین مومنین اور علی شہید کے سقا ہائے چشمہ کوثر کے سرگروہ

جنت کی آرزو رکھتے ہو مرجاؤ گے اور بہشت میں اپنے گروہ کی ترقی مدنظر رکھو اور سب سے زیادہ تر اس امر کا خیال رکھو کہ کون تمھارے گروہ میں سے فریب باز اور کون راستباز پس اگر ایسا کروگے تو تمھارے گروہ میں کوئی خصوصاً فریب باز مرشد کو چاہیے کہ اپنے فرائض بڑے مشہور و نامی اشخاص میں خلافت یا نائب اپنے گروہ سے تحقیق کرے اور اسکے بڑے پنے کے اعراض سے اسطرح جو بیان کیا گیا ہو جسکے خدا کی نگاہ میں مفلسی دنیوی فوائد پر ترجیح رکھتی ہی۔ خدا اسکو آب سلسبیل و کوثر پلا ویگا اور پوشاک اطلس و ریشم بہشت پہنا ویگا۔ حوریں و غلمان بہشت اسکی خدمت میں حاضر رہینگے اور اسکے دو پرے اڑ آئیگا۔

درباب مقلد یا فریبیوں کے پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام نے یہ کہا ہو کہ وہ ایسا درجہ حاصل کرنے کے لیے ترپتے رہینگے لیکن آخر میں پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام پر ایمان لا کر خدا کے حکم سے انپر بھی وہی مہربانی ہوگی۔ مقلد وہ ہی جس سے کہ مرشد نیک ذات واقف نہو اور جسنے کہ اسکا کبھی ہاتھ نہ پکڑا ہو۔ مقلد وہ بھی ہی جو پابند احکام عرفان آئین نہیں اور جو قبل از وقت جسمانی اپنی روح کو خاک نہیں کرتا ہی اور جو چیتھڑے و گدڑی محض حصول خوشی نفسانی کے لیے پہنتا ہی۔ ایسے مقلدین کے باب میں یہ کہا گیا ہی کہ وہ بے موت مرتے ہیں یعنی قبل اسکے کہ ایام انکی زندگی کے منقضی ہوں وہ اس جہان سے گذر جاتے ہیں۔

درباب جبہ متبرک نبی اہل اسلام

کہتے ہیں کہ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام اپنے جبہ متبرک کو ایک خاص رفیق شفیق کی تحویل میں رکھا کرتے تھے۔ اس شخص کا نام اویس تھا۔ وہ جبہ موٹی اون کا بنا ہوا ہی۔ وہ ایک لمبی پوشاک ہی جسکی آستینیں گھٹنے تک پہنچتی ہیں۔ اسمیں ایک پتہ بھی لگا ہوا ہی۔ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام اس شخص سے بڑی الفت

رکھتے تھے۔ جب پیغمبر صاحب کا ایک دانت ایک لڑائی مین کہ اہل عرب سے ہوئی تھی نکل گیا تھا اس شخص نے تمام اپنے بتیسون دانت بطور علامت ہمدردی نکلوا ڈالے تھے۔ دانت نکلواتے ہوئے اس شخص کو ذرا بھی درد محسوس نہوا۔ اسوقت خدا نے عرب مین ایک نیا میوہ جو کبھی پہلے پیدا نہوا تھا اس شخص کے لیے پیدا کیا۔ نام اس میوے کا موس ہی۔ یہ جبہ جب سے اسی خاندان کی تحویل مین رہا ہی۔ فی الحال یعنے ۱۲۸۵ھ مین اسکے خاندانمین سے ایک طفل خورد سال قسطنطنیہ مین تحویلدار اس جبہ کا ہی۔ جبتک کہ وہ سن بلوغ کو نہ پہونچیگا تب تک ایک وکیل یا نائب سلطان کی طرف سے مقرر ہوکر اسکی جگہہ پر کام دیتا رہیگا۔ سال بھر مین ایکمرتبہ اس بچے کو بسواری پرانی حرم سرا مین لیجاتے ہین اور وہان چند چیدہ مسلمانون کو دکھاتے ہین۔ جب وہ اسکی تعظیم و تکریم کر چکتے ہین تب اس جبہ کو اپنی خاص جگہہ پر لیجا کر رکھدیتے ہین۔

جبہ و پوشاک فرقہ درویشان نقل جبہ پیغمبر اہل اسلام ہی۔

در باب کلاہ درویشان

کہتے ہین کہ قبل از پیدائش اس دنیا کے ایک اور دنیا موجود تھی جو زبان عربی مین بنام عالم ارواح نامزد ہی۔ جو امر مرقومہ بالا کے معتقد ہین انکا یہ بھی اعتقاد ہی کہ روح ایک نور ہی بے جسم۔

کہتے ہین کہ روح محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام عالم ارواح مین موجود تھی خالق نے اسکی روح کو ایک ظرف نور مین رکھا تھا۔ وہ ظرف بشکل کلاہ درویشان خصوصاً فرقہ مولویہ تھا۔ اسی وجہ سے کہتے ہین کہ بناء کلاہ درویشان خدا سے چلی آئی ہی۔ اس کلاہ مین خاص تعداد ترک ہوتے ہین جیسا کہ سابق بیان ہوا۔ ہر ایک ترک سے ایک ایک گناہ کا ترک مراد ہی اور اخیر ترک سے جو

بنام ترک ترک نامزد ہی مراد ترک جمیع گناہ ہی۔ فرقہ قادری اپنی کلاہ مین کام زردوزی کرتا ہی اور اسمین ایک گل گلاب لگا دیتا ہی۔ اس باب مین قصہ مندرجہ ذیل آیا ہی جو کتاب مذہبی ملک روم سے ترجمہ ہوا ہی۔ اے پیروان طریقہ قادری اور اے بلبل باغ گل گلاب طریقہ اشرافی تمنے ہمارے فرقے کے گل گلاب کے معنون کو پسند کیا ہی۔ تمام طبقہ ایران مین اسکو گل گلاب کہتے ہین۔

تم اس بات سے مطلع ہو کہ ہر ایک طریقے کے لیے ایک خاص جداگانہ علامت مقرر ہی اور علامت فرقہ قادری گل گلاب ہی۔ حال بنا و ایجاد اس کلاہ کا جو ہمارے فرقے کے بڑے بڑے شیخون اور عاشقون نے قلمبند کیا ہی ذیل مین درج ہی۔ اللہ انپر اپنا خاص فضل و احسان کرے۔

خاکسار و مسکین درویش ابراہیم الاشرمی القادری جو فی الحال زندہ نہین موجود ہی ایکمرتبہ ملازمی وخدمت شیخ علی ابو محیی الدین قادری مین مامور تھا شیخ السعید عبد القادر گیلانی کو آلیمیں یعنے خضرؑ نے حکم دیا کہ تم بغداد کو جاؤ بروقت انکے پہونچنے کے اسمقام پر وہان کے شیخ نے ایک پیالہ لبالب بھرا ہوا پانی سے انکے پاس بھیجا۔ اس سے مراد یہ تھی کہ شہر بغداد عارفون و عابدون و پارساؤن سے پر و معمور ہی اور تمھارے لیے اسمین جگہ نہین ہی۔ یہ بات بموسم سرما مین اسوقت ظہور مین آئی جبکہ کوئی پھول میدانون مین شگفتہ نتھا۔ شیخ نے پیالہ آب مین گل گلاب ڈالکر واپس کر دیا۔ مراد اس سے یہ تھی کہ بغداد مین مجھے جگہ دیویگا۔ یہ دیکھکر تمام حاضرین بآواز بلند کہنے لگے کہ شیخ ہمارا گل گلاب ہی۔ وہ سب اسکے استقبال کے لیے گئے اور اسکو بعزت تمام شہر کے اندر لائے۔ یہ بنا ایجاد گل گلاب فرقہ قادری کی ہی۔

جسقدر مجھکو معلوم ہی وہ یہ ہی کہ قادر مطلق کی مدد سے شیخ نے اُسے بڑے کرشمے دکھائے۔ وہ اولاد خاندان نبی اہل اسلام علیہ السلام سے تھے۔ کہتے ہین کہ محمد صلعم نے ایکمرتبہ اپنے نواسون حسنؓ و حسینؓ کو کہا تھا کہ تم میری دو آنکھین ہو اور دو پھول گلاب کے۔ چونکہ وہ پیغمبر اہل اسلام سے رشتہ و تعلق رکھتے تھے اسلئے ہماری دانست مین اُنکو طاقت گل گلاب پیدا کرنے کی معجزے سے حاصل تھی۔ پس اس صورت مین ظاہر ہی کہ اُنکے مرید اُنکا ادب کیسا کرتے ہونگے اور کیسی اُنسے الفت رکھتے ہونگے۔

سلیمان افندی نے اپنی کتاب مین کہ درباب مولا نبی اہل اسلام علیہ السلام لکھی ہی شیخ قادری کے باب مین مضمون شعر مندرجہ ذیل لکھے ہین۔

جب کبھی اُنکے جسم سے پسینہ ٹپکا ہر قطرہ گلاب کا پھول بنگیا۔ جو قطرہ پسینے کا جسم سے گرا تھا اُسکو مثل خزانے کے اُٹھا لیتے تھے۔

پس یہ وجہ مرقومہ یا لا گل گلاب شیخ علامت نبی اہل اسلام علیہ السلام کی ہی جیسا کہ مثل ذیل سے ظاہر ہی۔ فرزند راز و اسرار پدر ہی۔

جب میرا شیخ علی الوبادی فوت ہوا اشرف زادہ جو پیروان عبدالقادر مین سے تھا اُسکا جانشین ہوا۔ ایک شب جبکہ مین اپنے گوشے مین بعد غروب آفتاب ذکر حق مین مصروف تھا گل گلاب میرے فرقے کا میرے خیال مین گذرا اور میری سمجھ مین یہ آیا کہ گل گلاب بغداد و استنبول مین فرق ہی۔ مین نے چاہا کہ وجہ اسکی دریافت کرون بفضل خالق کائنات فرق ان دونوں میری سمجھ مین جلد آیا۔ میرے خیال مین یہ گذرا کہ کسواسطے فرقہ اشرافی مین کوئی گل گلاب مقرر نہین اور یکایک شکل ایک گل گلاب کی میری نگاہ کے سامنے ظاہر ہوئی۔ بعد اختتام نماز مین نے اُس گل گلاب کی تصویر کھینچی اور میرا دل اسباب

قائم ہوا کہ فرقہ اشراقی کے لیے وہ علامت گل گلاب مقرر کرنی چاہیے۔ مین نے
چند راز و اسرار نسبت اسکے قلمبند کیے اور مختلف گلہاے گلاب کے لیے رنگ
مقرر کیے۔ مین نے اس مختصر رسالے کا نام رسالہ گل آباد رکھا۔ جو کوئی اس
گل گلاب کو سر پر رکھتا ہی اسکو اس سے فخر حاصل ہوتا ہی اور عزت۔ وہ طریقہ
قادر گیلانی کو بتاتا ہی لفظ گل مرکب ہی دو حروف گ اور ل سے۔ قرآن کے
۳۹۔ باب کے سینتیسوین شعر کے دونون مصرعے گ و ل سے شروع ہوے ہین
مضمون اس شعر یا آیۃ کا یہ ہی۔ کیا اللہ اپنے بندے کی حمایت کرنے کے لیے
سب سے بالاتر و غیر محتاج نہین ہی۔ کفار تجھکو اپنے بتون سے ڈرایا چاہینگے لیکن
جسکو اللہ گمراہ کرتا ہی اسکو کوئی ہادی و رہنماے راہ راست نہ ملیگا۔ اللہ
اپنے بندون پر کمال مہربانی کرتا ہی جسکو وہ چاہتا ہی اسکو وہ روزی دیتا ہی
وہ بڑا قادر مطلق ہی۔

شکل گل گلاب بعد از حسب بیان مندرجۂ ذیل ہی۔

اسکے اندر اور باہر دو دو چھلے ہین اور تین حلقے۔ وہ سبز کپڑے کا بنتا ہی۔
پہلے حلقے سے مراد شریعت ہی جو نبی اہل اسلام علیہ السلام پر الہام سے ظاہر ہوئی تھی
دوسرے حلقے سے مراد طریقت یعنے طریقۂ درویشان ہی اور تیسرے سے معرفت
یعنے علم الٰہی۔ تینون حلقے ملکر ایک علامت اس امر کی ہین کہ انکی تحصیل سے حال
آتا ہی۔ لفظ متبرک حی کے لیے جو ایک شیخ پر ظاہر ہوا تھا سبز رنگ مقرر ہی اور
اسی وجہ سے گل گلاب کپڑے پر اسی رنگ کا بنایا جاتا ہی وہ حلقے بر رنگ سفید
ہین اور وجہ اسکی یہ ہی کہ وہ علامت کامل اس اطاعت کی ہی جو بموجب روایت
نبی اہل اسلام علیہ السلام کے ذیل مین درج ہی شیخ کے لیے واجب ہی۔ قانون
خالق میرا کلام ہی اور اسکا راستہ میرا طریقہ ہی۔ علم الٰہی سب سے اعلےٰ اثر ہی

در استبازی میرا حال ہی جو کوئی ان رازو اسرار سے واقف ہوا چاہیے وہ قوانین باب اخلاق پر عمل کرے اور خصلت ذات الٰہی اختیار ۔ انعام اسکا عقبے مین ورد ائمی و مدام امداد و تائید الٰہی ہی۔

محمد خالق شیخ اسمٰعیل الرومی در اصل فرقہ خلوتی مین سے تھا۔ ایکمرتبہ خواب مین وہ خلیفہ عبدالقادر گیلانی بنگیا۔ اُسنے اِس گل گلاب کو بطور علامت ہفت اسماے خالق و دیگر شاخہا مقرر کیا۔ سات رنگ جو اُسنے مقرر کیے ہین علامات انوار ہفت اسماے الٰہی ہین۔ اٹھارہ ترک علامت ہندسہ ۱۸ ہی جو لفظ حی یعنے ح اور ی سے بحساب حروف ابجد پیدا ہوتی ہی گل گلاب جو اُس فرقے کے شیخون کو ملا تھا اُنیس ۱۹ ترک سے مشتمل تھا۔ وہ علامت حروف بسم اللہ شریف و جنت الاسماہی وہ نقش جنتر منتر مین مستعمل ہوتا ہی۔ اُسکے مرکز مین مہر سلیمانی ثبت ہی۔ سلیمان چہ حروف سے مرکب ہی۔ اُس سے مراد یہ ہی کہ شیخ چہ صفات مخصوص سے متصف ہین۔ حرف س سے مراد یہ ہی کہ وہ جمیع عیوب و نقص سے مبرا ہین۔ ل سے مراد ملائمت مزاج ہی۔ ی کے معنے قوت خواب روحانی ہین۔ م سے مراد الفت محبت رفقا ہی۔ ا کے معنے عادت و خصلت خداپرستی بوقت نصف شب ہی۔ ن سے مراد یہ ہی کہ اُسکی نماز و عبادت خدا سے متعلق ہی۔ حرف ن کو وہ بنید ولنستعین کہتا ہی۔ یہ باب اول قرآن کے چوتھے فقرے کا ایک جزو ہی۔ وہ فقرہ یہ ہی۔

تیری ہم پرستش کرتے ہین اور تجھسے ہی ہم طالب امداد ہوتے ہین۔

وہی مصنف درباب گل گلاب فرقہ قادری یہ بھی بیان کرتا ہی کہ جو کوئی گہوارہ مغفرت الٰہی مین کہ اشرف زادہ رومی سلطان شیخون کا ہی آرام کرتا ہی خدا اُسکو برکت دیتا ہی۔ علامات اسرار الٰہی جو اُس گل گلاب مین مخفی ہین ذیل مین درج ہین۔ اُسمین تین لڑیان پتون کی ہین۔ پہلی لڑی مین پانچ

پتے ہین - لفظ حیا ز یعنے حروف ح - ی - آ ز - مین پانچ صفات ہین جو اہل اسلام سے متعلق ہین - دوسری لڑی مین چھ پتے ہین جو علامتین چھ صفات ایمان کی ہین تیسری لڑی مین سات پتے ہین جو بطرف تاج متبرک یا ہفت فقرات فاتح یا فقرہ اول قرآن اشارہ کرتے ہین یعنے اُنسے مراد ہی - کل اٹھارہ پتون سے یہ مراد ہی کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام رحم خالق و مغفرت اٹھارہ دنیا پر لایا - اُسمین چار رنگ ہین یعنے زرد و سفید و سرخ و سیاہ - یہ رنگ اور گل گلاب ہے جن سے مراد قانون متبرک یعنے طریقت و علم و راستی - ہی منتخب ہوے ہین اُسکے مرکز مین سات پنکھری یا پھول کی پتیان ہین جو ہفت اسمائے اللہ کیطرف اشارہ کرتی ہین یعنے اُنسے مراد ہی - تصویر گل گلاب کو مندہ بال شتر پر کھینچکر اُسپر کارزردوزی کرنا چاہیے - وہ اشارہ اُس جبہ مندہ سے جو نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اویس القرنی کو کہ سلطان عاشقان مذہب اسلام تھے عطا فرمایا تھا - سبز تاگے سے جو گرد گل گلاب کے لگا ہوا ہی اشارہ بطرف ذات پاک خالق کے ہی - بعد اس بیان کے ایک نماز لکھی گئی ہی جسکا ترجمہ ذیل مین درج ہی

او خالق کائنات ہمکو دنیا و عقبے مین اپنی برکتون سے مالا مال کرتا ہین -

او محمد علیہ السلام جو ہمارا آقا و مالک و ماسٹر ہی اور جو مقبولون مین سے سب سے بہتر ہی اور مددگارون مین سے اعلے تر اور جسنے اپنے حلم سے گل گلاب آورد پیدا کیا تیرے خاندان اور تیرے رفیقون کو روز محشر امان ہو اور تجھپر رحمت حق نازل ہو اور تمام نبیون پر جنکو خالق نے بھیجا ہی اور اولیاؤن پر اور عابدون و عارفون و پارساؤن پر اور شہیدون اور رہروان براہ راست پر -

او کریم کارساز ہمکو بھی اُنکے ساتھ روز حشر اپنے رحم سے قبر سے اُٹھانا -

نقل نویس و قادری درویش اپنے تئین فقیر و حقیر و کمترینے سگ در سلطان اولیا

چشمہ جنت لکھتے ہین بانی فرقہ قادری یعنے شیخ عبدالقادر گیلانی اطوار مسیح کو حسب بیان مندرجہ ذیل بیان کرتے ہین۔

اللہ کے سات نام ہین جو درویش بوقت ذکر حق زبان پر لاتے ہین۔

۱- لا الٰہ الا اللہ- اسکی روشنی نیلی ہے اور اسکو ایک لاکھ مرتبہ پڑھنا چاہیے اور اسکے لیے خاص نماز مقرر ہے۔

۲- اللہ جو اسم جلال کہلاتا ہے- اسکا رنگ زرد ہے اسکو ۷۰۵۹۶- مرتبہ پڑھنا چاہیے اور اسکے لیے خاص نماز مقرر ہے انکا یہ اظہار ہے کہ ہین نے اسکو موافق تعداد مندرجہ بالا پڑھکر اسکی روشنی کو بچشم خود دیکھا ہے۔

۳- اسم ہو- اسکی روشنی برنگ سرخ ہے اور اسکو ۴۴۴۶۳۰- مرتبہ پڑھنا چاہیے- اسکے لیے بھی ایک خاص نماز مقرر ہے۔

۴- اسم حی- اسکی روشنی برنگ سفید ہے اور اسکو ۲۰۰۹۲- دفعہ پڑھنا چاہیے

۵- واحد- اسکی روشنی برنگ سبز ہے اور اسکو ۹۳۴۲۰- مرتبہ پڑھنا چاہیے

۶- عزیز- اسکی روشنی سیاہ ہے اور اسکو ۷۴۶۴۴- مرتبہ پڑھنا چاہیے

۷- ودود- اسکی ذات ہین روشنی نہین- اسکو ۳۰۲۰۲- مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

بزمانۂ سابق یہ قاعدہ معمولی تھا کہ جبتک کوئی ان اسماے الٰہی کو موافق تعداد مقررہ کے پڑھتا تھا تب تک وہ بخطاب شیخ سرفراز ہوتا تھا لیکن فی زمانہ حال اس بات کا کوئی خیال نہین کرتا ہے اور اسپر عمل نہین ہوتا ہے- بعد شیخ بننے کے فروع مندرجہ ذیل اسکو پڑھنے چاہیین۔

حق- قادر- قیوم- وہاب- محامین- بسیط-

ایک شخص اہل اسلام نے جو میرا دوست تھا مجھسے یہ کہا کہ قبل از داخل ہونے کے

فرقۂ قادری مین مین ایک تکیہ درویش مین ہمیشہ جایا کرتا تھا اور اسی سے مین اب متعلق ہون - بروقت داخل ہونے کے فرقۂ قادری مین اسکی عمر ۲۲ برس کی تھی - ہر شخص جو اٹھارہ برس سے عمر مین کم نہو فرقۂ قادری مین داخل ہوسکتا ہی اس تکیے کے شیخ کا ایک بڈھا درویش خدمتگار تھا - اس خدمتگار سے اس شخص نے اپنا ارادہ فرقۂ قادری مین داخل ہونیکا بیان کیا تھا اور اسنے اقرار کیا تھا کہ مین تذکرہ اس بات کا شیخ سے کرونگا - ایک روز شیخ نے مجھکو خلوت مین طلب کرکے یہ حکم دیا کہ دو رکعت پڑھو اور ایکسو مرتبہ استغفار یعنے نماز مغفرت اور ایک سو ہی مرتبہ صلوٰۃ سلام پڑھاکر وپھر جو کچھ تم خواب مین دیکھو اسطرف بغور متوجہ ہو - اسی شب کو موافق اس ہدایت کے عمل کرکے مین لیٹ رہا اور خواب مین مجھے یہ نظر آیا کہ تمام بھائی تکیے کے یکجا جمع ہوکر ذکر حق کرتے ہین اور مین بھی انھین مین شامل ہون - وہ ایک شخص کو شیخ کے پاس لے گئے اور اسنے اراکیہ یا کلاہ نمد اسکے سر پر رکھی - دوسرے شخص پر بھی انھون نے یہی عمل کیا اور تب مجھکو وہ شیخ کے پاس لے گئے - جو شخص کہ مجھکو لینے آیا تھا اس سے مین نے کہا کہ مین تو درویش بنچکا ہون - میرے اظہار پر اعتبار نہ کرکے وہ میرے لیجانے مین مصر ہوا اور مجھکو شیخ کے پاس لیگیا - شیخ نے وہی کلاہ میرے سر پر رکھکر مجھکو درویش بنایا - دوسرے روز علی الصباح نماز پڑھکر مین شیخ کے پاس گیا اور وہان جاکر مین نے انسے اپنا خواب بیان کیا - انھون نے مجھکو حکم دیا کہ ایک اراکیہ بہم کرو - جب مین کلاہ اراکیہ لایا شیخ نے اسکو میرے سر پر رکھکر مجھکو تمام بھائیون کے سامنے درویش بنایا - شیخ و تمام حاضرین تکبیر پڑھنے لگے -

بعد اسکے شیخ نے مجھے ایک نقل اوراد یعنے کتاب بانی فرقہ قادری عطا کی اور کہا کہ اسکو پڑھو - یہ وہی جلد کتاب تھی جو مرید اس فرقے کے ہمیشہ خصوصاً شبہاے

متبرک کو پڑھا کرتے تھے۔ بعد اسکے مین نے نماز معمولی پڑھی اور ذکر حق وغیرہ کیا اور تسبیح پڑھی۔ جب کبھی مین کوئی خواب دیکھا کرتا تھا شیخ سے جاکر بیان کر دیتا تھا۔ وہ موافق اُس خواب کے کسی خاص نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

اسیطرح مین نے پانچ برس گذارے۔ مرید کے لیے تعداد برسون کی کچھ مقرر نہین وہ لیاقت و اقسام خواب پر منحصر ہی۔ بعد گذرنے اُس عرصے کے شیخ نے مجھکو برات دی یعنے اُسنے اپنا ہاتھ مجھکو ایک خاص طور سے پکڑا یا۔ صورت اُسکی یہ ہی کہ اُسنے اپنے داہنے ہاتھ سے میرے داہنے ہاتھ کو اسطرح پکڑا کہ دونون انگوٹھے برابر برابر اوپر کھڑے رہے۔ تب اُسنے کہا کہ میرے ساتھ قرآن کے باب ۴۸۔ کا دسوان فقرہ پڑھو۔ مضمون اُس فقرے کا یہ ہی۔ وہ جو تیرے ہاتھ سے اپنا ہاتھ ملاتے ہین اور قسم کھاتے ہین کہ ہم وفادار و ثابت قدم رہینگے تحقیقاً وہ خدا سے قسم کھاتے ہین ہاتھ خدا کا اُنکے ہاتھ پر ہوتا ہی۔ جو کوئی اس قسم کو توڑتا ہی وہ اپنا ہی نقصان و ضرر کرتا ہی۔ جو اُس قسم پر قائم رہیگا اُسکو بڑا انعام ملیگا۔

شیخ نے مجھسے یہ بھی کہا کہ مجھے یقین ہی کہ تو نے پیر فرقۂ قادری کو اکثر خواب مین دیکھا ہی۔ روح روح کو دیکھتی ہی لیکن جسمانی آنکھون سے نہین ایسا ہو سکتا ہی کہ خواب مین وہ اشخاص نظر آوین جنکو کہ کبھی عالم بیداری مین دیکھا نہو اور اُنکا حال بخوبی معلوم ہو جائے اور وہ پہچان مین آجائین۔ مین نے کبھی اپنے پیر کی تصویر نہین دیکھی ہی لیکن چونکہ مین نے اُنکو بارہا خواب مین دیکھا ہی تو مین ہزار دن تصویرون مین سے اُسکو پہچان سکتا ہون۔ مین خواب کی صحت پر اعتبار کلی رکھتا ہون۔ مجھے یقین ہی کہ وہ ہمیشہ نہین ہوا کرتے ہین مثلاً اگر کوئی خواب مین یہ دیکھے کہ مین دولت و دنیا سے متموّل و مالا مال ہوا تو تعبیر اُسکی یہ ہوگی کہ اُسکی دعائین عقبےٰ مین مستجاب ہونگی۔ اور اگر کوئی یہ خواب مین دیکھے کہ مین علامات

کچھ پیچ مین کبکے پھنس گیا ہون تو وہ آخرش صاحب دول ہو جائیگا۔ اگر کوئی خواب مین یہ دیکھے کہ کسی شخص نے مجھسے بدسلوکی کی ہی اور وہ مجھسے بُری طرح پیش آیا ہی تو تعبیر اسکی یہ ہوگی کہ اسکو اُس شخص سے کچھ فائدہ حاصل ہوگا

آکمرشیہ میرے دوست نے مجھسے قصہ مندرجہ ذیل نسبت اپنے بیان کیا تھا۔

سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۴ عیسوی مین مین ہمراہی ایک اور درویش اُسی فرقے کے بسواری جہاز دخانی مکہ اور مدینہ کی سیر کے لیے روانہ سمت مصر ہوا تھا۔ بسبب اسکے کہ ہم دونون نے ہی اہل اسلام صلعم کو خواب مین دیکھکر پہچانا تھا۔ ہمارے شیخ نے ہمکو مکہ و مدینہ جانے کے لیے ارشاد کیا تھا اور موافق اُنکے حکم کے مین نے عمل کیا۔ نقش اُنکے چہرے کا میرے دل پر اب بھی تازہ و منقش ہی وہ مثل ایک اہل عرب کے پوشاک پہنے ہوے تھے۔ چغہ اُنکے کندھون پر پڑا ہوا تھا۔ اُنکے چہرے سے عقل و فہم و فراست و خداپرستی ظاہر ہوتی تھی۔ اُنھون نے تیز نگاہ سے جو خوشنما معلوم ہوتی تھی میری طرف دیکھا اور تب رفتہ رفتہ وہ میری نگاہ سے غائب ہو گئے۔ ہمنے اسباب تجارت فروخت کے لیے اپنے ہمراہ لیا اور اسکندریہ اور کیرو سے ہم روانہ سمت سوئز ہوے۔ وہان سے ہم بجانب جدے کے روانہ ہوے۔ جدے سے آگے بڑھکے مکے مین پہونچے اور ہمنے حج کیا بعد اسکے ہم مدینے گئے اور تین برس تک وہان قیام پذیر رہے۔ اُس مقام پر ہمنے ایک دکان اسباب تجارت فروخت کے لیے کھولی۔ مدینے سے ہمراہی ابن راشی جو فرقہ جبل شمر کا ایک عربی شیخ تھا ہم روانہ سمت بغداد ہوے۔ وہ اُن حاجیون کا امیر تھا جو بغداد سے آئے تھے۔ اکثر اُنمین کے ایرانی تھے جو اشہار مقدس کی سیر کو جاتے تھے یہ حاجی شیخ سے شتر باربرداری آمد و رفت کے لیے کرایے پر لیتے ہین اور شیخ اُن حاجیون سے زر کثیر بطریق مندرجہ ذیل حاصل کرتا ہی۔

ریگستان میں کسی چشمۂ آب پر پہونچکر وہ خیمہ زن ہوتا ہی اور اپنے حاجیوں سے کہتا ہو کہ تا وقتیکہ قوم متصلہ سے کہ لوٹتی پھرتی ہی روپیہ دیکر پروانہ راہداری حاصل نکرون تب تک میرا گذر آگے متعذر ہی۔ وہ سب بالاتفاق درجواب اسکے یہ کہتے ہین کہ ہم روپیہ دینے کو مستعد ہین۔ پس خاص رقم روپے کی جمع کیجاتی ہو اور شیخ اُس روپے کو اپنے کام مین لاتا ہی اور کسیکو دیتا نہین۔ ہمارے پاس خوراک ۹۰ روز کے لیے موجود تھی۔ الغرض ہم شیخ کے ملک مین کہ بنام نجد نامزد تھا اور گھوڑون کے لیے مشہور و معروف جا پہونچے زمین وہان کی بڑی زرخیز ہی موسم سرما مین سردی بشدت پڑتی ہی اور پانی وہان بہ افراط موجود ہی۔ بعد سفر ۹۰ روز کے مین بغداد مین پہونچا اور وہان تین سال اپنے فرقہ کے درویشون کے تکیے مین قیام پذیر رہا۔ ہمارے پیر دستگیر عبدالقادر گیلانی علیہ الرحمۃ کی قبر بھی اُس مقام پر موجود ہی۔ ہم اُسی کسی پیشے مین مصروف و مشغول نہوتے اُس تکیہ کا شیخ ہماری خبر خورو نوش سے لیتا تھا اور اسیطرح ہماری اوقات بسر ہوتی تھی۔ وہ شیخ ہمارے پیر کی اولاد مین سے تھا۔ وہان سے ہمنے براہ کرکوت و موصل۔ و دیاربکر۔ و ارفا۔ و حلب۔ و اسکندرون۔ بجانب قسطنطنیہ جسکو استنبول بھی کہتے ہین مراجعت کی۔

جب مین کرکوت واقع ضلع شہر آزور مین متصل موصل قیام پذیر تھا مین ایک تکیۂ درویش فرقۂ قادری مین ایک مشہور و نامی شیخ کے دیکھنے کے لیے جو بڑا کراماتی تھا گیا۔ وہ شیخ اُس تکیہ کا مالک تھا جب مین اُس تکیے مین پہونچا بہت سے مرید اُسوقت وہان موجود تھے۔ وہ شیخ کی کرامت سے بڑے جوش مین آئے ہوے تھے حتی کہ وہ بیساختہ و بے ارادہ اُٹھتے اور ناچتے اور گاتے اور چلاتے تھے۔ بروقت داخل ہونے کے اُس کمرے مین جہان کہ وہ سب بحضور شیخ جمع تھے

میں بھی اُس تماشے کے اثر سے مؤثر ہوا۔ ایک کونے میں جا کر میں بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کر کے شغل میں مشغول ہوا اور دل میں یہ دعا مانگتا گیا کہ شیخ جلد ان مریدوں کو یہاں سے ہٹاوے اور میرے ساتھ خلوت کرے۔

شیخ مجھسے چند قدم کے فاصلے پر تھا چونکہ میں خاموش بیٹھا تھا تو شیخ نے میرے دل کا حال اپنی کرامت سے جانا ہو گا۔

جب میں نے آنکھیں کھولیں تو میں نے دیکھا کہ شیخ میری طرف مخاطب ہو کر مجھسے یہ کہتا ہی کہ چند منٹ بعد تمھاری دعا بدرجہ اجابت مقرون ہو گی اور تم مجھسے تنہائی میں گفتگو کرو گے۔ یہ سُنکر میں بڑا متعجب ہوا۔ ایک اور جاے تعجب یہ ہی کہ چند ہی منٹ میں شیخ نے بدون اسکے کہ کوئی لفظ اُسکی زبان سے نکلے مریدوں کو اُس کمرے سے رخصت کیا پس وہ اور میں اُس کمرے میں تنہا رہگئے رفتہ رفتہ ایک ایک پر سے اثر اسکی کرامت اور سحر کا جاتا ہی اور ایک ایک وہاں سے چلتا گیا۔ بعد اُسکے میرے دل میں خودبخود ایسا اثر پیدا ہوا کہ میں سرو قد ہو کر اُسکے نزدیک گیا۔ وہاں جا کر میں اُسکے پیروں پر مثل بیکسوں کے گرا اور اُسکے ہاتھ کو میں نے بوسہ دیا۔ میں بعد ہم دونوں یکجا بیٹھے اور میں دیر تک اُنکے کلام نصیحت آمیز سے محظوظ ہوا۔

ترجمہ اُس چھوٹے رسالے کا کہ جو فرقہ قادری میں داخل ہونے کے باب میں تحریر ہوا ہی ذیل میں درج ہی۔ شیخ محیی الدین عبد القادری علیہ الرحمۃ نے کہ اُس فرقہ کا پیر ہی اس رسالے کو اُس مطلب کے لیے مخصوص کیا ہی۔ بنام اللہ کہ رحیم و رحمن ہی۔

ابو العباس یعنے عبد القادری نے احمد بن ابو الغیث ابو حسین علی الدمشقی کو قواعد مقررہ شیخ الامام جمال الاسلام قدوۃ السالکین و تاج العارفین

محی الدین عبد القادر بن ابی صالح بن عبد اللہ الحسینی ساکن گیلانی واقع ایران تعلیم و تلقین کیے۔

جب کوئی مرید بہ ارادہ درویش بننے کے شیخ کے ہاتھ سے ہاتھ ملا کر بیٹھے اور توبہ کرچکے اور شیخ سے عہد کرے تو ضرور ہے کہ وہ فقیر زندہ دل ہوا اور خدا کے قریب قریب پہونچگیا ہو اور اسمین صفات مندرجہ ذیل پائے جاتے ہون یعنے۔

دل اسکا نیک ہو اور مخلوقات عالم اسکی چال چلن اسکا بھنے عجز و نیاز و حلم و صبر و بردباری کے ساتھ ہو۔ طریقہ اسکا سنجیدہ ہو۔ علم حاصل کرنے مین دستگاہ اچھی رکھتا ہو۔ جاہلون کی تعلیم و تلقین کا شائق ہو۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچایا چاہتا ہو اگرچہ وہ اسکو ایذا دیتے ہون صرف انھین مضامین پر گفتگو کرتا ہو جو اسکے مذہب و اعتقاد سے متعلق ہون۔ موافق اپنی استعداد کے فیاض ہو۔ امور ممتنع سے پرہیز رکھتا ہو جس بات مین شک ہو اُس سے احتراز کرے اور اسمین دخل ندے۔ بیگانون کی امداد و اعانت کے لیے مستعد ہو۔ یتیمون کا مربی ہو۔ ہنس مکھ ہو اور اسکے چہرے پر بشاشت رہتی ہو۔ دل اسکا ملائم ہو۔ قلب مین اسکے سرور ہو۔ مفلسی مین بھی خورسند و خرم رہتا ہو۔ اپنا بھید کسی سے نہ کہتا ہو۔ چال و چلن و گفتگو مین ملائم ہو۔ جو کچھ اسکے پاس موجود ہو اسکے بخشنے مین دریا دل ہو۔ زبان اسکی شیرین ہو اور گفتگو کم کرتا ہو۔ جاہلون کی بات سے ناراض نہو۔ اور انکو کچھ ضرر نہ پہونچاوے ہر کہ و مہ کا ادب کرتا ہو۔ جو اسپر اعتبار کرتے ہون انکو دغا نہ دیتا ہو۔ مکر و فریب سے بری ہو۔ اور اپنے فرائض مین ذرا بھی غفلت نہ کرتا ہو۔ سستی و غنودگی کے پاس نہ پھٹکتا ہو۔ کسی کی غیبت نہ کرتا ہو۔ چپ چاپ رہتا ہو اور تھوڑے پر قانع ہو۔ جو کوئی اسکو فائدہ پہونچاوے اسکا وہ شکر گزار ہو۔ نماز و ورد زیادے

مین بہت مصروف و مشغول ہو۔ زبان کا سچا ہو یکجا قائم رہتا ہو۔ کسی کو بددعا نہ دیتا ہو۔ حسد و بغض و غیبت سے مبرا ہو۔ دل اُسکا مثل آئینہ صاف ہو۔ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے مین ہوشیار ہو۔ جیسے کہ اُسکے اعمال درست ہین ویسے ہی اُسکے خیال بھی درست ہون۔ یعنے نہ تو اعمال و افعال مین اور نہ خیال مین گناہ اُس سے صادر ہون۔ یہ نصیحت دیکر شیخ کو چاہیے کہ مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے اور تب آیات قرآن کہ ذیل مین درج ہین پڑھے۔

فاتحہ (دیکھو باب اول قرآن) باب دہم قرآن جو بنام امداد معروف ہی۔ باب ۴۸ کے اول وسن فقرے۔ باب ۳۳ کا ۵۶ فقرہ۔ باب ۷۳ کے فقرات ۲۰ و ۱۸ و ۱۲۲ و ۱۔

بعد اسکے شیخ نماز استغفار پڑھتا ہی جو ذیل مین درج ہی۔

او غفور و رحیم تو میرے گناہون کو بخش۔ تو لاثانی ہی اور تیرے مانند کوئی دوسرا نہین۔ مین اپنے گناہون سے توبہ کرتا ہون۔ مین تجھسے استدعا ہے معافی گناہ کرتا ہون اور چاہتا ہون کہ تو میری توبہ قبول کرے اور مجھکو راہ راست پر لاوے اور اُنپر رحم کرے جو بدل توبہ کرتے ہین۔ میری قسم اطاعت و فرمانبرداری کو قبول کر۔ من بعد شیخ نے پھر نصیحت شروع کی اور مریدون سے کہا کہ تمام اہل اسلام پر فرض ہی کہ وہ نماز پڑھا کرین اور خیرات کیا کرین۔ باب مذہب مین درس دیا کرین۔ کسی کو خدا کا شریک نہ سمجھین یعنے مسئلہ تثلیث کے معتقد نہون۔ شراب سے احتراز کرین۔ اپنی دولت کو ضایع نکرین۔ مرتکب گناہ کبیرہ کے نہون۔ اُن جانورون کو ذبح نکرین جنکا گوشت حرام ہی۔ کسی کی غیبت نہ کیا کرین۔ مین تمکو یہ ہدایت کرتا ہون کہ تم اِن احکام کی تعمیل ایسی بلا عذر کیا کرو جیسے کہ نعش مردہ بلا عذر زیر حکم و اختیار اُن اشخاص کے رہتی ہی جو اسکے

دفن کرنیکی تیاری کرتے ہین - جو کچھ خدا نے حکم دیا ہی اُس سے روگردان نخوف نہو - جو فعل کہ نا جائز ہی اُسکے کرنے مین مبادرت نہ کرو - نماز مین کچھ انقلاب نکرو گناہ سے پرہیز کیا کرو - طریقہ نیک و بد مین تمیز کیا کرو اور دیکھو کہ کس راہ پر چلنے سے مغفرت حاصل ہو سکتی ہی - اپنے شیخ کو دنیا و عقبےٰ مین یاد کیا کرو - نبی علیہ السلام ہمارے پیغمبر ہین - اور شیخ عبد القادر گیلانی علیہ الرحمۃ ہمارے پیر قسم اطاعت و فرمانبرداری جو کھایا کرتے تھے وہ قسم خدا کی ہی - یہ ہاتھ شیخ عبد القادر کا ہاتھ ہی - رہنماء راہ راست تمہارے پاس اور تمہارے ہاتھ مین ہی -

وہ شیخ یہ بھی بیان کرتا ہی کہ مین شیخ عبد القادر ہون - یہ ہاتھ اُنسے مین نے لیا ہی اور اس ہاتھ سے اب مین تمکو اپنا مرید بناتا ہون - مرید کہتا ہی کہ مین بھی تمکو اپنا مرشد سمجھتا ہون -

شیخ جواب دیتا ہی کہ مین اسی لیے تجھکو اس فرقے مین داخل کرتا ہون -

بعد اسکے شیخ ذکر حق کرتا ہی اور مرید اُسکو بعد اُسکے تین مرتبہ پڑھتا ہی سن بعد بحکم شیخ مرید فاتحہ و صلوٰۃ و سلام اُسکے ساتھ پڑھتا ہی - بعد اُسکے مُرید شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہی اور اسیطرح جمیع درویشان حاضرین پر عمل کرتا ہی - اس فعل کو تصافحہ کہتے ہین - بعد اسکے شیخ نماز استغفار معافی گناہ مرید نو کے لیے پڑھتا ہی اور حاضرین محفل کی طرف مخاطب ہو کر یہ کہتا ہی -

داخل ہونا مرید کا اس فرقے مین اُسکے فائدہ آئندہ کے لیے مفید ہی - نماز جو ہمنے اُسکے لیے پڑھی ہی مطلب اُسکا یہ ہی کہ اُسکا جسم زیر حکم روح رہے بعینہ اُسی طرح سے جیساکہ فرشتے قبل از گفتگو کرنے کے خالق سے بعجز و الحاح تمام اُسکے آگے سجدہ کرتے ہین - اسی طرح سے مرید نے اس بعیت کو قبول کرکے

میری اطاعت کو منظور کیا ہی۔ ہمارے شیخ کا یہ قول ہی کہ جبتک اسمین بارہ صفات مندرجہ نہون تب تک وہ جلسے غنیمت پر نہ بیٹھے اور نہ تلوار فیاضی کی کمر سے باندھے۔

۱۔ صفات اللہ تعالےٰ جل شانہ (دو)

۲۔ صفات نبی اہل اسلام علیہ السلام (دو)

۳ صفات خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ایضاً

۴۔ صفات خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ ایضاً

۵ صفات خلیفہ عثمان رضی اللہ عنہ ایضاً

۶ صفات خلیفہ علی رضی اللہ عنہ ایضاً

گناہون پر پردہ ڈالنا اور معاف کرنا۔ یہ دو صفات بزرگ اللہ کے ہین

سفارش کرنا اور ہمراہ ہونا۔ یہ دو صفات نبی اہل اسلام صلعم ہین۔

راست گوئی و فیاضی۔ یہ دو صفات حضرت ابوبکر کے ہین۔

حلم کرنا اور منع کرنا۔ یہ دو صفات حضرت عمر کے ہین۔

غریب غربا کو کھانا کھلانا اور نماز مین اسوقت مصروف ہونا جبکہ اور اشخاص سوئے ہون اور خواب غفلت مین پڑے ہون۔ یہ دو صفات حضرت عثمان کے ہین۔

بہادری اور واقفیت اسرار الٰہی۔ یہ دو صفات حضرت علی کے ہین۔

اگر شیخ ان تمام صفات سے متصف نہو تو وہ لائق اطاعت و فرمانبرداری مرید کے متصور نہوگا۔ لوگون کو چاہیے کہ اُن صفات کو اسمین دیکھین۔ جب اسمین وہ صفات پائے جاوین تب اسکے مرید ہون۔ لیکن اگر وہ اُن صفات سے متصف نہو تو یہ یقین جانو کہ شیطان اسکا دوست ہی اور وہ دین و دنیا

کے فوائد سے محروم رہیگا۔
بنی اہل اسلام کا یہ قول ہی کہ اگر مرید اپنے شیخ کے پند و نصائح مذہبی پر کار بند
نہو تو وہ مردود الٰہی ہوگا۔ حضرت شیخ عبدالقادر علیہ الرحمہ نے درباب نماز
استغفار یہ بیان کیا ہی کہ اگر میرے مریدون مین سے کوئی مبتلاے بلاے رنج
والم ہو تو چاہیے کہ وہ تین قدم بجانب مشرق جاکر مضمون عبارت مندرجۂ ذیل
پڑھے۔ تو جو مطبوع طبع خاص و عام ہی اور بوقت خوف و تکلیف سبکا مددگار۔
تو جو کمال تاریکی اور مقامات خوف و خطر ریگستان مین سب چیز کو دیکھتا ہی
تو ہی صرف اندیشے کے وقت میری حمایت کرسکتا ہی۔ بوقت خوف و اندیشہ
جب مین گرفتار بلاے رنج و الم ہون تو ہی میری مدد کریگا۔ اے تو جو مدام ہر جگہ
حاضر و ناظر ہی مین تجھسے بعجز و الحاح ملتجی ہون کہ تو مجھکو اس رنج و غم سے
خلاصی دے۔ فرقہ قادری مین یہ نماز و دعا اکثر مستعمل ہوتی ہی اور حضرت عبدالقادر
گیلانی کی طرف مخاطب ہوکر پڑھی جاتی ہی۔
کسی اور سے مین نے بیان مندرجۂ ذیل درباب ادخال مرید بہ فرقہ قادری
سنا ہی۔ شاید وہ طریقہ بہ نسبت طریقہ مرقومہ بالا زیادہ تر زمانہ حال مین مستعمل ہی
جب کبھی کوئی کسی طریقۂ درویش مین داخل ہوا چاہتا ہی یا کسی خاص تکیہ
سے الفت رکھتا ہی تو وہ اس تکیے کے کسی مرید کو تلاش کرکے اپنا راز دل اسپر
کھولتا ہی اور کہتا ہی کہ مین اس تکیے کے شیخ کا مرید بننا چاہتا ہون ۔ شیخ مرید
اسکے ارادے سے مطلع ہوکر اسکو یہ حکم دیتا ہی کہ اس تکیے مین تم اکثر آمد و رفت
کیا کرو اور اسکے مریدون سے ملاقات کرو۔ تب اس سے خدمت لیجاتی ہی۔ گو وہ کیسے ہی درجے کا ہو لیکن
اسکو وہ خدمت کرنی پڑتی ہی۔ کئی مہینون یا ایک سال تک وہ خدمت گزاری کرتا رہتا ہی۔ بسبب
اس خدمتگزاری کے اسکی محبت اس فرقے سے زیادہ ہوتی جاتی ہی جو اسکے حوصلے کو قائم کرتی ہی

اور بیدل نہین ہونے دیتی ہی یا اُسکو کسی اور تکیے کی طرف مائل ور اغب نہین ہونے دیتی ہی لیکن اُسپر اس اثنا مین کچھ فرض نہین کہ وہ تکیے کے شیخ کی خدمتگواری مین قائم رہے۔ اُسے اختیار رہی کہ اگر چاہے تو کسی اور تکیے مین جاکر وہان کے فرقے کے ساتھ شامل ہوجاے۔

بعد انقضاے اُس عرصے کے حسب ہدایت مرید وہ اپنے ساتھ ایک آرا کیہ یعنے کلاہ نمد یلا ترک لاتا ہی۔ جب مرید اُس کلاہ کو شیخ کے پاس لیجاتا ہی وہ اُس شخص کو اُس فرقے مین داخل کرنا منظور کرتا ہی اور مرید کو حکم دیتا ہی کہ اُسمین ایک گُل لگادو۔ اُس گل گلاب مین بموجب تعداد حروف بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۸ ترک ہوتی ہین۔ لفظ حی کے عدد بھی بموجب حساب ابجد ۱۸ ہین۔ اُسکے مرکز مین مہر سلیمان ثبت ہوتی ہی شکل اُسکی موافق اس شکل کے۔



تقاطع دو مثلثون سے پیدا ہوتی ہی۔ اُس گل گلاب کو کہ شیخ اُس کلاہ مین لگایا چاہتا ہی اپنی چھاتی پر رکھتا ہی۔ جس وز یا جس شب کو کہ اُسکے مرید ذکر حق کے لیے تکیے مین جمع ہوتے ہین اُس روز شیخ اُس گل گلاب کو اپنے ساتھ وہان لیجاتا ہی جب شیخ پوستکی پر بیٹھ جاتا ہی مرید اُس شخص کو کہ چیلا بنا چاہتا ہی اُسکے سامنے لاکر حاضر کر دیتا ہی مرید شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہی اور موافق اُسکے نیا چیلہ بھی عمل کرتا ہی اور یہ دونون اُسوقت اپنے اپنے گھٹنون پر جھکے ہوے کھڑے ہوتے ہین۔ بعد اسکے شیخ چیلے کی ٹوپی اُتار کر ارا کیہ اُسکے سر پر دھر دیتا ہی اور تین مرتبہ اللہ اکبر پڑھتا ہی۔

بیان مرقومۂ بالا طریقہ فرقۂ قادری سے متعلق ہی۔ اگر کوئی فرقۂ روفائی مین داخل ہوا چاہے تو اُسکا شیخ درصورتے کہ وہ تکیے مین ہو پیالہ آب چاہ زمزم سے پُر کرکے اور اُسپر کچھ پڑھکے اُس شخص کو کہ مرید ہوا چاہتا ہی پینے کو دیتا ہی لیکن

اگر وہ کسی اور مقام پر ہو تو بجاے آب چاہ زمزم وہ کسی اور کوئین سے پیالہ پانی سے پر کرکے وہ ہی عمل کرتا ہی۔ فرقہ سعیدی کا اسم باب مین یہ طریقہ ہی کہ شیخ ثمر درخت چھوہارہ منگوا کر تشتکی پر اپنے روبرو رکھتا ہی۔ بعد اسکے وہ ایک چھوہارے کو اسمین سے لیکر اپنے ہاتھ پر رکھتا ہی اور اُسکی گٹھلی نکالکر اُسپر کچھ پڑھکر پھونکتا ہی اور تب اُس شخص کے منہ مین اپنے ہاتھ سے اُسکو ڈالدیتا ہی۔ اُس شخص کے دونون طرف داہنے بائین دو مرید بیٹھتے ہین اور وہ آپکو اور اُسکو داہنے بائین ہلاکر لا الہ الا اللہ پڑھتے ہین۔ اُسوقت شیخ بھی ہلتا ہی اور اُس عرصے مین وہ شخص چھوہارے کو نگلجاتا ہی۔ بعد اسکے وہ سب اُٹھ کھڑے ہوتے ہین اور وہ شخص مرید یا درویش بنکر شیخ کے ہاتھ چومتا ہی۔

تمام تکیون مین صرف تین ہی مدارج درویشان ہوتے ہین یعنے ۱۔ شیخ ۲۔ خلیفہ ۳۔ مرید۔

فرقۂ درویش مین داخل ہونے کے لیے کچھ زر رسوم لیا نہین جاتا ہی لیکن کہتے ہین کہ شیخ کی پرورش کے لیے اور اداے اخراجات تکیہ کے واسطے سب مرید زر امداد کرتے ہین بلکہ کوئی مرید بدون پیش کرنے کچھ تحفہ یا نذر کے شیخ کی خدمت مین حاضر نہین ہوتا ہی۔ تکیونمین سواے شیخ کے کوئی اور عہدہ دار مقرر نہین ہوتا ہی وہ ہی مریدون پر حکمرانی کرتا ہی اور حتے الامکان اُنکی خیرخواہی اور بہبودی کی طرف اُسکو متوجہ ہونا چاہیے تکیے کے اندر نہ باہر کوئی محرر و خزانچی مقرر نہین ہوتا ہی اور نہ کچھ روپیہ واسطے اخراجات تکیہ کے جمع رہتا ہی۔ مرید مثل دنیادارون کے رہتے ہین اور جسطرح سے چاہتے ہین گذر اوقات کرتے ہین لیکن شیخ کا کام سواے خدمت تکیہ کے کچھ اور نہین ہوتا ہی پس وہ اپنی گذر اوقات کے لیے خدا پر بھروسا کرتے ہین۔ اس باب مین درویش یہ کہا کرتے ہین کہ درویشونکا

بھر وسا علی باب الالٓہ ہو- مین اسجا یہ بھی بیان کرتا ہون کہ قسطنطنیہ مین
دو سو سے زیادہ تکیے موجود ہاین انمین سے صرف پچاس ہی ایسے ہونگے جنکے
پاس دولت انکی اپنی پرورش کے لیے موجود ہو- انمین سے بہت سے تو مفلس
ہین- انکی گذر اوقات تو وقف پر ہوتی ہو یعنے کوئی شخص انکے لیے کچھ جائداد
یا روپیہ وقف کردیتا ہو یا بادشاہ سے اونکو بطور خیرات کے کچھ ملتا ہو- اکثر ایسا
واقع ہوتا ہو کہ وہانکا سلطان آنریری ممبر کسی فرقہ درویش کا بنجاتا ہو اور بعض
اوقات اسکی رسمیات مذہبی مین شریک ہوجاتا ہو- سلطان ہاے قسطنطنیہ
فرقہ میولوی کی طرف نسبت اور فرقون کے زیادہ تر مائل ہوتے ہاین بدینوجہ کہ
یہ فرقہ سلطانہاے خاندان آدٹومن سے متعلق تھا-

رسم بیعت یعنے منتخب کرنے مرید کی بعض صورتون مین کئی سال قبل اسکے کہ وہ
فرقہ درویش مین داخل ہوا ہو عمل مین آتی ہو- اس مطلب کے لیے تقرری صرف
مرضی شیخ واستعداد علم مرید پر منحصر ہوتی ہو- شیخ یا مرید خواب مین علی یا پیر
اس فرقے کو دیکھتا ہو- صرف یہ ہی رسم ہو جسکا راز و اسرار اگر اسمین فی الحقیقت
کوئی ہاو مجھپر ظاہر نہین کیا ہو- اسوقت مرید یہ قسم کھاتا ہو کہ مین اسکا راز و
اسرار کسی پر آشکارا نہ کرونگا اور بعض خاص گناہون سے بالتخصیص پرہیز
کرونگا- مجھے یقین ہو کہ کوئی علامت باطنی ایسی نہین ہو جس سے کہ درویش ایک فرقے کا
دوسرے فرقے کے درویش کی شناخت کرسکتا ہو- انکے ظاہری لباس سے صاف
ظاہر ہوجاتا ہو کہ وہ کس فرقے سے متعلق ہین- موافق کلاہ وخرقہ وکیور یعنے
کمربند وہ مختلف نام سے نامزد ہوتے ہاین اور انہنسے وہ پہچانے جاتے ہاین- فرقہ
بیکتاشی مین یہ رسم معمولی ہو کہ خاص موقعون پر وہ ایک آستین نکالڈالتے ہین
مراد اس سے یہ ہوتی ہو کہ ہم تمھارے پاس دوستانہ آتے ہین نہ کسی غرض سے

یا کسی فائدے کے لیے۔



فرقہ قادری مین کلاہ کو تاج کہتے ہین اور پٹکے کو کمر۔ کلاہ و کمربند ہر رنگ کے ہو سکتے ہین۔ لیکن سبز رنگ اکثر مستعمل ہوتا ہے۔ کلاہ کو مزان بھی کہتے ہین۔ بر وقت نماز بعد پڑھنے فاتحہ کے درویش ایکدوسرے کا کندھا پکڑ کر تکیے کے کمرے کے اندر چکر کرتے ہین اور بہ آواز بلند حی اللہ پڑھتے ہین۔ اس رسم کو دیوان کہتے ہین۔ موجد اس رسم کے حضرت اسمعیل رومی تھے۔ وہ قادری خانہ۔ یا تکیہ توپخانے مین دفن ہوے۔ تمام فرقہ ہاے درویش بر وقت تناول طعام اپنے بسم اللہ جسکو گل بنگ کہتے ہین پڑھا کرتے ہین۔ مختلف فرقون کے لیے مختلف بسم اللہ مقرر ہے۔ فرقہ قادری کی بسم اللہ و نماز مندرجہ ذیل ہے۔

حمد و سپاس خدا کو ہو۔ وہ اپنی نعمتون کو زیادہ کرے۔ ببرکت و دعاے خیر خلیل و بذریعہ روشنی دین نبی اہل اسلام علیہ السلام و فضل حضرت علی و کلمات محمد بوقت جنگ اللہ اللہ و از سلطان محی الدین عبد القادر گیلانی ہم تحجیے

مستدعی اس امر کے ہین کہ تو اس فرقے کے پیر پر اپنا فضل و کرم کر۔ او اللہ ہو۔
جب شیخ بعد تناول طعام تکبیر یعنے اللہ اکبر پڑھتا ہو یا وہ بسم اللہ کہنے مین
مشغول و مصروف ہوتا ہی تمام اُسکے مرید صرف اللہ اللہ کہتے جاتے ہین اور
بروقت اُسکے اختتام کے سب یک لخت بہ آواز بلند ہو کہتے ہین۔ مین نے سنا ہی
کہ قریب تمام فرقہ درویشان اسی طریق بسم اللہ کو استعمال مین لاتے ہین فرق
یہ ہوتا ہی کہ ہر ایک اُنمین سے اپنے اپنے ہی پیر کا نام لیتا ہی۔

باب پنجم

درویشون کے بہت سے مسائل مذہب اسلام علیہ السلام سے نکلے ہین۔
فرقہ ہاے درویشان مین کوئی ایسا نہین جو اپنے آپ کو مسائل قرآن کا پابند
نہ سمجھتا ہو لیکن وہ قرآن کے بعض آیات کے معنے حسب دلخواہ اپنے بدون خیال
مضمون کل باب کے یا اُس موقع کے جہان وہ آیا ہی نکال لیتے ہین۔ اُنکا یہ
قول ہی کہ بعض فقرات قرآن کے علاوہ ظاہری معنون کے باطنی معنے بھی ہین
مولف بعض کتب مذہبی درویشان سے مجھپر ایسا روشن ہوتا ہی کہ اُنکے خیالات
نسبت قرآن و مذہب کے وہ ہین جو ذیل مین درج ہین۔ قرآن و دیگر کتب
مذہبی جنمین توریت و انجیل بھی داخل ہین تین یا اُس سے زیادہ حصص مین
منقسم ہین۔ اُن تین کی تفصیل یہ ہی۔ تواریخ۔ وقائع۔ مسائل مذہبی و روحانی
اُنکا یہ اعتقاد ہی کہ مذہب پرستش ظاہری خالق کا ہی کہ جو موافق طریقہ پیغمبرون
و عابدون و پارساؤن کے جنمین پیر فرقہ ہاے درویشان بھی داخل ہین بدلتا
رہتا ہی اُنکے احکام پر چلنا محض بسبب اُس داب و آداب کے ہوتا ہی جو اُنکے لیے
لازم ہی ورنہ تعمیل اُنکے احکام کی بابت مذہب مین داخل فرائضات نہین اُنکی

مرضی پر چلنے سے وہ عقبے مین ہمپر مہربان ہوجاوینگے۔ تواریخ و وقائع کتب مذہبی مین مبالغہ و غلطیان فروگذاشت بھی ہوسکتی ہین اور ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ نقل نویسون نے اُنکو کبھی کبھی کم و بیش کیا ہو یا بدل دیا ہو لیکن وہ چیز دو باب مذہب جسپر انسان کی شفاعت منحصر ہی اور جو ابتداے پیدائش عالم سے چلا آیا ہی ابتک کبھی بدلا نہین اور نہ کبھی قیامت تک بدلیگا۔

مختلف فقرات قرآن سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ روح انسان خدا کی ذات سے نکلی ہی اور جسم انسان کا خاک زمین سے بنا ہی جسپر وہ رہتا ہی جب خدا نے آدم کو بنایا یا پیدا کیا اُسنے اُسکے اندر اپنا دم پھونکا وہ نفس زندگی کا ڈالا جو نفس حیات باقی حیوانات سے بالکل مختلف ہی۔ انسان جاودانی ہی لیکن باقی اور حیوانات فانی ہین۔ اُنکے جسم کے ساتھ ہی اُنکا وجود فنا ہو جاتا ہی۔ اسی وجہہ سے تمام اجسام جو خاک زمین سے بنے ہین بعد وفات پھر خاک زمین مین ملجاتے ہین لیکن روح انسان جو ذات باریتعالے مین سے نکلی ہی بعد فنا ہونے جسم کے پھر خالق کے پاس چلی جاتی ہی۔

بہترین و اعلے ترین مصنف بیان کرتے ہین کہ مخلوقات انسان چار طریقون سے پیدا ہوئی ہی۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام خاک زمین سے پیدا ہوے ہین۔

۲۔ حضرت حوا آدم کی بائین پسلی سے نکلی ہین۔

۳۔ پیدائش مخلوقات انسان یعنے اولاد آدم و حوا موافق طریقہ معمولی و مقررہ ظہور مین آئی ہی۔

۴۔ پیدائش حضرت مسیح علیہ السلام کی بذریعہ نفس خالق جسکو فرشتہ جبرئیل مریم کے پاس لے گئے تھے ظہور مین آئی۔

درویشون کا یہ اعتقاد ہی کہ روح انسان روح القدس خالق سے ربط رکھتی ہی اور ہمکلام ہوتی ہی اور روح القدس خالق بھی روح انسان سے صرف خواب مین ہی نہین بلکہ حالت بیداری مین بھی کسی خاص مطلب نیک کے لیے ہم کلام ہوتی ہی نہ کسی مطلب بد کے لیے - عارف و عابد و پارسا بذریعہ نماز و یاد حق خدا سے ہم کلام ہوتے ہین - اور سوا ے یاد حق کے جسکو ذکر کہتے ہین اور جسکا حال بابہا ے گذشتہ مین اکثر جا درج ہوا ہی کوئی اور فرض ایسا اہم نہین - یاد الٰہی سے نفس انسان زیادہ تر پاک ہوتا جاتا ہی اور اُسکی طاقت روحانی کو روز ترقی ہوتی ہی - اسیطرح خدا سے ہمکلام ہونے سے خصلت اُسکی زیادہ تر نیک ہو جاتی ہی اور گناہ سے مبرا ہو کر وہ حبیب اللہ ہو جاتا ہی اور اس دنیا مین بھی اُسکا تعلق اور کمال ربط خالق سے بنا رہتا ہی - جب کسی کو یہ اعتماد کلی ہو جاتا ہی کہ حصول اس مدعا کا ممکن ہی تو وہ تمام دنیوی چیزونکو جو فانی ہین حقیر سمجھتا ہی اور سعی و کوشش کو نا لائق جانتا ہی - اس دنیا ے دون کی خوشیان اُسپر فرا اثر نہین کرتی ہین - وہ اُنکو ناچیز سمجھتا ہی اور اصلا خیال مین نہین لاتا ہی - اُسکا تمام خیال خدا کی طرف مصروف ہو جاتا ہی اور وہ ہر وقت اُسی طرح میل کرتا ہی اور اُسی خیال مین غرق ہو جاتا ہی - جتنا ہی زیادہ وہ مال و متاع دنیا سے محروم اور محتاج ہی اُتنا ہی زیادہ وہ تفکرات دنیوی سے فارغ ہی اور اُتنا ہی زیادہ اُسکو موقع خدا کی طرف راغب و مائل ہونیکا حاصل وہ اپنی مفلسی پر فخر کرتا ہی اور اُسپر نازان ہوتا ہی بدینوجہ کہ وہ علامت بزرگی روح کی ہی - یہ مضمون مطابق بیان نبی اہل اسلام علیہ السلام کے ہی - حضرت محمد صلعم کا یہ قول ہی کہ مفلسی سے مجھے فخر ہی - یہ ہی مفلسی باعث اور بنا ر ویران گردی و سیاحی فرقۂ فقراے ممالک مشرقی کی ہی -

در باب اولیا

جمیع فرقہ ہاے درویشان کا یہ اعتقاد ہی کہ انسان بلحاظ پاکی نفس مدارج مین مختلف ہاین اور فرشتے بھی درحقیقت موجود ہاین - عارف و عابد جنکا نفس پاک ہی اولیا یعنے محب اللہ کہلاتے ہاین - قرآن مین اُنکو بخطاب حبیب اللہ نامزد کیا ہی - وہ کسی سے خائف نہین - چونکہ وہ مذہب حقیقی پر چلتے ہاین وہ رنج والم سے مُبرا ہوتے ہاین - وہ راہ راست پر چلتے ہاین اور اطاعت و فرمانبرداری احکام خالق مین ثابت قدم رہتے ہاین اور دنیا و عقبےٰ مین اسکا اجر پاتے ہاین - جمیع مخلوقات انسان مین وہ برگزیدہ خلائق ہوتے ہاین اور اُس سے قرب رکھتے ہاین اور اسیوجہ سے اسکے حضور سے فائدہ اُٹھاتے ہاین - جو اشخاص کہ اس دنیا مین اپنے دشمن ہاین وہ عقبےٰ مین حبیب اللہ ہوجاتے ہاین - وہ کتاب قانون خالق کے سرورق ہاین - وہ دلیل و ثبوت راز و اسرار مذاہب ہاین - اُنکا بیرونی ظہور اطاعت فرمان احکام الٰہی کی طرف راغب و متوجہ کرتا ہی اور صفائی اُنکے باطن کی باعث تحریص و ترغیب ترک دنیا و حظوظ نفسانی دیگر اشخاص کی ہوجاتی ہی - وہ اس دار فانی کی پیدائش سے پہلے وجود مین آئے تھے وہ صرف عقبےٰ کے حاصل کرنے کے لیے سعی و کوشش عمل مین لاتے ہاین - اپنی حین حیات وہ کبھی دروازہ محل مقدس الٰہی کو چھوڑتے نہین اور آخرش وہ اُسمین داخل ہوجاتے ہاین - وہ راز و اسرار الٰہی سے واقف ہوجاتے ہاین اور اُس مذہبی بھید کو ظاہر نہین کرتے ہاین - کہتے ہاین کہ عابد و عارف و پارسا مصائب اس دنیا سے ڈرتے نہین اور نہ اندیشہ موت و نہ خیال حساب روز حشر اُنکے دل مین خوف پیدا کرتا ہی - آرام جو اُنکو اس دنیا مین حاصل ہی وہ دال اس امر پہ ہی کہ کیسی خوشی اُنکو عقبےٰ مین

حاصل ہوگی۔ وہ سرور قلب جو آیندہ اُنکو نصیب ہوگا اُنکو پیشتر ہی سے نظر
آجاتا ہی۔ عوض اُنکی ریاضت کا اس دنیا مین کچھ تو اسصورت سے ظہور مین آتا
ہی کہ اُنکے ہمجنس اُنکا کمال ادب کرتے ہین اور اُنسے بدل محبت رکھتے ہین اور
بعد وفات اُنکو بڑی تعظیم وتکریم سے یاد کرتے ہین۔ خالق کی مہربانی سے وہ اپنی
حین حیات خواب مین عالم ارواح کی سیر کرتے ہین اور اکثر فرشتے اُنکو حالت
غنودگی مین نظر آتے ہین اور وہ اُنسے ہم کلام ہوتے ہین۔ اس دنیا مین اونھا
آواز احکام الٰہی سنتے ہین اور عقبے مین اُسکو بخوبی سمجھتے ہین۔ درویشون اور
اکثر مسلمانون کے پاس وقائع اولیا وصالحین موجود ہین اُنسے معلوم ہوتا ہی
کہ عابدون اور عارفون اور پارساؤن اور اولیاؤن نے بہ امداد شغل و
ویاد الٰہی کسقدر طاقت روحانی حاصل کی تھی وکیا کیا خواب وخیالات روحانی
اُنکی حین حیات اُنپر آشکارا ہوے تھے۔ اُنسے شناخت مقلدین ومکار ودغاباز
کہ حصول اغراض دنیوی کے لیے آپ کو خداپرست وپارسا ظاہر کرتے ہین بخوبی حاصل
ہی۔ اولیا ابتداے پیدائش مخلوقات عالم سے چلے آئے ہین۔ حضرت آدم علیہ السلام
پارسائی مین جمیع مخلوقات انسان سے برتر تھے۔ بروقت پیدائش حضرت
آدم علیہ السلام خدا نے فرشتون کو اُنکی پرستش کے لیے حکم دیا تھا۔ بجز شیطان کے
کل فرشتون نے اِس حکم الٰہی کی تعمیل کی۔ بسبب نافرمانی احکام الٰہی شیطان
خدا کے حضور سے نکالا گیا اور مردود ہوا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑے ہی
حبیب اللہ تھے حضرت عیسے علیہ السلام نے بیان کیا ہی کہ ابراہیم ایک اولیا تھا
خدا نے اسمین خاص نفس اپنا ڈالا تھا لیکن تاہم وہ خدا نتھا۔ وہ ذات پاک
باریتعالے ہی مین سے نکلا تھا۔ اسکی خصلت نہایت عمدہ تھی۔

بعض اشخاص کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ ارواح بعض تنفس کی پھر اس دنیا مین

قالب انسانی میں آتی ہی۔ وہ اس بات کے بھی معتقد ہین کہ ارواح بعض اشخاص قبل انکی پیدائش کے اس دنیا مین فرشتون کے ساتھ بحضور خالق موجود تھین کہتے ہین کہ حضرت محمد صلعم بھی اُنھین مین سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم کو بھی آنکے رفقا و پیرو انھین اشخاص مین سے تصور کرتے ہین۔

وہ ہی بنا ایجاد مسئلہ تناسخ ہی۔ یہ مسئلہ اپنے اصلی معنون سے بہت منقلب ہوگیا ہی۔ درویشان فرقہ بیکتاشی کا یہ اعتقاد ہی کہ جو اشخاص اپنی حین حیات حکم الٰہی پر نہین چلتے ہین اور اس سے محبت نہین کرتے ہاین بعد وفات روح انکی پھر کسی قالب حیوان مطلق مین حلول کرتی ہی اور یہ بیان نہین ہوا ہی کہ کسکو کیا سزا ہوتی ہی اور کون کس قالب مین آتا ہی اور کب تک وہ آواگون مین رہتا ہی۔ یہ امر انسان سے مخفی کیا گیا ہی۔ خدا ہی جانتا ہی کہ کون اور کبتک اس حالت آواگون مین رہتا ہی۔ اسطرح سے انسان بسبب گناہ کے آپ کو حیوان مطلق بنا دیتا ہی۔ کہتے ہین کہ انسان یا تو اسیوقت جب وہ آواگون سے چھوٹ جاتا ہی یا بروز حشر اُسی شکل مین اُٹھ کھڑا ہوتا ہی جس شکل مین کہ وہ اس دار نا پائدار مین پیدا ہوا تھا۔

حضرت محمد صلعم آپ کو رسول اللہ کہتے تھے۔ اہل اسلام ساکن عرب اُنکو نبی کہتے ہین اور اُسکے معتقدین متوطن ایران و روم اُنکو بخطاب پیغمبر نامزد کرتے ہین۔ چونکہ زبان روم مین کوئی ایسا لفظ نہین جو اُسکو ہو بہو تعبیر کرسکے اسلیے اہل روم نے لفظ زبان فارسی مین اُس معنون پر مستعمل کیا ہی خدا نے اُنکو اسلیے بھیجا تھا کہ بت پرستون و آتش پرستون اور معتقدین مسئلہ تثلیث کو راہ راست پر لاوین اور اُنکو پرستش اللہ کی کہ ذات مقدس اُسکی واحد ہی سکھلاوین۔ اُنکا یہ اظہار ہی کہ کل انبیا جو مجھسے پہلے آئے ہین ہر ایک اُنمین سے

جداگانہ خاص مطلب کے لیے بھیجا گیا تھا اور جس مطلب کے لیے آیا تھا اُسکو پورا کرکے وہ خدا کے پاس چلا گیا۔ اُنکا یہ بھی بیان ہی کہ مسیح یہودیون کے ہاتھ سے قتل نہین ہوے تھے بلکہ کوئی اور شخص اُنکی شبیہ کا بجاے اُنکے صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور مسیح بروز حشر پر وہ زمین پر پھر آوینگے متقدین حضرت علیؑ خلیفہ چہارم مین سے اشخاص اُنکے خاندان کے بالتخصیص اس بات کے معتقد ہین کہ امام مہدیؑ فوائد مومنین کے لیے پھر روے زمین پر آوینگے۔ اُنکا یہ قول ہی کہ امام مہدی عجیب طور سے ایک غار کوہ مین غائب و ناپدید ہوگئے ہین اور وہ مع حضرت عیسے علیہ السلام اس مطلب کے لیے پھر وجود مین آوینگے کہ دشمن دین مسیح کو نیست و نابود کرکے مذہب عیسائی و اسلام کو متفق و ایک کردین یہ اعتقاد لوگون کا ہی کہ عابد و عارف و پارسا و اولیا دوبارہ وجود مین آتے ہین۔ باعث بنا مذہب ڈروسس ہوا ہی کہتے ہین کہ ابی عمر اللہ بانی اس ملت کا اول اس دنیا مین اور شکل مین آکر خلیفہ مصریون کی اصلاح کے لیے آیا سن بعد ایک عجیب طور سے غائب ہوکر پھر آئندہ کسی زمانے مین روے زمین پر آویگا۔

جمیع مسلمین و کل فرقہ ہاے درویشان اس بات کے معتقد ہین کہ حضرت محمد صلعم قبل از پیدائش اس دنیا کے کسی اور عالم مین موجود تھے۔ اگر وہ نہوتے تو یہ دنیا کبھی پیدا نہوتی۔ کہتے ہین کہ وہ نور سے پیدا ہوے تھے۔ میری دانست مین مراد اُنکی اس باب مین اُنکے جسم سے نہین بلکہ اُنکی روح سے ہی یعنے اُنکی روح نور سے پیدا ہوئی ہی۔ اُنکا یہ بھی اظہار ہی کہ حضرت عیسے علیہ السلام نے محمد صلعم کے آنیکی خبر بخوبی دی تھی۔ بہ تصدیق اس قول کے وہ انجیل سے فقرات مندرجہ ذیل نقل کرتے ہین۔

زمانۂ اخیر مین ایک لڑکا پیدا ہوگا جو خدا کی طرف سے پیغام لاویگا اور پیغمبر کہلاویگا اور وہ کبھی ایک لفظ بھی جھوٹ نہ بولیگا۔ جاے پیدائش اُسکی مکہ ہوگی اور وہ مدینے مین منتقل ہوگا۔ نام اُسکا محمد ہوگا اور خصلات اُسکی قابل تعریف کے ہوگی۔ جو کوئی اُسپر یقین لاویگا مین یقین کرتا ہون کہ وہ جنت مین جاویگا۔ اس دنیا مین وہ کشورکشا ہوگا اور سزا دیا کریگا۔ وہ ملک قیصر روم کو فتح کریگا اور شہنشاہ قسطنطنیہ ہوگا۔

ایک خداپرست شارح درباب مضمون مرقومۂ بالا یہ لکھتا ہی کہ یہ حال اصلی وصحیح انجیل سے نقل ہوکر جابجا چھپل گیا ہی۔ اُس شارح کا یہ بھی بیان ہی کہ بعض یہودی و عیسائی کہتے ہین کہ مسیح ابتک پردۂ زمین پر نہین آئے اور نگا یہ بیان ہی کہ اگرچہ مسیح پیدا ہوچکے ہین لیکن یہودی و عیسائی اُنپر ایمان نہین لائے ہین اور اسیطرح پیشین گوئی مسیح کے باب مین اُنسے کلمات کفر ظہور مین آئے ہین۔

انجیل سے اسی باب مین اور فقرات بھی جو ذیل مین درج ہین نقل ہوے ہین اس دنیا مین ایک لڑکا خاندان قریش سے تولد ہوگا۔ وہ مالک دارین یعنے دنیا و عقبے ہوگا۔ جو کوئی اُسپر ایمان لاویگا وہ کبھی داخل جہنم نہوگا۔ اخیر زمانہ کا وہ پیغمبر ہوگا موسوم بہ اسم محمد۔ اُسپر رحمت خدا نازل ہوگی۔ یہ دونون انتخابات انجیل سے میرے ایک دوست نے کہ فرقۂ درویشون مین سے تھے مجھے دیے تھے اور اُسنے اپنی شرح مین یہ بھی لکھدیا تھا کہ ایک منکر اُسکو دیکھکر اُسکی صداقت و راستی کا قائل ہوا تھا اور اُسنے اسی لیے مذہب اسلام قبول کرلیا تھا۔ مجھے معلوم نہین کہ وہ انجیل جس سے وہ مضامین نقل ہوے ہین کس زبان مین ہی۔

باب ششم

(درباب فرقۂ روفائی جو بنام درویشان غوغائی معروف ہین)

یہ فرقہ درویش اپنی عبادت و نماز کو فاتحہ و اوراد و توحید سے شروع کرتا ہے فاتحہ وہ باب قرآن ہی جو بنام سورۂ الحمد معروف ہی۔ پیر و سلطان کے لیے جو اُنہین نماز ہوتی ہی وہ صرف بطور دعا و عجز و الحاح ہی۔ اُنکی ٹیکے کو الف لام کہتے ہین اور اُنکا جبہ بنام ردائی خرقہ معروف ہی۔ رنگ اُسکا کچھ خاص مقرر نہین۔ خواہ وہ کسی رنگ کا ہو اُسمین کچھ قباحت نہین لیکن اُسکا کتارہ ہمیشہ سبز ہوتا ہی۔ وجہ تقرری اُس خاص رنگ کی قصۂ ذیل مین مندرج ہی ایکمرتبہ حضرت جبرئیل محمد صلعم کے پاس کچھ خوشخبری لائے۔ مارے خوشی کے محمد صلعم مثل درویشان فرقہ میولیویس چکر کرنے لگے اور اُنکا جبہ اُنکے بدن سے گر پڑا۔ اُنکے مریدون نے اُسکے ٹکڑے کرکے اپنے جبون کے گرد سی دیا۔ وہ جبہ برنگ سبز تھا۔

اس فرقے کی کلاہ بنام تاج معروف ہی۔ وہ سفید پارچے کی بنتی ہی اور اُسمین آٹھ ترک ہوتے ہین۔ ایک ایک ترک سے ایک ایک گناہ کا ترک مراد ہی۔ بعض کلاہ مین بارہ ترک ہوتے ہین۔ اُنکا عمامہ برنگ سیاہ ہوتا ہی اور بنام شملہ یا سیاہی شریف معروف ہی۔ ان شیخون مین سے اکثر لباس سیاہ پہنتے ہین۔ جبہ محمد صلعم کا برنگ سبز یا سیاہ تھا۔ اُنکے مرید اُسکا تتبع کرتے ہین اور اُسی کی مثال پر چلتے ہین۔ پارچہ سیاہ جو اُنکے کندھون پر پڑا ہوتا ہی مشد کہلاتا ہی۔

ریا ایک عقیدہ ہی جسکے وہ اور تمام درویش پابند ہوتے ہین اور اُس سے

مراد ترک دنیا و حظوظ نفسانی و مشغولی بشغل یاد الٰہی ہوتی ہی۔ وہ چیزین جو ترک کیجاتی ہین تعداد مین چار ہین یعنے شریعت۔ طریقت۔ حقیقت۔ معرفت ان چارون مین سے ریا سب سے بُرا ہی۔

شیخ کے تاج مین بارہ ترک ہوتے ہین۔ چار کو اُمنین سے کا پویا دروازہ کہتے ہین۔ بارہ ترک سے بارہ امام کی طرف اشارہ ہی اور چار سے ریاض کیطرف مرید نو پر فرض ہی کہ وہ ایک بھیڑ یا ایک بھیڑ کا بچہ تکیے مین قربانی کے لیے لاوے۔ اُس فرقے کا کوئی ایک مرید اُسکے دروازے پر قربانی کرتا ہی اور تکیے کے تمام درویش اُسکا گوشت ملکر کھاتے ہین اس بھیڑ کی اُون سے ایک پٹکہ جو بنام تہبند معروف ہی مرید نو کے لیے بنایا جاتا ہی۔ حلقہ گوش مرید نو مونگیسی کہلاتے ہین اگر اُسکا صرف ایک ہی کان چھدا ہو تو وہ حضرت حسن فرزند علیؓ کے نام پر حسنی کہلاتا ہی لیکن اگر اُسکے دونون کان چھدے ہون تو وہ حضرت حسین فرزند دوم علی رضی اللہ عنہ کے نام پہ بنام حسینی نامزد ہوتا ہی یہ بات مرید نو کی راے پر چھوڑی جاتی ہی۔

وہ پتھر جو اُنکے تکیے کے مرکز یا وسط مین ہوتا ہی قنات تاشی کہلاتا ہی۔ جو وسائل کہ درویش اپنے شکم کے سیر کرنے کے لیے یا رفع اشتہا کے واسطے عمل مین لاتے ہین وہ بطریق رمز و کنایہ پتھر سے تعبیر ہوے ہین یعنے اُس سے یہ مراد ہی کہ درویش اپنے شکم کی سیری پتھر سے کرتے ہین۔ بجاے ایک پتھر کے چار پتھر تک استعمال مین آسکتے ہین اگرچہ لوگون کا یہ اعتقاد ہی کہ قبل اسلے کہ درویش رفع اشتہا کے لیے چار پتھر سے ایک پر ایک رکھکر شکم کو دبادے رزاق اُسکو روزی پہونچا دیتا ہی۔

شکل اُس کلاہ کی کہ درویش قبل از بیعت سر پر دھرتا ہی بالکل مدوّر یعنی گول ہی یا وہ دو دائرے ہوتے ہین ایک دوسرے کے اندر۔ اُن دونون دائرون

اندر حروف ابتدائی اُن الفاظ کے جن سے کہ اُسکے چہ ترک مرکب ہوتے ہین
منقش کیے جاتے ہین (ہر وقت اداے اخیر رسم بعیت درویش یا مرید تو حضرت
روفائی کو اپنا پیر سمجھتا ہی اور سردار تکیے کو اپنا مرشد یا شیخ) - اِن دونون
دائرون کے اندر ایک اور دائرہ ہوتا ہی جو پیسے مع دُھرے سے بہت مشابہت
رکھتا ہی - بعد داخل ہونے کے اُس فرقے مین مرید تو کچھ ویسی ہی کلاہ جو شکل
مین مختلف ہوتی ہی پہنتا ہی -

مختلف نماز و دعائین جو وہ پڑھا کرتے ہین ذیل مین درج ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - کہو اللہ واحد ہی - وہ ازل سے ابد تک رہیگا -
نہ تو وہ کسی کے پیٹ سے پیدا ہوا ہی اور نہ کوئی اُس سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اُسکا
ثانی ہی (دیکھو قرآن باب ۱۱۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - کہو کہ مین دن کو خدا سے پناہ مانگتا ہون کہ وہ
مجھکو اُن موجودات کی شرارت سے محفوظ رکھے جنکو کہ اُسنے پیدا کیا ہی اور
جو خرابیان کہ تاریکی شب مین کبھی واقع ہوتی ہین اُنسے امان دے اور
جادوگرون کے سحر سے بچاوے اور حاسدون کے اعمال بد کے اثر سے محفوظ
رکھے (دیکھو قرآن باب ۱۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - کہو کہ مین خالق مخلوقات انسان سے پناہ مانگتا ہون
وہ شاہ انسان ہی اور خالق ہر فرد بشر - کہو کہ مین اُنکی شرارت سے امان
چاہتا ہون جو خیال بد پیدا کرتے ہین اور اُسپر عمل کرتے ہین اور جو انسان کے دلون مین
بُرائی ڈالتے ہین - مین جن و بھوت و پلیت و ارواح ناپاک و شریر انسانون
سے پناہ مانگتا ہون (دیکھو قرآن باب ۱۰۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - حمد و سپاس اُس خالق کو پہونچے جو مالک کائنات جہان

وہ بڑا رحمٰن و رحیم و شاہ و روز حشر ہی ہم تیرے ہی پرستش کرتے ہین اور تجھسے ہی ہم طالب امداد ہوتے ہین۔ ہمکو راہ راست پر لیجا۔ ہمکو وہ راستہ دکھا جسپر کہ تیرے برگزیدہ چلے ہین۔ اُس راستے پر ہمکو نہ لیجا جو باعث تیری ناراضی کا ہوتا ہی اور جسپر کہ گمراہ جو تاریکی جہالت مین پڑے ہوے ہین چلتے ہین (دیکھو قرآن باب اول)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ کتاب ہی جسکی صحت کے باب مین ذرا بھی شک واقع نہین ہوتا ہی اُسمین ہدایتین اُنکے لیے درج ہین جو خدا سے ڈرتے ہین وہ کتاب اُنکے لیے ہی جو راز مخفی پر ایمان لاتے ہین اور نماز کو قضا نہین کرتے ہین اور جو کچھ کہ خدا نے اُنکو دیا ہی دریا دلی سے بخشتے ہین اور محمد صلعم و دیگر انبیاے سابقین کے الہام کے معتقد ہین اور بدل یقین کرتے ہین کہ روز حشر ضرور آویگا۔ اُنھین کو خدا بہشت مین لیجاویگا اور وہ وہان کمال سرور مین رہینگے (دیکھو باب دوم قرآن)

باب دوم قرآن کا ۱۵۰ فقرہ یہ ہی۔ تمھارا خدا واحد و لاثانی ہی۔ کوئی اور مثل اُسکے نہین۔ وہ رحیم و رحمٰن ہی۔ مضمون فقرہ ۲۵۶۔ باب دوم قرآن یہ ہی کہ صرف اللہ ہی خدا ہی۔ سواے اُسکے کوئی اور خدا نہین۔ وہ حی القیوم ہی۔ وہ نہ اونگھتا ہی نہ سوتا ہی۔ جو کچھ کہ آسمان و زمین پر ہی سب کا وہی مالک ہی۔ کسکو طاقت ہی کہ بدون اُسکی اجازت کے اُسکے پاس آنکر کسی کی سفارش کرے۔ وہ جانتا ہی کہ کون تیرے پیچھے ہی اور کون تیرے آگے۔ کوئی آدمی اُسکے علم و راز سے واقف نہین ہوتا ہی اِلّا وہ جسپر کہ وہ کوئی راز کھولا چاہتا ہی۔ اُسکا تخت کل آسمان و زمین پر پھیلتا ہوا چلا گیا ہی۔ انتظام کارخانہ زمین و آسمان سے اُسکو کچھ تکلیف نہین ہوتی ہی۔ وہ نہایت درجہ اعلےٰ پر ہی اور نامتناہی ہی۔

باب دوم قرآن کے ۲۸۶ - فقرے کا مضمون یہ ہی - کہ جو کچھہ کہ زمین و آسمان پر ہی اُسکا مالک خدا ہی - خواہ تم اپنے اعمال و افعال کو بروز حشر چھپاؤ اور خواہ ظاہر کرو وہ یقیناً بہر صورت تم سے محاسبہ طلب کریگا - جسکو وہ چاہیگا معاف کریگا اور جسکو چاہیگا سزا دیگا - خدا قادر مطلق ہی - محمد صلعم کا یہ اعتقاد تھا کہ خدا تعالی نے مجھے بھیجا ہی - سو مومنین خدا پر ایمان لاتے ہین اور فرشتون کے وجود کے قائل ہوتے ہین - وہ اُن انبیا کے معتقد ہوتے ہین جنکو خدا نے بھیجا ہی اور اُنکے کتب پر ایمان لاتے ہین وہ کہتے ہین کہ ہم سنکر ایمان لائے ہین اور تعمیل احکام کرتے ہین - او شافی مطلق ہمارے گناہون کو بخش - ہم تیری طرف مائل ہونگے اور تیری راہ پر چلینگے - خدا ہر روح پر اُتنا ہی بوجھ ڈالتا ہی جتنی اُسمین طاقت ہوتی ہی یا جتنا بار کہ وہ اُٹھا سکتی ہی - اُسکے اعمال و افعال بموجب اُسکی نیکی و بدی کے اچھے یا بُرے سمجھے جاوینگے - او غفور و رحیم ہمکو واسطے اُن گناہون کے جو نادانستہ اور از راہ سہو سرزد ہوے ہون سزا نہ دینا - او خالق کائنات ہمپر وہ بوجھہ نہ ڈالنا کہ تو نے اُنپر ڈالا ہی جو ہمارے عہد سے پہلے گذر چکے ہین - او غفور و رحیم ہمپر ہماری طاقت سے زیادہ بوجھ نہ ڈالنا - ہمارے گناہونکو مٹا اور اُنپر قلم عفو پھیر - ہمپر رحم کر - تو ہمارا مالک ہی - ہمکو کفار پہ فتح نصیب کر -

قرآن کے باب ۵۶ - کے فقرہ ۲۲ - مین خدا کہتا ہی کہ مین وہ خدا ہون جسکے سوا کوئی اور نہین -

لہذا اُسکے مختلف نام خدا کے درج کیے ہین - اُنکی تصدیق کے لیے قرآن کا باب ہفتم فقرہ ۱۷۹ - بطور سند پیش کیا گیا ہی -

تفصیل اسماء الحسنہ یعنے نام خالق کہ تعداد مین ۹۹ - ہین -

۱	اللہ۔	خدا
۲	الرحمن۔	راحم۔
۳	الرحیم۔	غفور
۴	المالک۔	قابض
۵	القدوس۔	مقدس
۶	السلام۔	شافی۔
۷	المومن۔	ایمان دینے والا
۸	المہیمن۔	امان دینے والا
۹	العزیز۔	طاقت ور
۱۰	الجبار۔	کل مختار
۱۱	المتکبر۔	بزرگی وطاقت دینے والا
۱۲	الخالق۔	پیدا کرنے والا
۱۳	البارئی۔	روح کا پیدا کرنیوالا
۱۴	المصور۔	شکل دینے والا
۱۵	الغفور۔	مغفرت دینے والا
۱۶	القہار۔	بدلہ لینے والا
۱۷	الوہاب۔	بخشنے والا
۱۸	الرزاق۔	رزق پہونچانے والا
۱۹	الفتاح۔	اپنی مرضی کا ظاہر کرنیوالا
۲۰	العلیم۔	جاننے والا
۲۱	القابض۔	مالک دلہا

۲۲	الباسط	خوش کرنیوالا دلوں کا۔
۲۳	الخافض	پست کرنے والا
۲۴	الرافع	بلند کرنے والا
۲۵	المعز	عزت دینے والا
۲۶	المذل	ذلت دینے والا
۲۷	السمیع	سننے والا۔
۲۸	البصیر۔	دیکھنے والا
۲۹	الحکم۔	انصاف کرنیوالا
۳۰	العدل۔	منصف
۳۱	اللطیف	مہربان
۳۲	الخبیر۔	جاننے والا
۳۳	الحلیم۔	حلم رکھنے والا
۳۴	العظیم۔	بزرگ
۳۵	الغفور۔	بخشنے والا
۳۶	الشکور۔	شکر کرنیوالا
۳۷	العلی۔	بلند رتبہ
۳۸	الکبیر۔	بڑا بزرگ
۳۹	الحفیظ	حمایت کرنیوالا
۴۰	المقیت۔	احتیاجوں کا رفع کرنیوالا
۴۱	الحسیب۔	معزز
۴۲	الجلیل۔	خوبصورت

۴۳	الکریم۔	مہربان
۴۴	الرقیب۔	حاسد
۴۵	المجیب۔	دعا قبول کرنیوالا
۴۶	الواسع۔	فراخ۔
۴۷	الحکیم	فیصلہ کرنیوالا
۴۸	الودود۔	محبت کرنیوالا
۴۹	المجید۔	شان دار
۵۰	الباعث۔	بھیجنے والا
۵۱	الشہید۔	شہادت دینے والا
۵۲	الحق۔	منصفت
۵۳	الوکیل۔	بہم کرنیوالا
۵۴	القوی	قوی وقادر
۵۵	المتین۔	مضبوط
۵۶	الولی۔	دوست
۵۷	الحمید	قابل تعریف
۵۸	المحصی۔	حساب کرنیوالا
۵۹	المبدی۔	شروع کرنیوالا
۶۰	المعید	زندہ کرنیوالا
۶۱	المحیی۔	دوبارہ زندہ کرنیوالا
۶۲	الممیت۔	برباد کرنیوالا
۶۳	الحی۔	ابدتک رہنے والا

۶۴	القیوم	ہمیشہ رہنے والا
۶۵	الواجد	پانے والا
۶۶	الماجد	مہربان
۶۷	الواحد	لاثانی
۶۸	الصمد	ہمیشہ رہنے والا
۶۹	القادر	طاقتمند
۷۰	المقتدر	طاقت دینے والا
۷۱	المقدم	پہلے جانیوالا
۷۲	الموخر	اخیر
۷۳	الاول	پہلا
۷۴	الآخر	اخیر
۷۵	الظاہر	ظاہر
۷۶	الباطن	پوشیدہ
۷۷	الوالی	گورنر
۷۸	المتعالی	نہایت بلند
۷۹	البر	مہربان
۸۰	التواب	باعث توبہ
۸۱	المنعم	بدلا لینے والا
۸۲	العفو	بخشنے والا
۸۳	الرؤف	مہربان
۸۴	مالک الملک	مالک ملک

۸۵ —	ذوالجلال والاکرام —			مالک بزرگی و عزت
۸۶ —	المقسط	.	.	منصف
۸۷ —	الجامع	.	.	جمع کرنیوالا
۸۸ —	الغنی	.	.	دولتمند
۸۹ —	المغنی	.	.	دولت بخشنیوالا
۹۰ —	المانع	.	.	منع کرنیوالا
۹۱ —	الضار —	.	.	نقصان پہونچانیوالا
۹۲ —	النافع	.	.	فائدہ پہونچانے والا
۹۳	النور —	.	.	روشنی
۹۴ —	الہادی —	.	.	رہنما
۹۵ —	البدیع	.	.	شروع کرنیوالا
۹۶ —	الباقی	.	.	باقی —
۹۷ —	الوارث	.	.	وارث
۹۸ —	الرشید —	.	.	رہنما
۹۹ —	الصبور —	.	.	صبر کرنیوالا

ان اسماء جلال سے خدا کو یاد کرتے ہین وہ تعداد مین ۹۹ ہین — تمام مسلمانون کی تسبیح مین ۹۹ دانے ہوتے ہین —

ایک اور فہرست اسماے جلال ہی جسمین کہ تعداد ناموں کی ۱۰۰۱ ہے یہ ممکن ہی کہ ہم نے بعض نامون کے معنے بہت صحیح صحیح بیان نہ کیے ہون بعض نام انمین سے ایسے ہین جن کے معنون مین تھوڑا ہی فرق ہی —



نماز روزمرہ اکثر فرقہ ہاے درویش خصوصًا فرقہ رفائی ذیل مین درج ہی
او خالق کائنات تمام تیرے صفات مقدس ہین جنمین کہ ذرا بھی شک و شبہ
کو دخل نہین - مین تجھکو کسی سے مشابہ نہین کرتا ہون - مین کہتا ہون کہ تو ہمارا
مالک ہی - تو وحدہ لاشریک ہی - تمام اشیا اس بات کو ثابت کرتے ہین -
تو واحد ہی اور تجھ مین کمی و بیشی کو دخل نہین - تجھپر بیماری اثر نہین کرتی ہی
تو بڑا نیک ذات و مہربان و عالم ہی - تیرا علم غیر محدود ہی - کوئی تیری تعریف
مین مبالغہ نہین کرسکتا ہی - تو ہمیشہ سے ہی اور ہمیشہ رہیگا - تیرے لیے ابتدا
نہین ہی - تو ہی اخیر تک رہیگا اور ختم نہوگا - تو بڑا فیاض ہی - تیرا کوئی کبھی ثانی
نہین اور نہ تیرا کوئی فرزند ہی - تو کبھی خطا نہین کرسکتا ہی - تو زمانے کے
گردش کرتا ہی - عمر سے تو ضعیف نہین ہوتا ہی - تیری تمام مخلوقات تیرے
حکم کی مطیع و فرمانبردار ہی - اور تیری شان و شوکت دیکھکر حیران - کلمہ کن سے
کہ حروف ک و ن سے مرکب ہی تو نے دنیا کو پیدا کیا - عابد و عارف و پارسا
بذریعۂ ذکر تیرے جلال کو دیکھتے ہین اور تسبیح پڑھکر جو ۹۹ - دانون سے مشتمل ہی

تجھکو مبارکبادی دیتے ہین۔ تیری ہدایت و رہنمائی سے بذریعہ تسبیح و نماز راہ راست پر آتے ہین جنت مین وہ بکمال الفت و محبت رہتے ہین۔ تیرا علم ابدی ہی یعنے وہ تا بہ ابد قائم رہیگا۔ تو شمار و تعداد انفاس مخلوقات عالم کو جانتا ہی۔ تو حرکات و سکنات مخلوقات کو دیکھتا و سنتا ہی۔ تو آواز قدم مور کو جب وہ سنگ سیاہ پر شب تاریک مین حرکت کرتی ہی سنتا ہی۔ پرندے بھی اپنے اپنے گھونسلون مین تیری تعریف کرتے ہین۔ حیوانات جنگلی ریگستان و بیابان مین تیری پرستش کرتے ہین۔ اپنے بندون کے خیالات ظاہری و باطنی کو تو بخوبی جانتا ہی۔ کوئی راز کیسا ہی مخفی ہو تجھپر آشکارا ہی۔ تو مومنین کا ضامن ہی۔ تو لوگون کے دل کو قوی کرتا ہی اور انکو فتح نصیب۔ تو انکے دلون کو خوش کرتا ہی۔ تیرا ذکر آفات مخفی ناگہانی سے محفوظ رکھتا ہی۔ یہ ہی اثر آیات قرآن جب بطریق منتر پڑھے جاتے ہین پیدا کرتے ہین تیرے حکم سے آسمان و زمین کھڑے ہین۔ تو گنہگارون کا غفور و کریم ہی۔ او خالق کائنات کوئی مثل تیرے کبھی وجود مین نہین آیا ہی۔ تو سنتا ہی اور سبکو دیکھتا ہی۔ او خالق ہمکو برائی سے محفوظ رکھ (یہ تین مرتبہ پڑھا جاتا ہی) تیری اجازت سے خرابیان واقع ہو سکتی ہین۔ او کریم کارساز تیری ذات مقدس مبارک ہو۔ او غفور و رحیم ہمپر رحم کر اور فتح نصیب۔ کیونکہ سوائے تیرے کوئی اور قادر نہین۔ تجھکو مبارکبادی ہو جسکا ہو تو وہ ہی کرتا ہی جو تیرے نزدیک بہتر و مناسب متصور ہوتا ہی۔ تو بڑا قادر مطلق ہی۔ تیری شان و شوکت بدرجہ غایت ہی۔ تیری قدرت کا ظہور سب مین ہی۔ مشیت ایزدی شان الٰہی کو ظاہر کرتی ہی۔ او حی القیوم و غفور و رحیم و خالق زمین و آسمان سوائے تیرے کوئی قابل پرستش کے نہین۔ او رحیم و کریم ہمارے پیغمبر کی خاطر ہماری دعاؤن کو سنکر بدرجہ اجابت مقرون کر

ہمارے دل مین فرحت و آرام پیدا کر اور ہمکو نجہ گناہون سے خلاصی دے۔ تیرا رحم
اور تیری برکتین ہمپر اور ہمارے خاندان اور ہمارے دوستون پر نازل ہون کیونکہ
توہی بڑا قادر مطلق و مجید و رحیم و کریم ہی (دیکھو قرآن باب ۳۳ فقرہ ۳۳)
خدا یہ ہی چاہتا ہی کہ تمھین تمام خرابیون و مکروہات سے محفوظ رکھے اور تمھارے خاندان
سے الفت کرے اور ہمکو گناہون سے پاک و صاف رکھے۔ دیکھو قرآن باب ۳۳
فقرہ ۵۶۔ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام خدا اور فرشتون سے کمال الفت رکھتے
تھے او مومنین تم خدا سے دعا مانگو اور نماز پڑھو اور بکمال یقین دل با وحق کیا کرو
او اللہ ہمارے محمد صلعم کو تو امن و امان دے اور اسکی تعریف کر اور اسکے خاندان
کو بھی موافق اپنے قول کے آرام بخش۔ حضرت ابراہیم اور اسکے خاندان مین
محمد صلعم اور اسکی اولاد کو اسیطرح برکت دے جسطرح کہ تو نے ابراہیم کو آگ سے
دارین مین محفوظ رکھا اسلیے کہ تو مجید و رحیم ہی۔ موافق تعداد اپنی مخلوقات کے
اور موافق اپنی مرضی کے اور موافق تعداد حروف اپنے نام کے اور موافق تعداد
اشخاص پارسا و عابد کے کہ تیری یاد کرتے ہین اپنے آسمانی مقام کی محراب پر رحم کر
بموجب تعداد ان اشخاص کے جو تجھے فراموش کرتے ہین اور بموجب تعداد اپنے
حروف کے اور بموجب تعداد اشخاص پارسا و عابد کے کہ تیری یاد مین مصروف
رہتے ہین او خالق اپنی مخلوقات مین سے اعلےٰ ترین کی کہ محمد صلعم ہین بہتر سی
بہتر تعریف کہ تو مناسب سمجھے کر۔ او اللہ تو محمد صلعم کی کہ تیرا محرم راز ہی اور پیغمبر
و دوست تعریف و توصیف کر بموجب تعداد زمین و آسمان کے اور موافق
تعداد ان اشیا کے کہ مابین انکے موجود ہین تو انس امی اور اسکے خاندان اور
اسکے دوستون کی تعریف کر۔ او خالق کائنات تو ہمپر اور تمام مسلمانون پر
رحم کر۔ او خالق زمین و زمان تو بموجب تعداد ان برسون کے کہ ابتدے پیدائش

اِس دار فانی سے ابتک گذرے ہین اور موافق اُن برسون کے کہ اور دنیا جو پیدا ہونیوالی ہی موجود رہینگے تعریف محمد صلعم اور اُنکے خاندان اور اُنکے دوستونکی کر۔ او خالق کائنات تیری تعریف محمد صلعم پر ہو اور اُنکے نام پر اور اُنکی قبر پر ہو۔ او خالق زمین و زمان تیری نسبت تعریف ہمارے مالک کی ہو جسکی پشت پر علامت پیغمبری ثبت تھی اور جسکے قبضے مین بادل تھا۔ کہتے ہین کہ تپش آفتاب سے محفوظ رکھنے کے لیے بادل ہمیشہ محمد صلعم کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ تیری تعریف نسبت شفیع ورحم اور قرآن کے ہو۔ تیری تعریف بموجب تعداد اعمال و افعال نیک ابوبکر و عمر و عثمان و علی نسبت اُسکے ہو جو آفتاب و چاند سے زیادہ تر خوبصورت و صاحب جلال ہی۔ تیری تعریف نسبت اُس بزرگ کے ہو جو قابض جنت ہی اور بڑا فصیح اور جو بڑی دانائی ورحم کے ساتھ درس دیتا ہی اور تیری تعریف نسبت اُسکے خاندان اور اُسکے دوستون کے بھی ہو۔ تیری بہتر سی بہتر تعریف بموجب تیری بزرگی علم کے اور بموجب تعداد اُن الفاظون کے جو تونے لکھے ہین اور موافق تعداد اسماء اُن اشخاص کے جو تیرے ذکر مین مشغول ہین اور جو تجھکو محفلون مین بیشمار انفاس سے برکت دیتے ہین اور موافق تعداد تیرے نامون کے جو عابدون و پارساؤن کے مُنھ سے نکلتے ہین نسبت پیغمبر کے ہو۔ تیری تعریف نسبت اُس پیغمبر کے ہو جو اُن اشخاص کے دلون کو روشن کرتا ہی جو ہر دوست کو ایک طریقہ و راہ راست بتاتے ہین۔ تیری تعریف نسبت اُسکے ہو جسکو تونے از راہ رحم گنہگارونکی شفاعت کے لیے بھیجا تھا۔ تیری تعریف نسبت اُسکے ہو جو پیغمبرون مین سب سے زیادہ درجۂ اعلےٰ پر ہی اور جسپر تیری برکت سب سے زیادہ نازل ہوئی ہی حسب استعداد و بزرگی پیغمبران و موافق مقدار عزت محمد صلعم بحضور خالق اور موافق تعداد اُن اشخاص کے جنھون نے کہ آپ کو تیری رضا پر چھوڑ دیا ہی تیری

تعریف نسبت اُسکے اور اُسکے آبا و اجداد کے ہو جو تیرا حبیب ہی۔ تیری تعریف نسبت اُنکے بھی ہو جو ذیل مین درج ہین۔ یعنے

ابراہیم دل و جانی دوست اللہ۔ موسیٰ برادر ابراہیم جو تیرے ساتھ ہمکلام ہوا تھا۔ مسیح الامین جو روح اللہ تھا۔ سلیمان جو تیرا بندہ و پیغمبر تھا۔ داؤد پدر سلیمان و جمیع دیگر پیغمبران جو تیرے حکم کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ ساکنین آسمان و زمین عارف و عابد و پارسا جو تیری یاد مین مشغول ہوتے ہین اور تیرے ہی ذکر مین مصروف تیری تعریف نسبت اُنکے بھی ہو جو تجھکو فراموش کرتے ہین۔ تیری تعریف نسبت اُسکے ہو جو چشمۂ رحم ہی اور شفیع روز حشر (یعنے محمد صلعم) تیری تعریف نسبت تیرے طریقے کے ہو۔ تیری تعریف نسبت اُس زیور تاج جنت کے ہو جو ولطمن عقبے ہی اور آفتاب قانون مقدس جسکے الفاظ اعمال و افعال ہین اور جو شفیع انسان ہی اور امام سبکا (یعنے محمد صلعم)۔ تیری تعریف نسبت اُنکے بھی ہو جو ذیل مین درج ہین آدم۔ نوح۔ ابراہیم دوست جانی اللہ۔ موسےٰ برادر ابراہیم۔ مسیح جو روح اللہ ہی۔ داؤد۔ سلیمان۔ زکریا۔ یحییٰ۔ شیث۔ اُنکی اولاد۔ وہ جو خالق کو یاد کرتے ہین اور وہ جو اُسکو بھولے بیٹھے ہین۔ او غفور و رحیم جو قدیم ہی تیری تعریف نسبت اُن لوگون کے ہو جو تجھسے دست بدعا ہوتے ہین اور تیری شان و شوکت دکھایا چاہتے ہین اور تیرے نام کا فخر کرتے ہین۔ تو رازق ہی اور کریم کارساز۔ تو غفور و رحیم ہی۔ تو گناہون کو معاف کرتا ہی اور خطاؤن کو بخشتا ہی۔ تیری تعریف نسبت ہمارے خداوند کے ہو جسکا مزاج نیکی مین سب پر فائق ہی۔ تیری تعریف نسبت اُسکی اولاد اور اُسکے دوستون اور اشخاص نیک ذات اس دنیا کے ہو۔ اللہ کے سوا کوئی اور خدا نہین۔ محمد صلعم رسول اللہ ہی اور ابراہیم جانی دوست اللہ کا۔

او ہمارے خداوند پیغمبر خدا - تو ہمارا مطبوع طبع ہی - تو اپنے سرمایہ کثیر سے ہمکو فایدہ پہونچاتا ہی - زمانہ تیرے اختیار مین ہی - وقت ضرورت تو مدد دیتا ہی - تو پیغمبرون مین سب سے زیادہ پاک وصاف ہی - تو جواہر وزیور کائنات ہی - تو ذرّے کو اِس دنیا مین بدرجہ اعلےٰ پہونچاتا ہی - تو محتاجون اور فقیرون کا حامی وجاے پناہ ہی - تیری آنکھ واقعات زمانہ آیندہ کو دیکھتی ہی - او پیغمبر خدا جو سبکو دیکھتا ہی - مین نے تیری تعریف کی ہی - مین تجھپر ایمان لایا ہون - اور مین تجھکو شفیع سمجھتا ہون - تیری مہربانی ہمپر نازل ہوتی ہی اور ہمکو تیری امداد طلب کرنے مین جرأت دیتی ہی اور ہمکو تیرے نزدیک لاتی ہی -

ہزارون دعایئن تجھپر ہون (یہ تین مرتبہ زبان سے کہا جاتا ہی) -

ہزارون دعایئن ۲۰۰ اور ۸۰ اور ۲۰۰۰ پر ہون - یہ اشارہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری سے ہی - اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین دنیا ختم ہو جاویگی - تعریف اُسکو پہونچے جو روشنی حقیقی ہی یعنے احمد المصطفےٰ صلعم پیغمبر کو اور اُنکو جو اُسکی اولاد ہین اور اُسکے دوست - او غفور ورحیم مومنین پر رحم کر - ایک ہزار دعایئن اور ایک ہزار سلام اُسکو پہونچین جو تیرے پیغمبر کا بڑا راز واسرار ہی - او کریم کارساز کہ بڑا مہربان وشفیق ہی ہمکو ہمارے ایمان پر قائم رکھ اور ہمکو ہدایت کر - تیری تعریف تیرے حبیب کامل کو کہ محمد صلعم ہین بروز حشر وتا بقیامت پہونچے - تیری تعریف نسبت اُسکے ہو جسکو یا دل اپنے سایے مین رکھتے تھے او مصطفےٰ تو ہمپر مہربانی کر - خدا کیواسطے تو ہماری مدد کر - ہماری بیکسی پر رحم کر - ہمکو اپنے ذریعے سے درجہ اعلےٰ پر پہونچا - (یہ تین مرتبہ زبان سے کہا جاتا ہی) او پیغمبر ہماری مدد کر (تین مرتبہ) ہم تجھپر ایمان لاتے ہین - او حبیب اللہ تو ہماری سفارش کر - ہمکو یقین ہی کہ اللہ تمھاری سفارش کو نامنظور نکریگا - او خداوند

تو اللہ ہی۔ ہمپر وہ ہی مہربانی کر جو تو بہتر سمجھتا ہی۔ (تین مرتبہ) سواے اللہ کے کوئی اور خدا نہین۔ محمد صلعم رسول اللہ ہین۔

ناظرین اس طول طویل نماز و دعا کو مطالعہ کرکے اعتقاد درویشان سے واقف ہو جاوینگے اور دریافت کر لینگے کہ اُنکے اعتقاد مین کونسے مسائل ایسے ہین جو بالتخصیص اُنھین مین پائے جاتے ہین۔ اگرچہ اکثر جزو اس نماز و دعا کا مطابق مذاہب اہل اسلام کے ہی۔ لیکن ناظرین کل مین سے وہ مسائل کہ درویشون سے ہی بالتخصیص متعلق ہین منتخب کر لینگے۔

درباب فرقہ نقشبندی

ممالک شرقی اور خصوصًا سلطنت روم کے فرقہ ہاے درویشان مین سے فرقہ نقشبندی بہت پھیلا ہوا ہی۔ زبان ترکی مین اُنکی ایک مذہبی کتاب ہی معروف بہ رشحات عین الحیات۔ اُس کتاب مین وقائع محمد بہاؤ الدین بانی اُس فرقے کا مشرح بیان ہوا ہی۔ اور مفصل حال اُنکے خاص مسائل مذہبی کا بھی اُسمین درج ہی۔ حسب بیان۔ ایم۔ ڈی۔ ہربیلوٹ۔ ایسا واضح ہوتا ہی کہ محمد بہاؤ الدین کا لقب نقشبند تھا۔ ایک کتاب موسوم بہ مقامات جو مضامین فصاحت و بلاغت و علوم درسی مدارس سے متعلق ہی اُنکی تصنیفات سے ہی۔ کتاب اوراد الہیات کا بھی یہ ہی شخص مصنف ہی۔ اس کتاب کو اُسنے اپنے نام پر موسوم کیا ہی۔ محمد بہاؤ الدین ۷۱۹ھ ہجری مین فوت ہوے۔

کتاب تشکیک نو مانیہ یا جانشین نقشبند مین حال مندرجۂ ذیل درج ہی۔ شیخ بایزید بسطامی امام جعفر صادقؑ کی نسل سے پیدا ہوے تھے اور وہ امام محمد باقرؑ سے اور امام محمد باقر امام زین العابدین سے اور امام زین العابدین امام حسینؑ سے اور امام حسینؑ علیؑ خلیفۂ چہارم سے اور علیؑ ابوطالب سے۔ بایزید بسطامی بعد

وفات امام جعفر صادق پیدا ہوے تھے لیکن انھون نے بزور الہام انسے تعلیم
مسائل مذہبی مین پائی تھی۔ امام جعفر نے قاسم بن محمد بن ابو بکر الصادق کو
بھی مسائل روحانی مین تعلیم دی تھی اور انکو عابد و عارف بنا دیا تھا۔ سات
مشہور واقفان قوانین مذہبی مین سے وہ بھی ایک تھے اور سلمان فارسی
نے انکو الہام سے واقف اسرار الٰہی کر دیا تھا اور عارف و عابد بنا دیا تھا
سلمان فارسی نبی اہل اسلام سے بلا وساطت غیرے کلام کیا کرتے تھے اور انکے
پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ علاوہ اس عزت کے جو انکو حاصل تھی انھون نے
ابو بکر الصدیق سے تربیت پائی تھی جس زمانے مین کہ یہ سب غار کوہ مین چھپے
ہوے تھے محمد صلعم سے اسیجا ہم کلام ہوتے تھے۔ اس مقام پر وہ سب آنکھین
نیچی کرکے یاد حق مین مصروف ہوتے تھے اور خدا کا نام تین مرتبہ لیتے تھے۔
بعد وفات بایزید بسطامی ابو الحسن گرگانی پیدا ہوے تھے۔ شیخ ابو القاسم
گرگانی ان دونون سے متعلق تھے۔ بموجب اس بیان کے ابو الحسن گرگانی
انکی خدمت مین ملازم تھے۔ شیخ ابو العثمان مغربی نے انسے تعلیم پائی تھی۔
ابو العلی رودباری نے بھی انھین سے تعلیم پائی تھی۔ حمید بغدادی کو طاقت
روحانی انھین سے حاصل ہوئی تھی اور حمید بغدادی سے سری سقطی کو اور
سری سقطی سے معروف کرخی کو۔ معروف کرخی بھی دو کی نسل سے تھے ایک
انمین سے داود طائی تھے۔ انسے حبیب سجامی پیدا ہوے اور انسے حسن بصری
ان سب نے تعلیم مذہبی علی سے پائی تھی۔ معروف کرخی علی رضا کی اولاد
سے تھے اور علیؑ رضا امام موسیٰؑ کاظم کی اور وہ جعفرؑ الصادق کی۔
سلسلہ انکی اولاد کا موافق مندرجہ ذیل چلا جاتا ہے۔
ابو القاسم گرگانی نے اپنے اختیارات اپنے شاگرد خواجہ علی فرمندی کو عطا

فرماتے۔ خواجہ یوسف ہمدانی اُنکا خلیفہ تھا۔ خواجہ یوسف ہمدانی کا خلیفہ عبدالخالق گجدوانی اسکا خدمتگزار تھا۔ بعد اُسکے خواجہ عارف روکاری اُسکے بعد محمد فگنتاوی۔ مابعد اُسکے علی رامتینی۔ اُسکے بعد محمد باباسماسی۔ بعد اُسکے امیر سید گلان۔ مابعد اُسکے خواجہ بہاؤالدین نقشبند۔ اُسکے بعد علی الدین عطار۔ بعد اُسکے نظام الدین کھمتش۔ من بعد سلطان الدین الکاشغری۔ اُسکے بعد عبداللہ سمرقندی۔ بعد اُسکے شیخ عبداللہ آل لاہی۔ من بعد شیخ احمد البخاری۔ اُسکے بعد شیخ محمد چلپی برادر زادہ عزیز۔ بعد اُسکے شیخ عبداللطیف برادر زادہ محمد چلپی۔ خدا اُنکے راز پر اپنا فضل کرے۔

فرقہ نقشبندی سے فرقہ نوربخشی نکلا کیونکہ وہی مصنف لکھتا ہی کہ امیر سلطان شمس الدین اولاد علی پدر محمد بن علی الحسینی البخاری سے تھا۔ اور وہ سید محمد نوربخشی کی اولاد سے تھے۔ خلیفہ امیر بخارا اور شمس الدین خلیفہ خواجہ وان کا ذکر کتاب مشکاک مین آیا ہی۔ یہ اولاد اسحاق جلالی سے ہین اور اسحاق جلالی سید علی ہمدانی کی اولاد سے اور وہ محمد گرگانی کی اولاد سے محمد گرگانی علی الدین لت سمانی کی اولاد سے اور وہ عبدالرحمن اسفرائی کی اولاد سے عبدالرحمن اسفرائی احمد جرگانی کی اولاد سے اور وہ علی بن سید لالاکی اولاد سے علی بن سید للانجم الدین کبرائی اولاد سے اور وہ عمر بن یاسر بدلیثی کی اولاد سے اور عمر بن یاسر بدلیثی ابوالنجیب سہروردی کی اولاد سے۔

وہ ہی مصنف بانی فرقہ نقشبندی کے ذکر مین حالات مندرجہ ذیل بیان کرتا ہی۔

یہ طائفہ درویشان سطح بیرونی خیال وعقل کو تصورات سے مجلا کرتا ہی اور زنگ وکدورت اِس دار فانی سے پاک وصاف ہوکر بیہودہ رنگہاے اِس دنیا سے

کہ مثل گرگٹ کے بوقلمون ہی فریفتہ نہین ہوتا ہے اور چونکہ نقشبند نے عالم خالق کی تصویر بے نظیر و لاثانی کھینچی اسلیے پیرو اس مذہب و ملت کے بخطاب نقشبندی معروف ہوے۔

مطالعۂ کتاب مرقومۂ بالا سے ایسا واضح ہوتا ہی کہ بانی اس فرقے کے عبد اللہ تھے اور بہاؤالدین نقشبند صرف ایک عالم و فاضل مصنف تھے جسنے کہ اُسکے اصول کو قلمبند کیا ہی۔ پیروان اس فرقے کو خواجگان یا تعلیم دینے والے کہتے ہین۔ خلیفہ یا مرید عبید اللہ اولیا تھے۔ اُن اولیاؤن کی قبرین بعید قطعات ممالک شرقی یعنے مرو۔ سمرقند۔ دسند۔ و بخارا۔ و ایران۔ مین جابجا دیکھنے مین آتی ہین۔ ایران مین اکثر لوگ اُن قبرون کی زیارت کے لیے جاتے ہین بدین نظر کہ اُن اولیاؤن سے کچھ بطور الہام حاصل ہو۔ مختلف اشخاص نے اس گروہ کے مختلف مسائل نکالے ہین۔ اُنمین سے ایک کا قول یہ ہی کہ روح بعد انتقال پھر کسی اور قالب مین یہان آتی ہی۔ یہ مسئلہ مسئلہ آواگون سے بہت مشابہت رکھتا ہی۔ اُسکو مختلف اشخاص نے مختلف طور سے بیان کیا ہی۔ ایک اور شخص اُسی فرقے کا یہ تعلیم و تلقین کرتا ہی کہ خلوت مین بیٹھنا اور یاد الٰہی مین مشغول ہونا ضروریات سے ہی۔ اُسکی یہ راے ہی کہ یاد الٰہی مین مدام ایسا مصروف ہونا چاہیے کہ خیال اُسمین محو ہو جائے حتے کہ اگر وہ مجمع کثیر مین بیٹھا ہو تو بھی کسی کی آواز اُسکے کان مین نجاوے اور وہ کسی کی بات کو نہ سُنے۔ اس صورت مین جو کوئی کچھ بولے گا اُسکو وہ ذکر حق معلوم ہوگا اور اگر وہ خود بھی کسی اور مضمون پر گفتگو کریگا تو وہ بھی ذکر حق ہی معلوم ہوگا۔ لیکن اس رتبے کو پہونچنا بڑا دشوار ہی۔ اُسکے لیے بڑی محنت و توجہ درکار ہی۔

اس فرقے کے ایک شخص نے درباب ذکر حق مریدون کی ہدایت کے لیے چند

و نصائح مندرجۂ ذیل قلمبند کیے ہین۔

خدا کا نام لیتے وقت دل و زبان دونون متفق ہونے چاہیئین۔ شیخ یا مرشد کو چاہیے کہ وہ دل سے لا آلہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پڑھے اور اُسیوقت مرید اپنا دل شیخ کے دل کے سامنے رکھکر اُسطرف اپنے خیال کو جماوے اور آنکھین بند کرے اور اپنے مُنھ کو خوب بند کرے اور اپنی زبان سے تالو کو دباوے اور دانتونکو بھینچے اور حبس نفس کرے۔ بعد اُسکے بڑے زور کے ساتھ ذکر حق مین شیخ کے ساتھ رہے۔ مرید کو چاہیے کہ ذکر حق دل سے کرے نہ کہ زبان سے۔ بہ استقلال تمام اپنے دم کو اسقدر روکے رہے کہ ایک تنفس مین ذکر حق کو تین مرتبہ پڑھے اور اسیطرح سے ذکر حق کو دل پر منقش کرے۔ اس ترکیب سے دل مدام خیال و یاد الٰہی مین مصروف رہتا ہی اور خوف و محبت و واب و آداب خالق کا دل مین بنا رہتا ہی۔ جب اُسکو ایسی طاقت بہم ہو جائے کہ انبوہ کثیر مین وہ یہ عمل بخوبی کرسکے تب جاننا چاہیے کہ وہ ذکر حق مین کامل ہوا۔ اگر یہ بات اُسکو حاصل نہین ہوئی تو وہ اُس عمل مین اور سعی و کوشش کرتا جاوے۔ انسان کا دل نسبت اور اعضا کے زیادہ تر نازک ہی وہ امور دنیوی کی طرف جلد مائل و متوجہ ہو جاتا ہی۔ آسان تر ترکیب دل کو اُسطرف یاد حق مائل کرنیکی یہ ہی کہ حبس نفس کرکے مُنھ کو خوب بند کرے اور زبان سے ہونٹون کو خوب دباوے۔ شکل دل کی بشکل مخروط درخت چیڑ ہی جب تم دل مین ذکر حق کرو تو اپنے خیال کو اُسطرف متوجہ رکھو اور اُسکو اپنے دل پر منقش کرو۔ لا تو اوپر ہو اور آلہ۔ داہنے ہاتھ کو ہو اور اسیطرح تمام لا الہ مخروط درخت چیڑ پر منقش ہو جاوے اور وہ نالسے تمام اعضاء جسم مین پھیل جاوے اور اُسکی گرمی سب مین دوڑ جائے۔ اس ترکیب سے حظوظ نفسانی و لذائذ دنیوی صفحۂ خاطر سے محو ہو جاتے ہین اور خوبیان ذات باریتعالےٰ کی

بخوبی دیکھنے مین آتی ہین۔ کوئی چیز خیال کو ذکر حق سے ہٹانے نہ پاوے۔ نتیجہ اسکا آخرش یہ ظہور مین آویگا کہ وحدانیت ذات باریتعالے خوب سمجھ مین آنے لگیگی۔ دل جسکی شکل مخروطی یا گاؤدم ہی سینے کے بائین طرف ہوتا ہی۔ کل راز انسان کا اُسی کے اندر ہی۔ بیشک وشبہہ کل راز اُسی مین ہی اسلیے کہ انسان کی حیات بھی اُسمین ہی یا اُسکی حرکت پر منحصر ہی۔ غرضکہ دل اختصار انسان ہی۔ انسان خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا درحقیقت وہ پھیلاؤ دل کا جیساکہ بیج کے اندر تمام درخت ہوتا ہی ویسا ہی دل کے اندر کل انسان۔ پس جو نسبت کہ بیج کو درخت سے ہی وہ ہی دل کو انسان سے ہی۔ الغرض مضمون کل کتاب خالق و راز الٰہی دل ہی۔ جو کوئی دل تک رسائی رکھتا ہی اپنی مراد کو پہونچتا ہی۔ صرف بذریعہ خاک وآب کی تھکاوٹ کے مرید کو رسائی دل اور روح تک ہوسکتی ہی اور وہ اُنکی گفتگو کو سُن سکتا ہی اور سمجھ سکتا ہی۔ اُسوقت وہ خدا کی طرف ایسا مجذوب ومائل وراغب ہوگا کہ درصورت ضرورت بدون دقت ومشکلات کے وہ اپنا رُخ اوروں سے اُسکی طرف پھیر سکیگا۔ تب ہی اصلی معنے ترک وحقیقت۔ دہریت۔ وذکر کے اُسکو بخوبی سمجھ مین آوینگے۔

درویش کو بذریعہ خلوت وتوجہ ومراقبہ وتصرف۔ وتصوف۔ یادالٰہی وذکر حق مین مصروف ہونے سے قوت روح باطنی حاصل ہوجاتی ہی۔ ہر نامی گرامی شیخ یا پیر کے وقائع مین بیشمار مثالین باثبات اس امر کے دیکھنے مین آتی ہین کہ وہ اس قوت روح باطنی کو عجیب وخاص طور سے عمل مین لائے ہین اسکو قوت ارادت کہتے ہین۔ خدائی طاقت سے یہ طاقت پیدا ہوسکتی ہی بدیں وجہ کہ روح انسانی روح خالق سے متعلق ہی کیونکہ وہ اُسمین سے نکلی ہی اور بوسائل مرقومۂ بالا وہ اس رتبے کو حاصل کرنا شروع کرتی ہی۔ بعض شیخ عجیب وخاص

قوت ارادت کے باب مین زیادہ تر مشہور و معروف ہین اور اسی سبب سے اہل اسلام و درویش اُنکا بڑا ادب کرتے ہین۔ اگر یہ تسلیم کرین کہ وقائع نگارون اور مریدون نے اس باب مین مبالغہ نہین کیا ہی تو یقیناً قوت روح باطنی اُنکو بہت حاصل تھی۔ اگرچہ لوگ بے امتحان اعتقاد لاتے ہین اور اُسمین شک وشبہہ نہین کرتے ہین لیکن سلاطین وشہزادون نے اکثر بظاہر شک وشبہہ کیا ہی اور اس اندیشے سے کہ اُنکا اختیار بسبب رجوع ہونے رعایا کے اُنکی طرف زیادہ ہوتا جاتا ہی وہ اپنی طاقت کو کام مین لائے ہین اور اُنھون نے شیخ کو قتل کروا ڈالا ہی۔ اگرچہ بہت سے شیخ ایسے بھی ہوے ہین کہ جو اپنی قوت روح باطنی کو عمل مین لاتے رہے لیکن سلاطین وشہزادون کے ہاتھ سے مارے نہ گئے۔ وجہ اسکی یا تو یہ ہی کہ حاکم اُنکے معتقد ہوگئے یا وہ قوت روح باطنی کو مطالب خانگی مین مستعمل کرتے رہے اور امور ریاست مین دست انداز نہوے۔ پس اس صورت مین وہ عمر رسیدہ ہوکر اپنی موت مرے۔ اگر کسی ملک کے حاکم نے اُن شیخون کو کہ دعوے قوت روح باطنی کرتے تھے قتل نہ کروایا تو اُسنے اُنکو اپنی ریاست سے نکلوا دیا۔ اور حکم دیا کہ کسی اور ریاست مین جہان کوئی مانع نہو چلے جاؤ اور وہان اپنی قوت روح باطنی کو عمل مین لاؤ۔ یہ طاقت عرصہ دراز مین تعلیم مرشد یا اصحاب یقین سے حاصل ہوسکتی ہی۔ مرید اپنے مرشد اور اصحاب یقین کو بڑے ادب سے یاد کیا کرتے ہین۔ جس جس باب مین کہ قوت روح باطنی عمل مین آتی ہی اُسمین سے چند اسجا درج کیے جاتے ہین۔ پیش بینی حالات زمانہ آیندہ۔ پیشین گوئی درباب وقوع حالات آیندہ۔ محافظت اشخاص اُن آفات سے جو اُنپر نازل ہونیوالی ہون۔ فتحیاب کرنا۔ ایک شخص کو دوسرے پر اسطرح کہ وہ اسپر حملہ کرے اور دوسرے سے کچھ نہوسکے۔ جن شخصون مین کہ باہم ناراضی ہوگئی ہی اُنمین محبت

پیدا کروائی - جو اشخاص کہ اوروں کے ضرر پہونچانیکی تجویز کرتے ہین اُسکو دریافت
کرنا اور جسنے ضرر پہونچانا چاہا ہو اُسی پر اُس بلا کو نازل کرنا - دشمن کو مار ڈالنا
یہ باتین دور و نزدیک سے ہوا کرتی ہین یعنے وہ لوگ دور و نزدیک سے یہ باتین
عمل مین لاتے ہین - درویشون کے سوا اور لوگ اور ممالک مین ایسی باتونکو
سحر و جادو سمجھتے ہین - اور زمانہ حال مین اُنکو یا تو خاصہ قوت جاذبہ روح یا
جسم قرار دیتے ہین - لیکن درویش تعلیم یافتہ یہ سمجھتے ہین کہ روح پاک شیخ سے ایسے
عمل ظہور مین آتے ہین اور وہ خاص بخشش روح القدس کی ہی جس سے
روح انسان نکلی ہی - یہ طاقت بہم ہونے کے لیے یاد آلہی مین حال کا آنا ضروریات
سے متصور ہی - یہ اثر اُسیطرح کا ہوتا ہی جو آہن و مقناطیس مین دیکھنے مین آتا
ہی - فاقہ کشی اور ریاضت سے جسم کمزور ہو جاتا ہی لیکن چونکہ قوت متخیلہ تیز و
چالاک رہتی ہی تو اُس سے یقین و اعتقاد پیدا ہوتا ہی کہ شیخ مین قوت روح
باطنی درحقیقت موجود ہی اور وہ اُسکو اپنے مریدون کے جسم پر یا اُنپر جو اُسطرف
مائل و راغب ہین عمل مین لا سکتا ہی - کسطرح شیخ ایسے عجیب اثر فاصلے سے
اُن اشخاص پر پیدا کرتا ہی جو اُسنے ناواقف ہین اُسکے مرید ہی جانتے ہونگے
اعتقاد مریدون کا اِن باتون پر باعث اُنکی تحریص و ترغیب کا شیخ کی راہ
پر چلنے کے باب مین ہو جاتا ہی -

قوت ارادت کو عمل مین لانے کے لیے یہ ضروری ہی کہ خیال یکایک سب طرف
سے ہٹا کر اُس مطلب کی طرف متوجہ کیا جاوے جسکا حاصل کرنا مد نظر ہی - سو اُس مضمون
کے خیال کسی اور طرف جانے نپاوے مطلب اصلی پر قائم ہو جاوے خیال دربارۂ حصول مدعا
ذرا بھی شک و شبہہ دل مین نہ لاوے - وہ اُسی خیال مین غرق رہے جو اُسکا مطلب
اصلی ہی - جو کوئی ایسی قوت حاصل کیا چاہے اُسکو لازم ہی کہ وہ کبھی کبھی یہ عمل

کیا کرے اسطرح کے عمل کرنے سے اسپر روشن ہو جاویگا کہ اسمین اور حضرت اسما
یعنے خدا مین کسطرح کا تعلق ہی اور کسقدر قابلیت حصول قوت روحانی و باطنی
اسکو حاصل ہی۔

مصنف رشحات حال مندرجہ ذیل بطریق مثال بیان کرتا ہی۔

عہد جوانی و ایام شباب مین ہم ہمیشہ خداوند مولانا سعید الدین کاشغری کے
ہمراہ مریدین رہا کرتے تھے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جب ہم بطریق سیر
جاتے تھے راہ مین ایک انبوہ کثیر ساکنین اُس دیار کا جو کشتی مین مصروف تھا
دیکھنے مین آیا۔ ہمنے اپنی طاقت ارادی کے امتحان کرنے کے لیے یہ عہد کیا کہ ہم
ایک کو ان کشتی گیرون مین سے اپنی قوت ارادی سے مدد دیکر اُسکے مخالف
کو مغلوب کر دینگے اور بعد اسکے پھر مغلوب کی طرف ہو جاوینگے۔ بموجب اپنے
ارادے کے ہم وہان ٹھہر گئے اور ہم دونون نے بالاتفاق اپنی قوت ارادی
سے ایک کو اُن کشتی گیرون مین سے مدد دی اور وہ فوراً اپنے مخالف پر غالب
آیا بعد اُسکے ہم مغلوب کی طرف ہوے اور وہ ہماری قوت ارادی کی مدد سے
غالب ہو گیا غرضکہ جسوقت ہمنے جسکو غالب کرنے کا ارادہ کیا فوراً وہ غالب
ہو گیا پس اسطرح ہماری قوت ارادی کا امتحان بخوبی ہو گیا۔

ایک اور مرتبہ بھی ایساہی اتفاق ہوا کہ دو کشتی گیر باہم یکجا انعام کے لیے
کشتی کر رہے تھے اِس اثنا مین ہم وہان جا پہونچے۔ چونکہ ہجوم لوگون کا وہان بڑا
تھا ہم دونون نے ہاتھ پکڑ لیے تاکہ ہم بچھڑ نجاوین۔ دونون کشتی گیرون مین
سے ایک تو بڑا قوی ہیکل جوان تھا اور دوسرا کمزور و ناتوان۔ قوی کو اپنے
مخالف کمزور پر جلد غلبہ حاصل ہوا۔ یہ دیکھکر مین نے اپنے رفیق سے کہا کہ آؤ ہم تم ملکر
اپنی قوت ارادت سے ضعیف و ناتوان کی امداد کرین۔ ہمارے رفیق نے منظور کیا

اور ہم دونون نے اپنی قوت ارادت سے ضعیف کی مدد کی۔ ہماری مدد پہونچتے ہی ایک عجیب اتفاق ہوا یعنے شخص لاغر نے اپنے قوی ہیکل مخالف کو پٹک کے بڑے زور سے زمین پر دے مارا۔ تماشبین یہ دیکھکر بڑے حیران و متعجب ہوے کہ کیونکر اس ضعیف نے اس قوی ہیکل کو پچھاڑا اور کیونکر وہ اسکو بسہولت و آسانی نیچے دبائے بیٹھا رہا۔ سوا ہمارے کوئی اور وجہ اسکی نہین جانتا تھا۔ جب مین نے دیکھا کہ میرے رفیق کی آنکھون پر بسبب سعی و کوشش کے کہ اس سے امداد دینے مین ظہور مین آئی بڑا اثر پیدا ہوا ہے مینے اس سے کہا کہ دیکھو ہماری سعی کارگر ہوئی چلو ہماری ٹھہرنے کی یہان اب کچھ ضرورت نہین یہ کہکر ہم دونون وہان سے رخصت ہوے۔

جیسا کہ قرآن سے مقابلہ کرنا ناممکن ہی ویسا ہی عارف صاحب قوت ارادت سے مقابلہ کرنا خارج از دائرۂ امکان ہی۔ یہ کچھ ضرور نہین کہ جس شخص کی مدد قوت ارادت سے کیجاوے وہ مومنین سے ہو۔ اگر وہ کافر ہو تو بھی کچھ مضائقہ نہین کیونکہ اس باب مین ایمان کی کچھ ضرورت نہین۔ جو اثر کہ صفاے قلب مین ہی عین عکس اسکے شریرون کے نفس مین ہی۔ اس ارفانی مین وہ بادشاہ بھی جو بڑے ذوالاقتدار ہین بے مدد کامیاب نہین ہوتے ہین۔ ایکمرتبہ یہ شخص سمرقند کو بدین ارادہ روانہ ہوا کہ وہان جاکر مرزا عبداللہ بن مرزا ابراہیم بن مرزا شاہرخ سے کہ وہانکا بادشاہ تھا کچھ گفتگو کرے۔ مصنف اس بیان کا یہ اظہار ہی کہ مین اسوقت اسکا ملازم تھا اور اس سفر مین اسکے ہمراہ ہوا۔ جب شیخ اس مقام پر پہونچا ایک افسر مرزا عبداللہ اسکے استقبال کو آیا۔ شیخ نے باعث اپنے آنیکا بیان کیا اور کہا کہ اسمین شک نہین کہ اس ملاقات سے بڑا فائدہ حاصل ہوگا درجواب اسکے اس افسر نے گستاخی سے یہ کہا کہ ہمارا مرزا کسی سے ڈرتا نہین ہی۔ وہ آپکی ملاقات

نہین چاہتا ہی - وہ درویشون کی مدد کا محتاج نہین - وہ نہین چاہتا ہی کہ
درویش اُس سے کچھ سوال کرین - اِس جواب سے شیخ بڑا ناراض ہوا اور اُس سے
کہا کہ مین یہان اپنی مرضی سے نہین آیا ہون - مین ایک حکم بادشاہون کے لیے
لایا ہون - اگر تمھارا مرزا کسی سے ڈرتا نہین تو مین یہان سے چلا جاؤنگا اور اِسکی جگہ
اُسکو مقرر کرونگا جو خوف کرتا ہی - یہ سنکر وہ افسر وہان سے چلا گیا بفور جانے اُس
افسر کے شیخ نے اُس مکان کی دیوار پر جہان وہ خود مقیم تھا اپنا نام لکھا اور بعد
تھوڑی دیر کے اُسکو اپنے منھ سے مٹا دیا اور یہ کہا کہ نہ تو شاہ نے نہ اُسکے افسر نے
میری مہمان نوازی کی ہی - اُسی دن شیخ سیدھا تاشقند کو روانہ ہوا - ایک ہفتہ
بعد اُسکا وہ افسر فوت ہوا اور ایک مہینے کے اندر ابوسعید مرزا آقا ترکستان سے
آکر مرزا عبد اللہ پر حملہ آور ہوا اور اُسکو اُسنے قتل کیا - بیان اِس واردات سے
صاف ظاہر ہی کہ ابوسعید کو اِس موقع پر بسبب امداد ہمت شیخ مقدس فتح نصیب
ہوئی تھی -

ایک اور مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ اُسی شیخ نے بمقام فرکت ہمسے دوات و قلم
طلب کرکے کاغذ پر بہت سے نام لکھے - اُن نامون مین ایک نام سلطان ابوسعید
مرزا کا تھا - اس کاغذ کو مرزا نے اپنے عمامے مین رکھا - اُس عہد مین کوئی شخص
مثل اِس شیخ کے پردہ زمین پر موجود نتھا - حاضرین مین سے بعضون نے شیخ سے
پوچھا کہ آپ کسواسطے ان نامون کا ایسا ادب کرتے ہین کہ اپنے عمامے مین رکھتے
ہین - درجواب اِسکے شیخ نے کہا کہ یہ نام اُن اشخاص کے ہین جنکا تھیں اور ہمین
اور تمام ساکنین تاشقند - وسمرقند - وخراسان کو ادب کرنا چاہیے - تھوڑے ہی
عرصے بعد اِس واردات کے سلطان ابوسعید مرزا ترکستان سے وہان آموجود ہوا
اُسنے خواب مین دیکھا تھا کہ شیخ اور خواجہ احمد تصوی نے میرے لیے فاتحہ پڑھا ہی

اُسنے خواجہ احمد سے نام شیخ کا پوچھا اور اُسکو یاد رکھا۔ تمام اُس ملک مین سلطان ابو سعید مرزا نے شیخ کو تلاش کیا۔ تحقیقات سے اُسکو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت وہ شخص تاشقند مین رہتا ہی۔ یہ تحقیق کرکے وہ فوراً اُسکی تلاش مین روانہ ہوا۔ جب شیخ نے خبر اُسکے آنیکی سنی وہ فوراً روانہ سمت فرکت ہوا۔ مرزا تاشقند مین پہونچا لیکن جب اُسنے شیخ کو وہان نہ پایا وہ روانہ سمت فرکت ہوا۔ جب وہ اُس مقام کے نزدیک پہونچا شیخ اُسکے استقبال کو آگے گیا جسوقت مرزا نے شیخ کو دیکھا اُسکا چہرہ متغیر ہوا۔ وہ چلا کر کہنے لگا قسم ہی خدا کی کہ تم وہی ہو جسکو مین نے خواب مین دیکھا تھا یہ کہکر وہ شیخ کے پاؤن پر گرا اور بکمال عجز و الحاح وہ مستدعی اس امر کا ہوا کہ میرے حق مین دعاے خیر کرو۔ شیخ مرزا پر بڑا مہربان ہوا۔ مرزا اُسکی مہربانی و شفقت دیکھکر اُس سے بڑی الفت کرنے لگا۔

کچھ عرصے بعد جب مرزا نے لشکر جمع کرکے سمرقند پر حملہ کرنا چاہا وہ شیخ کی ملاقات کے لیے پھر آیا۔ وہان پہونچکر اُسنے شیخ کی اجازت و مدد درباب اِس مہم کے طلب کی شیخ نے درجواب اِسکے یہ استفسار کیا کہ تم کس مطلب کے لیے اور کس نیت سے اُس ملک پر حملہ کیا چاہتے ہو۔ اگر تمھارا ارادہ یہ ہی کہ مذہب اسلام اُس مُلک مین پھیلایئے اور وہان کے ساکنین سے بلطف و مدارا پیش آیئے تو بیشک تمکو فتح نصیب ہوگی۔ مرزا نے کہا کہ میرا ارادہ فی الحقیقت وہی ہی جو آپ نے بیان فرمایا تب شیخ نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ارادے کو عمل مین لاؤ۔ بعض کہتے ہین کہ شیخ نے مرزا کو یہ ہدایت کی تھی کہ جب تم اپنے مخالف کے سامنے آؤ یکایک حملہ نکرو اور منتظر وقت کے رہو۔ جسوقت تم ایک گروہ کوؤن کا پیچھے سے آتے دیکھو اُسیوقت غنیم پر حملہ کرو۔ جب دونون لشکر مقابل ہوے مرزا عبد اللہ نے اپنے سوارونکو مرزا ابو سعید کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا لیکن حسب الہدایت شیخ مرزا ابو سعید نے

تا وقتی کہ گروہ لوگون کا پیچھے سے نہ آیا مقابلہ نکیا۔ جب یہ خال نظر آئی مرزا ابوسعید کے لشکر کا دل شاد ہوا اور اُسکو دلیری ہوئی۔ یہ لشکر غنیم کے لشکر پر گرا اور اِسنے اُنکو شکست فاش دی۔ بہ وقت شکست مرزا عبد اللہ گھوڑے پر سے گرا اور قید ہوا اور اُسکا سر کاٹا گیا۔

بیان مرقومہ بالا سے روشن ہوجاویگا کہ عابد و عارف اپنی قوت روح باطنی کی مدد سے اُن شخصون سے گفتگو کرسکتے ہین جو بفاصلہ دور ہون۔ وہ پیشین گوئی کرسکتے ہین اور اُن شخصون کو مدد دیسکتے ہین جنکے وہ خیر خواہ و طرفدار ہوتے ہین۔

حسن بہادر جو سرداران ملک میمن واقع ترکستان مین سے تھا بیان کرتا ہی کہ جسوقت سلطان ابوسعید نے مع لشکر تاشقند سے بجانب سمرقند کوچ کیا مین بھی اُسکے ساتھ تھا۔ اِس مہم مین مرزا عبد اللہ سے کنارہ دریاے بلنگور پر مقابلہ ہوا۔ مین مرزا کے متصل تھا اور ہماری فوج تعداد مین صرف سات ہزار تھی لیکن فوج مرزا عبد اللہ کی خوب مسلح و آراستہ تھی۔ اُسوقت کئی آدمی ہماری فوج کے مرزا کی طرف ہوگئے۔ اِس بات سے سلطان بڑا متفکر و متردد ہوا اور اُسنے مجھکو طلب کرکے کہا کہ او حسن تملو کیا دکھائی دیتا ہی۔ درجواب اُسکے مین نے کہا کہ مجھکو خواجہ یعنے شیخ ہمارا پیچھے آتا ہوا نظر آتا ہی۔ سلطان نے قسم اللہ کی کھاکر کہا کہ مین نے بھی ابھی شیخ کو اسی صورت سے دیکھا ہی۔ مین نے کہا کہ تم بہر صورت خاطر جمع رکھو ہماری فتح ہوگی اور دشمن مغلوب ہوجاویگا۔ اُسیوقت ہماری فوج نے غنیم کی فوج پر حملہ کیا اور نصف گھنٹے مین ہی تمام لشکر مرزا عبد اللہ کو شکست فاش ہوئی اور وہ خود مقید ہوا اور قتل۔ اُسی دن سمرقند فتح ہوا۔

شیخ کا یہ بیان ہی کہ جب مرزا عبد اللہ مقید ہوا مین تاشقند کو جاتا تھا اور مین نے ایک سفید جانور بلندی سے زمین پر گرتا ہوا دیکھا تھا۔ وہ پرندہ پکڑا گیا

اور مارا گیا اور اس سے مجھکو معلوم ہوا کہ مرزا عبداللہ قتل ہوا ہی حسب درخواست
سلطان ابوسعید خواجہ تب سمرقند کی طرف آگے بڑھا۔ مرزا بابر بن مرزا بایسنقر
بن مرزا شاہرخ مع لشکر پانچ لاکھ سوار و پیادہ خراسان سے باراد ہ حملہ سمرقند
کی طرف روانہ ہوا سلطان ابوسعید نے شیخ کے پاس جاکر یہ حال بیان کیا اور کہا
کہ میرے پاس لشکر اسقدر نہین کہ مین اُسکا مقابلہ کرسکون پس اب مین کیا تدبیر
کرون۔ شیخ نے اُسکو تشفی دی اور اُسکی خاطر جمع کی جسوقت کہ مرزا بابر نے
دریاے آموں سے عبور کیا سلطان ابوسعید مرزا نے کچھ لشکر اُسکے روکنے کے لیے
بھیجا۔ اس لشکر نے بابر کی فوج کو شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ مرزا شکست دیکر
ترکستان مین بھاگا۔ اور وہان جاکر اُسنے آپ کو قلعہ مین مستحکم کیا۔ اونٹون پر
بوجھ لادکر اُسنے ارادہ کوچ کا کیا۔ جب یہ حال شیخ کو معلوم ہوا وہ جلد شتربانون
کے پاس گیا اور وہان جاکر غصے سے کہا کہ بوجھ اُتار ڈالو۔ بعد اُسکے شیخ نے مرزا
کے پاس جاکر کہا کہ کہان جایا چاہتے ہو۔ یہان ہی ٹھہرو کہیں اور نجاؤ
کیونکہ یہان سے جانیکی کچھ ضرورت و احتیاج نہین۔ یہان ہی رہو۔ مین
ضامن ہون کہ انجام بخیر ہوگا۔ تم خاطر جمع رکھو۔ بابر کو مغلوب کرنا تو میرا کام
ہی۔ شیخ کی یہ بات سنکر افسران ابوسعید بہت متردد و متفکر ہوے اور سب نے
عمامے زمین پر ڈالکر کہا کہ ہم سب مارے جائینگے۔ چونکہ سلطان ابوسعید کو شیخ
پر کمال اعتبار تھا اُسنے کسی کی کچھ نہ سنی اور وہان ہی لشکر کو ٹھہرا کر مستعد
بجنگ ہوا۔ سلطان ابوسعید مطابق حکم شیخ وہان ہی آپ کو مستحکم کرتا گیا
مرزا بابر نے متصل سمرقند پہونچکر خلیل ہندو کو مع توپخانہ اُسکے دروازے تک بھیجا
چند ایرانی شہر سے باہر آکر اُنکے مقابل ہوے۔ مرزا بابر کا لشکر مسلح تھا پسکہ خلیل ہندو
گرفتار ہوا جب کبھی اُسنے لشکر فصیل سمرقند پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا سا کنین

اُس شہر نے باہر نکلکر غنیم پر حملہ کیا اور جو قیدی اُنکے ہاتھ آئے اُنکی ناک و کان کاٹ ڈالے جب یہ لوگ بحالت تباہ کمپو مین پہونچے لشکر غنیم مین تہلکہ پڑ گیا اور وہ سب ڈر گئے چندہی روز مین سواران لشکر مرزا بابر مین ایک ایسی بیماری مہلک پیدا ہوئی کہ بہت سے انمین کے جان بحق ہوے اور وہ مرض تمام کمپو مین پھیل گیا اور لوگ اُس سے بہت ہی تنگ آئے۔ غرضکہ مرزا بابر نے تباہی لشکر دیکھکر جلد مولانا محمد معما کو کہ وہ بھی شیخ تھا ہمارے شیخ کے پاس صلح کرنے کے لیے بھیجا۔ بروقت ملاقات مولانا محمد نے مرزا بابر کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ وہ بڑا نیک ذات و عالی حوصلہ ہی۔ شیخ نے درجواب اُسکے کہا کہ اعمال و افعال اُسکے آبا و اجداد کے موجب اُسکے ضرر و نقصان کے ہوے ہین اگر یہ نہوتا تو اُس سے کارنمایان ظہور مین آتے۔ اور یہ بھی کہا کہ اُسکے آبا و اجداد کے عہد مین مین اور اور چند مفلس و غریب فقیر ہرات مین رہتے تھے اور اُنکے ہاتھ سے ہمکو بہت تکلیف پہونچی ہی۔ غرضکہ بعد اس گفتگو کے صلح ہوگئی۔ مرزا بابر نے شرط صلح مین یہ بھی داخل کیا کہ مجھکو اجازت ہوجائے کہ مین اُن شیخ صاحب کی دعاؤن سے فائدہ اُٹھاؤن جنکی قوت روح باطنی سے مجھکو نقصان پہونچا ہی اور شکست ہوئی ہی۔

اُسی کتاب مین ایک اور بیان درباب قوت روح باطنی شیخ مذکور درج ہی۔ شیخ نے یہ دعوے کیا کہ مین بادشاہون کے دل پر ایسا اثر پیدا کرسکتا ہون کہ وہ مطابق میری مرضی کے عمل کرین اور تخت چھوڑکر میرے پاؤن پر گرین اور مجھسے پناہ چاہین۔ اس قوت کو تسخیر کہتے ہین۔ شیخ اپنے باب مین یہ بیان کرتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر مین موافق طریقہ شیخ کے عمل کرتا تو کوئی مرید کسی اور کا نہوتا لیکن میرا کام مسلمانون کو ظلم سے محفوظ رکھنا ہی۔ اسوجہ سے مین بادشاہون سے لڑتا ہون مجھے چاہیے کہ اُنکو بجبر اپنی راے پر لاؤن اور اسطرح مومنین کی خیرخواہی کرون

خدا نے مجھکو از راہ مہربانی ایسی طاقت بخشی ہی کہ اگر مین چاہون تو شاہ ختن کو جو آپ کو دیوتا سمجھتا ہی ایک چٹھی سے فرمان بردار و مطیع کر لون۔ وہ اپنی سلطنت چھوڑکر ننگے پانوٴن دوڑتا آوے اور میرے دروازے کا غلام بنے۔ اگرچہ مجھ مین اسقدر طاقت بہم ہی لیکن مین بالکل خالق کی مرضی کا مطیع ہون۔ جب کبھی کوئی بات ارادہ یا مرضی پر منحصر ہوتی ہی حکم خالق کا بشکل جسم میرے پاس آتا ہی پس اس صورت سے اُسکی مرضی میری مرضی پر غالب آتی ہی اور مین موافق مرضی خالق کے عمل کرتا ہون۔

ایک شخص کا یہ اظہار ہی کہ مین نے ایکمرتبہ دیہہ متریدمین شیخ اور سلطان احمد مرزا کا تماشہ دیکھا۔ سلطان احمد مرزا نے شیخ سے ملاقات چاہی تھی اور یہ دونون پاس ایک دوسرے کے بیٹھے ہوے تھے اور شیخ سلطان سے گفتگو کر رہے تھے اُسوقت بسبب اثر طاقت روحانی شیخ سلطان احمد مرزا کا یہ حال تھا کہ اُسکے چہرے پر خوف و اندیشہ برستا تھا اور بڑے بڑے قطرے پسینے کے اُسکے چہرے سے گرتے تھے اور جسم اُسکا ایک عجیب طور سے کانپتا تھا۔ یہ امر بشہادت گواہان بپایہ تصدیق پہونچا ہی بعد اسکے بسبب اثر قوت روحانی شیخ تینون شہزادون مین صلح ہوئی۔ اور باہمی فساد اُنکا ایک قسم کے سحر سے رفع ہوا۔ اُنکا حوصلہ جنگ عجیب طور سے پست رہا جبتک کہ صلحنامہ شیخ نے لکھکر شہزادون کے دستخط سے مزین کروایا۔

ایک اور مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک ملازم شیخ مع کاروان تجاران بملک ختن سفر کرتا تھا کہ اثناء راہ مین فرقۂ کالمک نے اُنپر حملہ کیا اُسوقت تمام اُسکے رفقا تو مال و اسباب و جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے لیکن اُس ملازم شیخ نے اپنے آقا کی تلوار کے عجیب اثر سے تمام قزاقون کو بھگا دیا۔ بروقت مراجعت اُسنے یہ قصہ شیخ سے بیان کیا۔ شیخ نے کہا کہ چونکہ مین نے اپنی مرضی کو مطیع مرضی خالق کیا ہی

اسلیے یہ قوت روحانی خالق سے مجھکو عطا ہوئی ہی۔ اُسکے ذریعے سے مین اپنے دشمنون پر غالب آتا ہون۔ بہت سے اشخاص جنھون نے کہ شیخ کے دوستون پر ظلم و بدعت کی تھی بسبب اثر طاقت روحانی شیخ کے سزا کو پہونچے۔ ایسی اور بہت سی مثالین بیان ہوئی ہین کہ جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اشخاص جو مورد عتاب شیخ ہوے تھے یا تو بیمار پڑے یا فوت ہوے یا توبہ کرکے اور اُس سے طالب امداد ہوکے ہیچ بلاے بیماری سے خلاص ہوے۔ جن اشخاص کا کہ شیخ خیر خواہ و طرفدار تھا اُنکے ساتھ اُسکی روح رہتی تھی اور بسبب اُسکے اثر کے وہ شیخ سے بفاصلہ بعید گفتگو کرسکتے تھے۔ اُسکے دوست بخوبی جانتے تھے کہ وہ اُنکے کلام کو دور سے سنتا ہی۔ بہت سی مثالین اِس امر کی تصدیق کے لیے بیان ہوئی ہین۔ جب وہ جوش غضب مین آتا تھا اُسوقت اُن اشخاص کی صحت پر جنھون نے کہ اُسکو یا اُسکے دوستون کو تکلیف پہونچائی ہوتی تھی اُسکی طاقت روحانی کا اثر بہت زیادہ نمودار ہوتا تھا ایسے موقع پر اُسکا تمام جسم کپکپاتا تھا اور اُسکی داڑھی ایسی ہلتی تھی گویا کہ ایلکٹریسیٹی کے اثر سے مؤثر ہوئی ہی۔ جب اُسکو یہ خبر پہونچتی تھی کہ بیگناہ ہون پر کہین ظلم ہوا ہی تو وہ ایسا جوش مین آجاتا تھا کہ جبتک وہ فرو نہین ہولیتا تھا کوئی اُس سے مجال گفتگو کی نرکھتا تھا۔ ایسے موقعون پر اور ایسی صورتون مین وہ عجیب طور سے شاہ یا شہزادے سے روحانی طور پر گفتگو کیا کرتا تھا اور اُسکے دل مین ایسا اثر پیدا کرتا تھا کہ وہ ملزم کے حق مین بے انصافی نہین کرسکتا تھا۔ وہ اسطرح سے ملزم کو سزا سے محفوظ کرتا تھا۔ بسبب طاقت روحانی شیخ کے بہت سے اشخاص راہ راست پر آگئے اور طریقہ راستبازی کا اختیار کیا اور اپنے اعمال و افعال گزشتہ سے پشیمان ہوکر خداپرست و نیک ذات ہوگئے اور اثر طاقت روحانی کے بڑے معتقد ہوے۔ یہ طاقت روحانی شیخ کی ہمیشہ نماز و دعا سے متعلق تھی۔

ایسی ہی صورت مین وہ اشخاص طالب امداد کو تسلی و تشفی دیتا تھا اور انکی استدعا کو بدرجۂ اجابت مقرون کرتا تھا۔ اس کہنے کی کچھ حاجت نہین کہ نماز و دعا اسکی موافق طریقۂ مذہب اہل اسلام ہوا کرتی تھی۔ وہ اللہ کی پرستش کرتا تھا اور اسی کے نام کی نماز پڑھتا تھا اور اسی سے دست بدعا ہوتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ خدا نے مجھکو یہ طاقت روحانی بخشی ہی۔ وہ مدام ذکر جہر کیا کرتا تھا یعنے خدا کا نام با واز بلند لیا کرتا تھا اور بار بار خدا کا نام لینے سے اسمین طاقت روحانی ایسے مطالب کے لیے پیدا ہو جاتی تھی۔ بعض اوقات وہ اپنی قوت روحانی کے اثر سے اُن اشخاص کو جنپر وہ عمل کیا چاہتا تھا ایسا بیہوش و بیخود کر دیتا تھا کہ وہ سب کچھ بھول جاتے تھے اور جبتک کہ شیخ انکو ہوش مین نہ لاتا اور اُنکے حواس خمسہ کو بحال نکرتا تب تک وہ اسی حالت مین پڑے رہتے تھے۔ باوجود ان عجیب طاقتون روحانی کے کہتے ہین کہ شیخ ایام پیری مین بمقام ہرات کمال مفلسی مین اوقات بسر کرتا تھا۔ جو اشخاص کہ اسکی جوانی مین اسکے معتقد تھے ایام پیری مین اس سے متنفر ہو گئے تھے اور اسکو حقیر سمجھتے تھے۔ خوف و اندیشہ جو اسکی طاقت روحانی سے انکو تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انکے دلون سے محو ہو گیا ہی۔ کہتے ہین کہ جسقدر اسکی طاقت جسمانی خیال کیجاتی تھی اُسیقدر لوگون کے دلون سے خوف و اندیشہ بھی جاتا تھا۔

باب ہفتم

درباب فرقۂ بیکتاشی

بانی اس فرقے کا بیکتاش تھا جسکے نام پر یہ فرقہ نامزد ہوا ہی۔ وطن اُسکا بخارا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس نام کے دو شخص تھے اول بیکتاش کا نام بیکتاش قلی

یعنے بندۂ خدا تھا۔ اس شخص نے ایک کتاب موسوم بہ بوستان الخیال تصنیف کی ہی جو عابد و پارسا مسلمانون مین بڑی مشہور و معروف ہو۔ دوسرے کا نام حاجی بیگتاش ہی۔ وہ بعہد سلطان مراد اول ۷۶۳ھ ہجری مین بہ ملک انیشیاے خرد مسکون تھا۔ چونکہ یہ فرقہ اوٹومن کی فوج سے جو بنام جنیریز معروف تھی متعلق تھا اسلیے بیان اُسکا اس کتاب مین ضروریات سے متصور ہی۔

مورخون کا یہ بیان ہی کہ حاجی بیکتاش یا بیگتاش نے نئی بھرتی کی ہوئی فوج کو دعا دی اور اُسکا نام اُسنے یا ئی چیری رکھا۔ یائی چیری کے معنے فوج نو ملازم شدہ کے ہین اور یہ ہی معنے جنیریز کے ہین۔ اور لوگ اسکی صحت مین شبہہ کرتے ہین اور اُنکا بیان خلاف اسکے ہی۔ ڈون ہیمر کا یہ اظہار ہی کہ اس نئی فوج نے کلاہ درویش حاجی بیکتاش کو کہ سفید نمدے کی تھی لباس اپنے سر کا بنایا تھا۔ فرقہ بیکتاش اُسوقت سلطنت اوٹومن مین پھیلا ہوا تھا۔ ڈون ہیمر کا یہ بھی بیان ہی کہ سلطان اورخان اس نئی فوج کو ہمراہ لیکر حاجی بیکتاش سے بمقام ویہ سولاجی کنارےیون متصل اماشیا ملاقی ہوکر ملتجی اس امر کا ہوا کہ اس فوج کے حق مین دعاے خیر کرو اور اُسکے لیے ایک جھنڈا عطا کرو۔ شیخ نے آستین اپنے جبے کی ایک سپاہی کے سر پر اس طور سے رکھی کہ وہ پیچھے گردن کے لٹکی بعد اسکے شیخ نے بطور پیشین گوئی بیان کیا کہ یہ نئی بھرتی کی ہوئی فوج بنام یائی چیری نامزد ہوگی۔ چہرہ اس فوج کا حسین ہوگا اور تابندہ۔ بازو اُسکے قوی ہونگے اور تلوار اُسکی بران ہوگی اور تیر اُسکا بڑا کارگر ہوگا۔ ہر لڑائی مین اُنکو فتح نصیب ہوگی اور کبھی بدون حصول فتح واپس نہ پھریگی۔ بہ یادگاری اس دعا کے اس فوج کی کلاہ نمد پر ایک ٹکڑا نمدے کا پیچھے گردن کے لٹکایا گیا تھا اور ایک لکڑی کے چمچے سے زیب و آرایش دیا گیا تھا۔ چونکہ فوج جنیریز مین اکثر

درویش فرقہ بیکتاشی داخل تھے وہ اسمین بھائی بند ہوگئے تھے۔ اور وہ نائٹ ٹمپل وہوسپیٹل و مالٹا سے کچھ ہی مختلف ہونگے۔ ایسا ممکن ہی اور قریب القیاس معلوم ہوتا ہی کہ چونکہ نائٹ مقام روڈس نے اپنی کشتیون سے جہادیون کو بعہد سلطان اورخان مدد و دیگر سمندرنا پر قابض و متصرف کیا تھا اسلیے دیکھا دیکھی اس شہزادے کے بھی یہ خیال دل مین گذرا ہوگا کہ ایک فوج درویشون کی زیر حمایت شیخ حاجی بیکتاش مقرر کرنی چاہیے۔ فرقہ بیکتاشی مین یہ بات مشہور تھی کہ وہ شیخ جو اس فوج پر حکمرانی کرتا تھا ۹۹- رجمنٹ کا کرنل تھا اور کہ آٹھ درویش اس فرقے کے فوج جنسرزکی بیرقون مین اس مطلب کے لیے مقرر تھے کہ وہ شب و روز وہان بیٹھکر سلطنت کی ترقی کے واسطے اور اس فوج کے فتح نصیب ہونے کے لیے دست بدعا رہا کرین۔

عاشق پاشازادے کی تواریخ مین نسبت حال مرقومہ بالا اعتراض ہوا ہی مورخ اسکا صحت بیان مذکور سے انکار رکھتا ہی۔ ڈاکٹر موورٹ مان نے جو اسمین سے انتخاب کرکے مجھکو دیا ہی وہ ذیل مین درج ہی۔

مین نے حاجی بیکتاش کو فہرست علما و فقراے ولایت روم مین داخل نہین کیا ہی بدینوجہ کہ وہ سلاطین خاندان اوتومن سے کچھ تعلق نہین رکھتا تھا حاجی بیکتاش مع اپنے بھائی منتش کے خراسان سے آنکر سواس واقع ایشیاے خرد مین متصل بابا الیبس مسکون ہوا تھا بعد کچھ عرصے کے وہ دونون کساریہ کو گئے تھے اس مقام سے حاجی بیکتاش کا بھائی براہ سورس اپنے وطن کی طرف لوٹا اور راہ مین مارا گیا۔ جب بیکتاش کساریہ سے روانہ سمت کا ازاجاک ہوا وہ راہ مین فوت ہوا اور وہاین دفن کیا گیا۔ اسکی قبر وہان ابتک موجود ہی ساکنین ولایت روم چار جماعتون مسافرین مین منقسم ہین۔ ایک امنین سے

بنام غازیان روم معروف ہے۔ دوسری جماعت بنام اخیان روم نامزد ہوئی۔ تیسری جماعت کو ابدالانِ یا گوشہ نشین ولایت روم کہتے ہین۔ چوتھی جماعت بنام ہم بلجیان روم معروف ہی۔ حاجی بیکتاش نے بو آر ہتن سے باجیانِ روم کو منتخب کیا اور خاتون اناورکو اپنا مرید بناکر اور اپنی طاقت روحانی اُسکے سپرد کرکے وہ راہی ملک عدم ہوا۔ اگرچہ بیکتاشی درویش یہ بیان کرتے ہین کہ اُسنے تاج یا کلاہ فوج جنسریز کو عطا کی تھی لیکن یہ بیان اُنکا پیرایۂ صدق سے عاری ہی۔ عہد آدرخان بمقام بالی جک یہ سفید کلاہ موجود تھی۔ جیسا کہ مین نے باب گذشتہ مین بیان کیا ہی اُسمین شبہہ نہین کرتا ہون۔ مین اس بات پر اب بھی مصر ہون کہ فوج جنسریز نے کلاہ نمد فرقہ بیکتاشی درویشون سے لی تھی حسب الصلاح عبد الموسی کہ فرقہ بیکتاشی کا شیخ تھا فوج جنسریز نے کلاہ نمد کو اپنا زیب سر بنایا تھا۔ عبد الموسے ایک تجویز مہم بدل قرار دیکر فرقہ جنسریز سے شامل ہوا اور اُسنے ایک روز ایک پرانی کلاہ نمد اُنسے مانگی۔ ایک نے اُنمین سے اپنی کلاہ نمد عاریتاً اُسکو دی۔ اُسکو اُسنے اپنے سر پر رکھ لیا اور مہم سے فارغ ہوکر وہ کلاہ پہنے ہوے اپنے وطن کیطرف لوٹا۔ مطلب اُسکا اس سے یہ تھا کہ ہم بھی وہی کلاہ سر پر رکھتے ہین جو غازی و جہادی دیتے ہین۔ بروقت استفسار کے اُسنے کہا کہ اس کلاہ کا نام تکیہ الف تاج ہاو ہشتیہ وہ کلاہ ہے جو کبھی مڑتی نہین اور ہمیشہ سیدھی رہتی ہی اور اُسکو وہ ہی پہنتے ہین جو مذہب حقیقی کے لیے لڑتے ہین اور سر دیتے ہین یہ اصلی بناء کلاہ فوج جنسریز ہی۔

دیہ بیکتاش کیوسی مین کہ متصل شہر انگورا واقع ہی بیکتاش کی قبر ہے جو آج تک اس فرقے کے لوگ جو سلطنت ٹرکی مین جابجا پھیلے ہوے ہین اور تعداد مین بکثرت ہین اس قبر کی زیارت و تعظیم و تکریم کرتے ہین۔ اُس مقام پر ایک مقبرہ

اور ایک تکیہ بنا ہوا ہے۔ اکثر عابد و خداپرست مسلمان اُنکی زیارت کو جاتے ہین
شیخ حاجی بیکتاش مرید احمد یسوی ساکن بلخ تھا۔ کرسی نامہ اِس فرقے کا درج ذیل ہے۔
احمد یسوی یوسف ہمدانی سے پیدا ہوا۔
یوسف ہمدانی ابی علی الفرمیدی سے
ابی علی الفرمیدی ابو القاسم گرگانی سے
ابو القاسم گرگانی ابو الحسن ہرکیانی سے
ابو الحسن ہرکیانی ابو یزید بسطامی سے
ابو یزید بسطامی جعفر ابن محمد صادقؓ سے
جعفر ابن محمد صادق محمد بن ابوبکر سے
محمد بن ابوبکر سلمان پارسی سے
سلمان پارسی اُس شیخ سے جو پیرو دو مختلف طریقون کا تھا یعنے طریقہ حضرت ابوبکرؓ صادق و حضرت طریقہ علیؓ۔
ابوبکر صادقؓ نے نبی اہل اسلام علیہ السلام سے بلا وساطت غیرے تعلیم پائی تھی۔ طریقہ حضرت ابوبکرؓ کو صدیقیہ اور طریقہ حضرت علیؓ کو علی ویدی کہتے ہین۔ یہ لوگ شیخ کہلاتے ہین یا مرشد کامل۔ یہ اور ون کو اللہ کی راہ پر لیجاتے ہین کہتے ہین کہ بہت سے راستے ایسے ہین جو اللہ کی طرف لیجاتے ہین۔ چنانچہ حدیث پیغمبر صاحب مین آیا ہے کہ خدا کے رستے تعداد مین ایسے بیشمار ہین جیسے کہ انفاس مخلوقات عالم۔
حاجی بیکتاش وجان نوش و شہباز قلندری۔ وجلال بخاری۔ ولقمان قلندری احمد یسوی کے شاگرد یا مرید تھے یہ سب فرقہ نقشبندی مین سے تھے اور انھون نے بعد ازان ایک نیا فرقہ بنا لیا۔ جان نوش خراسان مین دفن ہوسے اور جلال بخاری

نوٹ یہ خاندان امام حسنؓ فرزند علیؓ مین سے تھا۔

وشہباز قلندری سمنا مین کہ متصل کردستان ایران کی سرحد پر واقع ہی مدفون ہوے۔ بجز جلال بخاری کے یہ سب لباس فرقہ حاجی بیکتاش پہنتے تھے۔ صرف فرق لباس یہ ہی کہ جان نوش بارہ ترک کی کلاہ پہنتے تھے اور جلال بخاری ایک ترک کی اور شہباز سات ترک کی۔ اور لقمان قلندری چار ترک کی۔

حال عقاید فرقۂ بیکتاشی کچھ بیان مندرجہ ذیل سے ظاہر ہو جاویگا۔

احکام چھ ہین

(۱) فیاضی۔ (۲) علم۔ (۳) راستی۔ (۴) قانون مقدس (۵) اطاعت (۶) محو ہونا خیالات و یاد الٰہی مین۔

ارکان چھ ہین

(۱) علم۔ (۲) غریبی۔ (۳) قناعت۔ (۴) شکر۔ (۵) یاد الٰہی مین مصروف ہونا اور خالق کا نام لینا۔ (۶) گوشہ نشینی۔

بنا چھ ہین۔

(۱) توبہ۔ (۲) اطاعت (۳) وفاداری۔ (۴) ترقی قوت روحانی۔ (۵) قناعت (۶) گوشہ نشینی۔

حکم یا دانائی بھی چھ ہین

(۱) علم۔ (۲) فیاضی۔ (۳) نزدیکی و قرب بطرف علم الٰہی (۴) وفاداری (۵) غور و تامل فکر۔ (۶) ایمان لانا خدا پر۔

اثبات یا شہادت فرقۂ بیکتاشی چھ ہین

(۱) فیاضی۔ (۲) حمد و سپاس خالق (۳) ترک گناہ۔ (۴) ترک جذبات غضب وغیرہ و ترک نفسانیت (۵) خوف الٰہی۔ (۶) خوشی خاطر ارواح۔

کیفیت کلاہ و چغہ و کمربند فرقۂ بیکتاشی جنکو وہ بنام تین عقائد نامزد کرتے ہین

قصہ ذیل مین درج ہی۔
بروقت جنگ غازی آنحضرت حضرت جبرئیل نے نبی اہل اسلام صلعم کے پاس
آکر پوچھا کہ تم کس کام مین مشغول ہو تو انھون نے جواب دیا کہ مین قرآن کی آیات
پڑھنے اور داڑھی منڈانے اور بال کٹوانے مین مصروف ہون۔ دیکھو قرآن
باب ۴۸۔ فقرہ ۲۷۔ باجازت خالق فرشتہ جبرئیل نے ایک استرا آسمان سے لاکر
محمد صلعم کی داڑھی مونڈی اور بال کاٹے اور تب حضرت جبرئیل نے محمد صلعم کے سر پر کلاہ رکھی اور
چغہ انکے کندھے پر ڈالا اور پٹکہ انکی کمر مین باندھا۔ یہ ہی فرشتہ دو اور شخصون پر
یہ ہی عمل کر چکا تھا۔ ایک تو بابا آدم علے بنیاد علیہ السلام پر اسوقت جبکہ وہ باغ عدن سے
نکالے گئے تھے اور دوسرے حضرت ابراہیم پر اُسوقت جبکہ وہ مکے مین رہتے تھے
مکہ وہ شہر ہی جسکو حضرت ابراہیم نے بنایا تھا۔ جو کچھ کہ حضرت جبرئیل نے محمد صلعم پر
عمل کیا تھا وہی حضرت محمد صلعم نے حضرت علیؓ پر کیا۔ حضرت علیؓ نے حسب الاجازت
محمد صلعم کے وہی عمل سلمان فارسی اور عمر امیا بلال حبشی پر کیا اور ان دونون
نے وہ ہی عمل اور بارہ شخصون پر کیا۔ ان بارہ اشخاص مین سے ایک جو بنام
ذوالنون مصری معروف تھے مصر مین بھیجے گئے تھے اور سلمان بغداد مین اور
سہیلی روم یعنے ایشیاے کوچک مین۔ داؤد یمانی یمن مین اس باب مین
درس دینے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ساکنین بغداد اس کمر بند کو (الف) یا حرف
اول حروف ابجد کہتے ہین۔ اور متوطنان روم اسکو بنام لام الف یا لا نامزد کرتے
ہین اور مصری اسکو بر لام کہتے ہین۔ ساکنین یمن کمر بند کو کمر مین لباس پر
نہین باندھتے ہین بلکہ وہ جسم سے اسکو لگا ہوا رکھتے ہین۔ اس کمر بند پر کہ حضرت
جبرئیل محمد صلعم کے پاس لائے تھے یہ لکھا ہوا تھا کہ سواے اللہ کے کوئی اور خدا نہین
محمد اسکا رسول ہی اور علیؓ اُسکا دوست۔

فرقہ بیکتاشی کا یہ بیان ہی کہ ہم وہی کمربند باندھتے ہین جو کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اول باندھا تھا۔ بعد حضرت آدم کے سولہ اور پیغمبرون نے اُسکو باندھا تھا تفصیل اُن پیغمبرون کی ذیل مین درج ہی۔

شیث۔ نوح۔ ادریس۔ شعیب۔ جوب۔ یوسف۔ ابراہیم۔ ہنغا۔ یوشع۔ جرجیس۔ یونس۔ صالح۔ زکریا۔ خضر۔ الیاس۔ مسیح۔

خدا نے موسیٰ کے باب مین قرآن کے ۱۸ باب کے ۶۵ فقرے مین یہ لکھا ہی کہ موسیٰ نے کہا کہ مین تمھارے ساتھ چلون تا کہ جو کچھ تمکو دریاب راہ راست معلوم ہو مجھکو بتلاؤ موسیٰ نے راز و اسرار راہ راست و طریقۂ ثواب خضر سے سیکھا۔ خضر ایک روح غیبی ہی جو عارفان و عابدان و پارسایان ممالک شرقی مین بڑی مشہور و معروف ہی۔ کہتے ہین کہ زمانہ قدیم مین ایک شخص تھا موسوم بہ خضر۔ چونکہ اُسنے آبحیات پی لیا ہی وہ کبھی نہین مریگا۔ بعض کا یہ قول ہی کہ وہ الیس تھا اور افسر فوج سکندر اعظم۔ اُسکا مقام بھی ویسا ہی تاریک و غیبی ہی جیسا کہ وہ آپ روح غیبی ہی۔ طریقت تو علی کی ایجاد سے ہی اور شریعت پیغمبر اہل اسلام کی ایجاد سے۔ حضرت خضر سب اولیا کے سردار سمجھے جاتے ہین۔

اُس فرقے کے کمربند مین ایک پتھر ہی جسکو پلنگ کہتے ہین۔ اُسمین سات گوشے ہین وہ گوشے علامت یادگار سات زمین اور سات آسمان اور سات سمندر اور سات سیارے کے ہین جو خدا نے پیدا کیے ہین۔ خدا نے کہا ہی کہ مین نے سات آسمان و سات زمین روشنی سے پیدا کیے ہین۔ تب خدا نے اُنکو حکم دیا کہ تم میری پرستش کیا کرو چنانچہ حسب الحکم وہ اُسکے تخت مقدس کے گرد ہمیشہ پھرتے رہتے ہین اور اسطرح اُسکی اطاعت و عبادت مین مصروف ہین۔ پلنگ بڑا مفید ہی۔ اُس فرقے کا شیخ اُسکو فقرات مندرجۂ ذیل پڑھکر سات مرتبہ باندھتا ہی اور سات ہی مرتبہ کھولتا ہی۔

۱۔ مین طمع و حرص کو باندھتا ہون اور فیاضی کو کھولتا ہون۔

۲۔ مین غضب کو باندھتا ہون اور غریبی کو کھولتا ہون۔

۳۔ مین حرص کو باندھتا ہون اور خداپرستی کو کھولتا ہون۔

۴۔ مین جہالت کو باندھتا ہون اور خوف الٰہی کو کھولتا ہون۔

۵۔ مین جذبۂ غضب کو باندھتا ہون اور محبت خالق کو کھولتا ہون۔

۶۔ مین بھوک کو باندھتا ہون اور قناعت کو کھولتا ہون۔

۷۔ مین حرکات شیطانی کو باندھتا ہون اور اشغال الوہیت کو کھولتا ہون۔

جب شیخ اس کمربند کو اپنے کسی مرید کی کمر پر باندھتا ہی تو وہ اس مرید سے اسوقت یہ کہتا ہی کہ مین اب تیری کمر کو خدا کی راہ مین باندھتا ہون۔ او نام مقدس عالم جمیع علوم جو کوئی اسکا نام جانتا ہی وہی میرا نائب یا جانشین بنے گا۔ وہ بعدازان نماز و دعا مندرجہ ذیل پڑھتا ہی۔

لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ علی ولی یا دوست اللہ ہی۔ ابو مسلم بھتیجہ علی شمشیر اللہ ہی۔ مہدی مالک امامت و امین اللہ ہی۔ موسیٰ کلمہ خدا ہی۔ عیسیٰ روح اللہ ہی۔ نوح تلوار خدا ہی۔ علی سے وہ نہ کھلیگی الا یذریعہ تلوار ذوالفقار ہمارا ولی اول یا بانی فرقہ بیکتاشی وسط مین درویش محمد ہی۔ اور اخیر مین مصطفےٰ مالک کتابت ہی۔ علم دنیا و اقفیت علم شریعت و طریقت و معرفت ہی۔ مکان اس فرقے کے یہ دروازے ہین۔

شیخ بھی بطور ہدایت کیفیت مندرجہ ذیل بیان کرتا ہی۔

۴۰ مقامات ہین اور ۳۶۰ درجے ۲۸ منزل قیام ہین۔ بارہ کرے ہین اور ۲۴ گھنٹے۔ ۴۰ فصل یا باب ہین۔ سات ولایت ہین اور ۴۰ قرار۔ ۱۲۰۰۰ دنیا ہین اور ۷ سبل موسادی یا آیات ہین جنکو والدہ قرآن کہتے ہین سات

حروف ہین اور سات فتح یعنے سات باب باب اول آغاز قرآن ہی۔ ان سبکو حال کہتے ہین نہ کہ قال۔ صرف ایک ہی روشنی ہی۔ راستی چاند ہی۔ یہ سب چیزین آدم کو دیگئی تھیں۔ جو کوئی علم وجود جانتا ہی وہ خالق کو پہچانتا ہی۔ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام نے کہا ہی کہ جو کوئی آپ کو جانتا ہی وہ خدا کو پہچانتا ہی۔ اسمین علم راز و اسرار خالق و مخلوق داخل ہی۔

اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ ہر ایک متنفس کا ایک پیر روحانی ہوتا ہی جو اسکا مشل کہلاتا ہی۔ اپنے جسمانی ہمسر سے چالیس روز پہلے وہ مرتا ہی کہتے ہین کہ یہ پیر روحانی ہر شی کے علم سے واقف ہوتا ہی اور خواب مین وہ اپنے جسمانی ہمسر کو سکھاتا اور خبردار کرتا رہتا ہی بحوالہ قرآن مسلمین کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ خدا کسی کو جاہلون مین سے اولیا نہین بناتا ہی۔ خدا اُنکو پہلے بذریعہ پیر روحانی تعلیم دیتا ہی تب اُنکو اولیا بناتا ہی۔ پس اس صورت مین وہ ایک روح محافظ جسم ہی یا ایک فرشتہ۔ اسکے ذریعے سے شخص جسمانی تاریکی سے خلاصی پاتا ہی اور نور مین منتقل ہوجاتا ہی۔ وہ تب اہل درد ہوجاتا ہی یعنے انسان کے مصائب کی وہ وہان داد و فریاد کرتا ہی اسکی وہان سنی جاتی ہی اور خدا کے ایمان پر قائم رہتا ہی۔

کیفیت پوشاک و لباس فرقہ بیکتاشی

حیدری ایک جامہ ہی یا کرتہ بلا آستین۔ اسپر دھاریان مختلف رنگون کی ہوتی ہین اسطرح کہ اُنسے ایک لفظ بنجاتا ہی جسکو لوگ خیال کرتے ہین کہ علی خلیفہ چہارم کا نام ہی۔ اسپر بارہ خط ہوتے ہین مطابق تعداد بارہ امامون کے۔

خرقہ ایک جبہ ہی بلا پٹہ۔ اسپر ویسی ہی دھاریان ہوتی ہین جیسے کہ جامہ حیدری کے

تہ بند ایک کمر بند ہی جو کمر کے گرد باندھا جاتا ہی۔ وہ صرف سفید اون سے بنتا ہی

کمیار یہ ایک ڈور ہی جسکو گرد کمر کے باندھتے ہین اور اسمین ایک پتھر بھی لٹکاتے

یہ پتھر گول یا بشکل مستطیل ہوتا ہی۔ وہ اکثر تو بلورین ہوتا ہی اُسکو نجف کہتے ہین
مِس ڈور مین تین گرہ ہوتی ہین۔ گرہ اول کو البغی کہتے ہین اور دوسری کو
دل بغی۔ اور تیسری کو بل بغی۔ یہ تین گرہ یاد دلاتی رہتی ہین کہ نہ تو چرانا اور
نہ جھوٹ بولنا اور نہ حرام کاری کرنا چاہیے۔

منگوش وہ حلقۂ گوشش ہین جو مرید تازہ کے کان مین بنائے جاتے ہین۔
اگر ایک ہی کان چھید اگیا ہو تو اُسکو حسنی کہتے ہین اور در صورتیکہ
دونون کان چھدے ہون تو وہ حسینی کہلاتے ہین۔ ایک یا دونون کان
کا چھدوانا مرید تازہ کی رائے پر منحصر ہوتا ہی۔

تاج اُس کلاہ کو کہتے ہین جو سب درویش اُس فرقے کے پہنتے ہین۔
وہ سفید نمدے کا بنتا ہی اور چار حصون مین منقسم ہوتا ہی۔ اول حصے سے یہ مراد
لیجاتی ہی کہ جس شخص نے اُسکو سر پر رکھا ہی اُسنے ترک دنیا کیا ہی۔ دوم
سے یہ مراد ہی کہ اُسنے امید بہشت کی چھوڑ دی ہی۔ سوم سے یہ مراد ہی کہ وہ
مکر سے تنفر کرتا ہی اور یہ کچھ خیال نہین کرتا ہی کہ کوئی اُسکو نماز پڑھتے ہوے
دیکھتا ہی یا نہین اور اُسکو اس بات سے کچھ غرض نہین ہوتی ہی کہ لوگ اُسکو
کیا سمجھتے اور اُسکی نسبت کیا خیال رکھتے ہین۔ چہارم سے یہ مراد ہی کہ اُسنے
کل حظوظ نفسانی و لذائذ دنیوی کو ترک کیا اور وہ بالکل مائل بطرف اللہ تعالیٰ
ہی اور سوائے اُسکے کسی شی کی طرف رغبت نہین رکھتا ہی۔ اُنکے نام یہ ہین۔ شریعت
طریقت۔ حقیقت۔ معرفت۔

تمام شیخ بارہ ترک کا تاج پہنتے ہین اور اُسمین چار کاپوس یا دروازے
ہوتے ہین۔ بارہ ترک سے بارہ امام مراد ہین۔ اور چار دروازون سے چار عقائد
روحانی سابق الذکر۔



قناعت تاشی یعنے سنگ قناعت اُس پتھر کو کہتے ہین جو کمر بند مین لگے رہتے ہین۔ وہ بطور یادگاری اُن پتھرون کے ہوتا ہی جو درویش اپنے کمر بند مین رفع تکلیف اشتہا کے لیے باندھتے ہین۔ وہ تین پتھر جو ایک دوسرے کے اندر ہوتے ہین استعمال مین لایا کرتے تھے لیکن کہتے ہین کہ قبل اِسکے کہ تینون استعمال مین آوین مدد اُنکو پہونچ جاتی تھی اور اسطرح اُن تینون کے استعمال مین ضرورت نہین پڑتی تھی۔

ترجمان یا مترجم نام راز و اسرار ہی۔ فرقہ بیکتاشی مین حسب ضرورت وہ لفظ بدلتا رہتا ہی۔

جب کوئی شخص اُس فرقے مین داخل ہونے کی آرزو رکھتا ہی وہ تکیے مین جاتا ہی اور اُس تکیے کے بھائی بند تب ایک بھیڑ قربان کرتے ہین۔ اُسکا گوشت وہ سب ملکر کھاتے ہین اور اُسکی اُون کا تہ بند بنتا ہی۔ کہتے ہین کہ خلیفہ علیؑ کے پاس ایک گھوڑا تھا موسوم بہ دُلدل اُسکا سائیس کمبیر یا ہمیشہ اُسکی ٹانگون مین رسّی باندھے رکھتا تھا جب کمبیر یا اپنے آقا کے ساتھ جایا کرتا تھا وہ اُس رسّی کو اپنی کمر مین باندھ لیا کرتا تھا۔ اِس رسّی مین تین گرہ تھین۔ یعنے۔ آلبغی۔ و دل بغی۔ و بل بغی جیسا کہ سابق بیان ہو چکا ہی۔

درباب اُس پتھر کے کہ گردن مین ڈالا جاتا تھا روایت مندرجہ ذیل

مشہور رہی ۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ پیغمبر علیہ السلام دریائے نیل میں غسل کرتے تھے ۔ اُس وقت حضرت موسےٰ نے اپنی قمیص پر ایک پتھر رکھ لیا تھا لیکن ایسا اتفاق ہوا کہ وہ پتھر اُس قمیص کو لے بھاگا اور حضرت موسےٰ اُسکے پیچھے دوڑے اور وہ شہر مصر میں داخل ہوا ۔ حضرت موسے نے پتھر کے پاس پہونچکر اُسکو بڑی لعنت ملامت کی کہ تو کیون میرے کپڑے لیکر بھاگا ۔ اُس پتھر نے جواب دیا کہ یہ کام مین نے بحکم الٰہی کیا ہی اور تمکو چاہیے کہ بیادگاری اس واردات کے ایک پتھر ہمیشہ اپنی گردن مین لٹکائے رکھا کرو ۔ حضرت موسے نے اُس پتھر کا نام درویش درویشان رکھا اُس پتھر مین بارہ سوراخ تھے ۔ ہر شب ... بوسیلہ اُس پتھر کے حضرت موسے معجزے کرتے گئے ۔ چنانچہ ایک مرتبہ اُس پتھر کو زمین پر مار کر حضرت موسے نے ایک چشمہ آب پیدا کیا ۔

ازبسکہ اس فرقہ درویش نے تاج یا کلاہ کے باب مین بہت کچھ لکھا ہی اسلیے مین اس جا اُسکا بھی حال اُسکا درج کرتا ہون ۔

اس فرقہ درویش کا یہ بیان ہی کہ تمام حروف ابجد حرف الف سے نکلے ہین اصلی کلاہ کا بھی یہی حال ہی یعنے وہ بھی اُسی سے نکلی ہی ۔ اُس اصلی کلاہ کو الفی یا کلاہ آ کہتے ہین ۔ یہ کلاہ علامت خلافت یعنے جانشینی پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام کی ہی جب محمد صلعم نے ایک شیخ کو اپنا جانشین مقرر کیا تھا اُس وقت اُسنے ایک کلاہ بشکل تلوار علی کہ موسوم بہ ذوالفقار تھی بنائی تھی ۔ بعد اُسکے شکل اُس کلاہ کی بدلکر موافق چار بڑے طریقون یا فرقون کے بنائی گئی تفصیل اُن چارون طریقون یا فرقون کی یہ ہی ۔ ملیکی ۔ سیفی ۔ شرعی ۔ ہلاوی ۔

کلاہ حاجی بیکتاش ولی کی بارہ ترک کی بنی تھی اُسنے ایک اور کلاہ موسوم

یہ تاج حنوسش نو ترک کی بنائی تھی۔ ایک اور کلاہ سات ترک کی ایران مین مستعمل تھی۔ سید جلال کے نام پر جو بڑے مشہور و معروف تھے وہ کلاہ نامزد تھی۔ سید جلال بانی اِس فرقہ جلالی کے تھے۔ قسطنطنیہ مین کہین اُنکا تکیہ تھا اگرچہ اکثر لوگ اُس فرقے کے ایران سے سفر کرکے وہان جاتے ہین۔ اشخاص فرقہ بیکتاشی بعض اوقات ایک اور کلاہ موسوم بہ شہباز قلندری سر پر رکھتے ہین۔ نام اِس کلاہ کا بانی اس فرقہ قلندری کے نام پر رکھا گیا ہی۔ وہ کلاہ سفید نمدے کی بنتی ہو اور اُسمین سات ترک ہوتی ہین۔ کہتے ہین کہ ایک شاہ بلخ موسوم بہ ادہم اُس کلاہ کو استعمال مین لاتے تھے اور سر پر رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے اُس کلاہ کو ادہمی کہتے ہین۔ کہتے ہین کہ وہ شاہ تخت چھوڑکر درویش بنگیا تھا۔ کہتے ہین کہ اُس عہد مین تمام درویش جنیدی کے نام پر نامزد تھے۔ یہ شخص بڑا عابد و پارسا تھا بغداد مین اُسوقت مین ایک ہی طریق یا فرقہ درویشان تھا۔

مین حال مفصل اِس کلاہ کا اور بھی بیان کرتا ہون۔ اِس کلاہ کو پیر بھی کہتے ہین۔ اُس کلاہ پر عبارت مندرجہ ذیل لکھی ہوئی ہوتی تھی۔

سوا اُسکے چہرے کے جو حاضر و ناظر ہی سب چیزین فنا ہوجاوینگی اور اُسی مین سب جا ملینگی۔ یہ مضمون قرآن کے ۲۸۔ باب کے اخیر فقرے سے نقل ہوا ہی۔ اُس کلاہ کی چوٹی پر آیت الکرسی قرآن کے باب دوم سے منقول ہوکر لکھی گئی تھی۔ اُسکے کنارون پر سورہ یٰسین قرآن کے باب ۳۶ سے منقول ہوکر لکھا گیا تھا اُس کلاہ کے اندر اکتالیسوان باب قرآن لکھا ہوا تھا۔ اُسکے کنارے کے مُتصل پینتیسوان فقرہ اُسی باب کا جسکا مضمون ذیل مین درج ہی۔ تحریر مین آیا تھا۔

ہم اپنے معجزون کو مختلف ممالک زمین پر دکھاوینگے۔ اُس کلاہ کی پیشانی پر ۱۰۹ فقرہ باب دوم قرآن کا جسکا مضمون ذیل مین درج ہی ثبت تھا۔

مشرق و مغرب خدا کا ہی جس طرف چاہو رُخ کرو تم خدا کا چہرہ اُسی طرف دیکھوگے خدا لا انتہا ہی اور ہر چیز کا علم رکھتا ہی۔ کلاہ کے ایکطرف یہ لکھا تھا۔ لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور علیؑ ولی یا دوست اللہ ہی۔ کلاہ کی پشت پر قرآن کے باب دوم کا ۲۹ فقرہ جسکا مضمون ذیل مین درج ہی ثبت تھا۔ خدا نے آدم کو نام ہر اشیاے موجودات کا سکھایا بعد اُسکے خدا نے اُن تمام اشیا کو فرشتون کے سامنے لاکر اُنسے کہا کہ اگر تم دلی دوست آدم کے ہو تو انکے نام اُسکو بتلاؤ۔

وہ پتھر جو اشخاص فرقہ بیکتاشی گردن مین لٹکاتے ہین بنام تسلیم تاشی یعنے سنگ اطاعت نامزد ہی۔ بعض کا یہ بیان ہی کہ وہ لوگ اِس پتھر کو بیادگاری اِس امر کے گردن مین لٹکاتے ہین کہ محمد صلعم نے اپنی دختر فاطمہؓ کو اپنے بھتیجے حضرت علیؑ سے منسوب کیا تھا۔ کہتے ہین کہ اُسیوقت محمد صلعم نے فاطمہؓ کے بال اپنے ہاتھ مین پکڑکر علیؑ کے ہاتھ مین دیے اور اِسیطرح فاطمہؓ کو اُسکے سپرد کیا۔

وہ اپنے کانون مین ایک اور پتھر پہنتے ہین جو بنام منگوس تاشی نامزد ہی شکل اُسکی بشکل ہلال بیادگاری نعل اسپ علیؑ ہوتی ہی۔ وہ ایک کمربند جو بنام کمبیر یا معروف ہی اپنی کمر مین باندھتے ہین۔ وہ سیاہ بکری کے اون یا بال کا بنتا ہی اسمین بہت سے گروہ ہوتے ہین۔ اُس کمربند کے ایک سرے پر ایک چھلہ لگا ہوتا ہی اُس چھلے مین اُن گرہون کو ڈالکر کمر کو کمربند سے کس دیتے ہین۔ اِن گرہونکے وہی نام ہین جو پہلے بیان ہو چکے ہین۔

وہ اپنی ٹانگون مین چمڑے کے موزے پہنتے ہین۔ وہ بنام دولک معروف ہین بیکتاش کے بڑے مریدون مین سے بابا عمر دولکی اُسکو پہنا کرتے تھے اور اسیوجہ سے وہ بھی اُسی کے نام پر بنام دولکی نامزد ہوے ہین۔ اُنکے کمربند مین ایک چھوٹی سی تھیلی موسوم بہ جلبند لٹکتی ہی۔ شکل اُسکی بشکل اِسکے ⬭ ہوتی ہی۔ اُسپر

تمام تھیلی کا بکار رزرد وزری منقش ہوتا ہی وہ تھیلی کاغذ و کتاب رکھنے کے کام آتی ہی۔ کہتے ہین کہ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام نے ایسی ایک تھیلی اپنے چچا حمزہ کو مکے مین دی تھی۔

اشخاص فرقہ بیکتاشی کو فقیری مانگنے کی اجازت نہین ہی۔ بعد تین روز کے فاقون کے اُسے اجازت ہی کہ اگر چاہے تو بھیک مانگ لاوے بشرطیکہ سات دروازون سے زیادہ نہ پھرے۔ اگر ساتون دروازون سے اُسے کچھ نہ ملے تو صبر کرکے بیٹھ جاوے جسوقت وہ بھیک مانگتے ہین اُسوقت اُنکو سلمان فارسی کے نام پر سلمان نامزد کرتے ہین۔ جب بھیک مانگنے اُٹھین تو اپنا کشکول یعنے پیالہ گدائی اپنے کپڑون کے نیچے چھپائے ہوے اپنے ساتھ لیجاوین۔

ایک سیاح ممالک مشرقی مضمون مندرجہ ذیل درباب اس فرقے کے اپنے سفرنامے سے کہ بروقت سیر ولایت ایشیاء کوچک اُسنے تیار کیا تھا نقل کرتا ہی۔

اُس مُلک مین توزکیا یو ایک دیہ نمک ہی متصل کوہ آتشین۔ وہان قریب ایکسو گھر کے آباد ہین۔ کُل باشندے وہان کے چرواہے ہین۔ وہ بہت سے مویشی اور بھیڑ اور انگورا کی بکریان پالتے ہین۔ بسبب اسکے کہ کانہاے نمک وہانسے ربع گھنٹہ کی راہ پر واقع ہین اُس گانون کو دیہ نمک کہتے ہین۔ اب بھی اُن کانون مین سے نمک نکالا جاتا ہی۔ بموجب ایک زبانی روایت کے ایسا واضح ہوتا ہی کہ مشہور حاجی بیکتاش نے اُن کانہاے نمک کو پیدا کیا ہی۔ باعث اُسکے پیدا کرنیکا یہ ہی کہ حاجی بیکتاش کو ایکمرتبہ اُس گانون مین غذاے نمک نصیب ہوئی تھی۔ جب تحقیقات سے اسکو معلوم ہوا کہ باعث بدذائقہ ہونے غذا کا یہ ہی کہ یہان کے باشندون کو نمک میسر نہین آتا ہی تو اُسنے اپنی لکڑی کو زمین پر مارکر ازراہ کرامت کان نمک پیدا کی تھی۔ اب تک ۷۰۰۰ پونڈ یا ۸۵۰۰ سیر

تمک اُس تکیے مین کہ مقابل اُسکے بنا ہوا ہی سال لبسال دیا جاتا ہی - وہ تکیہ دریاے کزل ارماک پر متصل دیہ حاجی بیکتاش بنا ہوا ہی - اُسی گانون مین مقبرہ حاجی بیکتاش کا بنا ہوا ہی - اُسکی چوٹی پر جہانسے کہ شہر بخوبی نظر آتا ہی بہت سی عمارتین جنمین سے ایک تو مسجد ہی اور ایک قبر سیدی غازی بتال اور ایک مدرسہ اور ایک تکیہ جسمین چار پانچ درویش فرقہ بیکتاشی رہتے ہین بنے ہوے ہین - ایک برآمدہ اُس عمارت کے اندر کی طرف بنا ہی - مسافرین وسیاحان کو اُسجا پر حاجی بیکتاش کے دو نشان دکھاتے ہین ایک تو کوئین مین نقش اُسکے مُنھ اور دانتون کا - دوسرے دروازہ مکان پر نقش اُسکے ہاتھ اور انگلیون کا دکھایا جاتا ہی - اُسکے مُنھ اور دانتون کا نقش دیکھکر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ سانڈھ کے مُنھ اور دانتون کا نقش ہی -

کمرۂ تکیہ فرقہ بیکتاشی ہمیشہ بشکل مربع ہوتا ہی - اُسکے مرکز یا وسط مین ایک پتھر ہشت گوشہ موسوم بہ میدان تاش لگا ہوا ہی - جب کبھی وہان رسوم مذہبی اُس فرقے کے ادا ہوتے ہین اُس پتھر پر ایک روشن شمعدان رکھتے ہین - اردگرد اُسکے بارہ بیٹھک سفید بھیڑ کے چمڑے کی بنی ہوئی ہین - جب کبھی کوئی مرید تازہ اُس فرقے مین داخل ہوتا ہی اُس شمعدان کو اُس پتھر پر سے ہٹا لیتے ہین اور ہر ایک بیٹھک کے سامنے ایک ایک شمعدان رکھدیتے ہین - کیفیت اِس پتھر کی ذیل مین درج ہی -

بنی اہل اسلام علیہ السلام اپنے کمربند مین ایک پتھر رکھا کرتے تھے تاکہ اُسکو شکم پر دباکر تکلیف اشتہا کو رفع کرین - بیادگاری اِس عمل کے اشخاص فرقہ بیکتاشی اس پتھر اور بھی اُس پتھر کو کہ اپنے کمربند مین رکھتے ہین کام مین لاتے ہین - کہتے ہین کہ حاجی بیکتاش اُس شمعدان کو کہ اِس پتھر پر رکھا کرتا تھا اپنی آنکھ سمجھتا تھا

اور شمع کو اپنا چہرہ اور اس کمرے کو اپنا جسم۔ انکے تکیے مین ایک لکڑی بشکل (
رکھی ہوئی ہی۔ اسکو وہ چابک کہتے ہین بروقت ضرورت مریدون کو اس سے سزا
دیجاتی ہی۔ یہ لکڑی بیادگاری اس لکڑی کے رکھی جاتی ہی جس سے کہ حضرت علیؓ
نے اپنے سائیس کمبیریا کو مارا تھا۔ کمبیریا ہمیشہ بعد ازان اس لکڑی کو اپنے کمربند
مین رکھا کرتا تھا۔

بارہ بیٹھکین بیادگاری بارہ امامون کے بنی ہین تفصیل انکی ذیل مین درج ہی
۱۔ اول بیٹھک یا نشستگاہ شیخ جو آپ کو بمنزلہ علیؓ سمجھتا ہی۔
۲۔ نشستگاہ پیرجی یا سید علی بلخی جو اس فرقے کے خلیفون مین سے تھا۔
۳۔ نشستگاہ طعام پز جو بنام جیم سلطان معروف ہی۔
۴۔ نشستگاہ نقیب یعنے نائب شیخ۔ یہ نام بنام گیاگسوس رکھا گیا ہی۔
۵۔ نشستگاہ میدان۔ اس مقام پر سپرنٹنڈنٹ تکیہ بیٹھتا ہی۔ وہ آپ کو بجائے
سساری اسمٰعیل سمجھتا ہی۔
۶۔ نشستگاہ خانساماں تکیہ جو بنام کولی اچک حاجم سلطان معروف ہی۔
۷۔ نشستگاہ قہوہ ساز جو بنام شاذلی سلطان نامزد ہی۔
۸۔ نشستگاہ تھیلہ بردار جو بنام کرا دولت جان بابا معروف ہی۔
۹۔ نشستگاہ قربارہ ساز معروف بنام حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر ابراہیم
جنکا ذکر کہ توریت مین آیا ہی۔
۱۰۔ نشستگاہ ملازمین و خدمتگاران موسوم بہ عبدالموسے۔
۱۱۔ نشستگاہ سائیس موسوم بہ سائیس خلیفۂ علیؓ۔
۱۲۔ نشستگاہ مہمان دار تکیہ معروف بہ خضر۔
کمرۂ شیخ موسوم بہ شیخ ہڈجراسی ہی۔ وہ تکیے مین شاذہی رہتا ہی۔ وہ ایک

علیحدہ گھر مین سے اپنے خاندان کے سکونت رکھتا ہی۔ وہ بعض اوقات منّت رکھتا ہی یا قسم کھالیتا ہی کہ مجرد رہینگے اور شادی نکرینگے۔ اسصورت مین وہ تکیے مین رہتا ہی اور اپنی اوقات وہان بسر کرتا ہی۔ اس منّت یا قسم کو مجرد اقرار کہتے ہین۔ جو کوئی فرقہ بیکتاش مین سے اس قسم کی منّت رکھتا ہی شیخ اول اس سے یہ استفسار کرلیتا ہی کہ اگر اسکے خلاف عمل کروگے اور اسکو توڑ دوگے تو تیغ ذو الفقار ہونا تمکو منظور ہی یا نہین۔ وہ درجواب اسکے اقرار کرتا ہی کہ مجکو اسصورت مین تہ تیغ ذو الفقار ہونا منظور ہی اور یہ بھی کہتا ہی کہ اسصورت مین شاہ ولایت کی تلوار سے جو بمنزلہ علیؓ کے ہی میرے دو ٹکڑے کردینا۔ اس فرقے کی مخفی منتون مین سے یہ بھی ایک ہی۔ نمبر ۱۲- فرقہ بیکتاش کے لیے ایک راز و اسرار ہی بدینوجہ کہ جب کبھی کوئی نذر یا منّت رکھکر اسکے خلاف عمل کرے اور اسکو توڑ دے تو اسپر بارہ سزائین نازل کیجاتی ہین۔ وہ بارہ کی قسم کھاتا ہی۔ اور روپیہ بارہ بارہ گنکر ادا کرتا ہی اور بروقت سزا دہی بارہ کوڑے مارتا ہی۔ مین نے سنا ہی کہ یہ قاعدہ محض ازراہ تتبع بانی فرقہ مستعمل ہوا ہی۔ ذکر اللہ تکیے مین ہمیشہ بحالت خموشی ہوتا ہی اسوقت آواز کسی کے منھ سے نہین نکلتی ہی۔ کہتے ہین کہ بناء اسکی حسب بیان مندرجہ ذیل ہوئی ہی۔ کہتے ہین کہ یہ علیؓ سے شروع ہوئی ہی۔ خدا اسپر اپنا فضل و کرم کرے مین نے ایکمرتبہ محمد صلعم سے کہا کہ اوپیغمبر اللہ مجھے آسان تر راہ خدا بتلا اور آسان تر ترکیب پرستش کی دکھلا۔ درجواب اسکے پیغمبر نے کہا کہ درست طریقہ پرستش معبود حقیقی یہ ہی کہ اسکا نام لیکر اسکو یاد کرے مین نے تب پوچھا کہ مین کیونکر اسکا ذکر کرون۔ اسکے جواب مین کہا کہ اپنی آنکھین بند کرکے میری طرف متوجہ ہو اور میری سنو اور میرے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھو۔ یہ الفاظ پیغمبر نے آنکھین بند کرکے تین مرتبہ باواز بلند پڑھے اور مین نے بھی انکا تتبع کیا۔ کہتے ہین کہ ایکمرتبہ محمد صلعم و حضرت علیؓ دونون

خلوت مین بیٹھا ہاتھے - محمد صلعم اپنے گھٹنون پر کھڑے ہوے اور علی نے بھی انکی دیکھا دیکھی
وہی عمل کیا بسکہ دونون کے گھٹنے باہم ملگئے - پیغمبر اہل اسلام نے لا الہ الا اللہ
تین مرتبہ پڑھا - اول مرتبہ تو انھون نے اپنے چہرے کو داہنے کندھے کے اوپر کی طرف پھیرا
اور دوسری مرتبہ اپنی چھاتی کی طرف اور تیسری مرتبہ بائین کندھے کی طرف
انکی آنکھین اسوقت بند تھین اور آواز انکی بلند ہو گئی تھی اور وہ اپنی اس
حدیث کی تصدیق کرتے تھے کہ بہتر ترکیب خدا کی یاد کرنے یا نماز پڑھنے کی یہی ہو کہ
کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھے -

اس نماز کو جہری یعنے قابل سماعت کہتے ہین - بہت سے اور فرقہ ہاے درویشان
مین بھی یہی طریقہ نماز جاری ہی - اس نماز کو جو بعالم سکوت پڑھی جاتی ہی خفی
کہتے ہین - بنا اسکی اس حکم پیغمبر صلعم پر مبنی ہی جو انھون نے بزمانہ مخفی ہونیکے غار کوہ
مین ابو بکر کو دیا تھا - یہ بھی ایسا لکھنا مناسب متصور ہی کہ طریقہ نماز و دعا جمیع فرقہ ہاے
درویشان قرآن کے باب ۹ - کے ۴۰ - فقرے پر مبنی ہی - مضمون اس فقرے کا یہ ہی
کہ جب محمد صلعم و حضرت ابو بکر صدیق دونون ایک غار کوہ مین مسکون تھے محمد صلعم
نے اپنے رفیق سے کہا کہ مغموم و متفکر و متردد نہو خدا ہمارے ساتھ ہی - خدا نے اپنی حمایت
آسمان سے بھیجی ہی اور فوج غیبی سے میری مدد کی ہی اور کفار کے طریقون کو
پائمال و بالا کر دیا ہی - کلمہ الٰہی بڑا قوی ہی اور سب سے بالاتر - خدا بڑا قادر مطلق
و دانا ہی - تکیے کے وہ اشخاص فرقہ بیکتاشی جو کسی متنفس کو مرید یا چیلہ بنانے کے لیے
شیخ کی حضور مین حاضر کرتے ہین رہبر کہلاتے ہین - جو اشخاص کہ بروقت اسکے داخل
ہونے کے اس فرقے مین اسکے ہمراہ تکیے مین آتے ہین ترجمان کہلاتے ہین - رہبرونکے
ہاتھ مین تبر بشکل ⊂—ا ہوتا ہی - وہ رسی جو بروقت اسکے داخل ہونے کے تکیے مین
اول مرتبہ ڈالی جاتی ہی وہ بند یا تہ بند کہلاتی ہی - باجہ جو بیکتاشی بجاتے ہین نام

لفظ نام زدہی - اسکو خدا کے نام پر و و و و بھی کہتے ہین - اس فرقے کی مخفی علامات
الفاظ تبرا و تولا مین مشتمل ہین - تبرا کے معنے دوری کے ہین اور تولا کے معنے نزدیک
کے - ان دونون الفاظ سے یہ مراد ہے - نزدیکی محبت و دوری از مکر و فریب
دوسری بندش جسکو قفل یا بند کہتے ہین الفاظ مندرجہ ذیل مین مشتمل ہے
وہ شاہ تلقین یعنے استاد جملہ پیر ہا یا بانی فرقہ ہا و منتہا تھا منت کے پورا
کرنے کو عہد و وفا کہتے ہین -

ذکر دوازدہ امام فرقہ بیکتاشی

کہتے ہین کہ محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے یہ کہا تھا کہ میری
نہ تو نماز و نہ روزہ و نہ حج نہ زکوۃ چاہتا ہون تم صرف میرے خاندان کی خبرگیری
مصروف رہا کرو - محمد صلعم کے صرف ایک لڑکی تھی موسوم بفاطمہؓ - اپنی اس دختر
کو انھون نے اپنے بھائی حضرت علیؓ سے منسوب کر دیا تھا - عابدی درویش اور
بالتخصیص اشخاص فرقہ بیکتاشی بیان کرتے ہین کہ محمد صلعم نے حضرت علیؓ کو اپنا
جانشین یا خلیفہ مقرر کیا تھا لیکن سُنّی اس بات سے انکار رکھتے ہین اور وہ اُنکے
اس قول کو غلط سمجھتے ہین - فاطمہؓ کے دو لڑکے حسنؓ و حسینؓ تولد ہوئے تھے - اسیکہ
محمد صلعم کے کوئی لڑکا پیدا نہوا تھا اسلیے وہ ان دونون لڑکون سے کمال اُلفت
و محبت رکھتے تھے - یہ دونون اول امام اہل اسلام ہین - اگرچہ بہت سے اہل اسلام اُنکے
حق جانشینی سے منکر ہین لیکن چونکہ وہ اولاد محمد صلعم سے ہین اسلیے وہ قابل ادب
و محبت و تعظیم و تکریم ہین حسنؓ علیہ السلام زہر ہلاہل سے مارے گئے اور مدینے مین
دفن ہوے اور حسینؓ علیہ السلام کو یزید بن معویہ نے قتل کیا اور وہ کربلا مین مدفون
ہوے -
چوتھے امام زین العابدین فرزند حسینؓ تھے اُنکو مروان فرزند یزید نے قتل کیا

اور وہ مدینے مین دفن ہوے۔

محمد باقر امام پنجم کو ہاشم فرزند عبد الملک نے قتل کیا اور وہ مدینے مین مدفون ہوے

جعفر الصادق امام ششم منصور کافر کے ہاتھ سے مقتول ہوے اور مدینے مین دفن۔

امام ہفتم کو کہ موسیٰ القاسم تھے ہارون الرشید نے انگور زہر دار کھلا کر قتل کیا اور مقتول بغداد مین دفن ہوے۔ اُس مقام کو اب بھی آتقانمی لکھتے ہین۔

امام ہشتم علی موسیٰ الرضا تھے۔ وہ خلیفہ میمون کے ہاتھ سے قتل ہوے اور خراسان مین دفن۔ اُس مقام کو اب مشہد اللہ کہتے ہین۔

محمد تقی امام نہم خلیفہ مستقیم کے ہاتھ سے مارے گئے اور بمقام سامرہ واقع متصل بغداد دفن ہوے۔

علی نقی امام دہم کو بھی خلیفہ مستقیم نے قتل کیا اور اُنکو بھی اسی مقام پر دفن کیا۔

حسن العسکری امام یازدہم کو خلیفہ معتمد نے قتل کیا اور یہ مقتول بھی اُسی مقام پر دفن ہوے۔

کہتے ہین کہ مہدی امام دوازدہم پندرھوین ماہ شعبان ۲۶۴ھ ہجری کو عجیب طور سے بمقام سامرہ غائب ہوگئے۔ اُس مقام پر ایک غار کو وہی جہان سے کہتے ہین کہ وہ پھر پیدا و ظاہر ہونگے۔ تمام درویشون اور تمام مسلمانون کا یہ اعتقاد ہی کہ وہ ضرور پیدا ہونگے اور پر وہ زمین پر بطور شاہ سلطنت کرینگے۔ یہ تمام فرزند حضرت امام حسین کے تھے۔ حضرت حسنؑ کے بھی کئی لڑکے اور لڑکیان پیدا ہوئی تھین حسن وحسین کے پوتے و پوتیان اِس قتل سے محفوظ رہے اور اُنکی اولاد سے سید نکلے۔ سید سبز عمامہ باندھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ وہ نبی کے خاندان مین سے ہین کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے محمد صلعم کو حکم دیا تھا کہ سبز رنگ کا استعمال کیا کرو سید دو قسم کے تھے ایک تو وہ جو فاطمہؑ کی اولاد سے تھے۔ دوسرے وہ جو حضرت علیؑ کی دوسری

قبیلے سے تولد ہوئے تھے۔ جو سید لوگ اولاد فاطمہؓ میں سے نہیں ہیں انکو سید عموماً یہ
کہتے ہیں یا امیر۔ سید و الیت (؟) دوم بڑی نسبت باقی اور مسلمانون کے حکومت
کے باب میں کئی صورت سے مختلف ہین۔ انکے لیے نقیب الاشرف جو قسطنطنیہ
مین رہتا ہی مقرر ہی اور وہ انہی کے زیر حکم رہتے ہین۔ والیت (؟) دوم مین جو کوئی
سید ہونیکا دعوے کرے چاہیے لوگ اسکو سند یا ثبات اسکو کرسی نامہ کے اپنے پاس
موجود رکھتا ہو۔

کتاب مذہبی فرقہ بکتاشی سے ترجمہ مندرجہ ذیل دریابہ مختلف نماز و دعاہا
کہ انکے تکیے مین مستعمل ہین کیا گیا ہی۔

۱۔ بروقت رکھنے تاج یا کلاہ کے سر پر وہ تکبیر پڑھتے ہین یعنے اللہ اکبر کہتے ہین

۲۔ ویسی ہی۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ جب کوئی درویش بطور مہمان تکیے مین آتا ہی۔

۵۔ جب وہ اندر کے دروازے پر پہونچتا ہی۔

۶۔ جب وہ دروازے کے اندر داخل ہوتا ہی۔

۷۔ جب وہ اول قدم دروازے کے آگے رکھتا ہی۔

۸۔ جب وہ دوسرا قدم رکھتا ہی۔

۹۔ جب وہ تیسرا قدم رکھتا ہی۔

۱۰۔ جب وہ چوتھا قدم رکھتا ہی۔

۱۱۔ جب وہ مرشد یعنے شیخ کے نزدیک پہونچتا ہی۔

۱۲۔ جب وہ اسکو نذر پیش کرتا ہی۔

۱۳- جب وہ اسکے آگے اس طور سے کھڑا ہوتا ہو کہ دونوں ہاتھ چھاتی پر تقاطع کرتے ہوے جاتے ہین اور کندھون تک پہونچتے ہین اور داہین پیر کا انگوٹھا بایئن پیر کے انگوٹھے پر ہوتا ہو تو اسکو دار ورہک کہتے ہین۔

۱۴- ویسی ہی نماز جسکو دار منصور کہتے ہین۔ یہ نام حضرت منصور سے نکلا ہو جو دار پر چرھائے گئے تھے۔

۱۵- ویسے ہی موقع پر۔

۱۶- نماز گناہون کے لیے۔

۱۷- ایضاً

۱۸- نماز گناہ گلبانک یا نماز گنا وسہو وخطا وغلطی ہا وشکر نعمت رزاق۔

۱۹- نماز تکبیر خرقہ واپوست یعنے نماز پوشاک جبہ ونشستگاہ کے لیے۔

۲۰- ایضاً صرف خرقے کے لیے۔

۲۱- ایضاً

۲۲- قندائی یا کلاہ کے لیے۔

۲۳- ایضاً

۲۴ ترجمان تسلیم تاش۔

۲۵ ایضاً

۲۶ ایضاً

۲۷- نماز تکبیر الف لام وتنورہ و پلنگ پر۔

۲۸- پلنگ پر۔

۲۹- ایضاً۔

۳۰- الف لام پر۔

۳۱- کبیریا پر۔

۳۲- ایضاً۔

۳۳- تنورہ پر۔

۳۴- منگوشت پر۔

۳۵- چراغ یا شمع پر بعد وکیل کے یا بروقت ادائے رسمیات درو
بیرون پر۔

۳۶- ایضاً۔

۳۷- ایضاً۔

۳۸- ایضاً۔

۳۹ چلک یا کوڑی پر۔

۴۰- کشکول یعنے پیالہ درویش پر۔

۴۱- نائب کی پوستاکی پر۔

۴۲- پوستاکے بیرچی پر۔

۴۳- چہار یار یا اول چار خلیفوں پر۔

۴۴- قربانی پر۔

۴۵- بروقت اجازت طلب کرنیکے شیخ سے کھانا کھانیکے لیے۔

۴۶- بروقت بچھانے میز کے۔

۴۷- میز پر۔

۴۸- بروقت بیٹھنے کے میز پر۔

۴۹- خاکروب کمرہ تکیہ پر۔

۵۰- بروقت ترجمان یا غسل۔

۵۱- دروازے پر-

۵۲- درِ و منصور پر-

۵۳- پانی یا کسی اور بانی کے دینے والے پر-

۵۴- بر وقت سلام-

۵۵- خدمتگارون و ہمراہیون پر-

۵۶- جھنڈے پر اور اُس ماتم پر جو قتل حسنؑ و حسینؑ کے باب مین ہوتا ہی-

۵۷- جھنڈے پر-

۵۸- اُس چراغ پر جو بیچ کے پتھر پر رکھا جاتا ہی-

۵۹- بر وقت خالی کرنے کشکول کے میز پر-

۶۰- تبر و تنگنی و چلاک پر جو اشخاص فرقہ بیکتاشی سفر دور و دراز مین بالتخصیص اپنے ہمراہ رکھتے ہین-

۶۱- بر وقت باندھنے کمربند کے-

۶۲- انشک منگوش پر جو بطور حلقہ گوش استعمال مین آتا ہی-

۶۳- جبیجمہ پر یعنے اُس کھال پر جو فرقہ بیکتاشی بر وقت سیاحی و مسافری کندھون پر ڈالتے ہین-

۶۴- ترجمان و لک پر یعنے اُن موزون پر کہ وہ ٹانگون مین پہنتے ہین-

۶۵- لیونک یعنے لمبی قمیص پر جو وہ پہنتے ہین-

۶۶- ملقہ یعنے کشادہ لباس پر جو وہ پہنتے ہین- انمین سے دو اخیر اُس لباس سے متعلق ہین جو کہ محمد صلعم نے بر وقت اِس بیان کے کہ علی میرا جسم ہی اور خون اور روح اور گوشت اور میری روشنی اور اُسکی روشنی دونون ایک ہین پہنے تھے-

۶۷۔ اُس وقت بیان ہستی پر جو مرید تازہ کے گلے میں بروقت اسکے داخل ہونیکے گنجھے میں ڈالی جاتی ہے

۶۸۔ ستر پوشی پر۔

۶۹۔ حلقہ گوشی پر۔

۷۰۔ قربانی پر۔

۷۱۔ بروقت حجامت کے۔

۷۲۔ بروقت داخل ہونیکے تکیے میں۔

۷۳۔ بروقت داخل ہونیکے دروازے میں۔

۷۴۔ بروقت قدم لینے کے۔

۷۵۔ بروقت آنے شیخ کے نزدیک۔

نماز و دعاہائے مرقومۂ بالا میں سے چند کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

بعض ترجمہ انمیں سے اہل اسلام کی دعا و نماز روزمرہ سے بالکل ملتی ہوئی ہیں اور بہت سی باہم ایکدوسری سے ایسی متشابہ ہیں کہ وہ دلچسپ و دلپسند نہیں اور نہ کچھ خصوصیت درویشوں کے فرقوں کی آشکارا ہوتی ہے۔ لفظ ترجمان یعنے مترجم بھی کچھ ایک نماز کے معنے دیتا ہے لیکن مستعمل مذہب درویشان میں ہے۔

۱۔ ترجمان دروازہ۔

میں نے اپنے سر و روح کو دروازہ توحید پر رکھا ہے تاکہ میرا جسم مثل ... خالص و صاف ہو جائے۔ میری استدعا از شیخ محبت ہے کہ تو اندر ... دریچے سے اتر کر اپنی آنکھیں ایک لحظے کے لیے مجھ فقیر کی طرف ...

۲۔ ترجمان بروقت نذر پیش کرنیکے شیخ کو۔

چوٹی سلیمان فرزند داؤد کے لیے زانوئے ٹڈہ بطور نذر وپیشکش لائی ہے۔
او شیخ تو سلیمان ہے اور مین تیری چونٹی۔ میری اس حقیر پیشکش کو منظور و مقبول کر۔

۳۔ ترجمان بروقت سلام کرنے کے شیخ و درویشون کو۔

سلام علیک۔ او پیروان راہ راست و بزرگان روشنی حقیقت۔ مریدان علم حقیقت۔

۴۔ بروقت استدعاے معافی خطا۔

او شیخ صاحب مجھسے خطا سرزد ہوئی ہے۔ علی المرتضیٰ کے واسطے میری خطا معاف کرو۔ حسین شہید کربلا کے لیے مجھے بخشو۔ او شیخ صاحب مجھسے خطا ہوئی ہے۔

۵۔ بروقت پہننے فنائی کلاہ کے۔

علامت جلیل القدر و تیس الکورا و علامت کبیر یا سائیس علی بزرگ و علامت اشخاص مغفور خاندان بزرگ امام رضاؑ۔ اس کلاہ کے پہننے کی مجھکو اجازت دو کیونکہ مین اسکی تاثیر کا کمال معتقد ہون۔

۶۔ بروقت پہننے سنگ ہشت گوشہ کے جسکو تسلیم تاش کہتے ہین۔

او اللہ رسم و آیئن مریدان میرا ایمان ہے۔ اسمین شک نہین کہ وہ اب میرے مکنون خاطر ہے اور میرے دل مین جاگزین۔ بروقت پہننے تسلیم کے او اللہ مین آپکو تیرے سپرد کرتا ہون اور تیری طرف مشغول ہوتا ہون۔

۷۔ بروقت پہننے حلقہ گوش کے

علت غائی ترقی ہر شئے۔ حلقہ گردن اوج و ترقی۔ علامت اشخاص بہشتی بخشش شہید شاہ حسین۔ لعنت بر یزید۔

۸۔ تکبیر تسلیم تاش

اللہ۔ اللہ۔ بنام اللہ کہ رحیم و کریم ہے۔ خدانے حضرت موسےؑ کو حکم دیا تھا کہ تم

اپنی لکڑی کو اس پتھر پر مارو- بجرد اس عمل کے بارہ چشمے پیدا ہو گئے (دیکھو باب دوم قرآن فقرہ ۵۷)- ہمنے تمھارے سرون پر بادل بھیجا تھا- ہمنے تمھارے لیے من و سلویٰ بھیجکر یہ کہا تھا کہ اس خوراک خوشگوار کو کہ ہمنے بھیجی ہی کھاؤ تمنے اپنے حق مین آپ زیادہ تر نقصان کیا ہی بہ نسبت میرے (دیکھو قرآن باب دوم فقرہ ۵۴)-

۹- تکبیر الف لام و پلنگ-

خدا اُن مومنین سے راضی ہوا ہی جنھون نے کہ اپنا ہاتھ زیر درخت بطور علامت وفاداری تجھے پکڑا یا تھا- وہ اُنکے دلون کے خیالات سے واقف تھا یعنے وہ جانتا تھا کہ اُنکے دلون مین کیا خیالات گذرتے ہین- اُسنے اُنکو امن و امان بخشا اور جلد اُنکو فتح نصیب کی- اخیر مین وہ با آواز بلند کہتے ہین- او محمد- او علی- قرآن باب ۴۸- فقرہ ۱۸-

۱۰- تکبیر الف لام اند بروقت بستن یا قسم مجردی و نا کتخدائی-

مین خیال شادی کا دل سے یکقلم محو کرتا ہون اور مین اس کمربند کی قسم کھاتا ہون کہ مین اپنے قول پر صادق رہونگا (دیکھو باب ۱۱۲ قرآن کا پڑھتا ہی اور شیخ مرید سے کہتا ہی کہ خدا نہ تو جنتا ہی اور نہ جنا تا ہی اور کوئی اُسکا ثانی اور شریک نہین ہی)

۱۱- ترجمان کمبیر-

مین تیرے گھوڑے کے ہمرکاب رہنے سے کمبیر بنگیا ہون- تیرے قدمون کے نیچے مین مدت سے تکلیفین اُٹھاتا آیا ہون- محمد صلعم کہتے ہین کہ مین سردار جمیع پیغمبران بنا ہون- تم شیخ صاحب سب چیزون کو دیکھتے ہو یعنے تمسے کچھ چھپا نہین- تم سب چیزون کو جانتے ہو- تم ہی میرے لیے سب چیز ہو- یعنے تم سب چیزون سے

زیادہ تر عزیز ہو۔

۱۲- ترجمان تنوریہ

او تم جو اس راہ پر جان نثار ہو اپنے پیر سے لگے رہو اور آوارہ و سرگردان اور طرف نہ پھرو۔ تمھارے دل سے حیدر یعنے علیؑ نکلتا ہی۔ اس پتھر کو اپنے کان مین لٹکاؤ اور غلام بنو اور شاہ آرن کے پاس آؤ۔ اور سائیس علیؑ کے سائیس بنو۔

۱۳- ترجمان چراک یعنے روشنی۔

بعد درس کے پیر نے ترکیب بجھانے چراغ کی بیان کی ہی۔ اللہ میرا دوست ہی۔ حق۔ ہو۔ ارزز۔ عاشق۔ وفادار۔ جو آتش عشق مین جلتے ہین۔ جاگنے والا۔ آہین جم آہین جم نام اُس جگہہ کا ہی جہان وہ جمع ہوتے ہین۔ محبت مین ثابت قدم رہنے والے شاندار روشنی۔ فخر جمیع درویشان۔ قوانین جمیع انسان۔ شاہ خراسان۔ قسم حُسن محمدؐ۔ و کمالیت علیؑ۔ ہو۔ دوست۔

۱۴- اُسی باب مین۔

اللہ۔ اللہ۔ ہمنے اس چراغ کو بالا ہی۔ فخر جمیع درویشان درباب عشق خدا۔ محبوب مالکان دارین۔ مہر جمیع پیغمبران۔ محبوب اُس شخص کے جسنے کہ چشمہ کوثر سے پانی دیا تھا۔ علیؑ منتخب و مقبول خدیجہ جو عورات مین سب سے بہتر تھین۔ پیر کے بارہ دل۔ سردار اولیا۔ فرزندان علیؑ و امام حسنؑ و امام حسینؑ۔ واسطے چودہ پاک قربانیون فرزندان امام حسینؑ و خاندان آل عبا کے (یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ پیغمبر نے ایکمرتبہ اپنی عبا یا چغہ کے نیچے علیؑ و حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کو اور خود آپ کو بھی لیا تھا) واسطے محبت حضرت خون گیر۔ قطب اولیا خدا کے کہ وہ تا روز اخیر الفت حاجی بیکتاش دلی جلتا اور روشن رہے۔ قسم حسن پیغمبر و کمالیت علیؑ۔ ہو۔

۱۵۔ ایضاً۔

روشنی اولیا۔ روشنی افلاک۔ خدا کرے کہ یہ مقام مثل کوہ طور ہو جائے جہانکہ موسیٰ نے روشنی خدا دیکھکر اُسکی پرستش کی تھی۔ جب کبھی تو روشن ہو خدا کرے کہ تیرا روشن کرنیوالا محمدؐ اور علیؑ کے لیے دعائین مانگے۔

۱۶۔ ترجمان چلک۔ یعنے لکڑی۔

جو مسئلہ تثلیث کے معتقد ہین اُنکو موت آئے۔ کہو کہ سوائے علی کے وہ کھلتے نہین۔ سوائے تلوار ذوالفقار کے کوئی اور تلوار نہین۔ (یہ قرآن سے منقول ہی)

۱۷۔ ترجمان کشکول۔

غریب دروازہ علیؑ۔ فقیر کشکولِ درگاہ یعنے تکیہ۔ سند عاشقان بنام علیؑ۔ ہو۔ دوست۔ اے واللہ۔

۱۸۔ ترجمان پوست۔

مین ایک حسین دوست کے چہرے کی طرف دیکھتا ہون۔ اوشخص در جۂ اعلےٰ (یعنے شیخ) تو دارا و بروین رکھتا ہی تیرا مقام جائے الست ہی (یہ اشارہ قرآن کے تیسرے باب کے ۱۷۱ فقرے کی طرف ہی) اہل اسلام کا یہ اعتقاد ہی کہ روشنی پیغمبران منجانب خدا اُنکی پیشانیون پر اور مابین دونون آنکھون کے وارد ہوئی تھی۔ وہ اس بات کے بھی معتقد ہین کہ خدا پرست و عابد و پارسا درویش اپنی آنکھین بند کرکے ایسے خیال الٰہی مین محو ہو جاتے ہین کہ بزور قوت متخیلہ اپنی پیشانی پر شکل اپنے فرقے کے پیر کی پیدا کرلیتے ہین۔ یہ آیت بمنزلہ اقرار یا سنت مانی جاتی ہی۔ پوستکی چار فرشتگان مقامات خدا ہین۔ مراد چار فرشتون سے یہ ہی۔

۱۔ شریعت۔ ۲۔ طریقت۔ ۳۔ حقیقت۔ ۴۔ معرفت۔ قسم حاضرین و غائب آمین جم۔ ایون لر۔ ہو۔

۱۹- ترجمان کربان -
قسم قربانی حضرت اسمٰعیل جنکے باب مین خدا نے بذریعہ حضرت جبرئیل حکم بھیجا تھا
ہو - دوست - اے واللہ -

۲۰- ترجمان میند -
ریہ تمام مضمون باب ۷۷- قرآن فقرات ۸ و ۹- و باب ۵- فقرہ ۱۱۲ ہے)

۲۱- ترجمان - بروقت داخل ہونے کے تکیے مین بطور مہمان -
اللہ ہمارا دوست ہی - ساکنین تکیہ کو خوشی نصیب ہو - محبت و اخلاص انکو جو خوشدل ہین - تمام فقراے حاضرین کو - پیرون اور اوستادون کو - نائبون کو ساکنین اس مکان شاہ یعنے علی کو -

۲۲- گلبرک یا بسم اللہ جو یہ فرقہ کھانے سے پیشتر پڑھتا ہی ذیل مین درج ہی -
او اللہ - اللہ قسم ہی صور اسرافیل کی - قسم ہی تکبیر کی قسم ہی روشنی مسجد (یعنے پیغمبر کی) و محراب و ممبر کی - قسم ہی شاہ پیر حاجی بیکتاش ولی سرور کی قسم ہی نفس ۳ و ۵- و ۷- و ۴۰- حقیقی اولیاؤن کی - ہم تیرے شکر گزار ہین - ہو
اعداد مرقومہ بالا سے اُن رجال الغیب کی طرف اشارہ ہی جو ہر صبح موافق اعتقاد اہل اسلام کعبہ واقع مکہ مین حاضر ہوتے ہین اور بحکم الٰہی تمام روے زمین پر انسان کے کاروبار کے اہتمام کے لیے پھرتے رہتے ہین - تین اول ہین سے ایک کو قطب یا مرکز کہتے ہین اور دوسرے اور تیسرے کو ہین - ایک تو انمین سے قطب کے داہنے ہاتھ کو اور دوسرا بائین ہاتھ کو کھڑا رہتا ہی اور وہ تمام کعبے کی چوٹی پر کھڑے رہتے ہین - انکو اہل تصرف بھی کہتے ہین اور وہ کبھی مکے سے ہٹتے نہین -
چار اور ہین جو اوتاد کہلاتے ہین - وہ روے زمین پر پھرتے رہتے ہین - سات اور ہین جنکو اخیار کہتے ہین - وہ بھی مثل اُنکے روے زمین پر پھرتے رہتے ہین - ۴۰ کو

شہیدا کہتے ہین اُنکا بھی کام وہی ہی۔ علاوہ اِنکے ستر اور ہین جنکو بودیلا یا بندہ اللہ کہتے ہین۔ ۰۔ کونکا یا یا نائب کہتے ہین اور اُنکا کام بھی ویسا ہی جیساکہ باقیونکا ہر صبح کے وقت یہ تمام مکے کو جاتے ہین اور حال روز گذشتہ کا قطب سے بیان کرتے ہین اور نماز پڑھکر پھر وہانسے چل دیتے ہین اور اسیطرح سے دورہ کرتے رہتے ہین۔

صور بیکتاشی جسکا ذکر کہ نماز دن مرقومہ بالا مین ہوا ہی جنگلی بکری کے سینگ کے شکل کا ہوتا ہی۔ اُس صور کو لفر کہتے ہین۔ غالباً بیادگاری صور اسرافیل وہ مقرر ہوا ہوگا۔ جب صور بیکتاشی بجتا ہی درویش آرام کرتے ہین اور اپنے جسم کو تازہ۔ بذریعہ صور بیکتاشی اُس فرقے کو خوف و اندیشے سے کہ پیدا ہونے والا ہو مطلع کر دیتے ہین اُسکو یا و دود بھی کہتے ہین جیساکہ سابق بیان ہوا۔

بوسفرس کے اُسطرف جو بجانب ایشیا واقع ہی ایک چھوٹا گانون ہی موسوم بہ مردوان کیوی (ز مانہ قدیم مین اسکو چیلسی ڈن کہتے تھے) اس گانون مین ایک قبر ہی جسکی زیارت کو عابد اور وہمی مسلمان اکثر جاتے ہین۔ اس قبر مین ایک درویش فرقہ بیکتاشی موسوم بہ عرب چاش مدفون ہوا ہی۔ بعہد شیخ الاسلام والی وزمانہ ریاست سلطان احمد عرب چاش گورنمنٹ کا پیغامبر تھا۔ چاشی یا پیامبر کو حکم ہوا تھا کہ مسری نیازی افندی کو شہر الیمیا مین جلا وطن کرنیکو لیجاو۔ راہ مین اس پیغامبر نے دیکھا کہ جسوقت قیدی نماز بسم اللہ پڑھتا ہی اُسکی ہتکڑیان کلائی پر سے کٹکر گر پڑتی ہین۔ یہ حال دیکھکر اس پیغامبر کو یہ گمان ہوا کہ شاید کسی ترکیب سے قیدی ہتکڑیان کاٹ ڈالتا ہی پس اُسنے دوسری ہتکڑیان اُسکے ہاتھ مین ڈالدین باوجود اسکے پھر وہی صورت ظہور مین آئی یعنے نماز بسم اللہ پڑھتے ہی اُسکی ہتکڑیان کٹکر گر پڑین تب اُسکو یقین ہوا کہ یہ اثر اُسکی پارسائی کا ہی پس وہ اُسکا بدرجہ غایت

ادب کرنے لگا۔
اَلیمیا مین پہونچکر یہ پیغامبر اپنے عہدہ چاسش سے مستعفی ہوکر اس عابد و خدا پرست شخص کے ساتھ پندرہ سال تک وہین رہا۔ بعد انقضاے اس عرصے کے اس جلاوطن نے اپنے رفیق سے کہا کہ اب میری موت آئی ہی اور مین مرا چاہتا ہون۔ یہ کہکر اُسنے اپنی تسلیم تاسش کہ اُسکی گردن مین ہمیشہ پڑی رہتی تھی اُتار کر اُسکے ہاتھ مین دی۔ اور اپنا کمربند بھی کمر سے کھول کر اُسکے حوالے کیا اور کہا کہ تم اَستنبول کو واپس جاؤ۔ وہان تمھارا قبیلہ کسی اور شخص سے شادی کیا چاہتا ہی۔ پس تم بھی اُس شادی مین پلاؤ زردہ جاکر کھاؤ۔ وہ اَستنبول مین عین اُسیوقت پہونچا جبکہ رسمیات شادی پورے ہو چکنے کو تھے۔ وہان پہونچکر جب اُسنے اپنی قبیلہ پر ظاہر کیا کہ مین تیرا شوہر ہون اور اس باب مین اُسنے اُسکی بخوبی تسلی خاطر کردی اور اُسکو یقین کُلّی ہوا کہ فی الحقیقت بیان اُسکا درست ہی تب وہ شادی موقوف ہوئی اور وہ اپنے پہلے شوہر کی بی بی بنگئی اور اُسکے ساتھ ہم بستر ہونے لگی۔ بعد وفات عربی چاسش دیہ مردوان کیوئی مین دفن ہوا اور ازبسکہ وہ فرقہ بیکتاشی مین بڑا مشہور و معروف درویش ہو گیا تھا اسلیے اُسکی قبر کی بڑی زیارت ہوتی ہی۔ تمام فرقہ ہاے درویشان بنا اپنے مذہب و ملت کی قرآن اور حدیثو پر قائم کرتے ہین۔ حدیثین بعد وفات محمد اصحابون یا اُنکے جانی دوستون سے کہ اُنسے ہمکلام ہوا کرتے تھے سنکر فراہم کی گئی ہین۔ بہت سی حدیثین ایسی بھی ہین جو ایسے شخصون سے سنی گئین جنھون نے کہ اُنکو بچشم خود دیکھا تھا بلکہ کئی پشت گذر گئی تھین اُسمین اکثر نقلین یا مسائل باب اخلاق یا مذہبی یا وہ باتین بھری ہین جو کہ اُسکے اپنے خانگی امور سے متعلق ہین اور قرآن مین درج نہین جیسے کہ عبارت قرآن کی مبہم ہی ویسی ہی حدیثین بھی مبہم ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ جہ اشتباہ

کہ اس زمانے کے اہل عرب کی خصلت دریافت کیا چاہتے ہین اُنکے لیے وہ البتہ فائدہ بخش متصور ہین۔ اُنسے خصلت محمد صلعم کی بھی معلوم ہوتی ہی اور یہ بھی دریافت ہوتا ہی کہ اُنکی لیاقت کیسی تھی۔ حدیثین زبان عربی و فارسی مین مع شرح موجود ہین اور اُنکا ترجمہ زبان ترکی مین بھی ہوا ہی۔ جو کوئی مسئلہ درویشان قرآن سے مطابقت نہین کھاتا ہی وہ کہدیتے ہین کہ چار بڑے شارحین قرآن مین سے ایک نہ ایک سے مطابقت کھاتا ہی۔ بیان گذشتہ سے ظاہر ہوتا ہی کہ فرقہ بیگتاشی علیؑ کو بہت مانتے ہین۔ وہ بارہ امام سے کہ علیؑ کی اولاد مین سے ہین بڑی محبت رکھتے ہین۔ جو حدیثین پیغمبر صلعم کی کہ وہ نقل کیا کرتے ہین ذیل مین درج ہین۔

مین نہ ہی ور وحانی علم کا شہر ہون۔ اور علیؑ اُسکا دروازہ۔ علیؑ دروازہ شہر وسیع و فراخ کا ہی۔ جو کوئی اُس دروازے مین داخل ہو وہ اصلی مومنین مین سے ہی اور جو کوئی اُس راہ سے منحرف ہو وہ کافر ہی۔

کہتے ہین کہ قرآن کے باب دوم کے ۵۵ فقرے کے روحانی معنے وہی ہین جو اوپر بیان ہوے ترجمہ اُس فقرہ ۵۵ کا ذیل مین درج ہی۔

اِس شہر مین داخل ہو اور جو دولت کہ اُسمین موجود ہی اُس سے حسب دلخواہ نفع اُٹھاؤ لیکن بر وقت داخل ہونیکے اِس شہر مین سجدہ کر کے کہو کہ او خدا پھر ہمپر رحم کر اور وہ تمھارے گناہ معاف کریگا کیونکہ خدا نے کہا ہی کہ مین اپنی بخشش اُنکو عطا کرونگا جو ایمان دار عادل و منصف ہین۔ علیؑ اور اُسکے پیروان کو روز حشر مغفرت ہوگی۔

کیفیت ادخال مرید تازہ بہ فرقہ بیگتاشی

مرید تازہ کو اِس فرقے مین داخل کرنے کے لیے یہ ضروری ہی کہ دو درویش اُس تکیے کے جو رہبر کہلاتے ہین مرشد یعنے شیخ سے اُسکی اچھی سفارش کرین جب شیخ

کہ مرید تازہ شیخ کی ملاقات کو جاتا ہی وہ اپنے ہمراہ ایک بھیڑ قربانی کے لیے اور روپیہ موافق اپنی استعداد کے نذر دینے کیواسطے لیجاتا ہی۔ یہ روپیہ بعد ازان بارہ درویشون مین کہ اِس کام کے لیے تکیے مین مقرر ہوتے ہین تقسیم ہو جاتا ہی۔ بھیڑ دروازے پر قربان کیجاتی ہی اور اُسکی اُون سے رسّی بنا کر مرید تازہ کی گردن مین ڈالی جاتی ہی۔ کچھ اُون اُسمین سے باقی رکھتے ہین تاکہ اُسکا تہ بند مرید تازہ کے لیے بنایا جاوے اور وہ اُسکو بعد ازان کام مین لاوے۔ بعد اختتام رسمیات تمام درویش تکیے کے گوشت اُس بھیڑ کا پکا کر کھاتے ہین۔ چونکہ راز و اسرار درویشان مخفی ہوتے ہین اسلیے بوقت اجتماع بڑی احتیاط کیجاتی ہی کہ کوئی تکیے مین چھپکر اُنکو سننے نپاوے۔ دو درویش اُسوقت دروازے کے باہر پہرہ دیتے رہتے ہین۔ تین درویش اور تکیے کے اندر کار و خدمات مین مصروف ہوتے ہین۔

مرید تازہ کے قریب تمام کپڑے اُتار لیتے ہین اور اِس باب مین بڑی احتیاط کیجاتی ہی کہ کوئی شئی از قسم دھات اُسکے پاس نہو۔ مراد اِس سے یہ ہی کہ مرید تازہ بروقت داخل ہونے کے اُس فرقے مین اپنی مرضی سے ترک دنیا و دولت و دیگر ترغیبات دنیوی کرتا ہی۔ اگر وہ مجرد اقرار ہوا چاہتا ہی یعنے وہ یہ منت رکھتا ہی کہ مین کبھی شادی نکرونگا تو اُسکے تمام کپڑے بدن کے اُتار لیتے ہین اور اُسکو بالکل ننگا کر دیتے ہین لیکن درصورت دیگر صرف اُسکی چھاتی ہی ننگی کیجاتی ہی۔ رسّی اُسکی گردن مین ڈالکر دو ترجمان اُسکو تکیے کے کمرے مین لیجاتے ہین۔ مرید تازہ تکیے مین داخل ہوکر بارہ درویش بیٹھے ہوے دیکھتا ہی۔ اُن بارہ مین ایک مرشد یعنے شیخ ہوتا ہی۔ ہر ایک کے سامنے ایک ایک چراغ یا شمع روشن ہوتی ہی۔ مرید تازہ کو بارہ گوشے کے پتھر کے پاس کہ مرکز کمرے مین ہوتا ہی اور میدان تاسخ کہلاتا ہی لیجاتے ہین اور اُسکو حکم دیتے ہین کہ اُسپر اِسطرح کھڑے ہو کہ دونون بازو چھاتی پر

تقاطع کرتے ہوے دونون ہاتھہ دونون کندھون پر ہون۔ اسکو توین کسمک کہتے ہین۔ مراد اس سے یہ ہو کہ مرید تازہ بکمال ادب و اطاعت گردن جھکاتا ہی اُسکے دائین پانؤن کا انگوٹھا بائین پانؤن کے انگوٹھے پر ہوتا ہی اور اسکا سر دائین کندھے کی طرف جھکا ہوتا ہی اور اسکا تمام جسم شیخ کی طرف۔ ترجمان مین سے ایک شیخ سے مخاطب ہو کر کہتا ہی کہ مین تمھارے واسطے ایک کول یعنے غلام لایا ہون اور تب اُسنے استفسار کرتا ہی کہ آیا آپ اِسکو غلامی مین لیوینگے۔ یہ سنکر شیخ خاموش ہو جاتا ہی اور اسیطرح اُسکو منظور کرتا ہی۔ مرید رہنما کے پیچھے شیخ کی طرف مخاطب ہو کر عفو تقصیر موافق بیان مندرجہ ذیل چاہتا ہی۔

مین نے غلطی کی ہی۔ میری خطا معاف کرو شیخ صاحب علی کیواسطے جو مقبول آلہی ہی اور حسین کا واسطہ جو شہید کربلا ہوے۔ مجھسے قصور نسبت اپنے خالق کے سرزد ہوا ہی اور مین آپ سے معافی چاہتا ہون۔

اُسکی خطا یہ ہی کہ وہ ابتک اُس فرقے مین داخل نہوا تھا اور گمراہی مین پڑا ہوا تھا شیخ تب وہ نماز کہ لٹانے مین درج ہی اور جسکا ذکر سابق ہو چکا ہی پڑھتا ہی اور مرید تازہ بھی اُسی کتاب مین سے وہ نماز کہ رہبرون سے اُسنے پہلے ہی سیکھ رکھی ہوتی ہی شیخ کے ساتھہ پڑھتا ہی۔ بعد اختتام نماز دو ترجمان مرید تازہ کو اُس جگہہ سے دور لیجاتے ہین اور تب اُسکے بازو پکڑکے شیخ کے پاس لاتے ہین۔ مرید تازہ شیخ کے حضور مین حاضر ہو کر وہ جھک کر تعظیم کرتا ہی اور تب سجدہ کرتا ہی۔ وہ بعد اُسکے گھٹنون کے بل شیخ کے روبرو خاص طور سے کھڑا ہوتا ہی اور مرید کا ہاتھہ شیخ کے ہاتھہ مین ہوتا ہی۔

میدان تاسش اُس قربانگاہ کی جگہہ پر ہوتا ہی جسپر کہ حضرت ابراہیم بحکم خدا اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل کو قربان کرنا چاہتے تھے۔ مرید تازہ گھٹنے کے بل اسی طور سے

کھڑا ہوتا ہی جیسا کہ حضرت علیؑ روبرو محمد صلعم کے اسوقت کھڑے ہوے تھے جبکہ انکے گھٹنے محمد صلعم کے گھٹنون سے مس کرتے تھے - مرید تازہ و شیخ باہم ایکدوسرے کا داہنا ہاتھ پکڑے ہوے ہوتے ہین اور دونون کے انگوٹھے بشکل الف کہ حرف اول حروف ابجد مین سے ہی کھڑے ہوتے ہین - مرید تازہ اپنا کان شیخ کے مُنھ کے پاس رکھتا ہی اور شیخ فقرہ دہم باب ۴۸ قرآن پڑھتا ہی مضمون اس فقرے کا یہ ہی کہ جو کوئی تیرے ہاتھ مین ہاتھ پکڑا کر خدا کی قسم کھاتا ہی کہ مین وفادار رہونگا خدا کا ہاتھ اُسپر ہوتا ہی - جو کوئی اس قسم کو توڑتا ہی اپنا نقصان آپ کرتا ہی اور جو کوئی اس قسم پر قائم و ثابت رہیگا خدا اُسکو بڑا عوض دیویگا - دونون رہبر جو مرید تازہ کو شیخ کے پاس اول مرتبہ لے گئے تھے تیر لیے ہوے مُسلّح باہر دروازے کے کھڑے رہتے ہین بعض کہتے ہین کہ از انسیکہ فرقہ بیکتاشی ایک خاص عقیدہ بت پرستی کا معتقد ہوتا ہی شیخ مرید تازہ کے کان مین ایک مسئلہ ایسا بیان کرتا ہی جو اُسکو ماننا پڑتا ہی اور اگر وہ اس راز کو افشا کرے تو اُسپر سزاے موت نازل ہوتی ہی - مرید تازہ کو یہ ماننا پڑتا ہی کہ کوئی خدا نہین ہی اسکے معنے یہ ہین کہ تمام مخلوقات و تجلیات خدا ہی - بعض کہتے ہین کہ یہ بیان محض غلط ہی - مین نے اچھے فقیر سے سنا ہی کہ بیان گذشتہ صحیح نہین ہی -

مین نے سنا ہی کہ شیخ مرید تازہ کو اور بھی راز و اسرار بتاتا ہی اور اُسکو اس بات سے مطلع کرتا ہی کہ اگر تو اُنکو افشا کریگا تو سزاے سخت تجھپر نازل ہوگی لیکن چونکہ وہ راز و اسرار قلمبند نہین ہوے ہین اسلیے اُسی فرقے کے درویش اُنسے واقف و آگاہ ہین - یہ اقرار نامہ اُن درویشون کا کہلاتا ہی - بیکتاشی شیخ کو علیؑ کہتے ہین اور رہبر کو محمد - اسطرح سے وہ پیغمبر کو علیؑ سے کم رتبے پر قرار دیتے ہین کہتے ہین کہ قبل از داخل کرنے کے مرید تازہ کو اپنے فرقے مین ایکسال اُسکا امتحان کرتے ہین اور کچھ چھوٹے راز و اسرار اُسکو بتا کر اُسکی وفاداری کو آزماتے ہین اور دیکھتے ہین کہ وہ اُنکو

اندشا کرتا ہی یا نہین - اس عرصے مین اُسکو محقق کہتے ہین یعنے وہ جسکی راستی کا امتحان ہوتا ہی - اس عرصے مین وہ تکیے مین آمد و رفت تو رکھتا ہی لیکن حقیقی راز و اسرار اس فرقے سے واقف نہین ہوتا ہی - بروقت داخل کرنے کے مرید تازہ کو اپنے فرقے مین کوئی سواے شیخ اور ترجمان اور اُن گیارہ درویشون کے کہ بجاے گیارہ امامون کے مقرر ہوتے ہین وہان موجود نہین ہوتا ہی - رسم ادخال مرید تازہ د بفرقہ بیکتاشی بنام اقرارنامہ وہی - جب کبھی کوئی مرید تازہ سے پوچھتا ہی کہ کس سے تمنے اقرار کیا ہی تو وہ اُس پیر کا نام لیتا ہی جو بانی اُس فرقے کا تھا نہ کہ شیخ کا - اُس سوال کا جواب سواے اسکے کبھی وہ کچھ اور نہین دیتا ہی اور نہ کوئی اُسکے خلاف توقع کرتا ہی - مین نے سنا ہی کہ ہر شیخ ایک خاص علامت شناخت مریدان تکیہ مقرر کرتا ہی پس جب کوئی تکیے کے دروازے پر آنکر دستک دیتا ہی تو وہ اُس علامت سے پہچانا جاتا ہی - یہ قاعدہ عام نہین ہی لیکن خاص مقامات پر اور خاص خاص تکیون مین مروج ہی -

وہ اقرار جو شیخ مرید کے روبرو پڑھتا ہی اور وہ اُسکے ساتھ اُس پڑھنے مین شریک ہو جاتا ہی ذیل مین درج ہی - اُس سے کچھ رسمیات تکیے کے معلوم ہو جاتے ہین -

بسم اللہ الرحمن الرحیم - مین اللہ سے مغفرت چاہتا ہون - (یہ تین مرتبہ پڑھا جاتا ہی) مین یہان خطا یا گناہ معاف کروانے آیا ہون - مین یہان حقیقت کی تلاش مین آیا ہون - مین معافی خدا کیواسطے چاہتا ہون - راستی وحق راہ راست ہی جو خدا کے پاس لیجاتی ہی وہی حقیقت الٰہی ہی جسکو مین جانتا ہون جسکو تم بدی کہتے ہو اُسکو مین بھی جانتا ہون - مین اُن اشیا کو جو اوروںکی مالیت سے ہونگے نہ لونگا - مین تین مرتبہ اُسکو پڑھتا ہون - گناہون سے توبہ کرو توبہ ایسی کہ پھر گناہ کی طرف میل نہو (یہ قرآن سے منقول ہی)

شیخ یہ بھی کہتا ہی کہ جو کچھ حرام ہی وہ نہ کھاؤ۔ جھوٹ مت بولو۔ کسی سے نہ لڑو۔
جو تمسے دنیا مین کم رتبے پر ہون اُنپر مہربانی کرو۔ بزرگون کا ادب کرو۔ جو کوئی تمھاری
ملاقات کو آوے اُس سے تم باخلاق پیش آؤ۔ کسی کے عیوب وخطاؤن پر نکتہ چینی
نکرو اور اگر وہ تمھاری نظر مین گذرین تو اُنکو چھپاؤ۔ اگر تمھارے ہاتھ سے یہ نہین ہو سکتا
ہی تو اپنے دامن وزبان ودل سے توکرو۔ بارہ فرقے درویشون سے براستی
پیش آؤ۔ ہم اور گیارہ فرقون کو مانتے ہین کیونکہ قرآن مین یہ نصیحت درج ہی کہ
ایکدن ایسا آویگا کہ نہ تو دولت و نہ خاندان اور نہ کوئی اور شئی سوا اطاعت
معبود حقیقی وصفاے قلب کچھ فائدہ دیوگی۔ یہ سنکر مرید شیخ کے ہاتھ چومتا ہی اور شیخ
یہ کہتا ہی کہ اگر تم مجھکو اپنا باپ بناؤگے تو مین تمکو اپنا فرزند سمجھونگا۔ اب سے بعد ازان
امانت اللہ تمھارے داہنے کان مین پھونکی جاوے۔

فرقہ ہاے قادری ورو فائی۔ و بداوی۔ و میولیوی۔ وغیرہ مین کہ اصلی بارہ
فرقون مین سے ہین اقرار صرف تلقین یعنے نام اللہ ہی۔

خاتمہ اقرار ذیل مین درج ہی۔ مرشد مرید سے یہ کہتا ہی اور وہ بھی اُسکے ساتھ
اُسکو پڑھتا ہی۔

محمد میرا رہبر ہی اور علیؓ میرا مرشد۔ بعد اسکے شیخ مرید تازہ سے یہ استفسار کرتا ہی
کہ تم مجھکو اپنا مرشد بطور نائب علیؓ مانتے ہو۔ درجواب اسکے مرید کہتا ہی کہ ہان مین
تمکو اپنا مرشد سمجھتا ہون تب شیخ کہتا ہی کہ مین تمکو اپنا فرزند بناتا ہون۔

اگرچہ بحسب ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ان الفاظ سے کچھ بڑی بات نہین نکلتی ہی
لیکن کئی مسلمانون کے نزدیک وہ داخل کفر ہین کیونکہ وہ درجہ محمد صلعم و قرآن کو
رتبہ علیؓ وشیخ سے پست کردیتے ہین بعد داخل ہونے کے کسی فرقہ درویش مین طریق سلام
بروقت داخل ہونے کے تکیے مین صرف یہ ہی کہ شیخ کی طرف ہلکے سے سر جھکا کر داہنا

ہاتھ چھاتی سے تقاطع کرتا ہوا گردن کے پاس بطور علامت اطاعت رکھا جاوے
جب وہ کسی محفل مین آتے ہین مین نے سنا اور بچشم خود بھی مشاہدہ و معائنہ کیا ہی
کہ وہ اپنا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھکر اسطرح کہ وہ حرکت ازادگا معلوم نہو فقیر ایکدوسرے کو
پہچان لیتے ہین۔ بعض بروقت داخل ہونے کے تکیے مین یا اپنے کسی بھائی برادر
کی ملاقات کیوقت وہ اپنا ہاتھ اپنے قلب پر رکھکر اور ہلکے سے جسم کو ہلاکر باواز بلند
یاہو ارنیڈر کہتے ہین میری دانست مین یہ قاعدہ علی العموم استعمال مین آتا ہی۔ درجواب
اسکے دوسرا درویش جسکو یہ سلام کرتا ہی۔ اے واللہ۔ شاہم یا پیرم۔ کہتا ہی۔ اے واللہ
کے معنے او خدا کے ہین۔ ایرنز کے معنے اشخاص اشراف کے ہین۔ شاہم اور پیرم
کے معنے یہ ہین کہ میرے شاہ اور میرے پیر کو سلام پہونچے۔

جب وہ خیر و عافیت ایکدوسرے سے پوچھتے ہین تو وہ یہ الفاظ کام مین لاتے ہین
کیف لر۔ جیم لبش لرم۔ یعنے میری خوشی خاطر صحت ہی۔ درجواب اسکے یہ الفاظ
بولے جاتے ہین۔ اے واللہ ارن لرم۔ یعنے قسم ہی خدا کی صحت ہی میرے
اشراف آدمی۔

جب درویش آپسمین ملتے ہین وہ یہ الفاظ زبان سے نکالتے ہین۔ ہو دوست
ارینڈر۔ یعنے خدا۔ دوست۔ اشراف آدمی۔ اور دوسرا درجواب اسکے۔ اے
واللہ اینڈرم۔ کہتا ہی۔ بروقت رخصت وہ باواز بلند اے واللہ کہتے ہین اور
دوسرا اسکے جواب مین الفاظ ہو دوست زبان سے نکالتا ہی۔

مین اسیجا یہ بھی بیان کرتا ہون کہ یہ ہی سلام اور فرقہ ہاے درویشان مین بھی
مستعمل ہی اگرچہ خانگی طور پر سلام معمولی انکے سلام علیکم ہی۔ جواب اس سلام کا
علیکم السلام ہی۔

مضمون مندرجہ ذیل جو اسی کتاب سے نقل ہوا ہی کیفیت بعض طریقہ ہاے درویشان

بیان کرتا ہی۔ وہ ایک کلام ہی جو مرشد اپنے مرید تازہ کی طرف مخاطب ہو کر
بیان کرتا ہی۔

نزدیک آؤ اور سیکھو کہ ہم کسطرح تمکو راہ راست خدا پر لیجاتے ہین جو ہوالاول
ہوالآخر کے نزدیک آتے ہین اُنکو ہم خوب جانتے ہین۔ دل کو دل سے راہ ہوتی ہی
ایک شخص واقف راہ راست کا موجود ہونا ضروریات سے مقصود ہی۔ ایک
تنفس وہ ہوتا ہی جو فرقے مین داخل ہوا چاہتا ہی۔ ایک وہ ہوتا ہی جو بطور دوست
کے پیش آتا ہی۔ جو اشخاص کہ اسوقت موجود ہونے چاہئین تکیے مین موجود ہوتے
ہین۔ اور تب ہم مرید کو راہ راست پر لاتے ہین۔ ایک اُسکے داہین ہاتھ کو ہوتا ہی
اور دوسرا بائین ہاتھ کو۔ یہ دونون اشخاص رہبر کہلاتے ہین اور تمھارے پاس
رہتے ہین۔ تین اشخاص بطور خدمتگار کے ہوتے ہین جنکو پروانہ کہتے ہین۔ ہم اب
ایک تکیہ سعی و کوشش کے لیے مقرر کرتے ہین۔ بارہ اشخاص واقف چار دروازے
اس فرقے کے وہان ضرور موجود ہونے چاہیین۔ تمام دنیوی علوم کو چھوڑ دو اور
بھولجاؤ اور اپنی روح کو ہمارے سپرد کر دو یعنے موافق ہمارے طریقہ و حکم کے
عمل کرو۔ رہبر تمکو دریا میدان تاش تک لیجاتا ہی اور اُس مقام پر تم اقرار اور
عہد کرتے ہو۔ اُسوقت تم جانتے ہو کہ مرشد کیا چیز ہی اور ہم بھی وہ ہی جانتے ہین۔
تم چار دریا دروازون کی راہ سے داخل ہوتے ہو اور اُنکی خدمت بڑی وفاداری
اور گرمجوشی سے کرتے ہو۔ مکار و ریا کار مت ہو ورنہ ہم تمکو سزاے واجبی دینگے
مرشد تمکو متن عہد سے اگر کچھ ہدایت کرے (دیکھو قرآن باب ۷۔ فقرہ ۱۷۱)
تو گوش دل سے سنو ورنہ وہ تمھارا سر کاٹ ڈالیگا۔ اگر کفار یا پیر تمھاری زبان سے
تمھارے راز و اسرار سنینگے تو وہ تمکو جھلخانے یا پاگلخانے مین لیجاوینگے یا تمکو مار ڈالینگے
اور ہم اُسوقت یعنے جبکہ تمکو سزاے واجبی ملتی ہوگی تمھارے پاس ہونگے۔ خبردار

اور ہوشیار رہو کہ کبھی ایسا ظہور مین نہ لادے کہ اپنے نفس کے مطیع ہو کر تم داغ بدنامی
اس فرقے کے چار درپر لاؤ تمھارا درجہ اول اول سب سے پست ہوگا لیکن اگر تم
وفادار اور ایماندار رہوگے تو ہم تمھارا درجہ برج پلیڈیز تک پہونچا دینگے صرف انھین کے
ساتھ صحبت و ملاقات رکھا کرو جنھون نے کہ مثل تمھارے راز و اسرار اس فرقے کے
سیکھے ہین اور قسم معمولی اس فرقے کی کھائی ہی۔ جو کچھ بھید کہ تم اورون سے کہوگے
وہ ظاہر کر دینگے اور خلقت مین تمکو بدنام کرینگے اور تمھاری بیوقوفی کے سبب ہمسے
کہکر تمھارا درجہ پست کروا دینگے۔ جو راہ کہ تمکو بتلائی ہی اسی پر چلو اور راز و اسرار
ارنیز کو مخفی رکھو اور اسطرح اپنے فرقے کی نیکنامی قائم رکھو۔ جو کچھ خیال کہ راہ راست
کے باب مین تمھارے دل مین گزرے ہمسے کہدو۔ تمنے ہمسے قسم کھائی ہی اور ہمسے تمنے
وہ علم سیکھا ہی جو ہم اور تم جانتے ہین۔ جب کبھی تمھارے دوست رہبر اور حاضرین
اس فرقے کے یکدل و متفق الراے ہون تو وہ اہل بیت یعنے اشخاص خاندان پیغمبر
مین سے ہو جاتے ہین بعینہ اسی طور سے جیسا کہ اہل عبا یا وہ اشخاص جنکو پیغمبر نے
اپنے جھنڈے کے نیچے لیلیا تھا یا درولیش درجہ ۳ و ۲ و ۴ و ۳ و ۷۔ داخل اشخاص خاندان
پیغمبر ہوے تھے۔ رہبر کے پاس تلوار ذوالفقار ہونی چاہیے۔ موافق اپنی استعداد کے
مرشد کو نذر دو۔ جو کچھ کہ نذر لاؤ اس شخص کے ہاتھ مین دو جسکے پاس تبر ہوتا ہی
اس سے تمھارا دل صاف رہیگا اور اسمین خیالات پاک داخل ہونگے۔ اسمین سے
نصف تو حصہ شیخ کا ہوگا اور باقی نصف چار حصون مین منقسم ہوگا۔ انمین کے دو
حصے تو ارنیز کو ملینگے اور باقی دو حصے اخراجات تکیے کے لیے جمع رکھے جاوینگے۔ جس شب کو
وہ جمع ہوتے ہین اسکو آہین جم کہتے ہین۔ پانچون اشخاص یعنے رہبر و پروانہ اور
ترجمان یکدل ہونے چاہیین اور درجہ انکا موافق درجہ اہل عبا ہونا چاہیے کیونکہ وہ
روشنی محفل ہین اور انکو علیؑ و زہراؑ و شبّر (یعنے حسنؑ) و شبیر (یعنے حسینؑ) و حضرت

کُبرا یعنے مہدی کہتے ہین - اُنکا یہ قول ہو کہ دنیا چار ہین - اوّل عالم مثال یعنے عالم خواب وخیالات - دوم عالم اجسام یعنے دنیاے موجودہ - سوم عالم ملکوت یعنی دنیاے فرشتگان چہارم عالم ناسوت یعنی دنیاے ارواح فانی - انسان کا وجود یا اُسکی حیات تین حصونمین منقسم ہو ایک تو حالت بیداری جب تمام قواے روحانی اپنی طاقت پر ہوتے ہین اور اپنا عمل خوب کرتے ہین - دوم حالت نوم وخواب - وہ وہ حالت ہو جسمین کہ قواے زیست وزندگانی سست یا نیست ہو جاتے ہین لیکن روح جاگتی رہتی ہو سوم حالت موت - وہ وہ حالت ہو کہ جسم مین سے بالکل جان جاتی رہتی ہو اور طائر روح قفس عنصری سے کہ فانی ہو پرواز کر جاتا ہو - عالم مثال ایک حالت کمال خوشی کی بھی ہو جبکہ روح مین حواس خمسۂ ظاہری وباطنی موجود ہین اگرچہ جسم بسبب خواب کے سست نہین ہو گیا ہو - وہ حالت روحانی ہو یا اُسمین خیالات عمدہ وبنا ور پیدا ہوتے ہین - اُس عالم بیداری مین وہ خواب دیکھتا ہو جو کسی اور وقت وحالت مین اُسکو نصیب نہین ہوتے ہین اور اسی سبب سے تب وہ خالق کے نزدیک آتا ہو -

کتاب نصیحت مین جسکا ذکر کہ سابق ہو چکا ہو مصنف یہ بیان کرتا ہو کہ شیخ فرقہ صوفی وہ ہین جو موافق احکام پیغمبر علیہ السلام عمل کرکے قرب خالق ایک خاص درجے تک حاصل کرتے ہین اور بعد حصول اُس مدعا کے وہ دنیا کی طرف اسلیے توجہ کرتے ہین تاکہ اورونکو تحریص وترغیب دیکر اُسی طریقے یا راہ پر لادین جس سے کہ اُنکو قرب خالق حاصل ہوا ہو - یہ کمال عابد وخدا پرست اشخاص بفضل الٰہی اُسکی وحدت کے آئین جسم مین مستغرق ہو جاتے ہین اور پھر اُسکی وحدانیت کے سمندر سے واپس آتے ہین - اور وہ اِس مطلب کے لیے بھیجے جاتے ہین کہ وہ اورونکو دام گمراہی وگمرہی سے نکالکر کنارہ حفاظت وسلامتی پر لادین - ایک اور فرقہ ہو جو دریاے کمالیت علم الٰہی کے کنارہ پر

پہونچکر واپس نہین آتے ہین اور طالب شفاعت اوروں کے نہین ہوتے ہین
وہ ہمیشہ عبادت معبود حقیقی و خداپرستی مین مصروف و مشغول رہتے ہین اور
شب و روز یاد الٰہی و شکرگزاری و سپاس خالق مین بسر کرتے ہین۔ اول قسم کے
درویش اہل سلوک کہلاتے ہین وہ دو جماعتون میں صوفیہ و ملامیہ مین منقسم
ہین۔ ایک تو اُنمین سے طالب جنت ہوتا ہی اور دوسرا طالب آخرت۔ وہ جو طالب
جنت ہوتے ہین بوسیلہ عبادت و ادائے شکر و سپاس قادر مطلق بعض صفات
انسانی سے مبرا ہو جاتے ہین اور بعض صفات روحانی اُنمین پیدا ہو جاتی ہین
بسکہ وہ دنیا سے تنفر ہو کر مائل بہ گوشہ نشینی ہو جاتے ہین اور شب و روز بخیال
معبود حقیقی کہ حاضر و ناظر ہی اور بسبب پردہ قالب جسمانی آنکھون سے غایب مصروف
و مشغول رہتے ہین اور اس ترکیب سے قرب خالق حاصل کرتے ہین۔ اگرچہ وہ تب
بھی دامن دنیاے فانی پر لٹکتے رہتے ہین لیکن اُنکی روح خالق کی روح سے
پہنچ جاتی ہی۔ خلاف اُنکے ملامیون اپنی زندگی استعمال اعمال نیک و فیاضی مین بسر
کرتے ہین یعنے وہ بنسبت اپنے اور بھی بنسبت تمام مخلوقات انسان کے نیکی و فیاضی
کرتے ہین۔ وہ استعمال نیکی کو طریقۂ خداپرستی مین ضروریات سے سمجھتے ہین لیکن
وہ تعریف و مذمت سے خلقت کی کچھ پروا نہین کرتے ہین بدینوجہ کہ اعمال نیک
صرف خدا کے راضی و خوش کرنے کے واسطے اُنسے ظہور مین آتے ہین۔ مکر و فریب
سے مبرا ہوتا اور راستبازی اختیار کرنا اُنکے نزدیک بڑا مطلب زیست ہی اور خدا ہی
اُنکے اعمال و افعال کا انصاف کرسکتا ہی۔ وہ حتی الامکان خلاف حکم الٰہی عمل
نہین کرتے ہین۔ خیال عدول حکمی خالق بھی داخل گناہ ہی۔ یعنے اگر حکم خالق کی
عدول حکمی کا خیال بھی دل مین آجائے تو وہ بھی گناہ مین داخل ہوگا۔ کہتے ہین
کہ وہ نیکی کو ظاہر کرتے ہین اور بدی اور عیب کو چھپاتے ہین اور اُنپر پردہ

ڈالتے ہین - اِس گروہ کے اکثر اشخاص بڑے نیک ذات ہین اور نیک صفات لیکن تاہم پردۂ قالب فانی اُنکی آنکھون سے اُٹھا نہین ہی اور اُنکے خیالات وخواب اِس دنیا سے ہی متعلق ہین - اسی لیے اُنکی آنکھون مین وہ روشنی نہین ہوتی ہی جو صوفی معتقد وحدانیت خالق کی چشم دل مین ہوتی ہی -

باب ہشتم

درباب فرقۂ ملامیون

اصلی بانی اس فرقے کا بروسا سے قسطنطنیہ مین آیا تھا - اُسکا نام شیخ حمزہ ہی اور اِسی وجہ سے بعض اوقات اُنکو حمزوی کہتے ہین - اُنکا پیر ایران سے آیا تھا - اُسکی قبر مقبرۂ ستلوریا کپوسو مین بیرون فصیل قسطنطنیہ ہی - اشخاص اِس فرقے کا یہ اظہار ہی کہ سردار جمیع فرقہ ہا حسن بصری ساکن بصرہ تھا - وہ بصرے ہی مین فوت ہوا - طاقت روحانی اُسکو بلا وساطت غیرے علیؓ سے حاصل ہوئی تھی - فرقۂ ملامیون کا ایک تکیہ سکوٹری واقع دیومی جی مرزمین ہی - اُس تکیے کو ہمت افندی کہتے ہین - ایک اور تکیہ اُسی فرقے کا استنبول مین بمقام یانی بچچی متصل نقاش پاشا موجود ہی - یہ دوسرا تکیہ بنام ہمت زادہ تکیہ معروف ہی - وہ مثل اور عام مکانات کے بظاہر بنا ہوا معلوم ہوتا ہی - فی زمانہ حال اُسکو برامیہ کہتے ہین - ایک اور تیسرا تکیہ اُسی فرقے کا قاسم پاشا مین متصل کوتک سر موجود ہی - اُسکو سچلی ہاشم افندی تکیہ کہتے ہین - اِس فرقے کا ایک بڑا نامی درویش مقبرۂ سہید لر مین کہ دریاے یوسفرس پر کیسل یورپ سے اوپر واقع ہی مدفون ہوا ہی - اُس درویش کا نام اسمعیل شیوگی تھا ایک اور تکیہ اِس فرقے کا قسطنطنیہ مین بمقام اِک سری بنا ہوا تھا وہ بنام اوگ لنلار شیخی نامزد تھا - اُسکے شیخ کا نام ابراہیم افندی تھا اور وہ

اُس مقام کے کورپس ڈی گارڈی کی عین پشت پر تھا اُسکو سلطان سلیمان اول نے بسبب اُسکی تحریر کے جو خلاف مذہب متصور تھی مروا ڈالا تھا۔ کہتے ہین کہ اُسکے چالیس مرید تھے جنہون نے کہ بروقت اُسکی وفات کے فوراً اپنی مرضی سے اپنے گلے کٹوا ڈالے۔ فرقہ ملامیون کی قبرون پر خاص خاص علامات موجود ہین لیکن مجھے دریافت نہین ہوا ہی کہ اُنسے کیا مراد ہی اور اُنکی اصلیت وبنا کہان سے نکلی ہی مثلاً ابا حاجی الحاجی عبد الآغا اور الحاجی عمر آغا کی قبرون پر جو ۱۲۳۰ھ اور ۱۲۲۸ھ مین علیٰ الترتیب فوت ہوئے تھے اور جنکی قبرون کو مین نے بھی بچشم خود دیکھا ہی ایک علامت بشکل ⧖ منقش ہی۔ بعضون کی قبرون پر △ شکل مثلث بنی ہوئی ہی اور بعضون مین مثلث کے زاویون کے اوپر اور نیچے ایک یا زیادہ نقطے لگے ہوئے ہین۔ بعضون کی قبرون پر شکل مُہر سلیمانی بنی ہوئی ہی شکل اُس مُہر کی یہ ✡ ہی۔ اسمین کہین نقطہ نہین لگا ہوا ہی۔ بعض کہتے ہین کہ اصلی فرقہ خلوتی تھا۔ اُنسے بیرامی نکلے اور بیرامیون سے حمزائی۔ فرقہ ملامیون کو فی زمانہ حال قسطنطینہ مین حمزوی کہتے ہین۔ مثل فرقہ بیکتاشی فرقہ حمزوی کو بھی قسطنطینہ مین رہنے کی ممانعت ہی اگرچہ باعث ممانعت کا دونون کے لیے باہم نہایت مختلف ہی۔ کہتے ہین کہ حمزوی ایسے گھرون مین جو تکیے سے کچھ مشابہت نہین رکھتے ہین مخفی جمع ہوتے ہین اور اسی وجہ سے بعض اشخاص اُنکو مسلمان فراماسن سمجھتے ہین کہتے ہین کہ سلطنت اوٹومن مین فرقہ ملامیون کے حسب الفرمان گرینڈ لوج کہ جمیل ٹیریس پر بمقابل پیلسٹائن واقع ہی کئی مکانات ہین۔ ملامیون کے معنے لعنتی کے ہین۔ اس فرقے نے اپنا خطاب ملامیون رکھا ہی۔ اُنکی کتاب لٹائی سے واضح ہوتا ہی کہ وہ بڑے پارسا ہین دل و سینہ مین ایماندار اور اعمال و افعال مین نیک ذات۔ وہ اپنے ہی مسائل کے پابند رہتے ہین اور اپنا ہی فائدہ دیتی

سوچتے ہین اور دنیا کی راے سے کچھ غرض نہین رکھتے ہین۔ بیرونی ظہور یعنے لباس وغیرہ کا کچھ خیال نہین کرتے ہین حتیٰ کہ وہ ایسے ضرب المثل ہو گئے ہین کہ قسطنطنیہ مین اُن مفلسون اور فلک زدون کو جو عقل سے خارج ہین اور لباس ضروری سے محتاج ملامیون کہدیتے ہین اور اُنکو اُنسے متشابہ کرتے ہین۔

شیخ حمزہ سنہ ۹۶۹ ہجری مین بفتواے مفتی ابوسعید مار اگیا تھا اُسکی لاش متصل دروازہ سکیوریا کسی ایسے مقام پر کہ اُسکے خاص دوستون اور بھائی بندون کوہی معلوم ہی مدفون ہوئی ہی۔ چونکہ وہ الزام جو اُسپر عائد ہوا تھا ایسے عجیب قسم کا تھا کہ لوگ اُسکو سمجھتے نتھے اسلیے بعض تو اُسکو شہید لائق ادب و تعظیم مانتے ہین اور بعض اُسکو کافرونا معتقد یا مُنکر مذہب اسلام سمجھتے ہین۔ جرم نسبت اُسکی یہ قرار دیا گیا تھا کہ وہ اپنی نماز مین کُل اسماے شریف کہ تعداد مین سات ہین نہین پڑھتا ہی اور ہمیشہ تین اخیر نامون کو چھوڑ جاتا ہی۔ بہت سی روایات قسطنطنیہ مین اب بھی نسبت اُسکی پارسائی اور عجیب طاقت روحانی کی مشہور ہین۔ عبد الباقی نے ایک کتاب موسوم بہ سرگذشت عبد الباقی تصنیف کی ہی جسمین کہ کُل تواریخ اِس فرقے کی درج ہین۔

اُسکا یہ بیان ہی کہ مجھسے میرے واد اساری عبد اللہ آفندی اور مصنف شرح مثنوی شریف نے یہ کہا تھا کہ تمھارے باپ حاجی حسین آغانے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ مین بڈھا ہوا۔ مین چاہتا ہون کہ قبل از وفات اپنی محبان خدا سے تمکو ملادون اور واقف کرادون۔ مین اُسوقت خرد سال تھا اور سن بلوغ کو نہ پہونچا تھا اُسنے مجھسے یہ کہا تھا کہ جب مین تمکو اُنکی ملاقات کے لیے لیجاؤن اور اگر وہان تمسے کوئی یہ سوال کرے کہ تم یہان کسواسطے آئے ہو تو درجواب اُسکے یہ کہنا کہ مین طالب خالق ہون پس ہم دونون آبدست لیکر اُسکے ہمراہ ہوے۔ ہمارے ہمراہ کوئی خدمتگار

تھا۔ ہم کرک چشمہ واقع قسطنطنیہ مین ایک خان کے متصل جو موسوم بہ کشتحال اوداکلار ہی تھے پہونچے اور وہان پہونچکر ہم ایک کمرے مین داخل ہوئے۔ اُس کمرے مین ایک شخص ضعیف العمر پیران سال کچھ پڑہ رہا تھا۔ میرے باپ نے اُسکو سلام کیا اور اُسکے ہاتھ چومے اور مین نے بھی موافق اُنکے عمل کیا۔ میرے باپ نے اُنسے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ یہ میرا فرزند ہی جسکو مین یہان اِس مطلب کے لیے لایا ہون کہ آپ اِسکے دِل کا حال دیکھین۔ اُس شخص نے تب میرے باپ سے یہ استفسار کیا کہ کیا تُمنے اِس باب مین شیخ کی اجازت حاصل کرلی ہی درجواب اِسکے اُسنے یہ کہا کہ نہین مین بلا اجازت شیخ کے اپنے فرزند کو یہان لاسکتا ہون۔ یہ سُنکر اُس بڈھے آدمی نے اپنا ہاتھ دیوار پر مارا اور بمجرد اِس عمل کے تمام اُستاد یا کاریگر جو اُس خان مین موجود تھے اُس کمرے مین داخل ہوئے وہ تعداد مین بارہ تھے اُن کاریگرون نے حلقہ باندھکر مجھے بیچ مین بٹھایا اور مجھسے پوچھا کہ تم یہان کیون آئے ہو۔ مین نے حسب ہدایت وتعلیم اپنے باپ کے کہا کہ مین طالب خدا ہون۔ یہ سنکر وہ بڈھا آدمی میری طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اگر تم اِس مطلب کے لیے آئے ہو تو اور خیالات کو دل سے نکالدو اور اپنا کُل خیال خدا کی طرف مائل کرو تب دیکھا جائیگا کہ پیر تمھارے حق مین کیا کہتے ہین بعد اِسکے تمام حاضرین مراقبہ ومتواجین مین گئے اور اُس بڈھے آدمی نے مجھسے کہا کہ تم بھی یہی عمل کرو۔ چنانچہ حسب الحکم اُنکے مین نے بھی وہ ہی عمل کیا اور سوائے اللہ کے کچھ دل مین نرکھا اور اپنے خیال کو اُسطرف لگایا تھوڑے عرصے بعد مین نے اپنی آنکھین کھولکر دیکھا تو مجھے ایک روشنی دائرے مین چکر کرتی ہوئی نظر آئی اور میری زبان سے اللہ نکلا اور مجھے محسوس ہوا کہ عشق اللہ میرے دل مین موثر ہوگیا۔ مین اُسکے اثر سے ایسا موثر ہوا کہ غش کھاگیا اور ایک گھنٹے تک بیہوش رہا۔ بعد انقضاے اِس عرصے کے مین ہوش مین آیا اور تب مین نے

اپنے اردگرد دیکھا تو سوائے اُس مرد پیران سال اور اپنے باپ کے کسی اور کو جو میرے ساتھ تھے وہان نہ پایا جب مجھ مین کچھ طاقت اُٹھنے کی دیکھی تو میرے باپ نے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ میرے دل مین اسوقت تک وہ روشنی تھی۔ مین نے اُس پیر ضعیف العمر کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور مین نے آپ کو چھپانے کے لیے اپنا چغہ تمام چھاتی پر لپیٹ لیا۔ اُس پیر مرد نے یہ دیکھکر مجھسے کہا کہ تمھین ہمیشہ چغہ چھاتی سے لپیٹا ہوا رکھنا چاہیے تاکہ کوئی تمکو دیکھ نہ سکے۔

راہ مین شیخ کا خیال میرے دل مین گذرا اور مین سوچا کہ وہ کون ہی اور آیا کبھی جمال مبارک اُنکا میسر نصیب ہوگا یا نہین۔ اور میرے دل مین یکایک اُنکی محبت پیدا ہوئی۔ مجھے باپ سے یہ پوچھتے ہوے شرم آتی تھی کہ شیخ کون ہی۔ مجھے شیخ کی محبت روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ ایکبار جمعہ کے روز میرے باپ نے مجھسے کہا کہ مسجد آیا صوفیہ مین میرے ساتھ چلکر نماز پڑھو۔ بعد ادائے نماز ہم مسجد سے چلے میرا باپ اپنے تمام بدن کو ڈھانپ کر اپنے پیچھے ایک شخص کو کہ وہان موجود تھا بکمال ادب دیکھتا تھا۔ اُسیوقت مین نے ایک مرد پیران سال مسجد سے آتا ہوا دیکھا۔ ہمارے پاس سے گذرتے ہوے اُسنے ہمکو سلام کیا اور میری طرف اشارہ کرکے میرے باپ سے پوچھا کہ یہ تمھارا بیٹا ہی۔ اُسنے تب میری طرف غور سے دیکھا اور بمجرد اُسکے دیکھنے کے مین حواس باختہ ہوگیا اور انبوہ کثیر راہ مین ہمارے گرد جمع ہوگیا اور میرے باپ نے اُسنے کہا کہ اسکو (مراد رکھتے ہوئے مجھسے) ایک بیماری لاحق ہی جو کبھی کبھی اُٹھ آتی ہی اور اِسطرح اپنا اثر دکھاتی ہی۔ مجھے اس حالت مین گھر لیگئے اور وہان مین بیہوش پڑا رہا۔ جب مین ہوش مین آیا مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ وہ شخص کون تھا جسکے دیکھنے سے یہ حالت مجھپر طاری ہوئی۔ درجواب اِسکے میرے باپ نے کہا کہ وہ ہمارا خداوند ادریسی علی آفندی قطب زمان وبخشندہ جذبہ رحمان ہی اور وہ

بھائی بند جو کرک چشمہ مین تھے اُسکے مرید ہین۔
ترجمہ رسالہ حمزوی من تصنیف لآلی افندی عبد الباقی کہ مسجد ایوب الانصاری رحمۃ اللہ علیہ مین مدفون ہوا ہی وہ قلندرخانے ہین کہ متصل مسجد مذکور و قریب تکیہ بہور الیس واقع ہی داخل ہوا تھا۔ اُسکی قبر اُسکے دروازے کے متصل ہی۔ وہ ابتدا مین دراصل فرقۂ بیرامیہ مین سے تھا۔ اور بعد ازان فرقۂ ملامیا سے جا ملا اس رسالے مین حال مفصل رسوم و طریقۂ فرقۂ ملامیا اور کیفیت اُنکی صحبت اور اُنکی محبت خالق کی درج ہی۔

باب اول

درباب رسوم طریقت فرقۂ ملامیون

پند و نصائح جو فقیر یا بزرگ طریقۂ ملامیون اپنے مرید کو دیتا ہی وہ ذیل مین درج ہی۔

اگر بعد تکمیل احکام شریعت و لوازم طریقت کوئی متنفس اُس گروہ مین سے بسبب جوش جذبہاے انسانی مرتکب ایسے افعال کا ہو جو خلاف شریعت و لوازم طریقت ہون یا بدزبانی کرے اور کلمات ناشائستہ زبان سے نکالے یا گناہ کرے تو وہ اُس فرقے مین سے خارج کیا جائیگا اور دوبارہ اُسمین داخل نہوگا لیکن اگر وہ اپنی خطا کا مقر ہو اور توبہ کرے کہ پھر کبھی ایسی حرکت نکرونگا اور مستدعی اِس امر کا ہو کہ مجھکو پھر اپنی جگہہ پر بحال کرو۔ تو طریق حصول اِس مدعا کا اُسکو بتلایا جاویگا اور اُسکی بیعت پھر تازہ ہو جائیگی۔ چاہیے کہ وہ موافق احکام مصدرہ عمل کرے۔ قانون خداے تعالے پر چلے۔ اور اقوال یا ہدایات پیغمبر صلعم پر کاربند ہو اور اولیاؤن کی طریقت کا پابند رہے۔ اور اُس فرقے مین پھر داخل ہونے کے لیے

جو سزا کہ موافق طریقہ اس فرقے کے تجویز ہو اسکو وہ برداشت و منظور کرے۔ لیکن اگر وہ اس سے انکار کرے تو کبھی پھر اس فرقے مین داخل نہونے پاوے۔

خدا نکرے کہ کبھی ایسی صورت ظہور مین آوے۔ اگر کوئی معتقد توحید مسئلہ وحدت الوجود کا قائل ہو اور اسطرح راہ راست سے کفر مین داخل ہو جاوے اور اصرار کرے کہ اعتقاد میرا درست ہی اور کہے کہ البیت بیت اللہ الذات ذات اللہ ہی تو ان اشخاص کو جو راہ راست پر چلتے ہین چاہیے کہ نرمی اسکو فہمائش کرین اور اسکی غلطی سے اسکو مطلع کرین اور کہدین کہ نتیجہ اس طریقے کا بد ہوگا اور جب تک وہ مرتکب ایسے گناہ کبیرہ کا ہوگا وہ اس فرقے مین داخل نسمجھا جاویگا۔ یہ بھی لازم ہی کہ اس شخص کو اسکے پہلے دوستون اور رفیقون سے ملنے نہ دین تاکہ وہ اسکو بہکانے نپاوے۔ یہ بھی چاہیے کہ وہ لوگ اسکی صحبت سے اجتناب کرین۔ اگر کریم کارساز اپنی رحمت سے پھر اسکو راہ راست پر لاوے اور وہ اپنے اس گناہ سے توبہ کرے تو وہ جھوٹا مسئلہ اسکے دل سے غائب و محو ہو جاویگا اور وہ پھر مثل روشنی سابق تابندہ ہو جاویگا۔ وہ شیخ کے پاس آکر اپنے گناہ کا معترف ہوگا اور جو سزا کہ اس فرقے مین اسکے لیے واجب ہوگی اسکو وہ برداشت کریگا سیئات کی تعداد مین بیشمار ہی اور شیخ اُن سب سے ایسا واقف ہی اور اُنکا علم رکھتا ہی کہ وہ بموجب خطا و جرم مجرم کے سزاء مقررہ بتا سکتا ہی بعد اسکے وہ دوبارہ اسی فرقے مین داخل کیا جاتا ہی اور اسکی پچھلی خطا بھول جاتے ہین اور پھر اسکو وہ لوگ حساب مین نہین لیتے ہین۔

کوئی زمانہ ایسا تھا کہ ہمارے فرقے کے راز و اسرار کو بہت مخفی رکھنا ضروریات سے متصور تھا لیکن افسوس کہ اب وہ تمام سب پر ظاہر و روشن ہو گئے۔ محمد ہاشم کے عہد تک جو ہمارے فرقے کے شیخون مین سے تھا کچھ مخفی رکھنے کی ضرورت تھی

آداب طریقت و احکام شریعت فقیر بخوبی عمل مین لایا کرتے تھے اور بادشاہون یا حاکمون سے کسی باب مین رجوع نکرتے تھے۔ ہر باب مین بموجب حکم شیخ عمل ہوتا تھا۔ مجرم وخطا وار وگنہگار اپنے جرم وخطا و گناہ سے مقر ہوتے تھے اور اسی دنیا مین سزا پا لیتے تھے تاکہ عذاب عقبے سے محفوظ رہین۔ اُنکی توبہ مقبول درگاہ الٰہی ہوتی تھی۔ اُنکے دلون مین روشنی محبت وعشق حقیقی بھری ہوئی تھی اور وہ ذکر کیفی گوشے مین کیا کرتے تھے اور ذکر جہری انبوہ کثیر مین۔

بحکم مشیت ایزدی بعد شہادت بشیرا خاجہ سکوٹرا مین مدفون ہوا ہی اس فرقے کے بھائی بندون کا دل گرداب تفکر و تردد و رنج والم مین پڑگیا۔ وہ تعداد مین کم ہوگئے اور روز بروز گھٹنے لگے۔ چند ہی راہ محبت وعشق حقیقی کے طالب تھے۔ بعضے سستی وغفلت مین پڑ گئے تھے۔ خود اپنے آپ کو آپ ملامت کرنے والے اور زندہ دل (یعنے اس فرقے کے لوگ) راہ راست سے منحرف ہوکر عادی اعمال بد ہوسے یعنے انھون نے عادات بد اختیار کین روز بروز ابتر ہوتے گئے اِس صورت مین آخرش یہ مناسب متصور ہوا کہ طریقۂ راز و اسرار مخفی اِس گروہ کے فائدے کے لیے مقرر کیا جاوے۔ یہ تجویز نینینہ آخا نے پیش کی تھی۔ اُسکا یہ قول تھا کہ ضرورت اِس امر کی اسرار قضا سے پیدا ہوتی ہی۔ باوجود اسکے وہ لوگ یہ توقع کرتے تھے کہ ایک زمانہ ایسا آویگا کہ ظہور باطن بسعی وکوشش برادران ہو جاویگا یعنے سب راز و اسرار کھل جاوینگے۔

صاحب زمان جو روح عالم وخلیفہ پیغمبر صلعم ہی برکت فضل وکرم مشیت ایزدی سے پاتا ہی۔ اُسکی ذات کو قطب کہتے ہین۔ وہ ایک وجود روحانی ہی جسکو خدا نے دنیا سے روحانی مین مقرر پیدا کیا ہی۔ وہ ہر جگہ کو دیکھتا ہی اور با جانت وبحکم الٰہی اِسمین شک نہین کہ وہ علم ہر شی کا رکھتا ہی جو کچھ مرضی خدا کی ہوتی ہی وہ

ظاہر کر دیتا ہی - مومنین اور ایمانداروں کو چاہیے کہ مرضی خالق کو قبول کرین اور بخوشی تمام اُسکے پابند رہین -

شیخ کو چاہیے کہ گنہگار ضعیف الاعتقاد و عاجز کو اپنے اصلی درجے پر بحال کرے اُسکو لازم ہی کہ اپنے ہر مرید کے حال دل سے واقف ہو - یہ بات اُسکو بوسیلہ ولایت یعنے ولی ہونے کے طاقت حاصل ہوسکتی ہی اور روشنی حق سے چاہیے کہ سب چیزون کو دیکھے اور اُنکا علم رکھے - پیغمبر صلعم نے کامل اشخاص کو خاص روشنی دی ہی جسم اور دل اُنکا آئینۂ خدا اہی - تمام حدیثات و مقامات حقیقی عابدون و پارساؤن پر روشن ہوگئے ہین - مجھے دریافت ہوا ہی کہ مقامات تعداد مین سات ہین اور سات ہی اُنکی شاخین ہین بسکہ وہ کل چودہ ہین - ہر ایک کے لیے اسماے آلہی مین سے ایک اسم خاص مقرر ہی - اسماے آلہی کو اطوار سبع بھی کہتے ہین - او خالق کائنات ہر نعمت و ہر فضل تیری ہی عنایت سے ہی بسکہ عشق حقیقی و راہ ثواب و پارسائی تیری ہی عطیات سے ہین - پس جو تیرے مشتاق و طالب ہین اُنکو راہ راست بتلا اور اُنکو اپنے مطلب پر فائز کر شرم اور بے اتفاقی سے اُنکو محفوظ رکھ یعنے تو اُنکی طرف متوجہ ہو اور اُنکو شرمندہ نہونے دے - اور شراب وصل اور محبت سے اُنکو مخمور کر یعنے جذبۂ محبت و عشق حقیقی اُنمین پیدا کر اور پھر اُنکو اپنی ذات مین ملا لے اپنے حسن کامل کا چمکارہ اُنکو دکھلا - او حی القیوم تو مددگار بیکسان و عاجزان ہی بذریعۂ محمد صلعم کہ مُہر کائنات تھے - خدا اپنی رحمت اُنپر اور اُنکے خاندان اور دوستون پر کرے آمین -

درباب محفل درویشان

جب کبھی وہ اشخاص جو اس طریقے پر چلتے ہین اور وحدانیت خالق کے معتقد ہین دو یا تین یا زیادہ ملکر توحید و ذکر مین مشغول و مصروف ہون اور اُنکا دل

امور دنیوی کی طرف مائل ہو اُنکو چاہیے کہ راہ مین جب وہ مقام اجتماع پر جاتے ہون خدا کا خیال کمال صفائی اور اشتیاق سے دل مین لاوین اور اپنے پیر سے امداد روحانی کے طالب ہون پس جب وہ مقام اجتماع پر پہونچین تمام چھوٹے بڑے بعجز تمام ایکدوسرے کا ہاتھ پکڑلین اور یاد الٰہی مین مشغول ہون اور معبود حقیقی کی طرف رُخ کرین بعجز، آنکہ کوئی خیال دنیوی دل مین گذرے یا زبان پر آوے۔ چاہیے کہ بڑی گرمجوشی سے وہ یاد الٰہی اور ادا رسمیات مقدس مین مصروف ہون۔

بعد اسکے اُنکو چاہیے کہ وہ ایسی نمازین پڑھین جو مطابق نماز اُنکے طریقے کے ہو اور بیٹھ جاوین اور اگر اُنمین کوئی خوش الحان ہو تو اُس سے کہو کہ وس فقرے قرآن کے درباب پیغمبر صلعم و اولیاء خدا پڑھکر سنا دے اور محفل مین جان ڈالے۔ کسی کو نچاہیے کہ اُسوقت اپنے کسی کار دنیوی کی طرف توجہ کرے۔ سواے ذکر الٰہی کچھ اور اُسوقت نہو۔ جو کچھ کہ ذکر ہو وہ درباب خدا بڑی گرمجوشی سے یعنے جذبے کے ساتھ ہو۔ کوئی متنفس کسی اور فرقے کا وہان موجود نہو۔ اگر اتفاقاً کوئی اجنبی غیر فرقے کا وہان اُسوقت حاضر بھی ہو تاہم فضل اللہ اُسپر نازل نہوگا۔ بعد اسکے چاہیے کہ محفل برخاست ہو اور سب اپنے اپنے دنیوی کامون مین مصروف ہو جاوین۔ کاروبار دنیوی مین بھی عشق حقیقی دل مین بنا رہے۔ اگر کوئی اور خیال دل مین آوے تو اپنا کام چھوڑکر اہل فنا اور درویشون سے گفتگو کرے اور جب تک کہ وہ خیالات دل سے نہ نکل لین تب تک وہ مطمئن نہون۔ جب کبھی وہ اتفاقاً ایکدوسرے سے ملاقی ہون تو ہمیشہ خدا کا ذکر ہی درمیان لاوین اور اُسی باب مین گفتگو کرتے رہین اور آپکو کسی سے بزرگ نسمجھین بلکہ برعکس اسکے آپکو زیادہ تر عاجز و کم رتبہ و مفلس اور چیونٹی سے بھی حقیر خیال کرین۔ اِس طریقے پر چلکر اُنکو حتی الامکان دنیا سے کم التفات

رکھنا چاہیے اُنکو یہ بھی لازم ہی کہ محتاج بڑی ایمانداری سے بہم کرین اور ہمیشہ طریقہ ثواب مد نظر رکھین اور یاد الٰہی مین مصروف رہین۔ اُنکو نچاہیے کہ راز و اسرار مذہبی اپنے خاندان مین سے کسیکو بتلاوین یا کسی عزیز پر جو طالب صادق ہو ظاہر و آشکارا کرین یا اُس سے حقیقت یا راہ راست کے دریافت کرنے مین طالب امداد ہون۔ اگر کوئی اِس خیال سے کہ مین کسی خاص شخص کو تحریص و ترغیب دیکر اپنے فرقے مین شامل کرونگا راز و اسرار مذہبی اُسپر ظاہر کرے اور بعد ازان وہ شخص اُس فرقے مین داخل ہونے سے انکار کرے تو اُسصورت مین بابت اس خطا کے اُسپر تشدد نکرنا چاہیے۔ ایسی صورت شاذ ہی ظہور مین آتی ہی۔

در باب کلمات شکریہ بر وقت تناول طعام

اِس فرقے کا ایک قاعدہ و دستور یہ ہی کہ جب کبھی اُنمین سے کوئی تنہا یا کسی اپنے بھائی بند کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو اُسپر فرض ہی کہ وہ اُسوقت یاد الٰہی دل مین رکھے اور بعد فراغ از تناول طعام شکر الٰہی نماز مین بکمال گرمجوشی ادا کرے۔ اِس مطلب کے لیے اُسے چاہیے کہ بدل معبود حقیقی کی طرف متوجہ ہو اور ذکر اللہ موافق فقرات ۳۷ و ۳۹۔ باب ۲۴۔ قرآن زبان سے نکالے۔ مضمون اُن فقرات کا یہ ہی۔

لوگو خدا کی تعریف کو مشہور کرو۔ وہ لوگ جنکا شغل دنیوی اُنکے خیال کو یادگاری خالق سے ہٹاتا نہین اور اُنکو ادائے نماز اور بخشش اور خیرات سے باز رکھتا نہین جو اُس روز حشر سے کہ دل و دیدہ اُسدن تکلیف مین ہونگے خائف و اندیشہ ناک ہین۔ پسکہ داور حقیقی موافق غایت درجہ استحقاق اُنکے اعمال و افعال کے اُنکو انعام دیگا اور اپنے خزانے سے زیادہ تر بہتر انعام اور عطا کریگا۔ کیونکہ خدا جسکو چاہتا ہی بے اندازہ دیتا ہی۔ پسکہ غذا جو اُسنے کھائی ہوتی ہی اُسکو عشق خالق مین مستحکم کرتی ہی اور قوت دیتی ہی۔ اِسطرح ہر ایک لقمہ اپنی زبان سے بولتا ہی اور کہتا ہی۔ او خالق کائنات

ہمپر یہ فضل کر کہ ہم عاجز و وفادار مومنین مین سے ہون - درصورتیکہ تم ایسا نکروگے توتم
حق کے خلاف ہوگے - وہ خوراک تمھاری بڑی نا احسانمند ہوگی اور یہ کہتی ہوئی معلوم
ہوگی کہ یہ نا احسانمند شخص خالق سے برگشتہ ہوا ہی اور وہ تیری فریاد رزاق کے پاس
لیجاویگی - اگر وہ خوراک نباتات سے ہو یا گوشت ہی اور تمھارے دل مین یہ خیال آوے
کہ کیا وہ بول سکتی ہین توتم قرآن کے باب ۱۷ کے فقرہ ۴۶ سے اپنی تسکین خاطر کرو
اور سیکھو - مضمون اُس فقرے کا یہ ہی - ساتون آسمان اور ساتون زمین مع تمام
اُن اشیا کے جو اُنکے اندر ہین اُسکی تعریف کرتے ہین - خدا بڑا مہربان و شفیق ہی - جو
کوئی اُن تعریفون کو سمجھتے ہین وہ بڑے عابد و کامل و حقیقت شناس ہین - درصورت
احتیاج و ضرورت وہ اُنکو بھی جو کافر ہین اور جو اُسکے معتقد نہین اُسکی تعریف سناتے ہین اور
اُنکو اُسطرف مائل کرتے ہین - جب کبھی ایسی صورت واقع ہوتی ہی اور پیغمبر صلعم سے
ظہور مین آتی ہی تو اُسکو معجزہ کہتے ہین لیکن اگر اولیاؤن سے ظہور مین آوے تو
اُسکو کرامات و کشف کہتے ہین - جب پیغمبر کفار کو راہ راست پر لانے کے لیے بھیجے جاتے
ہین تو اُنکو باثبات صحت اُنکے پیام کے معجزہ کرنے کا حکم ہوتا ہی - جبتک کہ خدا کا حکم نہو
تب تک معجزہ یا کرامات کا دکھانا نادرست و ناجائز ہی - وہی اِس بات کا فیصلہ
کریگا کہ آیا اُسکا دکھانا اُسوقت ضروری ہی یا نہین - اولیا تعداد مین بہت ہی کم ہین
اُنکو یہ طاقت حاصل ہوتی ہی کہ وہ نباتات و حیوانات مطلق و اشیاے غیر ذی روح
کو قوت کلام کرنے کی عطا کرین اور وہ مثل انسان بولنے لگین چنانچہ ثبوت اِس امر
کا مطالعہ تواریخ اولیاؤن سے ظاہر ہی -

تحصیل وسائل زیست و حیات

مومنین جو بکمال اشتیاق طالب راہ خدا اور عشق حقیقی کے ہین درباب تحصیل وسائل
زیست و حیات حدیث سے یہ دریافت کرینگے کہ طالب نفع دوست خالق ہین - وہ اشخاص

جو بدل اِس دار فانی مین بطرف تحصیل وسائل زیست وحیات مصروف ومشغول ہین۔ بعد حصول دولت کثیرہ آخرش اپنے اصلی وطن کی طرف مراجعت کرینگے اور قدر ومنزلت سیم وزر اپنے خیال سے ہٹا دینگے اور اپنے توجہ سے بصفائی قلب بجمال پارسائی خدا کی طرف پھرینگے اور عبادت معبود حقیقی مین مشغول ہو جا دینگے۔

خوشی وجد کے باب مین رائین مختلف ہین۔ خوشی وجد یاد الٰہی اور یاد مرشد مین بدرجہ غایت محو ہونے سے حاصل ہوتی ہی۔ نتیجہ وجد کا حصول کمال درجہ خوشی ہی۔ اسکا نتیجہ دل کو اپنی بیکسی کا یقین کامل ہو جاتا ہی اور اُس سے وہ بڑا فائدہ اُٹھاتا ہی۔ یہ حالت وجد نہایت دلپسند خالق ہی۔ وجد دل کی اُس حالت کو بھی کہتے ہین جو تفکرات وتعلقات دنیوی کے خیال کو بصد اشتیاق صفحہ خاطر سے محو کرنے کے سبب پیدا ہوتی ہی جو باعث کہ اُس حالت دل کو پیدا کرتے ہین تفصیل اُنکی ذیل مین درج ہی۔

محو ہونا بصدق دل وارادت یاد الٰہی اور نماز مین۔ آبدیدہ ہوکر اور آہ کھینچکر توبہ کرنا اور ارتکاب گناہ کبیرہ سے نادم ہونا۔ ذکر حق مین مشغول ہونا۔ جسم کو خاص طور پر مڑوڑنا اور پیچ وتاب دینا۔ لفظ ہُو کو ورد زبان رکھنا۔ بصد اشتیاق وبصدق دل مشتاق حالت وجد ہونا۔ اِس تلاش مین دروازہ فیض الٰہی طالب پر کھلجاتا ہی اور اُسمین سے جذبہ رحمٰن اُسکے لیے آتا ہی اور اُسکے دل کو بدرجہ غایت شاد کرتا ہی آغاز اِس حالت کو وجد کہتے ہین اور اُسکے انجام کو وجدان یعنے دو وجد۔ دو وجد سے مراد وجد دنیوی و وجد اخروی ہی۔ یہ حالت طالب وجد کو وجود مین قائم رکھتی ہی یعنے وہ ایسی حالت مین ہو جاتا ہی کہ موت اُسپر اپنا اثر نہین کرتی ہی اِس مضمون پر دو حدیثین پیغمبر صلعم کی آئی ہین جو ذیل مین درج ہین۔

جذبات رحیم ورحمٰن کی طرف سے دل مین پیدا ہوتے ہین اور جسپر فضل الٰہی ہوتا ہی وہ ایسا بیخود ومحو ہو جاتا ہی کہ تفکرات وتعلقات دنیوی اُسکے صفحہ خاطر سے بالکل

محو ہو جاتے ہین اور ہمکو اپنی آیندہ کی زیست کا بھی کچھ خیال نہین رہتا ہی۔ کہتے ہین
کہ جب خلیفہ علی رضی اللہ عنہ حالت وجد مین محو ہو گئے تھے اُنکے تمام حواس جاتے رہے
تھے۔ وہ اسوقت فوراً نماز شکر خالق کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ آخرش مین
اس حالت پر پہونچا جو حدیث مرقومہ بالا مین بیان ہوئی ہی۔ دوسری حدیث یہ ہی
مومنین و خدا پرست مرتے نہین ہین شاید کہ وہ اِس دار فانی سے دار البقا مین منتقل
ہو جاتے ہین۔

کہتے ہین کہ اِسی وجہ سے درویش طالب امداد اولیا ہوتے ہین۔ یہ حالت بیگانون
یا عموم کو دکھانی نچاہیے۔ مناسب یہ ہی کہ عاشقان الٰہی مین الگ بیٹھکر یہ حالت
دل پیدا کیجاے۔

اگر باب توحید مین بھائی بندون سے گفتگو ہوتی ہو اور دل درست حالت پر بھی ہو
تو اِس صورت مین وجد کا پیدا کرنا وہان عموم مین نا درست و نازیبا متصور نہین ہی
لیکن بھائی بندون مین بیٹھکر حالت وجد اِس نظر سے پیدا کرنی کہ وہ لوگ دیکھکر
اُسکی تعریف کرین اور اُسکو اہل عشق سمجھین ویسا ہی کفر و ریاکاری ہی جیسا کہ مسلہ
شرک کا معتقد ہونا یعنے یہ کہنا کہ خدا کا کوئی شریک ہی۔ پس اِس صورت مین ظاہر ہی
کہ وجد اسمین نفسانیت سے پیدا ہوا ہی نہ کہ طاقت روحانی سے۔ اِس قسم کی ریاکاری
سے ہر قسم کی بیماری روحانی پیدا ہوتی ہی اور بروز حشر جب تمھارے گناہون کا حساب
ہوگا تمھارے فریب سب کھلجا وینگے اور وہ مثل سیاہ داغ کے سطح دود خالص پر نظر
آوینگے۔ یہ بھی اِسجا کہنا لازم ہی کہ جو اِسطرح کے مکر و فریب کرتے ہین وہ اپنے پیشہ و
ہنر مین کامل نہین ہوتے ہین۔ علاوہ برین اولیا اہل فنا ہین جنھون نے کہ کل تعلقات
دنیوی ترک کیے ہین۔ اُنکو مخلصین بھی کہتے ہین بدینوجہ کہ وہ تفکرات دنیوی سے
خلاص ہوتے ہین اور پاک و صاف اور وفادار رہتے ہین اور ہمیشہ یہ گناہ کبیرہ

کبھی سرزد نہین ہوسکتا ہی۔ ہان انھین اختیار ہی کہ وہ اعضاے جسمانی کو ما یحتاج بہم کرنے مین مستعمل کرین اور اُنسے کام لین لیکن اسوقت بھی اُنکا دل چاہیے کہ خدا کی طرف مصروف و مشغول ہو۔ علم و فضل سے اُنکو کچھ بزرگی حاصل نہین ہوتی ہی۔ علم و فضل سے کوئی اُنکی اصلی حالت دل کو سمجھ نہین سکتا ہی۔ اُنکو خدا نے طالب حق بنایا ہی کہ وہ بذریعہ رہنمائی اپنے شیخ کے اور صفائی قلب کے اُسطرف مائل رہین۔ شیخ اُنکو ہمیشہ یاد الٰہی و نماز مین مشغول رکھتا ہی۔

او خالق کائنات بذریعہ فضل اہل فنا و بقا ہماری مشکلکشائی کر۔ یہ بقا وہ چشمہ ہی کہ جسمین سے فنا نکلتی ہی۔ وجود وہ ہی جو کہ قرآن کے فقرۂ مرقومۂ بالا مین بیان ہوا ہی۔ اُس فقرے کا مضمون ذیل مین درج ہی۔

خدا کہتا ہی کہ تم پر واضح ہو کہ جو کوئی متلاشی راہِ خدا ہی وہ بذریعۂ توکل و کسب کے اپنی منزل مقصود کو پہونچ جاتا ہی لیکن توکل صرف اہل فنا کے لیے ہی واجب و مناسب ہی اہل توکل وہ شخص ہی جو فرقۂ درویش مین داخل ہو کر آپ کو مردون مین سمجھتا ہی اور اغراض دنیوی سے بالکل دست بردار ہوتا ہی اور اُنکو نیست و نابود سمجھتا ہی اور ہمہ تن موافق ہدایت و رہنمائی شیخ کے عمل کرتا ہی اور اُسمین محو ہو جاتا ہی۔ چاہیے کہ وہ اپنا خیال بالکل چھوڑ دے۔ اپنے عیال و اطفال و خدمتگارون و متعلقین کو ایسا سمجھے گویا وہ وجود مین نتھے۔ سب طرف کی آمدنی اور نفع کو چھوڑ دے اور رزاق مطلق پر تکیہ کرے پس اس صورت مین سر رشتہ تعلقات دنیوی اُس سے بالکل قطع ہو جاویگا اور بحکم الٰہی وہ پیرون مین داخل ہو جاویگا۔ اِس صورت مین وہ بحالت عدم یا فنا فی اللہ ہوگا لیکن اِس قاعدے پر چلنا ازبس دشوار ہی۔ بموجب اُس حدیث کے کہ الکاسب حبیب اللہ حالت کسب بہتر ہی حالت توکل سے۔ راستی و دیانت و امانت سے رزق بہم کرنا بہت بہتر ہی۔ انسان کو چاہیے کہ دیانت و امانت و راستبازی سے روزی بہم کرنے مین سعی و کوشش

عمل مین لاوے لیکن توقع حصول مدعا ہمیشہ خدا سے ہی رکھے اور اس باب مین اُسی کا بھروسا کرے۔ وہ مصروف ہوتے مومنین و عاشق خدا کی روزی کے بہم کرنے مین صرف یہ نہین کہ اس صورت مین خدا پر بھروسا ہوتا ہی بلکہ یہ بھی ہی کہ وہ حکم الٰہی ہی۔ بندۂ خدا اُسکی حضور مین اپنی مفلسی کے مقر ہوتے ہین یعنے وہ اقرار کرتے ہین کہ ہمارے پاس سرمایہ طاعت نہین۔ ایماندار و وفادار پیروان نبی اہل اسلام علیہ السلام سب کے سب معاش کے بہم کرنے مین بھی مصروف تھے اور ہر نفس پر واجب ہی کہ وہ موافق حکم الٰہی اُسطرف بھی مشغول ہو۔ باوجود اسکے بعض اشخاص ایسے سست و کاہل الوجود ہین کہ وہ کسی پیشے مین مصروف نہین ہوتے ہین حتی کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کرکے اور اپنے تئین زاہد کہکے درویشی کے نام پر بٹہ لگاتے ہین کیونکہ درویش کے معنے در بدر پھرنے والے کے ہین۔ یہ لوگ سستی مین پڑے رہتے ہین۔ خدا نے دلون پر پردہ کاروبار دنیوی کا ڈالا ہی تاکہ عموم اُنکی اصلی خصلت کو پہچان نسکین جب کسی کی چشم روح پر سرمہ روشنی مذہب اسلام نہین لگا ہی وہ اولیاؤن کو پہچان نہین سکتا ہی اور اُسکو اسقدر تمیز نہین ہوتی ہی کہ وہ جان لے کہ یہ اولیاے خدا ہین۔ صرف بوسیلۂ روشنی مذہب اسلام اولیا ایکدوسرے کو پہچان سکتے ہین۔ کوئی اور اُنکو پہچان نہین سکتا ہی اسی وجہ سے عاشقان اللہ نے سب مکر وریا چھوڑ دیا ہی۔

باب نہم

درباب اصلی و نقلی یعنے حقیقی و مکار و جھوٹے درویشون کے

(یہ ترجمہ کتاب مذہبی سے ہی)

اصلی و نقلی درویشون مین زمین و آسمان کا فرق ہی۔ کیونکر معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ صادق ہی یا نہین۔ یہ ایک سوال ہی جسکا جواب یہ ہی کہ حالت دل سے یہ بات معلوم

ہو سکتی ہی یعنے اگر دل نیک ہی تو یہ بھی سچی ہی ورنہ جھوٹی۔ کون سی صفات سے دل متصف ہوتا ہی کہ وہ نیک سمجھا جاوے اگر وہ شیخی اور جھوٹا دعوے نکرے اور طریقہ راستبازی اختیار کرے اور خدا کی راہ پر چلے تو وہ نیک ہی۔ خدا کی راہ مین چھہ امور مندرجۂ ذیل ضروریات سے متصور ہین۔

اول توبہ دوم توکل بر خدا سوم ثابت قدم اور وفادار رہنا اپنے فرقے مین۔ چہارم ترقی کرنا پرستش روحانی معبود حقیقی مین۔ پنجم قسمت پر شاکر رہنا ششم ریاضت گوشہ نشینی اختیار کرنا۔ پند و نصائح مذہبی بھی اس فرقے مین چھہ ہین۔ یعنے علم فیاضی۔ قرب حضور خدا۔ وفاداری۔ غور و فکر درباب علم الٰہی۔ توکل بر خدا۔ اس فرقے کے قواعد بھی تعداد مین چھہ ہین۔ اول علم۔ دوم عجز و فروتنی۔ سوم صبر۔ چہارم اطاعت بزرگان۔ پنجم تعلیم نیک ششم صفائی قلب۔

قواعد طریقت بھی چھہ ہین۔ اول فیاضی۔ دوم ذکر حق۔ سوم ترک گناہان۔ چہارم ترک حظوظ نفسانی۔ پنجم خوف خدا۔ ششم عشق اللہ۔ رضامند اور خوش رہنا مرضی شیخ پر اور دنیوی فوائد کو ترک کرنا یہ ہی۔ وضو و غسل طریقت یہ ہی۔ اصلی وضو و غسل طریقت تو یہ ہی کہ روز بروز عشق اللہ در تزاید ہو۔

ایکمرتبہ امام جعفرؓ سے کسی نے یہ سوال کیا کہ درویش کی خصلت مین کون سی صفات بالتخصیص ہونی چاہیین۔ تو اسکے جواب مین اُنھون نے یہ کہا کہ عشق اور وہ صفات کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام کی خصلت مین پائی جاتی تھین درویش کی خصلت مین ہونی چاہیین کیونکہ حدیث مین آیا ہی کہ خصلت خدا کی اختیار کرو۔ راستبازی اسکا درخت ہی اور خودشناسی اُسکا میوہ۔ جو اِن صفات سے متصف ہی وہ بیشک وشبہہ آپکو پہچانتا ہی اور جو کچھ وہ چاہے کر سکتا ہی لیکن وہ اُن سبکو چھوڑ کر گوشہ عبادت مین بیٹھ جاتا ہی۔ خلیفہ حضرت علیؓ کا یہ قول ہی کہ ہر کہ خود را نشناخت خدا را نشناخت جو کچھ

طریقت میں ترک کرنا واجب ہے وہ ذیل میں درج ہیں۔

ترک دنیا و ترک حظوظ نفسانی و لباس موافق حدیث پیغمبر صلعم۔ ترک کرنا تمام چیزوں موجودہ کا اور بھی اُنکا جو آئندہ پیدا ہونگی۔ حدیث نبی اس باب میں یہ ہے کہ جو کوئی اس دنیا میں ہیں اُنکے لیے خوشی اس دنیا کی منع ہے اور جو اس دنیا کے ہیں اُنکے لیے عقبےٰ یعنے حالات ابدی نہیں ہے اور جو حقیقی بندہ خدا ہیں اُنکو دونوں یعنے دنیا و عقبےٰ منع ہے۔ شرح اسکی ذیل میں درج ہے۔

درویش حقیقی صرف اِس دنیا کے ہی حظوظ نفسانی و تمام خوشیوں کو بخوشی خاطر ترک نہیں کرتا ہے بلکہ وہ جنت کے سرور کو بھی ناپسند کرتا ہے اور طالب اُسی خوشی کا رہتا ہے جو اُسکو بسبب اشتغال عبادت معبود حقیقی و خیال حسن و خوبی خالق و امید حصول جنت اعلیٰ کہ صرف پارساؤں و عابدوں و پیغمبروں کو نصیب ہوتی ہے حاصل ہوتی ہے۔ ترک دنیا اسکو بھی کہتے ہیں کہ کنگھی پٹی کرنے میں مصروف نہو۔ بھویں بنوانے کی طرف متوجہ نہو۔ داڑھی اور مونچھوں کی آرائش کا خیال نرکھے جو کوئی اِن باتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دل لگاتا ہے اُسنے درحقیقت دنیا کو دل لگی سمجھا ہے اور اُسنے توقع دیدار خالق عقبےٰ میں چھوڑ دی ہے۔ مرید کا مرشد کے روبرو سر منڈوانا دال اِس بات پر ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو پہچانتا ہے۔ گلے میں چرخہ لٹکانے سے مراد یہ ہے کہ میں متوکل بر اللہ ہوں خواہ وہ انعام دے اور خواہ سزا۔ کانوں میں تشوک یا بالے لٹکانے سے یہ مراد ہے کہ میں معتقد اس امر کا ہوں کہ جو کچھ اولیا کہتے ہیں وہ خدا کی طرف سے ہے اور میں اُنکے احکام کا پابند ہوں اور حلقہ اُنکے احکام کا میرے گوش دل میں ہمیشہ لٹکتا ہے۔ اگر اِن درویشوں میں سے کسی سے یہ سوال کیا جاوے کہ تم کسکے بیٹے ہو تو جواب اسکا اُسکو یہی دینا پڑتا ہے کہ میں فرزند محمد علی ہوں۔ ثبوت اِس امر کا حدیث ذیل میں موجود ہے۔

ہین اُسی گروہ کا ہون جس سے ہین متعلق ہون۔

ارکان ریاستون اس فرقے کے بیان مندرجہ ذیل پر مبنی ہین۔

جب اُنسے کوئی پوچھتا ہی کہ درویش کسکو کہتے ہین تو وہ یہ ہی جواب دیتے ہین کہ درویش وہ ہی جو صفات مندرجہ ذیل سے متصف ہو۔

کسی سے کچھ نہ مانگے۔ مثل خاک زمین جسکو پیرون سے روندتے ہین عاجز و فروتن ہو اپنے کام سے پہلے اورون کا کام کرے۔ تھوڑے پر قناعت کرے نہ نیکی کرے نہ بدی۔ تمام خواہش نفسانی کو ترک کرے۔ اپنی قبیلہ کو بھی طلاق دیدے۔ جو کچھ کہ اُسپر بلا و مصیبت نازل ہو اُسکو بصبر برداشت کرے۔ نہ تو شراب پیے اور نہ جھوٹ بولے۔ زنا نکرے۔ جو شئ اُسکی نہو اُسکو ہاتھ نہ لگاوے۔ سچ اور جھوٹ کو پہچانے۔ زبان کو روکے اور کم بولے۔

کیفیت قواعد طریقت ذیل ہین درج ہی۔

۱ جس چیز کو جیسا کیا چاہتے ہین اُسکو معجزے سے ویسا ہی کر دکھانا۔ ۲۔ اپنے قبیلے کو طلاق دیکر مجرد رہنا۔ اصلی و حقیقی مرشد بننے کے لیے یہ صورت ضروری ہی۔ اس حالت مین وہ بالکل اپنے تئین یاد الٰہی مین مصروف کر سکتا ہی اور اسی شغل ہین وہ شب و روز رہسکتا ہی۔ اگر مرید مرشد کامل بننا چاہتا ہی تو درصورتیکہ اُسکی شادی ہو گئی ہو تو اپنی قبیلہ کو طلاق دے۔ اس قاعدے پر اب عمل نہین ہوتا ہی کیونکہ شیخون کو خواب مین خدا کی طرف سے یہ اجازت ہو جاتی ہی کہ اگر عیال و اطفال ہین تو اُنکو ترک نکرو اور درصورتیکہ نہین ہین تو شادی کرلو۔ یہ قاعدہ اس عقیدہ و اصول مندرجہ قرآن باب ۷۰ فقرہ ۸۸ پر مبنی ہی کہ۔ مجھکو بروز حشر کہ دولت و اولاد اُس روز کام نہ آویگی بعزت مت کیجو۔

جو کوئی کہ خدا کے نزدیک صفائی قلب سے آتا ہی اُسی کے لیے دروازہ جنت کھلیگا۔

اگر کوئی سوال کرے کہ تاج کیا ہی تو جواب یہ دینا چاہیے کہ عزت و حرمت و توقیر

اگر کوئی پوچھے کہ تاج تعداد مین کے ہین تو یہ کہنا چاہیئے کہ دو یعنے تاج جاہل و تاج کامل۔ خلوت و عزت سے مراد یہ ہی کہ گوشے مین جا بیٹھے اور عزت و توقیر کا کسی سے خواہان نہو اور چشم دنیا سے غائب رہے اور ہٹکر بیٹھے۔ تاج جاہل سے مراد یہ ہی کہ کوچہ و بازار مین پھرے اور لوگون مین معزز و موءدب ہو۔ لیکن تاج کامل سے یہ مراد ہی کہ کسی کے پاس معزز و مفتخر نہو اور نہ کسی سے طالب عزت و توقیر کا ہو۔ اُس عمامے کو کہ گرد تاج کے لپیٹا جاتا ہی استوا کہتے ہین۔ اُسکا مرکز یا قطب۔ اُسکا کنارہ یا حاشیہ اُسکا قطر۔ حروف جن سے وہ مرکب ہی یعنے ت ا ج۔ اُسکا سطح بالا جسکو قبلہ کہتے ہین اُسکا غسل و وضو اُسکی کنجی۔ اُسکی رسمیات مذہبی جو بحکم الٰہی مقرر ہین۔ اُسکی نماز جو نبی اہل اسلام علیہ السلام نے مقرر کی ہی۔ اُسکی روح۔ اُسکا اندرونی قطعہ۔ یہ سب جداگانہ معنے رکھتے ہین یعنے ہر ایک سے کچھ نہ کچھ مراد ہی۔

۱۔ استوا۔ یعنے تبدیل۔ اِسکے معنے یہ ہین کہ اعمال و افعال بد کو اعمال و افعال نیک سے مبدل کرنا۔

۲۔ تمام پیرہی یا بانی فرقہ۔

۳۔ کنارہ یعنے حاشیہ۔ قوت روحانی جو دار مین ہین یعنے وہ ایک قوت ہی جس سے کہ عابد و پارسا کسی کی خلاصی کے لیے خوف و اندیشے سے بصدق دل و صفائی قلب دعا مانگتا ہی کیونکہ وہ اور حقیقی اُنکی دعا کو قبول کرتا ہی اور جسکے لیے دعا کی گئی ہی اُسکو خوف سے چھوڑاتا ہی۔

۴۔ لنگر یعنے استعداد و قابلیت۔ اِس سے مراد ہی شیخ کا راہ راست بتانا مریدون کو۔

۵۔ کلید یعنے حروف جیسے کہ لفظ تاج مرکب ہی یعنے ت ا ج۔ اِس سے مراد ہی طالب مغفرت ہونا خدا سے بموجب اِس آیت قرآن کے کہ خدا تونگر ہی اور ہم مفلس۔

۶۔ کعبہ یعنے چوٹی کلاہ کے معنے مقام راستی ہی اور اُس سے یہ مراد ہی کہ مالک اُسکا ہر بات

سے واقف ہو۔ وہ چوتی کرہ کائنات ہی۔ خدا مشاہدہ کرنے والے کو اجازت دیتا ہی
کہ تو ہر شئی کو دیکھ اور اس سے واقف ہو۔

۷۔ غسل۔ اِس سے یہ مراد ہی کہ عموم سے صحبت نہ رکھو اور اُن سے نملو اور اسطرح
پاک وصاف رہو۔

۸۔ کلید یعنے کنجی۔ اس سے مراد ہی کھولنا وحل کرنا راز و اسرار مشکلات کا۔ اسکے ذریعے
سے شیخ خواب وخیالات اپنے مریدون کی تعبیر بیان کرتا ہی۔

۹۔ فرض۔ اِس سے مراد ہی گفتگو کرنا پیر دار نیغر۔ یعنے بھائی بندون سے۔

۱۰۔ سنت یعنے حکم پیغمبر صلعم۔ اِس سے مراد عزت و توقیر ہی۔

۱۱۔ یا آن یعنے روح اِس سے مراد ہی تعمیل احکام پیر یا شیخ کرنا اور کسی کو تکلیف
ندینا اور تارک الدنیا ہوتا۔

۱۲۔ اموات یعنے مرنا۔ اِس سے مراد ہی چھوتا کسی مخلوقات کے ہاتھ کو جیسا کہ بر وقت
داخل ہونے مرید تازہ کے کسی فرقہ درویشان مین عمل مین آتا ہی۔

۱۳۔ فرع یعنے شاخ یا آرائش و زیبائش۔ اِس سے مراد ہی عورات کی صحبت سے
باز رہنا۔

تاج پر یہ الفاظ لکھے ہوے ہین سوائے اللہ کے کہ حی القیوم ہی کوئی اور نہین ہی۔
تاج کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہی۔ سب چیزین فنا ہو جاتی ہین الا چہرہ خدا۔ تاج کے
وسط مین یہ لکھا ہوا ہی۔ مین کامل کتاب کی یعنے قرآن کی قسم کھاتا ہون۔

تاج کی تعداد کے باب مین ایک اور سوال ہی۔ تاج جیسا کہ سابق مذکور ہوا تعداد
مین ۲۔ ہین یعنے کامل وجاہل۔ تاج کامل سے مراد ہی راز و اسرار محمدؐ و علیؑ کے
سمجھنے کے لیے سعی وکوشش عمل مین لانا کیونکہ نبی اہل اسلام علیہ السلام نے کہا ہی کہ
مین اور علیؑ دونون ایک ہی روشنی سے بنے ہین۔ بس تاج کامل سے دیکھنا

اِس امر کا کہ وہ ایک روشنی سے بنے ہین اور دیکھنا خالق کا مراد ہے۔ اسی لیے مثل اُنکے جو تاج جاہل سر پر رکھتے ہین نہ سمجھا کرو۔ اور باوجود اِسکے خدا سب چیز کو جانتا ہے۔

در باب خرقہ

کہتے ہین کہ جب امام جعفر سے سوالات در باب اِس لباس کے اِسطرح کیے گئے کہ اعتقاد خرقے سے کیا مراد ہے اور اُسکے قبلے اور غسل سے کیا مطلب ہے اسکا وجود کیا ہے اور اُسکی نماز اور اُسکے فرائض اور اُسکی سنت اور اُسکی روح کیا ہے اور اُسکے سر پر رکھنے کی درست ترکیب کیا ہے۔ اُسکے پٹے اور اندرونی و بیرونی رُخ سے کیا مراد ہے تو اُنھون نے درجواب وہ کہا جو ذیل مین درج ہے۔

اعتقاد خرقے سے مراد ہے پوشش و اخفاے خطا و حرکات بیوقوفی دیگران قبلے سے مراد اُسکی پیر سے ہے غسل سے مراد گناہون کو دھونا ہے اُسکی نماز سے مراد جوانی ہے مین نے سنا ہے کہ درویشون مین خصلت زنانہ و مردانہ مقرر ہین۔ اگر مرد جوانمرد ہے تو اُسکو بہادر و مردانہ کہتے ہین اور در صورت دیگر اُسکو زنانہ۔

فرائض اُسکے ترک گناہ وطمع و حرص ہے۔ اُسکا کام یہ ہے کہ وہ اپنی قسمت پر شاکر رہے اُسکی روح سے مراد ہے کسی سے کچھ کہنا اور راز کو مخفی رکھنا۔ اُسکی کلید تکبیر ہے۔ اُسکے سر پر رکھنے سے مراد ہے اوروں کی خدمت کرنا۔ اُسکی کمالیت سے مراد ہے راستبازی و نیک وضعی۔ اُسکے حاشیے سے حالت درویش مراد ہے۔ اُسکی آستین کے کنارون سے طریقت مراد ہے۔ اُسکے پٹے سے مراد اطاعت و قناعت بمرضی خالق ہے۔ اُسکے اندرونی حصے کے معنے روشنی اور بیرونی حصے کے معنے اخفاے راز ہے۔

پٹے پر یہ عبارت لکھی ہوتی ہے۔ یا عزیز۔ یا لطیف۔ یا حکیم۔ اور حاشیے پر۔ یا وحید۔ یا فرد۔ یا صمد۔ آستین کے کنارون پر یہ لکھا ہوتا ہے۔ یا قبول۔ یا شکر۔ یا کریم۔ یا رشید۔ اُسمین ظاہر و باطن بھی لکھا ہوتا ہے۔ ظاہر سے مراد ہے وہ اشخاص جو کہ بظاہر مہربانی

اور رحم خالق کے طالب ہین اور باطن سے مراد ہی گوشہ۔

اصلی وحقیقی فقیر وہ ہی جو اپنے لیے کچھ چاہتا نہین اور جسمین ما ومنی وخودی نہین ہی بلکہ عجز و انکسار ہی اور جو چیز کہ اُسکے ہاتھ لگے اُسکو وہ قبول کرے اور خدا کی طرف سے جانے۔ درویش کا کام گوشہ نشینی ہی اور ترک دنیا۔ بد زبانی نکرنا۔ فکر وتامل مین رہنا۔ قناعت و صبر کرنا۔ خاموش رہنا اور قسمت پر شاکر حکم الٰہی کی متابعت کرنا اور مرشد کے احکام کا پابند رہنا اور اُنکی تعمیل کرنا۔ اپنے نفس بد سے لڑتے رہنا۔ بدی کو چھوڑ کر نیکی اختیار کرنا اور موافق قرآن باب ۲۹۔ فقرہ ۶۹۔ اپنے فرقے مین ایماندار رہنا۔ مضمون اُس فقرۂ قرآن کا یہ ہی کہ ہم اپنی راہ پر اُنکو لیے چلتے ہین جو ہمارے ایمان کو پھیلایا چاہتے ہین اور خدا اُنکے ساتھ ہی جو نیکی کرتے ہین۔ ہم چھوٹی لڑائی تو اُس دنیا سے کرتے ہین اور بڑی لڑائی اپنے نفس بد سے۔ یہ ہی حقیقی واصلی کلام خدا ہی۔ نیک وضع خدا پرست کی ہی اور بد وضع کافر وناخدا پرست کی۔ مرد وہ ہی جو کمر خدمت چست باندھتا ہی۔ پیر کی خدمت علم خالق کے لیے کرنا نصف راہ درویش ہی۔ چنانچہ یہ مثل مشہور ہی کہ خدمت شاہ نصف راہ ہی۔ کمر خدمت چست باندھنے سے یہ مراد ہی کہ پیر کی خدمت اِس طور سے کرے کہ جبتک وہ زندہ رہے اُسکے احکام کی تعمیل سے غافل نہو اور سر نہ پھیرے۔ پسکہ وہ دارین مین اُسکی حمایت کریگا۔

درباب پلنگ یا اُس پتھر کے جو کمربند مین لگا ہوتا ہی

اِس پتھر سے مراد ہی بھوک سے صبر کرکے بیٹھنا۔ خرقے سے مراد ہی تارک الدنیا ہونا۔ تنور یا چوڑی دامن فرقہ میولیوی سے مراد ہی نکالنا سر کا تنور مصائب سے۔ تنور کے معنے تنورا کے ہین۔ طریق ابدی چودہ ہین۔

۱۔ بڈھا ہونا علم پیر مین۔

۲۔ تخم علم بونا۔

۳۔ بیان کرنا اُس خوشی کا جو درویش کے دل کو حاصل ہوتی ہی اور لذت کہ طریقہ تعلیم داده شده مین پیدا ہوتی ہی۔

۴۔ میدان پرہیزگاری کے پھل کو کاٹنا۔

۵۔ اچھی تعلیم پانا اور اِس قاعدے پر بعجز و انکسار چلنا۔

۶۔ کلمہ توحید مرید کو سکھانا جب تک کہ اُسکی خاطر جمع ہو جاے۔

۷۔ درانتی عجز و انکسار سے میدان میوے کو کاٹنا۔

۸۔ خالق کی رضامندی کی کھیتی مین دانہ نکالنا۔

۹۔ گھاس پھوس کو اُسمین سے بکمال چالاکی اُوڑا دینا۔

۱۰۔ پیمانہ محبت کا ناپنا۔

۱۱۔ خوف الٰہی کی چکی مین پیسنا۔

۱۲۔ آب جواب سے گوندھنا (یہ اشارہ اُن تعبیرات کی طرف ہی جو پیر اپنے مریدون کے خواب کے باب مین بیان کرتا ہی)

۱۳۔ تنور صبر مین پکانا۔

۱۴۔ تمام برے جذبات کو اُسمین جلاکر اُسی آگ مین سے پاک و صاف ہوکر نکل آنا۔

درباب پوست یا نشستگاه

پوست یا چمڑے کا بچھونا جسپر کہ پیر بیٹھتا ہی۔ اُسکا سر پیر داہنی اور بائین طرف بھی ہوتا ہی اُسمین شرط یا فرض۔ ووسط۔ روح۔ قانون۔ راستی وغیرہ ہوتے ہین۔

سر سے مراد تابعداری ہی اور پانوُن سے خدمت۔

داہنی طرف سے مراد ہی ہاتھ ملانا بوقت ادخال بفرقہ درویشان۔

بائین طرف سے مراد عزت سے ہی۔

مشرق سے مراد اخفاے راز و اسرار ہی۔

مغرب سے مراد مذہب ہی۔

شرط یا فرض یہ ہی کہ آخر یعنے بھائی بندون کے آگے سر جھکا کر اُنکو سلام کرے۔

وسط سے مراد محبت ہی۔ محراب سے مراد ہی دیکھنا حسن وخوبی خالق کا روح بکبیر ہی۔

قانون یہ ہی کہ خدا کے عشق اور اُسکی پرستش مین محو ہو جاے حتی کہ روح جسم سے علیحدہ ہو کر اور ارواح کی سیر کو جاوے اور اُنہین جا کر ہمدردی کرے۔

طریقت سے مراد داخل ہونا اُس راہ مین ہی جو مقرر ہی۔

معرفت کے معنے خوف پیر ہی۔

احکام پیر کو حقیقت کہتے ہین تعمیل اُنکی مرید پر ایسی فرض ہی کہ وہ اُنکے ذمے سے کسی طور ہٹ نہین سکتی ہی۔

باب دہم

درباب فرقہ مولوی

بانی اِس بزرگ فرقہ درویشان کا مولانا جلال الدین محمد البلخی الرومی ہی اقوام بیگانہ بسبب خصوصیت اُنکے طریق پرستش کے اُنکو ناچنے والے یا چکر کرنے والے فقیر کہتے ہین۔ اُسکے نام سے ہی روشن ہی کہ وہ متوطن بلخ تھے۔ وہ ۶۰۴ھ ہجری مین بتاریخ ششم ماہ ربیع الاول پیدا ہوے تھے۔ کتاب نفحت الانس مین کہ مِن تصنیف مُلا جامی ہی یہ درج ہی کہ اِس مشہور ومعروف پیر کی طاقت روحانی چھ برس کی عمر مین ہی ظاہر و روشن ہونے لگی تھی۔ اُسی عمر سے صورت اُن فرشتون کی جو انسان کے اعمال و افعال لکھا کرتے ہین اور بھی اشکال جن اور اُن مشہور اشخاص کی کہ بعزت تمام گور مین گیے ہین اُسکو دکھائی دیتی تھین اور وہ کنایہ واشارہ و رمز مین اُس سے گفتگو کرتے تھے۔ مولانا

بہاء الدین ولید بطور مثال یہ بیان کرتا ہی کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز جلال الدین ایک گھر کی چھت پر مع چند اور چھوٹے لڑکون اپنی عمر کے کھڑے ہوے تھے اسوقت ایک نے ان مین سے اُس سے کہا کہ کیا یہ ممکن نہین ہی کہ ہم اِس چھت سے دوسری چھت پر کود جا دین۔ جلال الدین نے در جواب اسکے یہ کہا کہ یہ کام تو کُتے۔ بلی۔ و دیگر حیوانات مطلق کا ہی لیکن اُس شخص پر افسوس ہی کہ جو اُنکا تتبع کیا چاہے اور اُن سا ہوا چاہے۔ اگر تم اپنے مین حوصلہ دیکھو تو آؤ ہم تم آسمان کی طرف کودین اور اوڑین اور یہ کہکر وہ خود آسمان کی طرف اوڑا اور فوراً نظر سے غائب ہو گیا۔ اُسکے غائب ہوتے ہی سب لڑکے شور وغل مچانے لگے لیکن وہ ایک ہی لمحے مین آسمان سے بشکل متغیر پھر وہین آیا اور کہنے لگا کہ جب مین تمسے گفتگو کر رہا تھا ایک پلٹن فرشتگان نے کہ بلباس جبۂ سبز ملبوس تھے مجھکو اٹھا لیا اور دایرے مین چکر کرتے ہوے وہ بطرف آسمان اوڑے اور مجھکو ساتھ لے گئے۔ انھون نے عجیب عجیب چیزین آسمانی مجھکو دکھاین لیکن تمھارا شور وغل اُن تک پہونچا انھون نے پھر مجھے یہان پہونچا دیا۔

اُسی لڑکے کے باپ مین یہ بھی بیان کرتے ہین کہ جس سال مین یہ واردات واقع ہوئی تھی اُسی سال وہ تیسرے یا چوتھے روز کھانا کھایا کرتا تھا۔ مکے مین جا کر وہ شیخ فرید الدین عطار سے کہ اسوقت نشاپور مین تھے ہمکلام ہوا۔ اُس شیخ نے اُسکو عند الملاقات ایک اسرار نامہ دیا جسکو وہ ہمیشہ بعد ازان اپنے پاس رکھتا تھا۔

حضرت مولوی لیتنے جلال الدین بیان کرتے ہین کہ مین اُس گروہ مین سے نہین ہون جسکو تماشۂ ان آلهی دیکھتے ہین شاید مین وہ خوشی و سرور ہون جو مریدون کو اللہ اللہ کہنے سے حاصل ہوتی ہی اسی لیے اُس خوشی و سرور کی تلاش کرو اور اُس سے لذت اٹھاؤ جیسا کہ دولت کو عزیز رکھتے ہو ویسا ہی اُسکو بھی عزیز رکھو اور شکر کرو کہ وہ تمکو حاصل ہی کہتے ہین کہ اُنھون نے ایکمرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ جانور جو اوپر کی طرف اوڑتا ہی آسمان تک

نہین پہونچتا ہی لیکن تاہم وہ مکان کی بلندی سے زیادہ تر بلند ہو جاتا ہی اور اسطرح پنجۂ خوف سے بچ جاتا ہی یہ ہی حال فقیرون کا ہی جو درویش بنتے ہین - اگرچہ وہ درویش کامل نہین ہو جاتے ہین لیکن وہ عموم سے بہتر ہو جاتے ہین - وہ دنیوی تفکرات سے چھوٹ جاتے ہین اور انسانی حواس خمسہ سے انمین کچھ زیادہ پیدا ہو جاتا ہی -

ہر تکیے مین فی ہفتہ ایک یا کئی دن مذہبی رسوم کے ادا کے لیے مقرر ہین - چونکہ قسطنطنیہ مین ایک ہی فرقے کے کئی تکیے ہین تو مرید ایک کے دوسرے مین شریک ہو جاتے ہین اور باہم ملاقات کرتے ہین - مختلف فرقہ ہاے درویشان کے مرید مختلف فرقون کے تکیون مین جاکر ادا ے رسوم مذہبی مین شامل ہو جاتے ہین اور کوئی ایک دوسرے کو منع نہین کرتا ہی البتہ عدم واقفیت رسوم جیسا کہ فرقۂ میولیوی مین دیکھنے مین آتا ہی مانع اس امر کی ہوتی ہی فرقۂ قادری مین سے جو کوئی واقف نماز فرقۂ میولیوی ہوتا ہی وہ انکے تکیے مین جاکر ایک حجرے مین بیٹھتا ہی اور تب اسکو ایک کلاہ موسوم بہ سکہ ملتی ہی - وہ کلاہ بال یا اون شتر کی ہوتی ہی - علاوہ اسکے اس درویش کو ایک تنورہ جو لمبی قمیص مثل پوشاک عورات کے بے آستین ہوتی ہی اور ایک دستہ گل یا جاکٹ مع آستین کہ کپڑے یا کسی اور شی کی بنی ہوتی ہی ملتی ہی - اسکی کمر کے گرد الف لام اند یا ایک کمر بند پارچہ کہ چار انگل چوڑا ہوتا ہی اور نصف آرچین لمبا اور جسکے کنارون پر تاگا لگا ہوتا ہی باندھا جاتا ہی - اور وہی تاگا کہ باہر نکلا ہوا ہوتا ہی کمر بند کو کمر سے باندھنے کے لیے کام آتا ہی - اسکے کندھون پر ایک خرقہ یا جبہ جسکی آستینین لمبی اور کھلی ہوتی ہین ڈالتے ہین - اسطرح سے لباس پہنکر وہ تکیے کے کمرے مین کہ موسوم بہ سماخانہ ہی داخل ہوتا ہی - انکی نماز کی کیفیت یہ ہی جو ذیل مین درج ہی -

۱- وہ سب ملکر نماز معمولی اہل اسلام پڑھتے ہین -

۲- وہ خاص نماز و دعا کچھ اسی قسم کی پڑھتے ہین -

۳۔ شیخ اپنی جگہہ پر جاتا ہی اور اُسکی کتاب بسمت کعبہ رکھی ہوتی ہی۔ وہ تب کھڑے ہوکر اور ہاتھ اُٹھاکر پیر سے یہ دعا مانگتا ہی کہ تم خدا اور رسولؐ سے بیسٹہ فرقے کی شفاعت کرواو۔

۴۔ شیخ تب اپنے پوستکے سے اُٹھکر بعجز تمام پیر کو سجدہ کرتا ہی یا اپنا سر جھکاتا ہی اُس پیر کا نام تو ین کسمک ہی جسکا ذکر کہ باب حالات بیکتاشی مین ہوچکا ہی اور تب وہ ایک قدم آگے بڑھتا ہی اور پھر پلٹکر داہنے پانون کے بل اپنی جگہہ پر آجاتا ہی اور پھر بطور سابق سر جھکاتا ہی جیساکہ وہ در صورت اُسکے زندہ ہونے کے جھکاتا تھا۔ بعد اِسکے وہ کمرے مین چکر کرتا رہتا ہی اور اُسکے بھائی بند بھی باری باری سے وہ ہی عمل کرتے ہین۔ وہ سب تین مرتبہ کمرے مین چکر کرتے ہین۔ اسم رسم کو سلطان ولید دیوری بنام فرزند حضرت مولانا کہ اُنکا بانی و پیر تھا کہتے ہین۔

۵۔ شیخ جب اپنے مقام پر آکر پوستکے پر کھڑا رہتا ہی اسطرح کہ ہاتھ اُسکی چھاتی پر باہم تقاطع کرتے ہین اور ایک بھائی بندون مین سے کہ مطرب ہوتا ہی نعت شریف گانا شروع کرتا ہی یعنے پیغمبر صلعم کی تعریف گاتا ہی۔ بعد خاتمہ کے اُس کمرے کے ایک برآمدے مین ایک باجہ بجانے والا بانسلی و کمان و قدور جو نام باجون کے ہین بجانا شروع کرتا ہی۔

۶۔ ایک بھائی بندون مین سے جسکو سمع زن کہتے ہین اُس شیخ کے پاس کہ کنارہ پوستکے پر چلاگیا تھا جاکر اُسکو سر جھکاکر سلام کرتا ہی اور اپنا داہنا پانون بائین پانون پر رکھکر شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہی اور پھر اُٹھکر وسط کمرے مین آجاتا ہی اور وہ مہتمم اُن رسمیات کا ہوتا ہی جو شروع ہوا چاہتی ہین۔

۷۔ باقی درویش اب اپنا اپنا خرقہ اوتار لیتے ہین اور تنوری یا قمیص کو پھینک کر ایک قطار مین شیخ کے پاس جاتے ہین اور اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیتے ہین اور پوستکے کو سلام کرتے ہین اور بائین پانون پر چکر کھانا شروع کرتے ہین اور داہنی طرف سے چکر لگاتے ہین۔ اگر اتفاقاً وہ ایک دوسرے سے بہت قریب آجاتے ہین تو سمع زن اپنا پانون بطور اطلاع

فرش پر مارتا ہی - انکے ہاتھ رفتہ رفتہ اوپر کی طرف اٹھتے جاتے ہین اور بعد ازان وہ انکو پھیلاتے جاتے ہین - بایان ہاتھ تو فرش کی طرف پھرا ہوتا ہی اور داہنا ہاتھ اوپر کو بطرف آسمان کھلا ہوا ہوتا ہی - سر داہین کندھے کی طرف جھکا ہوتا ہی اور آنکھین بظاہر بند ہوتی ہین - شیخ اس اثنا مین پوستکے پر چپ چاپ کھڑا رہتا ہی - بھائی بند بروقت چکر کھانے کے کچھ ہلکے ہلکے منھ مین ذکر حق کرتے ہین اور اللہ اللہ کہتے ہین اور قوال ۲۰ منٹ یا نصف گھنٹے تک آمین شریف گاتے ہین اور بجاتے ہین - اکثر تو وہ صرف دس ہی منٹ گاتے و بجاتے ہین اور جسوقت کہ وہ راگ کے کسی خاص مقام پر پہونچتے ہین توجہان لفظ ای یار آتا ہی وہ اسکو باواز بلند کہکر تھم جاتے ہین - وہ درویش کہ نیچے ہوتے ہین اپنی راہ مین آگے بڑھتے نہین اور وہین ٹھہر جاتے ہین اسوقت انکی ٹانگون کے گرد تنوریہ لپیٹا جاتا ہی تاکہ انکے پانون ڈھکے رہین - وہ سب اسوقت جھک کر شیخ کو پھر سلام کرتے ہین - سمع زن بطور رہنما آگے بڑھتا ہی اور وہ تمام کمرے کے گرد آہستہ آہستہ چکر لگاتے ہین اور شیخ کے آگے سر جھکاتے ہین اور جب وہ اسکے پاس سے گذرتے ہین وہ اسکے گرد پورا چکر لگاتے ہین اگر کوئی انمین سے اتفاقاً تھک کر گر پڑتا ہی تو اس صورت مین وہ وہان سے ہٹکر آرام کرسکتا ہی لیکن ایسی صورت کبھی شاذ ہی ظہور مین آتی ہی - بعد اسکے راگ دوبارہ شروع ہوتا ہی اور جب کوئی اسطرح کی بات درمیان مین نہین آتی ہی راگ بدستور چلا جاتا ہی - یہ عمل وہ تین مرتبہ کرتے ہین اور بعد اسکے بیٹھ جاتے ہین اور سمع زن اسکو اپنے چغے سے ڈھانپ لیتا ہی -

۸ - جب وہ اسطرح سے بیٹھ جاتے ہین کوئی ایک بھائی بندون مین سے کسی برآمدے مین بیٹھکر کچھ قرآن شریف مین سے پڑھتا ہی سمع زن اٹھکر اور اس حلقے کے وسط مین جاکے سلطان کے حق مین کچھ دعا پڑھتا ہی اور اسکے آبا و اجداد کا نام بھی اسمین لیتا ہی بعد اختتام دعا شیخ پوستکے سے اٹھتا ہی و کھڑا ہوجاتا ہی اور جب سب سلام کرچکتے ہین وہ

تکیے سے چلا جاتا ہی۔

اسیجا یہ بھی کہنا مناسب ہی کہ طریقۂ پرستش فرقہ ہاے قادری وخلوتی ایک سا ہی یعنے وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑکے اپنے بازوؤن کو ایک دوسرے کے کندھون پر رکھتے ہین اور ذکر حق بآواز بلند کرتے ہوے گرد کمرے کے پھرتے ہین۔ اُنکی پرستش مین راگ وباجہ نہین ہوتا ہی۔ اشخاص غیر اقوام بھی بطور تماشا تکیون مین جاکر اور برآمدے کے خاص مقام پر یا کسی چھوٹے کمرے مین کہ متصل کمرۂ نماز کے ہوتا ہی بیٹھکر یا کھڑے ہوکر سیر دیکھتے ہین اگر وہ متصل کے کمرے مین بروقت نماز وذکر حق داخل ہوان تو اُنکو کھڑا رہنا پڑتا ہی اور باہر دروازے کے جوتے اُتار کر اُس آدمی کے سپرد کرنا پڑتے ہین جو اس مطلب کے لیے مقرر ہوتا ہی اور بروقت رخصت وہان سے وہ کچھ اُسکو دیجاتے ہین۔ بیگانون کو صرف بعد اختتام نماز اسلام وہان آنے دیتے ہین۔ شیخ کے کمرے کو حجرۂ شیخ کہتے ہین اور بڑے کمرے کو سمع خانہ بولتے ہین۔

علاوہ اسکے فرقۂ میولیوی مین ایک اور کمرہ ہوتا ہی جو بنام حجرۂ اسم جلال نامزد ہی اُس کمرے مین وہ صبح وشام کو نماز پڑھا کرتے ہین اور ذکر حق کیا کرتے ہین۔ یہ کمرہ کسی اور فرقے کے تکیے مین دیکھنے مین نہین آیا ہی۔ تماشاد سابق الذکر تیسری نماز روزمرہ ہی اُسکو زبان ٹرکی مین آیکنڈی کہتے ہین۔ یہ نماز دسن بجے شام کے شروع ہوتی ہی۔

کامل تکیہ فرقۂ میولیوی مین اٹھارہ کمرے ہوتے ہین اور اُمنین قسم یامنٹ بھی اٹھارہ ہوتے ہین۔ ہر کمرے والے کو فی یوم اٹھارہ پیاسٹر ملتے ہین۔ جو کوئی مرید ہوا چاہی اُسکو اُس تکیے مین اول ۱۰۰۱ روز خدمت کرنی پڑتی ہی۔ اُسکے کمرے کو چلہ یا حجرہ سی کہتے ہین۔ اُسی کمرے مین مرید تازہ زیر امتحان رہتا ہی اور بہت نماز وروزے مین مصروف۔ سواے شیخ اور اُسکے نائب اور مہتمم تکیے کے جسکو خزانہ دار کہتے ہین اُنمین کوئی اور افسر نہین ہوتا ہی۔ عہدہ شیخ موروثی ہی لیکن ٹرکی یا روم مین منظوری شیخ الاسلام

یعنے افسر اعلے مذہب اسلام ہر فرقے کے شیخ کی تقرری کے لیے ضروری ہی۔



مجھے دریافت نہین ہوا ہی کہ کیون خاص طریقہ پرستش مُنمین مقرر ہوا ہی۔ اُسکی وجہ جو قابل اعتبار ہو کسی سے تحقیق نہین ہوئی ہی۔

مولوی جلال الدین بانی اِس فرقے کے مختصر قایم سے ظاہر ہوتا ہی کہ بامداد عجیب قوت روحانی وہ باسانی نظر سے غائب ہو جاتا تھا اور آسمان کی طرف چلا جاتا تھا۔ اِس فرقے مین یہ روایت مشہور ہی کہ جب وہ یاد الٰہی مین کمال محو ہوتا تھا وہ اپنی جگہہ سے اُٹھکر اُسی طور سے چکر کیا کرتا تھا جیسا کہ پیروان اِس فرقے مین مروج ہی اور کئی مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اِس دنیا جسمانی سے نکلنے لگا لیکن بوسیلہ راگ و باجہ نظر سے غائب ہونے نہ پایا۔ اُسکی کتاب موسوم بمثنوی شریف نظم مین تحریر ہوئی ہی۔ ہر ایک شعر مین قافیہ بندی ہی۔ وہ کتاب زبان فارسی مین ہی اور اگرچہ اُسکی شرح ہوئی ہی لیکن مضمون اُسکا ایسا پیچیدہ ہی کہ ترجمہ اُسکا ہو بہو ہونا دشوار ہی۔ درحقیقت اُسمین بڑے باریک و نازک خیالات اکثر درباب عشق اللہ درج ہین اور ہر ایک شعر سے غایت درجے کا سرور پیدا ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ یہ غایت درجے کی خوشی الہام مقدس ہی جو انسان کو خالق کے قریب لاتی ہی اور اُسکے ذریعے سے روح انسان روح اللہ سے ہمکلام ہو جاتی ہی۔ نَے جسکو فرقہ میولوی بطور باجہ استعمال مین لاتا ہی نرکل کی بنتی ہی۔ نَے باجہ قدرت ایزدی ہی جو حواسون کے تیز کرنے کے لیے بھی مستعمل ہوتا ہی۔

ترجمہ جو سر ولیم جونز نے چند اشعار مثنوی شریف کا کیا ہی ذیل مین درج ہی۔

اَو عشق حقیقی مبارک ہو جیو تو چشمۂ فواید لا متناہی ہی۔ تیری دوا مجھ بیمار کو صحت بخشتی ہی

اور تیری ہی قابلیت میری مدد کرتی ہی۔ آؤ تو جو گنیٹن سے زیادہ فاضل ہو اور پلیٹو سے زیادہ عقلمند اور جو میرے رہنما اور میرا قانون اور میرا کمال سرور دل ہو اٹھو اور بیدار ہو۔ عشق اس سرد مٹی کو آتش اسرار الہی سے گرم کرتا ہی۔ آور قص کرنے والے پہاڑ کمال اشتیاق سے کودتے ہین۔ اس روح پر بڑا فضل آلہی ہی جو بحر عشق مین تیرتی ہی اور اس حیات ابدی کی طالب ہی جو خوراک آسمانی سے پرورش پاتی ہی۔ کیا ناکامل اجسام مین کمالیت ہوسکتی ہی۔

اس مقام پر میرے راگ اب ختم ہو اور آؤ دنیا دون اب تم رخصت ہو۔

درباب کلاہ درازمند فرقہ میولیوی یہ بیان ہوا ہی کہ قبل اسکے کہ یہ دنیا جو مسکن انسان ہی وجود مین آئی تھی ایک اور دنیا بنام عالم ارواح موجود تھی۔

کہتے ہین کہ روح ایک نور ہی۔ اسکا مادہ جسمانی نہین اور اسی لیے وہ چشم انسان سے کہ مثل آئینہ ہی غائب و ناپدید ہی۔ کہتے ہین کہ عالم ارواح مین روح محمد صلعم کی موجود تھی اور خالق نے اسکو ایک ظرف نور مین کہ بشکل کلاہ فرقہ میولیوی تھا رکھا تھا۔

مصنف کتاب سنکاک نمانیہ جسکا ذکر کہ سابق ہوچکا ہی اس فرقے کے باب مین یہ کہتا ہی کہ اشخاص فرقہ میولیوی بطور بھائی بھایونکے یکجا جمع ہوتے ہین اور عشق اللہ مین بالکل بجاکر مکان عشق مین اسکی پرستش کرتے ہین اور گرد چکر کرکے خوشی کے مارے ناچتے ہین اور اسکی محبت مین آہ کھینچتے ہین اور نالہ وزاری کرتے ہین اور اسکی ذات مین ملنے کی کمال آرزو رکھتے ہین۔ شمع خانے کے گرد چکر کرکے وہ برے جذبات کے اثر سے محفوظ رہتے ہین اور انکو وہ دل سے خارج کرتے ہین اور تمام مذہبی رسوم سے کہ جزوی ولاحاصل ہین بچے رہتے ہین یعنے کسی رسم کو عمل مین نہین لاتے ہین۔

نماز و دعاے روزمرّہ و معمولی فرقہ میولیوی وہ ہین جو ذیل مین درج ہین۔

ا۔ نماز روزمرہ و معمولی۔ قبل شروع کرنے نماز کے وہ نیت باندھتے ہین کہ ہم

نمازہاے مخصوص و مناسب پڑھینگے۔

۲۔ اللہ و اکبر۔ وسحاب۔ وعضو بلالی۔ اور کوئی بسم اللہ۔ اور کوئی فاتحہ وزمین سورہ۔ یا کوئی اور سورہ قرآن جسکو وہ اس مطلب کے لیے منتخب کرین۔

اللہ اکبر اول کھڑے ہوکر پڑھتے ہین اور اخیر مین گھٹنون کے بل جھککر تین مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے ہین اور اسکے ساتھ سمع اللہ وغیرہ بھی پڑھتے ہین۔ معنے اسکے یہ ہین کہ اے خداوند کریم کارساز ہمارے شکر و سپاس کو سن کیونکہ تو تمام دیوتاؤن مین سے سب سے بڑا خدا ہے۔ یہ کہکر وہ فرش پر سجدہ کرتے ہین۔

بعد اس نماز کے وہ اوراد پڑھتے ہین۔ صبح کے وقت قبل از طلوع آفتاب وہ نماز صبح پڑھتے ہین اور جب آفتاب افق سے طلوع ہوتا ہے اسکے دس منٹ یا کچھ کم و بیش عرصے کے بعد دو رکعت پڑھتے ہین اسکو اشراقیہ کہتے ہین اور دو رکعت جو ہوتی ہین وہ اشراق کہلاتی ہین۔ دوپہر کو بھی مثل مسلمانون کے وہ ہر روز نماز پڑھتے ہین۔ اس نماز مین دس رکعت ہوتی ہین۔ چار سنت۔ و چار فرض۔ اور باقی دو بھی سنت ہوتی ہین سنت وہ ہین جو پیغمبر صلعم کے حکم سے پڑھی جاتی ہین۔ اور فرض وہ ہین جو خدا کے حکم سے ادا ہوتی ہین۔ باقی دو رکعت جو سنت ہین انکے لیے حکم پیغمبر صلعم کا بالتخصیص ہے تیسری نماز روزمرہ ہین جسکو آیکندی کہتے ہین۔ ۸۔ رکعت پڑھی جاتی ہین چار انمین سے سنت ہین اور چار فرض۔ شام کی نماز پانچ رکعت کی ہوتی ہے جنمین سے تین فرض ہین اور دو سنت۔ بعد اس اخیر نماز کے وہ نماز اسم جلال پڑھتے ہین جو تین توحید سے مشتمل ہے یا ہر ایک موافق اپنی مرضی کے جتنے اسم جلال چاہتے ہین پڑھتے ہین۔

قبل شروع نماز اس فرقے کے تمام مرید بیٹھکر پیر کے خیال مین محو ہوتے ہین اسکو مراقبہ و توجہ کہتے ہین۔ اسوقت قوال جو برآمدے مین ہوتے ہین نعت شریف و مقدس گاتے بجاتے ہین۔ اس برآمدے کو مطرب کہتے ہین اور جو اس برآمدے مین بیٹھے ہوتے ہین

وہ ہدایات و اشارات شیخ کو کہ وہ ہاتھ سے کرتا رہتا ہی بغور دیکھتے رہتے ہین۔
چونکہ عقیدہ اِس فرقے کا عشق اللہ ہی تو سلام بھی اُنکے ویسے ہی ہوتے ہین مثلاً بعد پانی پینے کے وہ عشق السون کہتے ہین۔ اُنمین سے کسی کو بھیک مانگنے کی اجازت نہین لیکن گلیون مین اُنکو اکثر پانی فی سبیل اللہ ولی عشق اللہ پلاتے ہوے دیکھتے ہین۔
ایک مختصر رسالے مین کہ کسی شیخ فرقہ مولوی نے تصنیف کیا ہی اور حال مین وہ فوت ہوا ہی بیان وجود روحانی بصفائے تمام و مشرح درج ہی۔ دلائل باثبات اِس امر کے وہ قرآن سے نقل کرتا ہی۔



وہ یہ ہین کہ قبل از پیدایش اِس دنیا کے اور شاید قبل وجود مین آنے ستارون کے بھی انسان کسی آسمان مین پیدا ہوا تھا اور پیشتر اِسکے کہ روح اُسکی قالب انسانی مین آوے وہ اِس دار فانی مین مختلف صورتون مین گذر جاتا ہی اور قالب مختلف حیوانات مین روح اُسکی حلول کرکے زندگی بسر کرتی رہتی ہی۔ اور بعد وفات بھی وہ کئی صورتون مین مبدل ہوگا اور پھر آخر شش اپنی اصلی حالت پر آنکر کہ عالم ارواح مین تھی قرب خالق حاصل کریگا۔ وہ اِس فقرہ قرآن سے کہ اگر نہ پیدا ہوتا تو نہ پیدا کرتا مین زمین

وآسمان کو یہ ثابت کرتا ہی کہ روح محمد صلعم پہلے سے موجود تھی جو اس دنیا مین بشکل انسان ظہور مین آئی اور پیدا ہوئی ۔ اس مصنف کا یہ بھی اظہار ہی کہ آدم علیہ السلام خاک زمین سے پیدا ہوے تھے اور آخرش پھر خاک ہو گئے لیکن اُنکی روح کسی اور جگہ سے نکلی تھی۔ وہ اور تمام مسلمان اس بات کے مقر ہین کہ مسیح روح اللہ تھے اگرچہ وہ اُسکو اللہ نہین سمجھتے ہین کیونکہ اس صورت مین وحدانیت خالق جاتی رہتی ہی اور محمد صلعم نے بارہا مسئلہ کثرت خدا اون سے انکار کیا ہی۔

محمد صلعم کا یہ قول ہی کہ انسان کو نہ تو اپنی پہلی حالت کا علم ہی اور نہ آئندہ کا اگرچہ اکثر واقعات آئندہ کا موہوم خیال اُسکے دل مین آجاتا ہی لیکن جب وہ ظہور مین آتے ہین تو وہ اُنکو پہچان نہین سکتا ہی۔

باب یازدہم

حال مندرجۂ ذیل درباب پھیلنے فرقہ درویشون کے کتاب سٹر ڈی آوہسن سے کہ سلطنت اوٹومن کے باب مین تصنیف ہوئی ہی منقول ہوا ہی۔ بسبب اس ترغیب و تحریص کے کہ جنت مین حورین ملینگی اور بباعث فتوحات غیبی جو محمد صلعم کو بعد دعوے پیغمبری نصیب ہوتی رہین ایک گروہ درویشان کا پیدا ہوا جنکی ریاضت سادہ لوح لوگون کے دلون مین ایسی اثر پذیر ہوئی کہ وہ اُنکو دیکھکر متعجب ہوے اور اس پردۂ دنیا پر اُنکو عجیب مخلوقات مین سے سمجھنے لگے۔

سن اول ہجری مین ۴۵ اشخاص ساکن مکہ اور پنتالیس ہی ساکن مدینہ نے باہم متفق ہوکر قسم کھائی کہ ہم ملکر ایک فرقہ ایسا بنا وینگے کہ مال سبکا ایک ہوگا اور سب ہر روز ایسے خاص رسوم مذہبی ادا کیا کرینگے جنمین کہ توبہ ہو اور نفس کشی۔ اُنھون نے اپنا نام صوفی رکھا تاکہ اُنمین اور اور مسلمانون مین تمیز ہو جاوے۔ یہ نام جو پہلے کسی مسلمانو پر

آتا تھا اب اُن مسلمانون پر آتا ہی جو ترک دنیا کرکے یاد آلہی مین مصروف ہو جاتے ہین اور بڑی تکلیف دہندہ طریقون سے سخت ریاضت و عبادت مین مشغول ہو جاتے ہین

درباب اشتقاق لفظ صوفی مصنف اُس قوم کے مختلف الرائے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ وہ یونانی لفظ سوفوس سے کہ یہ بمعنی دانا آیا ہی نکلا ہی لیکن بعض کی یہ رائے ہی کہ وہ سوف سے کہ لفظ زبان عربی ہی مشتق ہوا ہی۔ معنے اُسکے سوئی اون شتر کے ہین یا پارچہ بال کے یا وہ پارچہ کہ توبہ کنندگان اہل اسلام بزمانہ آغاز مذہب اسلام پہنا کرتے تھے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ لفظ صوفی صفا سے کہ لفظ عربی ہی نکلا ہی صفا نام ایک مقام کا ہی جو گرد کعبہ واقع ہی۔ اُس مقام پر کئی مرید اُس فرقے کے نماز و روزہ و ریاضت مین شب و روز مصروف و مشغول رہتے تھے۔ صوفی فقیر بھی کہلاتے تھے بدینوجہ کہ اُنکا مقولہ یہ تھا کہ دنیوی فوائد و حظوظ نفسانی کو ترک کرنا چاہیے۔ اِس صورت مین وہ اِس مقولہ پیغمبر صلعم پر کہ الفقر فخری چلتے تھے یعنے وہ یہ کہتے تھے کہ فقیری یا مفلسی ہمارا فخر ہی اُنکی دیکھا دیکھی حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ نے حین حیات نبی اہل اسلام علیہ السلام ایک ایک گروہ فرقۂ درویشان مقرر کیا اور ہر ایک اُنمین سے مہتمم اُنکا و افسر اعلےٰ بنا اور اِنھون نے جداگانہ خاص خاص رسوم اُنمین مقرر کیے۔ ہر مرید قسم کھاکر اُس فرقے مین داخل ہوتا تھا۔ بروقت وفات حضرت ابوبکرؓ نے سلمان فارسی کو اور حضرت علیؓ نے حسن بصری کو اہتمام اُن گروہون کا تفویض کیا اور وہ اُنکی جگہ پر مقرر ہوے۔ ہر ایک اُنمین سے خلیفہ بھی کہلاتا تھا۔ یہ دونون اُنکے قدمون پر چلنے لگے جنکے وہ جانشین ہوے تھے اور بعد اُنکے اُنکے جانشین اُنکا تتبع کرنے لگے اور اسی طرح سے یہ صورت مسلسل چلی گئی۔ غرضکہ جو کوئی اُس فرقے مین سے نہایت ضعیف العمر و قابل ادب و تعظیم و عقیل ہوتا تھا وہ اُنکا جانشین ہو جاتا تھا۔ اور اسیطرح سے سلسلہ جانشینی جاری رہا۔ بعض اُنمین کے بہ ہدایت اپنے خیالات باطلہ کے قواعد مقررہ گروہ سے منحرف

ہوے اور اِسطرح سے وہ قواعد بدلتے گئے حتی کہ آخرش وہ گروہ گوشہ نشین بن گیا۔ اِس فرقے کو میل بطرف گوشہ نشینی ایک گوشہ نشین کی دیکھا دیکھی سے زیادہ ہوا۔ اِس گوشہ نشین نے ۵۵ ہجری مین ایک گروہ گوشہ نشینون کا جو بنام اوس کرانی نامزد ہی مقرر کیا تھا۔ یہ گوشہ نشین متوطن کار و واقع مین تھا اور اسی نام پر وہ فرقہ نامزد ہوا تھا۔ اِس گوشہ نشین نے ایک روز یہ بیان کیا کہ حضرت جبرئیل نے مجھسے خواب مین کہا ہی کہ خدا کا حکم ہی کہ ترک دنیا کرو اور عبادت و توبہ دیا دائمی مین مصروف ہو۔ اِس شخص نے یہ بھی بیان کیا کہ حضرت جبرئیل نے قواعد اِس فرقے کے لیے مجھے دیے ہین۔ کم خوری و پرہیزگاری و ترک ملاقات مخلوقات عالم و ترک لذائذ بے گناہ و شغل شب و روز بہ نماز منشا اُن قوانین کا تھا۔ اُسنے اِن قوانین مین اور بھی شامل کیے۔ وہ اِس باب مین اسدرجۂ غایت پر پہونچا کہ اُسنے اپنے تمام دانت اسیوجہ سے اور بیادگاری اس امر کے نکلوا ڈالے کہ پیغمبر صلعم کے دو دانت جنگ اُحد مین ٹوٹ کر گر پڑے تھے۔ اُسنے اپنے مریدون کو حکم دیا کہ تم بھی موافق میرے اِس باب مین عمل کرو یعنے تم بھی سارے دانت اپنے نکلوا ڈالو۔ اُسنے کہا کہ اُسپر خدا کی خاص مہربانی ہوگی جسکے دانت غیب سے نکلجاوینگے یا کوئی فرشتہ خواب غفلت مین اُسکے دانت نکال لیویگا اور بر وقت جاگنے کے وہ دانتون کو بستر پر پاویگا۔ اِسمین شک نہین کہ ایسا سخت حکم مانع داخل ہونے مریدون تازہ کا اِس فرقے مین ہوگا اور بہت ہی کم لوگ اُسطرف رغبت کرینگے۔ بزمانۂ آغاز مذہب اسلام کچھ متعصب و سادہ لوح اشخاص اُسطرف مائل ہوے لیکن یہ فرقہ اب یمن مین ہی جہان سے وہ شروع ہوا تھا محدود ہی۔ اور ہمیشہ مرید اس فرقے کے تعداد مین چند ہی رہتے ہین باوجود بے اعتباری اِس فرقے کے وہ باعث تقرری اور فرقہ ہاے گوشہ نشینون کا ہوا آیشے دو بڑے فرقے ابوبکر و علی پیدا ہوے۔ بانی اِن دونون فرقون کے

اپنے جانشینون سے زیادہ تر بلند نظر و متعصب تھے - ہر ایک نے اُنہین ست اپنے اپنے فرقے کا نام اپنے اپنے نام پر رکھا - اور اپنا خطاب اُنھون نے بجاے شیخ کے پیر رکھا - شیخ اور پیر کے معنے ایک ہی ہین یعنے بزرگ - اُنکے مرید بنام درویش نامزد ہوے - علم الٰہیات مین ان لفظون کے معنے عجز و انکسار و گوشہ نشینی و استقلال ہین - ان گوشہ نشینون کی خصلت ایسی ہی ہونی چاہیے - ممالک اہل اسلام مین نئے نئے فرقے گوشہ نشینون کے ہر صدی مین پیدا ہوتے گئے - ان گروہون مین سے قریب تمام کے سلطنت آٹومن مین اب بھی موجود ہین - اُنہین سے مشہور مشہور فرقے تعداد مین ۳۲ ہین - فہرست اسماء بانی اِن فرقون کی مع تاریخ وفات ذیل مین درج ہے -

شیخ الوان نے ۱۴۹ ہجری مطابق ۷۶۶ء مین بمقام جدہ وفات کی - یہ شخص بانی فرقہ الوانی ہے -

ابراہیم ادہم نے ۱۶۱ ہجری مطابق ۷۷۸ء مین بمقام دمشق رحلت کی - یہ شخص بانی فرقہ ادہمی ہے -

بیازو بسطامی ۲۶۱ ہجری مطابق ۸۷۴ء مین بمقام جبل بسطام واقع سریا مین رہگراے عالم بقا ہوا - یہ شخص بانی فرقہ بسطامی ہے -

سراے سقطی بانی فرقہ سقطی ۲۹۵ ہجری مطابق ۹۰۷ء بغداد مین فوت ہوا -

عبدالقادر گیلانی بانی فرقہ قادری نے ۵۶۱ ہجری مطابق ۱۱۶۵ء مین رحلت کی - وہ زربیدار یعنے محافظ دفتر امام اعظم ابو حنیفہ فقہ دان اہل اسلام شہر بغداد تھے -

سید احمد روفائی بانی فرقہ روفائی (جنکو عموم ولولہ و شور و غل کرنے والے درویش کہتے ہین) ایک دشت مین کہ مابین بغداد و بصرہ واقع تھا ۵۷۶ ہجری مطابق ۱۱۸۲ء مین رہگراے عالم بقا ہوے -

شہاب الدین سہروردی بانی فرقہ سہروردی بغداد مین بہ ۶۰۲ ہجری مطابق

سنہ ۱۲۲۱ عیسوی فوت ہوا۔

نجم الدین کبرا۔ بانی کبراوی خوارزم مین بہ سنہ ۶۱۸ ہجری مطابق سنہ ۱۲۲۱ع فوت ہوا۔

عبدالحسین شاذلی۔ بانی فرقہ شاذلی مکے مین بہ سنہ ۶۵۶ ہجری مطابق سنہ ۱۲۵۸ع رحلت کرگیا۔

جلال الدین الرومی مولانا معروف بمولاخونکیار بانی فرقہ میولیوی سنہ ۶۷۲ ہجری مطابق سنہ ۱۲۷۳ع مین بمقام کونیہ فوت ہوا۔ یہ فرقہ عموم مین بنام ناچنے والے درویش کے نامزد ہاے۔

عبدالفتح احمد بداوی بانی فرقہ بداوی سنہ ۶۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۲۷۶ع مین بمقام تانتا واقع ملک مصر فوت ہوا۔

پیر محمد نقشبندی۔ بانی فرقہ نقشبندی سنہ ۷۱۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۱۹ع مین بمقام کسری اریفان واقع ملک ایران فوت ہوا۔ وہ ہمعصر عثمان اول بانی سلطنت اوٹومن تھا۔

سعید الدین جبراوی۔ بانی فرقہ سعیدی سنہ ۷۳۶ ہجری مطابق سنہ ۱۳۳۵ عیسوی مین متصل دمشق فوت ہوا۔

حاجی بیکتاش خراسانی معروف بہ ولی بانی فرقہ بیکتاشی سنہ ۷۵۹ ہجری مطابق سنہ ۱۳۵۷ع مین بمقام کرشہر (ایشیا خرد) فوت ہوا۔ وہ چند سال دربار ادرخان اول مین رہا تھا اور اسنے اوسکے فرقہ جینساری کو بروقت اسکے شروع یا پیدا ہونے کے دعاے خیر کی تھی اور برکت دی تھی۔

عمر خلوتی بانی فرقہ خلوتی سنہ ۸۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۷ع مین بمقام کیسریہ راہی ملک بقا ہوا۔

زین الدین ابوبکر خافی۔ بانی فرقہ زینی کوفے مین بہ سنہ ۸۳۸ ہجری مطابق سنہ ۱۴۳۴ع

رحلت کر گیا۔

عبد الغنی پیر یا بائی - بانی فرقہ بابائی اڈریانوپل مین ۸۷۰ھ ہجری مطابق ۱۴۶۵ء مین رہگرائے عالم بقا ہوا۔

حاجی بیرام انگرادی بانی فرقہ بیرامی ۸۳۳ھ ہجری مطابق ۱۴۳۰ء مین بمقام انگورا فوت ہوا۔

سید عبد اللہ اشرف رومی بانی فرقہ اشرفی ۸۹۹ھ ہجری مطابق ۱۴۹۳ء مین بمقام چین ازنک فوت ہوا۔

پیر ابو بکر وفائی بانی فرقہ بکری ۹۰۲ھ ہجری مطابق ۱۴۹۶ء مین بمقام الیپو راہی ملک عدم ہوا۔

سنبل یوسف بولادی بانی فرقہ سنبلی بمقام قسطنطنیہ ۹۳۶ھ ہجری مطابق ۱۵۲۹ء مین فوت ہوا۔

ابراہیم گلشنی بانی فرقہ گلشنی ۹۴۰ھ ہجری مطابق ۱۵۳۳ء مین بمقام قاہرہ فوت ہوا

یہ فرقہ بنام روشنی دادا عمر روشنی کے نام پر جو استاد و مرشد ابراہیم گلشنی تھا معروف ہوا۔

شمس الدین اغت باشی بانی فرقہ اغت باشی میگنیشیا واقع ایشیائے کوچک مین بہ ۹۵۱ھ ہجری مطابق ۱۵۴۴ء فوت ہوا۔

شیخ امی سنان بانی فرقہ امی سنان قسطنطنیہ مین بہ ۹۵۹ھ ہجری مطابق ۱۵۵۲ء فوت ہوا۔

پیر افتادہ محمد جلوتی بانی فرقہ جلوتی بمقام بروسا ۹۸۸ھ ہجری مطابق ۱۵۸۰ء مین فوت ہوا

حسین الدین اشاکی بانی فرقہ اشاکی قسطنطنیہ مین بہ ۱۰۰۱ھ ہجری مطابق ۱۵۹۲ء فوت ہوا۔

شمس الدین سواسی بانی فرقہ شمسی مدینے مین ۱۰۱۰ھ ہجری مطابق ۱۶۰۱ء مین فوت ہوا

عالم سنان اُمی بانی فرقہ سنان اُمی سنہ ۱۰۷۹ ہجری مطابق سنہ ۱۶۶۸ء بمقام الوات فوت ہوا۔
محمد نیازی مصری بانی فرقہ نیازی سنہ ۱۱۰۵ ہجری مطابق سنہ ۱۶۹۴ء بمقام لیمنوس فوت ہوا
مراد شامی بانی فرقہ مرادیہ قسطنطنیہ مین بہ سنہ ۱۱۳۲ ہجری مطابق سنہ ۱۷۱۹ عیسوی راہی
ملک عدم ہوا۔
نورالدین جُرّاحی بانی فرقہ نورالدین سنہ ۱۱۴۶ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۳ء مین بمقام قسطنطنیہ فوت ہوا
محمد جمال الدین اورنادی بانی فرقہ جمالی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۰ء مین بمقام
قسطنطنیہ رہگرائے عالم بقا ہوا۔
انمین سے تین فرقے یعنے بسطامی و نقشبندی و بکتاشی گروہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اول
کی اولاد سے ہین۔ باقی اور فرقے حضرت علیؓ سے نکلے ہین۔ ان کرسی نامون سے کہ مختلف
شیخون نے تیار کیے ہین انکے باہم مطابقت معلوم ہوتی ہی۔ انکو سلسلۃ الاولیا کہتے ہین
انمین سے جو اخیر لکھا گیا ہی اُسکا لکھنے والا عبدی افندی شیخ فرقہ جلالی ہی یہ شیخ
قسطنطنیہ مین سنہ [illegible]ء مین فوت ہوا تھا۔ ہمنے اِسکو نہایت ترتیب سے قلمبند کرکے
ناظرین کو بطور ایک تحفہ کے پیش کیا ہی۔ بعض شیخون کا نام اسمین داخل نہین کیا ہی بایین نظر
کہ جن مصنفون نے کہ اُنکا کرسی نامہ بیان کیا ہی وہ اُنکے اصلی نامون کو مختلف بیان کرتے
ہین یعنے اُنکے نامون کے باب مین اُن مصنفون مین مطابقت پائی نہین جاتی ہی۔ اُن
نامون کے فروگذاشت کرنے سے صحت کرسی نامہ اصل کتاب مین کچھ خلل واقع نہین ہوتا ہی
اِن فرقہ ہائے گوشہ نشینوت مین سے فرقہ نقشبندی زیادہ تر مشہور و معروف ہی۔
وہ دوگروہ جنمین سے کہ یہ تمام پیدا ہوئے تھے رفتہ رفتہ نیست ہوتے گئے لیکن آٹھوین صدی
سنہ ہجری مین پیر محمد نقشبندی نے اُسکو بحال کرنا چاہا۔ اِس ارادے سے اُسنے ایک نیا
فرقہ بنایا جو اُسکے نام پر نامزد ہی اور وہ صرف ایک مذہبی گروہ ہی یہ فرقہ دو اصلی
و قدیم فرقون کے اصول پر خصوصاً اصول فرقہ حضرت ابوبکرؓ پر مبنی ہی جیسا کہ ان دو

قدیمی فرقون مین ہو ویسا ہی فرقہ نقشبندی مین دنیادار داخل تھے۔ اس زمانے مین جیساکہ فی زمانہ حال تمام سلطنت روم مین ہر فرقے کے لوگ اور اشخاص درجہ اعلی عبادت حق مین مصروف ہوئے تھے۔ اول فرض اس فرقے کا یہ ہو کہ ایک خاص نماز جو بنام ختم کو وہ جاجیان معروف ہی ہر روز او کم از کم ایکمرتبہ استغفار اور سات مرتبہ سلامت اور سات مرتبہ فاتحہ اور نو مرتبہ قرآن کے باب علم نشر الیقا و اخلاص شریف پڑھا کرین ماسوا اسکے اور بھی خاص رسوم ہین جو انکی مرضی پر منحصر ہین یعنے پڑھنا نماز معمولی کا ہفتے مین ایکمرتبہ متفق ہوکر یہ ہفتہ کی نماز جمعرات کے روز بعد پانچوین نماز کے پڑھی جاتی ہی پس اس صورت مین وہ نماز رات کو ہوتی ہی۔ ہر شہر و ہر بیرونجات ہر مقام مین مرید اس فرقے کے مختلف مختلف گروہ ان مین جمع ہوکر اپنے اپنے شیخ کے گھر پر جاتے ہین اور پیناسے چھکر نہایت سنجیدگی سے نماز ادا کرتے ہین یا تو شیخ خود یا کوئی اور اسکے



بھائی مریدون مین سے اسکی جگہ پر نماز کو راگ مین پڑھتا ہی اور باقی مرید اسکے جواب مین ہو یا اللہ زبان سے کہتے جاتے ہین۔ بعضے شہرون مین نماز کے لیے فرقہ نقشبندی مین خاص کمرے مقرر ہین۔ اس صورت مین بروقت نماز شیخ بسبب ایک عمامے کے مثل عمامہ شیخ مسجد اسکے سر پر ہوتا ہی وہ اورون سے تمیز کیا جاتا ہی یعنے وہ اس عمامے سے پہچانا جاتا ہی۔ اور فرقہ ہاے درویشان مختلف اصول پر مبنی ہین ہر ایک فرقے کے بنانے والے نے مختلف قواعد و رسوم اپنے مریدون کے لیے مقرر کیے ہین جتنے کہ انکے لباس

مین بھی باہم فرق ہوگیا ہو۔ ہر ایک فرقے کا خاص لباس مقرر ہی اور اُن فرقون مین سے اکثرون مین لباس اِسطرح منتخب کیا گیا ہو کہ لباس شیخ درویشون کے لباس سے مختلف ہو۔ یہ فرق اکثر عمامہ و قطع برید کرنے و رنگ و قسم پارچہ کے دیکھنے مین آتا ہی۔ شیخ تو سبز یا سفید کپڑے کی پوشاک پہنتے ہین اور جو کوئی موسم سرما مین چمڑے کی گوٹ لگاتے ہین وہ پیت گرس کو استعمال مین لاتے ہین۔ چند ہی درویش کپڑے کی پوشاک پہنتے ہین۔ سیاہ و سفید نمدہ جسکو آبیا کہتے ہین اور جو بعض اشہبار اناٹولیا مین بنتا ہی اُنکی پوشاک مین اکثر کام آتا ہی جلوتی و قادری پوشاک سیاہ نمد پہنتے ہین۔ فرقہ قادری کے موزے و عمامے مثل سیاہ نمدے کے ہوتے ہین۔ بعض فرقے مثل فرقہ ہاے مولیوی و بکیری لمبی کلاہ نمدہ کی سر پر رکھتے ہین۔ لیکن بعض اور فرقے مثل رفاعی چھوٹی کلاہ جو بنام تکیہ معروف ہی اور جسمین موٹا کپڑا بھی لگتا ہو پہنتے ہین۔ باقی اور درویشون کی کلاہ تاج کہلاتی ہی۔ عمامے اُنکے مختلف ڈھانچ و شکل کے ہوتے ہین یا تو بسبب اِسکے کہ وہ اُنکو مختلف طور سے لپیٹتے ہین یا وہ پارچہ جو چوٹی سر کو ڈھانپتا ہو مختلف طور سے تراشا جاتا ہی اسمین کئی ترک ہوتی ہین۔ فرقہ ادہمی کی کلاہ مین چار ترک ہوتی ہین اور فرقہ قادری اور سعیدی کی کلاہ مین چھ اور فرقہ گلشنی کی کلاہ مین آٹھ اور فرقہ بیکتاشی کی کلاہ مین ۱۲۔ ترک ہوتی ہین۔ اور بعضون کی کلاہ مین مثل فرقہ جلوتی اٹھارہ ترک بھی ہوتی ہین۔

اکثر درویش داڑھی اور مونچھ نہین مونڈاتے ہین۔ بعض فرقے مثلاً۔ قادری و رفاعی و سعیدی۔ و خلوتی۔ و گلشنی۔ و جلوتی۔ و نورالدینی بیادگاری طریقہ محمد صلعم و اکثر مریدان نبی اہل اسلام ابتک بال لمبے رکھتے ہین۔ بعض اپنے بال کندھون تک لٹکاتے ہین اور بعض اپنے بالون کو بشکل جُوباندھکر عمامے کے پیچھے رکھتے ہین۔ اِنکو لمبے بال والے کہتے ہین۔ اپنے تکیے مین بھی وہ علاحدہ علاحدہ رہتے ہین۔ جیساکہ بعض

دنیا دار مسلمان تسبیح ہاتھہ مین رکھتے ہین ویسا ہی درویش بطور خدا پرستی عمل کرتے ہین
انکی تسبیح کے دانے یا تو تعداد مین ۳۳ یا ۶۶ یا ۹۹ بموافق صفات باریتعالے ہوتے ہین
بعض تسبیح کو ہاتھہ مین رکھتے ہین اور بعض کمر بند مین اور تمام درویشون پر دن مین
کئی مرتبہ نماز مقررہ اپنے اپنے فرقے کی پڑھنا فرض ہے۔

اگرچہ ہمنے مطول تفصیل خصوصیات مختلف گروہون درویشون کی بیان کی ہے لیکن
ہم چند بڑے بڑے قواعد و رسوم جنپر وہ بنا کیے گئے ہین بیان کرینگے۔

قریب تمام فرقہ ہاے درویشان کے قوانین یہ ہی ہدایت کرتے ہین کہ ہر درویش کو
چاہیے کہ دن مین کئی مرتبہ سات اول صفات الٰہی جنکو اسماے الٰہی کہتے ہین پڑھا کرین
وہ الفاظ جن سے کہ اسماے الٰہی مرکب ہین ذیل مین درج ہین

۱۔ لا الٰہ الا اللہ یعنے سواے اللہ کے کوئی اور خدا نہین۔ یہ اقرار اسکی وحدانیت کا ہے

۲۔ اے اللہ یہ اشارہ قادر مطلق سے ہے۔

۳۔ یاہو۔ یعنے وہ جو ہمیشہ سے ہے۔ یہ اقرار اسکی خدائیت کا ہے۔

۴۔ یا حق۔ یعنے او منصف خدا۔

۵۔ یا حی۔ یعنے او زندہ خدا۔

۶۔ یا قیوم۔

۷۔ یا قہار۔

یہ الفاظ سات آسمان اور سات روشنیون خدا کی طرف اشارہ کرتے ہین۔ سات
آسمان کو سبع سما اور سات روشنیون کو انوار الٰہی کہتے ہین۔ سات انوار الٰہی سے
سات رنگ یعنے سفید و سیاہ و سرخ و زرد و نیلا۔ و سبز گہرا۔ و سبز ہلکا پیدا ہوے
ان رازو اسرار کے وسیلے سے وہ بڑے درویشون مین داخل ہوا چاہتے ہین جو کوئی
شخص کہ کسی فرقۂ درویشں مین داخل ہوا چاہتا ہے وہ انکی محفل مین جسکا افسر اعلے

شیخ کو حاضر ہوتا ہی۔ شیخ اُس مرید تازہ کے ہاتھ کو چھوتا ہی اور تین مرتبہ اُسکے کان مین لا الٰہ الا اللہ پڑھکر پھونکتا ہی اور اُسکو ہدایت کرتا ہی کہ ۱۰۱ یا ۱۵۱ یا ۳۰۱ مرتبہ اسکو ہر روز پڑھا کرنا۔ اِس رسم کو تلقین کہتے ہین۔ مرید تازہ حسب الحکم شیخ گوشے مین جاکر اسکو پڑھتا ہی اور گوشہ نشینی اختیار کرتا ہی اور عرصہ امتحان مین جو کوئی خواب کہ وہ دیکھتا ہی شیخ سے بیان کر دیتا ہی۔ ان خوابون سے صرف اُسکی ترقی علم اس فرقے مین ظاہر نہین ہوتی ہی بلکہ وہ شیخ کو وسیلہ دریافت اِس امر کا ہو جاتا ہی کہ کب پھر اُس مرید کے کان مین آگے کے الفاظ یا اللہ ہو پھونکنے چاہیئین۔ اِسیطرح سے ساتون اسماے الٰہی رفتہ رفتہ مرید کے کان مین پھونکے جاتے ہین۔ اِسکے سیکھنے سے چھہ آٹھ یا دس مہینے گذر جاتے ہین اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ عرصہ گذر جاتا ہی۔ عرصہ سیکھنے کا مرید تازہ کے مزاج کی خوبی پر منحصر ہی۔ وہ لوگ اسکو چلہ کہتے ہین۔ اسماے الٰہی کے اخیر نام پر کہ یا قہار ہی پہونچکر تکمیل سلوک ہو جاتا ہی اور وہ تب اُس فرقے مین داخل ہونے کے لیے کامل تصور کیا جاتا ہی۔ عرصہ امتحان مین مرید تازہ کو کوچاق کہتے ہین اور شیخ جو اُسکا ہادی ہوتا ہی مرشد کہلاتا ہی۔

بانی فرقہ اولوانی نے اول یہ قواعد ادخال مریدان تازہ بفرقہ درویشان ایجاد کیے تھے۔ بعد ازان وہ قوانین قواعد مقررہ فرقہ قادری و خلوتی سے مکمل ہوے۔ اشخاص فرقہ ہاے قادری و خلوتی اپنے عمامون پر کار زردوزی سے الفاظ لا الٰہ الا اللہ منقش کرتے ہین اور اِس سے وہ اور درویشون سے پہچانے جاتے ہین۔

امتحان مرید تازہ فرقہ میولیوی مین اِس سے بھی زیادہ سخت ہی مختلف فرقون مین مرید تازہ کے داخل کرنے کے لیے مختلف رسوم مقرر ہین جو کوئی فرقہ میولوی مین داخل ہوا چاہے اُسکو اول تکیے کے باورچیخانے مین ۱۰۰۱ دن ادنے سے ادنے درجے پر خدمت کرنی پڑتی ہی اور اِسی لیے اُسکو کرا کولک یعنے شغال کہتے ہین۔ اگر وہ احیاناً

ایک دن بھی اِس خدمت مین مقصر ہو یا ایک شب بھی غیر حاضر ہو تو پھر اُسکو نئے سر سے خدمت شروع کرنی پڑتی ہی اور پچھلے دن شمار مین نہین آتے ہین - افسر اعلی باورچیخانہ جسکو آشچی باشی کہتے ہین اور جو اُن درویشون مین بڑا مشہور و معروف ہوتا ہی مرید تازہ کو شیخ کے پاس لاتا ہی - شیخ پلنگ کے کنارے پر بیٹھکر محفل درویشان تکیے کے سامنے اُسکو اپنی حضور مین بار دیتا ہی - مرید تازہ اُسکے حضور مین آکر اور اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیکر بوریے پر کہ فرش پر بچھا ہوتا ہی بیٹھ جاتا ہی - افسر اعلے باورچی خانہ اپنا داہنا ہاتھ تو مرید تازہ کی گردن پر اور بایان ہاتھ اُسکی پیشانی پر رکھتا ہی اور شیخ اپنی کلاہ سر پر سے اُتار کر اُسکے سر پر اونچی اُٹھائے ہوے رکھتا ہی اور اشعار فارسی کہ من تصنیف بانی اُس فرقے کے ہین پڑھتا ہی - مضمون اُن اشعار فارسی کا ذیل مین درج ہی -

اصلی بزرگی و خوشی وہ ہی کہ انسانی جذبات یا نفسانیت کو دل مین دخل نہو ترک ہوا پرستی و شہوت پرستی نتیجۂ اعلے اُس قوت کا ہی جو بفضل و کرم ہمارے پیغمبر صلعم کے حاصل ہوتی ہی -

بعد ان اشعار کے خطبہ تکبیر پڑھا جاتا ہی - من بعد شیخ مرید تازہ کے سر پر کلاہ رکھدیتا ہی اور اُسکے سر کو ڈھانپ دیتا ہی تب مرید تازہ اُٹھکر آشچی باشی کے ساتھ وسط کمرے مین جا کھڑا ہوتا ہی اُسوقت اُن دونون کی یہ صورت ہوتی ہی کہ اُنکے ہاتھ اپنی اپنی چھاتی پر تقاطع کرتے ہین اور اُنکا اُلٹا پاؤن اپنے اپنے سیدھے پانون پر ہوتا ہی اور سر داہنے کندھے کی طرف جھکا ہوتا ہی - اُسوقت شیخ افسر اعلے باورچیخانے سے مخاطب ہو کر یہ گفتگو کرتا ہی - خدا کرے کہ نماز مرید تازہ تیرے بھائی کی مقبول تحت حی القیوم و منظور نظر پیر یعنے بانی اُس فرقے کے ہو - خدا کرے کہ اِس حاجیزدن کے گھونسلے اور ان غریبون کے جھونپڑے مین اُسکی خوشی اور شان روز بروز ترقی ہو - آؤ ہم و تم مولانا کے نام پر آواز بلند ہو کہین - تب وہ پکار کر ہُو کہتے ہین اور مرید تازہ اُٹھکر شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیتا ہی

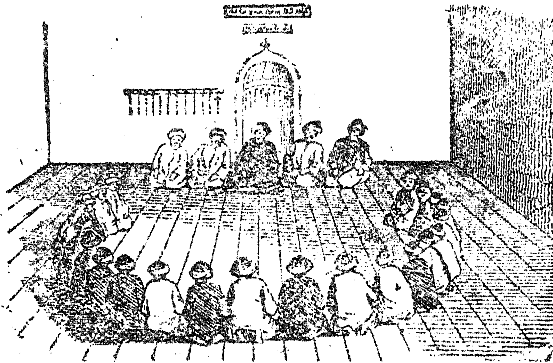
اور وہ اسیوقت نصیحت مربیانہ درباب اُسکے نئے فرائض کے دیتا ہی اور سب مریدون
سے یہ کہکر کہ تم اِسکو اپنے فرقے مین مانو اور اُس سے بغلگیر ہو کلام کو ختم کرتا ہی —
فرقۂ بکتاشی مین بھی مرید تازہ کا امتحان ۱۰۰۱ دن ہوتا ہی لیکن رسوم ادخال مرید تازہ اُس فرقے مین مختلف ہین
ہر فرقۂ درویشان مین مریدون پر یہ فرض ہی کہ وہ خاص فقرات دن مین کئی مرتبہ تنہا گوشے مین اور
بھی چند شریک ہوکر پڑھا کرین۔ بعض فرقون مین بعض ایسے دستور مقرر ہین جو خاص اُسی فرقے سے
متعلق ہین۔ وہ دستور ناچ یا مذہبی طریق گھومنے و چکر لگانے سے متعلق ہین۔ ہر تکیے مین ایک بڑا کمرہ
جو لکڑی کا بنا ہوتا ہی اس مطلب کے لیے مخصوص ہوتا ہی۔ اُس کمرے کی بناوٹ بہت سیدھی
سادھی ہوتی ہی۔ اُس کمرے مین کوئی شئے آرائش کی نہین ہوتی ہی۔ وسط کمرے
مین جسکا رُخ کہ مکے کی طرف ہوتا ہی ایک طاق بنا رہتا ہی جو بطور قربانگاہ
کام مین آتا ہی۔ اُس کمرے کے سامنے ایک چھوٹا سا فرش جو اکثر چرم بھیڑ کا بنتا ہی بچھا ہوتا ہی
اُسپر شیخ تکیہ لگاکر بیٹھتا ہی اور لیٹتا ہی۔ طاق سابق الذکر پر نام بانی فرقہ لکھا ہوا ہوتا ہی
بعض کمرون مین پیر کے نام کی جگہ لا الٰہ الا اللہ و بسم اللہ الرحمن الرحیم منقش ہوتی ہی
بعض کمرون مین ایسا دیکھنے مین آیا ہی کہ طاق کے داہنے و بائین طرف تختیان لگی ہوتی
ہین جنپر کہ جلی قلم سے نام اللہ و محمد و چار خلفا لکھا ہوا ہوتا ہی۔ بعض کمرون مین نام حسنؑ
و حسینؑ نبیرہ ہاے محمد صلعم اور بعض فقرات قرآن یا آداب طریقت دیکھنے مین آتے ہین۔
ریاضت جو اُن کمرون مین ہوتی ہی بموجب قوانین فرقہ مختلف الاقسام کے ہوتی ہی لیکن
قریب شام فرقون مین شیخ سات اسماے الٰہی جنکا ذکر کہ سابق ہوچکا ہی پڑھکر ریاضت
شروع کرتا ہی اور بعد اُسکے وہ مختلف فقرے قرآن کے گاتا ہی اور جس مقام پر وہ ٹھہرتا ہی
کل درویش جو حلقہ باندھے گرد کمرے کے بیٹھے ہوتے ہین سب ملکر بآواز بلند اللہ اللہ
یا ہُو ہُو کہتے ہین۔ بعض محفلون مین وہ ایڑیون پر بیٹھتے ہین اور اُنکی کہنیان ایک
دوسرے کی کہنیون سے متصل ہوتی ہین اور وہ سب ملکر ایک ہی وقت اپنے سر اور

جسم کو ہلکے سے ہلاتے جاتے ہین - بعض محفلون مین وہ آہستہ آہستہ داہنی بائین طرف جسم کو ہلاتے ہین - بعض محفلون مین یہ حرکت بیٹھکر شروع کرتے ہین اُسیوقت اُنکا چہرہ سنجیدہ بنا ہوتا ہی اور آنکھین یا تو بند ہوتی ہین یا زمین کی طرف نیچے گری ہوتی ہین اور جب کھڑے ہوتے ہین تب بھی وہ ہی حرکت چلی جاتی ہی یہ عجیب ریاضتین بنام مراقبہ معروف ہین اور انکو توحید بھی کہتے ہین - اسی لفظ سے توحید خانہ نکلا ہی وہ کمرہ جسمین کہ یہ ریاضتین ہوتی ہین توحید خانہ کہلاتا ہی -

بعض فرقون مین مثلاً فرقہ ہاے قادری و روفائی و خلوتی و بیرامی و گلشنی و عاشقی - ہین یہ ریاضتین اسطرح ہوتی ہین کہ وہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کے ہمیشہ داہنا پیر آگے بڑھاتے ہین اور ہر قدم پر جسم کی حرکت کو زیادہ کرتے جاتے ہین اسکو وہ دور کہتے ہین - ہم اپنے ترجمے مین اُسکو لفظ ناچ یا چکر سے تعبیر کرتے ہین عرصہ اس ناچ کا اُنکی مرضی پر منحصر ہی ہر ایک کو اختیار ہی کہ جب چاہے چھوڑ کر وہان سے ہٹ جائے لیکن حتی المقدور جس عرصے تک کسی سے ٹھہرا جاتا ہی اس عرصے تک وہ وہان قائم رہتا ہی - اُنہین کے توانا و قوی ہیکل جوان دگر صحوبت اور ون سے دیر تک اس ریاضت مین ٹھہرا چاہتے ہین - وہ اپنا سر کھول ڈالتے ہین یعنے ننگے سر ہو جاتے ہین اور عمامہ پھینک دیتے ہین اور اسی حلقے کے اندر ایک اور حلقہ بناتے ہین اور اپنے بازوون کو اپنے بھائیون کے بازوون مین لپیٹتے ہین اور ایک دوسرے سے کندھے بھڑاتے ہین اور رفتہ رفتہ آواز بلند کرکے متواتر یا اللہ یا اللہ یا ہو یا ہو کہتے جاتے ہین اور ہر مرتبہ جسم کو زیادہ زیادہ حرکت دیتے جاتے ہین جبتک کہ اُنکا دم چڑھ جاتا ہی اور وہ بے طاقت ہو جاتے ہین -

اشخاص فرقہ روفائی اِن ریاضتون مین سب پر فوق لے گئے ہین صرف یہ ہی فرقہ اپنی عبادت مین آگ روشن کرتا ہی اور اُس سے کام لیتا ہی اُنکی ریاضتون مین تمام

اور فرقون کی ریاضتین داخل ہین یعنے جو کرتب کہ اور فرقے جدا گانہ کرتے ہین قریب اُن سبکو یہ عمل مین لاتے ہین۔ وہ ریاضتین یا منظر یا تماشے پانچ مختلف اقسام مین منقسم ہین اور وہ تماشا تین گھنٹون سے کچھ زیادہ رہتا ہی اور اسکے قبل و بعد اور اسکے ساتھ خاص رسوم جو اس فرقے مین مقرر ہین عمل مین آتے ہین۔ اُن پانچ مین سے اول یہ ہی کہ تمام درویش قربانگاہ کے سامنے بیٹھکر پیر کی تعریف کرتے ہین۔ قدیمی درویشون مین سے چار تو اول مرشد کے آگے آتے ہین اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین گویا کہ وہ سلامتی ایک دوسرے کی چاہتے ہین اور اسکے بعد اسکے داہنے ہاتھ کو اور دو بائین ہاتھ کو ہو جاتے ہین۔ باقی درویش ملکر اور ہاتھ باندھکر آگے بڑھتے ہین اسطرح کہ ایک بازو اُنکا اُنکے دوسرے بازو سے تقاطع کرتا ہی اور سر اُنکے جھکے ہوتے ہین۔ ہر ایک اُنمین سے اول اُس تختی کو سلام کرتا ہی جسپر کہ نام بانی اُس فرقے کا ثبت ہوتا ہی۔ بعد اسکے ہر ایک اپنے دونوان ہاتھون کو چہرے اور داڑھی پر رکھکر گھٹنون کے بل شیخ کے آگے جھکتا ہی اور بادب اُسکے ہاتھ کو چومتا ہی اور تب وہ سنجیدہ طور سے قدم رکھتا ہوا اپنی اپنی جگہہ بھیڑ کی کھال پر کہ کمرے مین بشکل نصف دائرہ بچھی ہوتی ہی جا بیٹھتا ہی جسوقت کہ اُنکا حلقہ بندھجاتا ہی اسیوقت فوراً وہ درویش باہم متفق ہو کر تکبیر و فاتحہ گاتے ہین۔ بعد اسکے فوراً شیخ لا الہ الا اللہ پڑھتا ہی اور یہ بھی متواتر کہتا چلا جاتا ہی اور درویش جسم کو داہین بائین ہلاکر اور ہاتھ چہرہ اور چھاتی اور شکم اور گھٹنون پر رکھکر اللہ اللہ درجواب اُسکے کہتے ہین۔



دوسرا منظر یا تماشا احمدی محمدی سے کہ راگ تعریف محمد صلعم ہی شروع ہوتا ہی اس راگ کو ایک بزرگون اُس فرقے مین سے کہ شیخ کے دائین طرف بیٹھا ہوتا ہی گاتا ہی یا الحان سے پڑھتا ہی جب تک وہ حمدی محمدی پڑھتا رہتا ہی تمام درویش اللہ اللہ کہتے اور جسم کو آگے پیچھے ہلاتے رہتے ہین - ربع گھنٹے بعد وہ سب کھڑے ہو کر ایک دوسرے کے نزدیک آتے ہین اور اپنی کہنیان ایک دوسرے کی کہنیون سے بھڑاتے ہین اور داہین سے بائین طرف اور بعد ازان بائین سے داہنی طرف ہلتے رہتے ہین - داہنا پائون تو ہمیشہ زمین پر جما ہوا ہوتا ہی اور بایان پائون تھوڑے تھوڑے عرصۂ مقرر کے بعد جسم کی حرکت کے خلاف سمت مین متحرک ہوتا رہتا ہی - اس اثنا مین وہ یا اللہ و یا ہو بآواز بلند کہتے رہتے ہین - بعضے آہ کھینچتے ہین اور بعضے سسکی بھرتے ہین اور بعضے آنسو بہاتے ہین اور بعضون کے جسم سے بڑے بڑے قطرے پسینے کے ٹپکتے ہین - سبکی آنکھین بند ہوتی ہین اور مُرجھائے ہوے ضعیف اور چہرے زرد - بعد ختم ہونے دوسرے منظر کے تھوڑی دیر توقف ہوتا ہی اور بعد اُسکے تیسرا شروع - وہ راگ الٰہی کے وسط سے چلتا ہی جسکو دو بزرگ کہ شیخ کے داہین طرف بیٹھے ہوتے ہین خوش الحانی سے گاتے ہین - راگ الٰہی جیسا کہ سابق مین ذکر ہوا شیخون کی تصنیفات سے جو یاد الٰہی مین محو ہین فوت ہوے ہین - بعد اِسکے درویش جسم کو تیز اور جلد جلد حرکت دیتے ہین اور اس نظر سے کہ کوئی اُنمین سے ڈھیلا و سست نہو جاے ایک اُنمین سے کہ سب سے قدیم و اول مرید ہوتا ہی بیچ مین بیٹھکر اُنکو اپنی مثال سے اُنکے عزم کو برانگیختہ کرتا رہتا ہی اور دلیر - اگر اُنکی محفل مین اُسوقت کوئی بیگانہ درویش موجود جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہی تو وہ اُسکو باخلاق تمام اس مقام عزت و توقیر پر یعنے بیچ مین بٹھاتے ہین اور باری باری سے سب اُس جگہہ پر بیٹھکر کام دیتے ہین اور جسم کو ہلاتے رہتے ہین - صرف فرقۂ میولیوی مین یہ طریقہ جاری نہین ہی - وہ سوا اپنے اُس ناچ کے کہ اُنکے

فرقے مین مخصوص ہی کوئی اور ناچ و تماشا نہین کرتے ہین - وہ اپنی ایڑیون پر متواتر چکر کرتے ہین -
بعد ختم ہونے تیسرے منظر کے بھی کچھ دیر توقف ہوتا ہی اور بعد اُسکے چوتھا منظر شروع -
آغاز اس منظر مین تمام درویش اپنے اپنے عمامے پھینکدیتے ہین اور ایک
حلقہ باندھکر اسطرح ہو بیٹھتے ہین کہ اُنکے بازو و کندھے ایک دوسرے
کے بازو و کندھون سے بھڑے ہوتے ہین اور اسیطرح سے گرد کمرے گے قدم ناپ
ناپ کر چکر کرتے ہین اور تھوڑے تھوڑے عرصے بعد اپنے پانون فرش پر مارتے ہین اور
یکایک اُچھل پڑتے ہین - جب تک کہ دو بزرگ درویش کہ شیخ کے بائین طرف بیٹھے ہوتے
ہین باری باری سے راگ آلہی پڑھتے رہتے ہین یہ رقص جاری رہتا ہی - اس راگ کے
وسط مین آواز یا اللہ یاہو دوچند بلند ہوجاتی ہی - اور شور و غل درویشان کا ہولناک
ہوتا ہی جسوقت معلوم ہوتا ہی کہ وہ بالکل تھک کر سست ہونے لگے ہین شیخ خود اُٹھکر
اُنکے درمیان اس نظر سے چہل قدمی کرتا ہی کہ اُنکے عزم کو تازہ کرے اور اُنکو دلیری دے
وہ اُسوقت اپنے جسم کو زور سے ہلاتا رہتا ہی - شیخ کی جگہ پر پھر دو بزرگ درویش آنکر
اپنے قدم کو دوچند تیز کرتے ہین اور دوچند زور سے جسم کو ہلاتے ہین وہ کبھی کبھی سیدھے
بھی کھڑے ہوجاتے ہین اور حسد و رشک اورون مین پیدا کرتے ہین کہ وہ ناچ کے
جاری رکھنے مین کمال سعی ظہور مین لاوین جبتک کہ بالکل تھک کر بیدم ہوجاوین -
بعد چوتھے منظر کے پانچوان شروع ہوتا ہی جو سب سے زیادہ ہولناک ہی - اس منظر مین
حالت درویشون کی کمال سرور سے مبدل ہوجاتی ہی - اُنکی اصطلاح مین یہ حالت یا
حال کہلاتا ہی - اسوقت جب وہ عالم بیخودی مین ہوتے ہین وہ گرم سرخ لوہے کو کام مین
لاتے ہین اور اُس سے اپنا کرتب دکھاتے ہین - بہت سی تلوارین اور آلات تیز نوکدار
کمرے کے طاق مین اور اُس قطعہ دیوار مین کہ شیخ کے داہین طرف ہوتی ہی لٹکتے ہین جب
چوتھا منظر قریب الاختتام ہوتا ہی دو درویش اُٹھکر ان آلات مین سے آٹھ نو

اُتار لیتے ہین اور اُنکو خوب سرخ کرکے شیخ کو دیتے ہین - وہ اُسپر کچھ دعا پڑھکر اور عبدالرحمن بانی فرقے کا نام لیکر اور اُسکو یاد کرکے اُن آلات پر پھونکتا ہی اور ہلکے سے اُنکو کچھ منھہ کے پاس لاکر درویشون کو دیتا ہی اور وہ کمال اشتیاق سے اُنکو لیتے ہین اور طلب کرتے ہین یہ مجنون و دیوانے اُن آلات کو لیکر اُنکو چاٹتے ہین اور کاٹتے ہین اور دانتون کے بیچ مین پکڑتے ہین اور آخرش منھہ سے اُنکو سرد کر دیتے ہین جنکے ہاتھ کہ یہ آلات نہین لگتے ہین وہ اُن تلوارون کو کہ دیوارون پر لٹکتی ہوتی ہاین پکڑ لیتے ہین اور اپنے پہلوون و ٹانگون و بازوون مین چبھوتے ہین -

اُنکا دیوانہ پن اور اُنکی بہادری کہ اُنکی دانست مین مقبول نظر معبود حقیقی ہی قابل تعریف ہی بدینوجہ کہ وہ اِن تکالیف کو بے آنکہ ایک آہ بھی اُنکے دل سے نکلے کمال جوانمردی و بہادری سے برداشت کرتے ہین اور بظاہر خوش معلوم ہوتے ہین - اگر کوئی اتفاق سے بسبب تکلیف و درد کے گر پڑتا ہی تو وہ اپنے رفیقون کے بازو مین آن پڑتا ہی لیکن درد کی شکایت نہین کرتا ہی اور نہ آہ کھینچتا ہی - چند منٹ بعد شیخ کمرے کے گرد چہل قدمی کرتا ہی اور باری باری سے ہر ایک درویش کے پاس جاتا ہی اور اُنکے زخمون پر پڑھکر پھونکتا ہی اور اُنپر تھوک ملتا ہی اور کچھ پڑھتا ہی اور اُنکی تشفی کرتا ہی کہ جلد آرام ہو جاویگا کہتے ہین کہ چوبیس گھنٹون مین اثر زخم کا ناپدید ہو جاتا ہی اور اُسکا نام ونشان بھی باقی نہین رہتا ہی -

اشخاص فرقہ روفائی کا یہ بیان ہی کہ یہ کرتب بانی فرقے سے چلے آتے ہین - اُنکا یہ بھی اظہار ہی کہ ایک دن احمد روفائی نے اِس حالت دیوانگی مین اپنی ٹانگین جلتے کوئلون کے برتن مین ڈالدین اور فوراً عبدالقادر گیلانی نے اُسپر پھونک کر اور تھوک ملکر اور کچھ پڑھکر اُسکو اچھا کر دیا - اِنکا یہ اعتقاد ہی کہ بانی اُس فرقے کو یہ عمل وکرتب خدا سے حاصل ہوا تھا اور بعد اپنی وفات کے اُسنے اپنے جانشینون کو بتلایا - اِسی وجہ سے

وہ ان تیز نوکدار آلات و گرم سرخ لوہے اور ایسے ہی اشیا کو کہ اس حالت دیوانگی میں مستعمل ہوتے ہیں گل کہتے ہیں۔ مطلب اسکا یہ ہی کہ جیسے کہ عیاش پھول کی خوشبو سے معطر ہوکر خوش ہوتے ہیں ویسے ہی وہ منتخب درویش انکے استعمال سے مسرور و شاد و شاداب ہوتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہی کہ انکی دانست میں یہ کرتب بڑے عجیب ہیں جسکو عوام دیکھکر فریب میں آجاتے ہیں لیکن وہ اشخاص جو کچھ عقل و تمیز سے بہرہ رکھتے ہیں انکی نگاہ میں یہ کرتب کچھ عجیب معلوم نہیں ہوتے ہیں عقیل و فہیم ان کرتبوں کو ایسا اچھا نہیں سمجھتے ہیں جیسا کہ بعض خاص کرتبوں کو جنکو وہ ایسا چھا لاکی سے استعمال میں لاتے ہیں کہ تماشائی بلکہ بعض درویش بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں ان دیوانوں کی بعض محفلوں میں شاید اسی وجہ سے بزمانہ ترقی علم و ہنر یہ مذہبی کرتب و مسخرا پن جو بنام مرور معروف ہیں تماشائیوں کو دکھلائے جاتے ہیں۔ ہر زمانہ اور ہر اقوام روے زمین میں بیوقوفی و سادہ لوحی و تعصب وغیرہ نے مقدس رسمیات کو کہ لائق ادب و تعظیم کے تھیں اکثر نہایت خراب و ناپاک کردیا ہی۔

بعد روفائی کے فرقہ سعیدی بھی معجزات کے باب میں مشہور و معروف ہی۔ وہ معجزات مثل معجزات سابق الذکر ہیں۔ تو انہیں اس فرقے میں درج ہی کہ ایک مرتبہ سعید الدین جباوی بانی اس فرقے نے جب گرد نواح دمشق میں لکڑیاں چیر رہا تھا تین بڑے بڑے سانپ دیکھے اور بعد کچھ پڑھکر پھونکنے کے اسنے ان تینوں کو زندہ پکڑ لیا اور انکی رسی بناکر گٹھے لکڑیوں کے اس سے باندھ دیے۔ وہ کہتے ہیں کہ بسبب وقوع اس واردات کے اس فرقے کے شیخوں اور درویش میں یہ صفت پیدا ہوگئی ہی کہ وہ سانپوں کو تلاش کرتے ہیں اور انکو چھوتے ہیں اور کاٹتے ہیں اور کھا بھی جاتے ہیں بے آنکہ کچھ بھی ضرر ہو۔ انکا طریقہ تو صرف یہ ہی کہ وہ مثل فرقہ ہاے روفائی وغیرہ پہلے بیٹھ جاتے ہیں اور بعد ازاں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن اس اکثر اٹھا بیٹھی اور حرکت کو تیز کرتے ہیں

وہ بیطاقت ہوکر فرش پر گرپڑتے ہین اور بیحرکت وبیخود ہو جاتے ہین - تب شیخ اور اُسکے نائب اُنکے بازوون اور ٹانگون کو ملتے ہین اور اُنکے کان مین کلمہ لا الٓہ اِلا اللہ پڑھتے ہین -



فرقہ میولیوی کا ناچ خاص قسم کا ہی جو اورون کے ناچ سے نہین ملتا ہی - وہ اُسکو سیجایے دورکے سمع کہتے ہین اور جس کمرے مین یہ سمع ہوتا ہی اُسکو سمع خانہ کہتے ہین - اُسکی بناوٹ بھی مختلف ہی - وہ کمرہ مثل ایک خیمے کے ہلکا ہوتا ہی اور آٹھ لکڑی کے ستونون پر کھڑا ہوتا ہی - اِن درویشون کی نماز ورسوم وکرتب ایسے ہین جو اُنھین مین مخصوص ہین - اُنہین یہ کرتب ۹ - یا ۱۱ - یا ۱۳ - شخصون سے زیادہ نہین کرتے ہین - وہ حلقہ باندھکر اور چمڑے کی بیٹھک پر کہ برابر فاصلہ پر ایک دوسرے سے فرش پر بچھی ہوتی ہین بیٹھکر کرتب شروع کرتے ہین اور وہ نصف گھنٹہ تک وہان اِس طور سے بیٹھے رہتے ہین کہ بازو تو ایک دوسرے پر ہوتے ہین اور آنکھین بند ہوتی ہین اور سر جُھکاکر وہ خیال مین غرق ومست ہوتے ہین بعد اُسکے شیخ جو ایک چھوٹے قالین چرم کے کنارے پر بیٹھا ہوتا ہی خدا کا راگ گانا شروع کرتا ہی اور بعد اُسکے وہ حاضرین محفل سے کہتا ہی کہ تم میرے ساتھ باب اول قرآن الحان کے ساتھ پڑھو - آؤ ہم تم ملکر بیاد گاری

مذہب پیغمبران بالتخصیص مذہب محمد مصطفےٰ صلعم کہ پیغمبرون مین برگزیدہ و اعلےٰ ترتھے
و بیادگاری چہار خلفا و فاطمہؓ و خدیجہؓ۔ و امام حسنؑ و حسینؑ۔ و شہیدان جنگ معروف
و مشہور و ویس اعلےٰ مرید کہ نیک ضامن دین محمد صلعم تھے و جمیع وفادار و ایماندار
مریدان و جمیع امام و مجتہدین و جمیع علما و جمیع عورات پاکدامن مذہب اسلام اور
بھی بیادگاری حضرت مولانا کہ بانی اس فرقے کا ہی و حضرت سلطان العلما کہ اُسکا والد
بزرگوار ہی و سید برہان الدین کہ اُسکا اُستاد ہی و شیخ شمس الدین کہ اُسکا مرشد ہی
و والیدہ سلطان کہ اُسکی والدہ ہی و محمد علاء الدین افندی کہ اُسکا فرزند و نائب تھا
اور تمام چلیبی کہ اُسکے جانشین تھے و جمیع شیخان و جمیع درویشان و جمیع حامی فرقہ مذکور
جنپر کہ غفور الرحیم رحمت کرتا ہی فاتحہ پڑھین اور یاد الٰہی کرین۔ آؤ ہم سب ملکر اپنے
فرقے کی مدام کی بہبودی و کامیابی کے لیے اور حمایت و حفاظت چلیبی افندی کے واسطے
کہ ہمارا خداوند بڑا عالم و فاضل و قابل ادب و تعظیم و تکریم ہی خدا سے دعا مانگین اور بھی
واسطے حمایت و حفاظت اپنے سلطان کے کہ اہل اسلام کے شہنشاہ ہون ہین بڑا رحیم
و صاحب شان و شوکت ہی اور کامیابی وزیر اعظم و شیخ الاسلام و فوج مسلمین و حاجی
شہر مقدس مکہ کے لیے دست بدعا ہون۔ آؤ ہم سب ملکر دعا مانگین کہ ارواح قانون سازان
مذہبی یا بانی مذہب و شیخ و درویش جمیع فرقہ ہاے دیگر و اشخاص نیک ذات و نیک
اعمال و افعال جنت مین آرام پاوین۔ آؤ ہم عورات و مرد اہل اسلام ممالک شرقی و غربی
کے لیے دعاے خیر کرین اور خدا سے مستدعی اس امر کے ہون کہ وہ شر کو دور کرے اور
نیک منتون کو پورا کرے اور اچھی اور فوائد بخش و نیک مہمون مین کامیاب کرے
آؤ ہم خدا سے یہ بھی دعا مانگین کہ اُسکا فضل ہمپر قائم رہے اور آتش عشق حقیقی ہمارے
دلون مین شعلہ زن رہے۔ بعد ازین فاتحہ و دعا کے کہ وہ مجلس متفق ہوکر خوش الحانی سے
پڑھتی ہی شیخ فاتحہ و صلوٰۃ پڑھتا اور ... بعد تمام درویشون کا ... گئے

سب اپنی جگہہ سے یک لخت اٹھکر ایک قطار مین بائین طرف اپنے بزرگ کے کھڑے ہوجاتے ہین اور آہستہ آہستہ قدمون سے بازو ایک دوسرے پر ڈال کر اور سر فرش کی طرف جھکاکر اسکے نزدیک آتے ہین۔ جب ان درویشون مین سے اول درویش قریب مقابل شیخ کے آن پہونچتا ہی وہ جھک کر بڑی تعظیم سے اس تختی کو جو اسکے فرش پر رکھی ہوئی ہی اور جسپر کہ نام حضرت مولانا بانی اس فرقے کا منقش ہوتا ہی سلام کرتا ہی۔ بعد اسکے وہ دو چھلانگ مارکے اس بزرگ کے داہنے ہاتھ کو آجاتا ہی اور تب اسکی طرف مخاطب ہوکر بڑے ادب سے اسکو بھی سلام کرتا ہی اور بعد اسکے ناچ شروع کرتا ہی اسطرح کہ بائین ایڑی پر پھر کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہی اور کہتے ہین آنکھین بند کرکے اور بازو پھیلا کر ایسا پھر آتا ہی کہ کچھ معلوم نہین ہوتا ہی۔ اسکے بعد دوسرا درویش آتا ہی اور دوسرے کے بعد تیسرا اور علی ہذا القیاس عمل ہوتا جاتا ہی جب تک کہ سب آجاتے ہین اور کمرہ تمام سے پر ہوجاتا ہی اور ہر ایک علیحدہ علیحدہ وہی حرکت کرتا ہی اور ہر ایک آنمین سے خاص فاصلے پر ایک دوسرے سے ہوتا ہی۔

یہ رقص بعض اوقات دو گھنٹے رہتا ہی۔ اس عرصے مین صرف دو ہی مرتبہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر جاتے ہین اور اس عرصے مین شیخ مختلف نمازین پڑھتا ہی۔ جب وہ ناچ ختم ہونے کو ہوتا ہی شیخ بھی انمین شامل ہوجاتا ہی اسطرح کہ وہ درویشون کے وسط مین جابیٹھتا ہی۔ بعد اسکے پلٹ کر شیخ اپنی جگہہ پر آجاتا ہی اور وہان آنکر کچھ فارسی اشعار دعائیہ درباب اوج و ترقی اپنے مذہب اور اپنے ملک کے پڑھتا ہی۔ اس فرقے کے جنرل اور سلطان اس عہد کا نام بھی موافق مندرجہ ذیل لیا جاتا ہی۔

شہنشاہ مسلمین کہ خاندان عثمان کے بادشاہون سے قوی تر ہی ہمارا سلطان ہی وہ سلطان کا بیٹا ہی اور سلطان کا پوتا وغیرہ وغیرہ۔ ان شعرون مین ذکر تمام بادشاہون اور وزیر اعظم و مفتی و پاشا و علما و جمیع شیخہا اور مربی فرقہ میولوی و امرا و اہل اسلام

کا آتا ہے اور وہ تمام مستدعی اِس امر کے خدا سے ہوتے ہین کہ اُنکی فتح دشمنان سلطنت روم پر ہوتی رہے۔

آؤ ہم تمام درویشان کے لیے کہ حاضر و غائب وغیرہ حاضر ہین اور اُنکے دوستون اور جمیع مومنین ممالک شرقی و غربی کے واسطے کہ زندہ ہین یا مردہ دعا مانگین۔

بعد اسکے یہ رسم فاتحہ پر ختم ہوتی ہے۔

یہ تمام مختلف رسمین ہر فرقہ درویشی مین ایک دو مرتبہ ایک ہفتے مین عمل مین آتی ہین۔ فرقہ روفائی مین روز پنجشنبہ اور فرقہ میولوی مین سہ شنبہ و جمعہ اور اور فرقے مین دوشنبہ وغیرہ ادا ہے اِن رسمیات کے لیے مقرر ہین۔ تمام فرقون مین ادائے اِن رسمیات کے لیے ایک ہی وقت مقرر ہے یعنے بعد نماز دوم یا نماز دوپہر۔ صرف فرقہ نقشبندیہ جو شب کو بعد نماز پنجم جمع ہوتے ہین اور بیکتاشی جو رات کو یہ رسمیات ادا کرتے ہین قاعدہ مرقومہ بالا سے مستثنے ہین۔ بیکتاشی مثل ایرانی اپنی رسمیات بروز دہم محرم کہ روز عشرہ کہلاتا ہے ادا کرتے ہین۔ بروقت اختتام نماز تمام درویش اِس فرقے کے خاندان حضرت معویہ پر لعنت پڑھتے ہین اِسلیے کہ وہ دشمن جانی حضرت علیؓ خلیفہ چہارم و بھتیجہ و داماد نبی اہل اسلام کے تھے۔

یہ نہ خیال کرنا کہ ہر فرقہ درویشان مین یہ رقص بے باجے کے ہوتے ہین۔ بعض فرقون مین یہ رقص باجے کے ساتھ ہوتے ہین۔ سید شمس الدین جانشین عبدالقادر گیلانی نے کہ بانی فرقہ قادری ہے اول اول یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ سنہ ۱۱۶۵ھ مین اُسنے اپنے درویشونکو اجازت دی تھی کہ تم صرف تنبور کو اِن رسمیات مین مستعمل کیا کرو لیکن تب بھی قدم تانپ تانپ کے رکھا کرو اور اپنے جسم کے حرکت کی تیزی و چالاکی کو بدستور بحال رکھو۔ اگرچہ مسلمانون نے اِس طریقہ استعمال باجہ تنبور کو جائز نہ سمجھا اور اُسکو دور کرنا چاہا لیکن تاہم استعمال اُسکا آخر سبق فرقہ ہاے روفائی و میولوی و بداوی و سعیدی و اشرافی ہینا

جاری ہوا اور پھیل گیا۔ فرقۂ میولوی نے بانسری کو بھی جو دونون طرفون سے کھلی ہوتی ہی اور بنام نے معروف ہی اُن رسمیات مین مستعمل کیا ہی۔ بہت سے درویش اس فرقے کے بانسری خوب بجاتے ہین۔ صرف اُسی فرقے کے باجے مین مختلف ترنم جو ملائم و دلچسپ ہوتا ہی سننے مین آتا ہی۔ اس فرقے کے جنرل کے تکیے مین ایک طائفہ باجہ بجانے والون کا ہوتا ہی اور وہان چھہ مختلف باجے بجتے ہین یہ بات اور تکیون مین پائی نہین جاتی ہی۔ علاوہ نے و تنبورے کے درویش تکیہ مقام کونیہ ڈھول یا سنج وغیرہ بجاتے ہین۔ مثل اور فرقہ ہاے درویشان انکی رسمیات بھی مختلف دنون پر عمل مین آتی ہین۔ بہت سے درویش ایک دوسرے کے تکیے مین جاکر باہم رقص مذہبی مین مدد دیتے ہین۔ وہ اُن رسمیات مین شریک بھی ہوجاتے ہین اور کارنیک مین حتی الامکان تعریف حاصل کرتے ہین۔ وہ درویش جنکا کام باجہ بجانا ہوتا ہی وہ کمال توجہ سے اپنا باجہ اپنے رفیقون کے راگ سے مطابق رکھتے ہین؛ اور وہ بھی جو باجے کو وہان جائز نہین سمجھتے ہین انکو اسوقت روکتے نہین اور مانع نہین ہوتے ہین اشخاص فرقۂ میولیوی بدون اپنی بانسری کے کسی اور فرقے کی رسمیات مین شریک نہین ہوتے ہین لیکن وہ کسی اور فرقے کو اپنے ناچون مین آنے نہین دیتے ہین صرف بیکتاشی ہی دروازہ بند کرکے نماز پڑھا کرتے ہین لیکن انکو اجازت ہی کہ وہ فرقونکی کی رسمیات مین مدد دین اور شامل ہون۔ ان مختلف گروہون کے طریق وہی ہین جو اوپر بیان ہوے۔ اگرچہ نماز انکی عقائد و اصول اسلام سے مشابہ ہو اور وہ خیالات عالی بنسبت ذات خالق رکھتے ہون تاہم اور رسمیات جو نماز و دعا کے ساتھ استعمال مین آتے ہین مقولات پیغمبر سے منحرف کردیتے ہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جب انسان کسی قاعدے کا پابند نہین ہوتا ہی اور اپنی راے پر کام کرتا ہی تو وہ متعینین کی مثالین دیکھکر اور قوت متخیلہ کے خیالات مین پڑکر گمراہ ہوجاتا ہی۔ غالبًا یہ ایجادین درویشونکی مسلمانون مین رقص مذہبی مصری و یونانی و رومی سلطنت پایین سے نکلی ہین۔

لیکن صرف یہی رسمیات نہین ہین جو سب فرقۂ درویشان پر فرض ہین اور مستعمل
بلکہ اُنکی عبادت مین جو بڑے گرمجوش ومتعصب ہین خود بخود موافق اپنی مرضی کے اپنے
جسم کو سخت تکلیف دیتے ہین اور ریاضت کرتے ہین بعض تو اپنے حجرون مین بند ہوکر
تمام اوقات عبادت و یاد الٰہی مین صرف کرتے ہین۔ بعض تمام رات الفاظ ہو و اللہ
و لا الٰہ الا اللہ زبان سے کہتے رہتے ہین۔ سات شب کو جو اُنمین بڑی مقدس ہین اور
بہی شب پنجشنبہ و جمعہ و یکشنبہ و دوشنبہ کو کہ بسبب روز حمل و روز پیدائش محمد صلعم مقدس
و متبرک سمجھی گئی ہین وہ بالتخصیص عبادت مین مصروف ہوتے ہین اور توبہ کرتے ہین۔
نیند نہ آنے کے لیے بعض اُنمین کے تمام شب بڑی حالت تکلیف مین کھڑے رہتے ہین وہ
زمین پر پانون رکھکر دونون اپنے دونون گھٹنون پر رکھتے ہین اور اس حالت مین وہ
آپ کو چمڑے کے تسمے سے جو اُنکی گردن اور ٹانگون مین سے گذرتا ہی باندھ دیتے ہین بعضے
اپنے بال رسّی سے باندھکر چھت سے باندھ دیتے ہین اور اِسکو وہ چلّہ کہتے ہین۔
بعض درویش ایسے ہین کہ وہ بالکل ترک دنیا کردیتے ہین اور کھانے پینے مین ایسا
پرہیز کرتے ہین کہ وہ بارہ دن تک متواتر بیادگاری بارہ امام علی صرف خشک روٹی
اور پانی پر قناعت کرتے ہین اور گذر اوقات۔ اِس خاص رسم کو خلوت کہتے ہین۔ وہ
کہتے ہین کہ شیخ عمر خلوتی نے اول یہ طریقہ اختیار کیا تھا اور وہ اکثر اُسپر عمل کیا کرتا تھا
اُنکا یہ بھی اظہار ہی کہ شیخ عمر خلوتی جب ایک روز اپنے گوشے سے نکلا تو آواز غیب سے آئی
کہ اے عمر خلوتی کسواسطے تو ہمکو چھوڑتا ہی۔ پس بموجب خواہش اُس آواز غیب کے اُسنے
اپنی تمام عمر اپنی توبہ مین گذاری اور ایک نیا فرقہ جو بنام خلوتی ہی اُسنے بنایا اسیوجہ
اِس فرقے کے درویش نسبت درویشون اور فرقے کے گوشے مین رہنا اور غذا مین
پرہیز کرنا زیادہ تر اپنا فرض سمجھتے ہین جو بڑے عابد اُنمین ہین وہ بعض اوقات چالیس روز
متواتر فاقہ کرتے ہین اور روزہ رکھتے ہین۔ اِنکو وہ اربعین کہتے ہین۔ اِس فرقے کا

بڑا مطلب معافی گناہ وپاکی طریق بود وباش وشان وشوکت اسلام اوج وترقی ملک ومغفرت اہل اسلام ہی۔ وہ ہر موقع پر اپنی قوم کے لیے خدا سے یہ دعا مانگتے ہین کہ اُنکو وہ مصائب جنگ وقحط سالی ووبا وگناہ وبھونچال وغیرہ سے محفوظ رکھے۔ بعض اُنمین کے خصوصاً فرقہ میولیوی غریبون کو پانی فی سبیل اللہ پلاتے ہین اور اسی وجہ سے اُنکو سقہ کہتے ہین۔ مشک آب پیٹھ پر لیکر وہ گلیون مین فی سبیل اللہ کہتے پھرتے ہین اور جو کوئی پانی مانگتا ہی اُسکو وہ بدون کچھ لیے پانی پلا دیتے ہین۔ اگر وہ کسی سے کچھ لیتے بھی ہین تو وہ غریبون ومفلسون مین اُسکو تقسیم کر دیتے ہین۔

فرقہ ہاے درویشان مین سے جو فرقے کہ قدیم اور بڑے ہین مثلاً فرقہ ہاے آدلاوانی وآدہیمی وقادری ورفاعی ونقشبندی وخلوتی وغیرہ اصلی وبزرگ سمجھے جاتے ہین اسی وجہ سے وہ اپنے تئین اصلی کہتے ہین۔ باقی اور فرقون کو وہ بنام فروع نامزد کرتے ہین مراد اُنکی اُس سے یہ ہی کہ وہ فرقہ اصل مین سے نکلے ہین اور اُسکی شاخ ہین۔

فرقہ ہاے نقشبندی وخلوتی درویشان ودنیاداران مین اول درجے پر ہین نقشبندی تو اسوجہ سے کہ اُنکے قوانین دس اول قواعد بھائی بندی کے اصول سے مطابقت کھاتے ہین اور امرا وشرفا ودیگر اشخاص ذی رتبہ اُس ریاست کے اُسمین شریک ودخل ہوتے ہین اور خلوتی اس سبب سے کہ وہ چشمہ اُس محفل کے ہین جس سے کہ اور بہت سے فرقے نکلے ہین۔ درویشان ودینداران مین سے فرقہ قادری ومیولیوی وبیکتاشی ورفاعی وسعیدی سب سے زیادہ مشہور ومعروف ہین خصوصاً تین اول اُنمین سے بدینوجہ کہ بانی اُن فرقون کے بڑے مقدس وعابد تھے۔ اور وہ فرقے معجزات کے باب مین مشہور تھے اور وہ بڑے صاحب لیاقت واوصاف حمیدہ سمجھے جاتے تھے یہ گوشہ نشین فرقے اُس ریاست کے مختلف قطعات مین جابجا پھیلے ہوے ہین۔ زیادہ برین ہر جگہ اُنکے تکیے یا خانقاہ یا زاویے دیکھنے مین آتے ہین۔ ہر تکیے مین بیس تیس یا چالیس درویش زیر حکم شیخ

رہتے ہین اور قریب تمام کے لیے بخششین یا جاگیرین مقرر ہین جو اشخاص دریا دل و فیاض ہبہ کرتے رہتے ہین اور اُنکے نام چھوڑ مرتے ہین لیکن اُن درویشون کو کہ اُن تکیون مین رہتے ہین صرف خوراک و مکان بود و باش ملتا ہی۔ خوراک مین اُنکو صرف دو قاب اور کبھی تین ملتی ہین۔ ہر ایک اُنمین سے اپنی خوراک اپنے گوشے یا حجرے مین لیجاکر کھاتا ہی اگرچہ اُنکو ممانعت نہین ہی کہ وہ یکجا بیٹھکر اکٹھے کھاوین۔ جب کبھی وہ چاہتے ہین یکجا ساتھ بیٹھکر کھاتے ہین۔ اُنمین سے جو منسوب ہوتے ہین اور جنکی شادی ہوگئی ہوتی ہی اُنکو اجازت ہی کہ کسی علیحدہ مکان مین رہین لیکن ہر ہفتے مین ایک دو مرتبہ اُنکو تکیے مین رہنا پڑتا ہی خصوصاً اُس شب کو جسکے دوسرے روز رقص ہوتا ہی یا کوئی اور رسم مذہبی۔



صرف جنرل فرقہ میولیوی کی خانقاہ مین اِس قاعدہ عام سے کچھ انحراف ہوسکتا ہی۔ اُن درویشون کو بھی جنکی شادی ہوگئی ہوتی ہی کسی شب کو وہان رہنے کی اجازت نہین ہوتی ہی۔ اپنی خوراک وہ آپ بہم کرتے ہین اور اِسی وجہ سے اکثر اُنمین کے کوئی نہ کوئی پیشہ اختیار کرلیتے ہین۔ جنکے دستخط اچھے ہوتے ہین وہ کتابین لکھا کرتے ہین۔ اگر اُنمین سے کوئی ایسا ہو کہ کسی طرح سے گذر اوقات نکر سکتا ہو تو اُس صورت مین یا تو اُسکے رشتہ دار اُسکی مدد کرتے ہین یا امیر امرا اُسکی پرورش کرتے ہین یا شیخ اُسکو کچھ دیتا رہتا ہی اور اُسکی خبر لیتا رہتا ہی۔

اگرچہ یہ تمام فرقے فقیر سمجھے گئے ہین لیکن کسی درویش کو انمین سے بھیکھ مانگنے کی اجازت نہین خصوصاً بر ملا کوچہ و بازار ہین صرف فرقہ بکتاشی اس قاعدہ تمام سے مستثنے ہین وہ بھیکھ پر گذر اوقات کرنے کو فخر سمجھتے ہین۔ وہ صرف گھرون پر جا کر ہی بھیکھ نہین مانگتے ہین بلکہ کوچہ و بازار و چوک و سراؤن ہین بھیکھ مانگتے پھرتے ہین۔ وہ شاید اللہ کہکر خیرات مانگتے ہین۔ یہ لفظ شاید اصل ہین شیئون اللہ ہے لیکن بگڑکر غلط العام شاید اللہ ہو گیا ہے معنے اسکے ہین خدا کے عشق کے لیے کچھ دو۔ اکثر درویش فرقہ بکتاشی مثل حاجی بکتاش بانی اس فرقے کے اپنی محنت سے مایحتاج بہم کرتے ہین اور اسپر گذر اوقات۔ وہ مثل اپنے پیر حاجی بکتاش کے چمچے ڈوئی وچھا بچیرو دیگر ظروف سنگ مرمر یا لکڑی کے بناتے ہین یہ ہی درویش سفید ٹکڑے سنگ مرمر کے تراشتے ہین اور اسکی رگین نکالتے ہین۔ وہ اپنے فرقے کے درویشون کو چپراس و گلوبند و کشکول اسی کی بناتے ہین اور اس مطلب کے لیے انکو خیرات مانگنی پڑتی ہے۔

جو تکیے دار کہ صاحب دول ہوتے ہین اور آسودہ وہ اپنے فرقے کے مفلسون کی پرورش کرتے ہین۔ سب فرقون سے فرقہ میولیوی زیادہ تر آسودہ حال ہے۔ انکی جاگیرین سب سے زیادہ ہین۔ خانقاہ جنرل فرقہ میولیوی کے قبضے ہین بڑی جاگیر ہے۔ جو سلاطین سلجوکیہ سے اسکو بطور وقف حاصل ہوئی ہے جسوقت کہ خاندان عثمان یاشاہان او ثومن نے کرامانیا کو فتح کیا تھا اسوقت انھون نے جاگیر جنرل اس فرقے کو مستحکم کردیا تھا اور منظور رکھا تھا مراد چہارم نے فیاضی و دریا دلی سے اسمین اور جاگیر شامل کی۔ ۱۰۴۳ ہجری مطابق ۱۶۳۴ ہین مراد چہارم نے بروقت حملہ ملک ایران کونیہ واقع ایشیاے کوچک ہین گذرتے ہوے جنرل فرقہ میولیوی پر بڑی بخششین کی تھین اور کل محصول سایر کہ رعیت باج گزاران اس شہر سے آتا تھا اس فرقے کو مدام کے لیے وقف کردیا تھا۔ کیسی ہی آمدنی خانقاہ کی ہے لیکن اسکے بزرگ عیاشی ہین کبھی نہین پڑجاتے ہین اور نہ کبھی اس زر کو نمود و شان و شوکت

مین صرف کرتے ہین - جو کچھ کہ بعد صرف اخراجات بچتا ہی وہ مفلسون مین تقسیم ہوتا ہی یا کسی لنگر مقرر کرنے مین صرف ہوتا ہی - شیخ و درویش اسی قاعدے کے پابند رہتے ہین اور ہرگز کبھی اُس سے منحرف نہین ہوتے ہین - چونکہ بچپن سے اُنکو عادت پرہیزگاری وجفاکشی کی ہوتی ہی تو وہ قوانین مقررہ خانقاہ کی تعمیل مین سرِمو تفاوت نہین کرتے ہین - اگرچہ اُنمین سے کسی نے قسم نہین کھائی ہی اور ہر ایک کو اختیار حاصل ہی کہ جب چاہیے اُس فرقے مین سے نکلکر دنیا دارون مین داخل ہو جائے اور جو پیشہ چاہیے اختیار کرلے لیکن کبھی شاذ ہی ایسا اتفاق ہوتا ہی کہ کوئی اُنمین سے نکلجاتا ہی اور اِس آزادی اور اختیار سے فائدہ اُٹھاتا ہی - اُس لباس کو ترک نکرنا ہر ایک اپنا فرض سمجھتا ہی - اُس مفلسی اور استقلال کے ساتھ جو لائق تمثیل ہی اُنمین یہ بھی خوبی ہی کہ وہ اپنے بزرگ کی اطاعت بدرجہ غایت کرتے ہین - اُنکے بزرگ اوصاف کمال عجز وحلم سے متصف ہوتے ہین - کچھ گوشہ خانقاہ ہی مین نہین بلکہ ہر جگہہ و ہر وقت اُنکے چال وچلن مین کمال عجز وحلم پایا جاتا ہی - جو کوئی اُنکو دیکھتا ہی اُنکا سر جھکا ہوا پاتا ہی اور چہرہ مودب - وہ خصوصًا اشخاص فرقہ ہاے میولیوی و بیکتاشی کسی کو سلام نہین کرتے ہین لیکن بجاے سلام وہ یاہو کہتے ہین - لفظ عیب اللہ یعنے شکر خدا اُنکی گفتگو مین اکثر مستعمل ہوتا ہی اور اُنمین سے جو بڑے عابد و گرمجوش و متعصب ہوتے ہین وہ ہی خواب و فرشتون وغیرہ کا ذکر درمیان مین لاتے ہین - خیال بلند نظری اُنکے دلون کو تکلیف نہین دیتا ہی بدینوجہ کہ صرف وہ ہی جو مرید قدیم ہین درجہ شیخ یا بزرگ تکیے کے حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہین - شیخو نکو اُنکے اپنے اپنے جنرل بنام رئیس المشائخ نامزد کرتے ہین - فرقہ میولیوی کے شیخ بنام چلیبی افندی معروف ہین جس شہر مین کہ اُنکا بانی مدفون ہوا ہوتا ہی اُسی شہر مین وہ رہتے ہین - اُسکو وہ آستانیہ یعنے دربار کہتے ہین - وہ مطیع احکام مفتی دار السلطنت ہوتے ہین اور وہ اُنکا حاکم کل اختیار ہوتا ہی - مذہب اسلام کا افسر اعلےٰ جو بنام شیخ الاسلام

نامزد ہی اختیار تقرری جنرل مختلف فرقہ ہاے درویشان جنہین قادری و میولیوی و بیکتاشی بھی داخل ہین رکھتا ہی اگرچہ یہ عہدہ اُنکے خاندان ہین بسبب اسکے کہ ان تینون فرقون ہین اُنکے جنرل اُنھین کی بنا کرنے والے کی نسل سے ہوتے ہین موروثی ہوتا ہی۔ مفتی کو اختیار مستحکم کرنے شیخ کا اپنے عہدے پر حاصل ہوتا ہی گو اسکو اُسکے فرقے کے کسی جنرل نے اُس عہدے پر مامور کیا ہو۔

درجہ شیخ کے حاصل کرنے کے لیے صرف بزرگی عمر کا ہی لحاظ نہین ہوتا ہی بلکہ اُسکی لیاقت ونیکی وچال چلن بھی دیکھے جاتے ہین۔ بزرگی عمر کے ساتھ چاہیے کہ وہ نیک بھی بدرجہ غائت ہو اور لیاقت بھی اُسکی اچھی ہو اور چال وچلن بھی اُسکا قابل تمثیل ہو۔ چاہیے کہ وہ شخص پارسائی مین بھی مشہور ہو اور فضل الٰہی بھی زیادہ تر اُسکے شامل حال ہو۔ قریب تمام فرقہ ہاے درویشان مین یہ قاعدہ معمولی ہی کہ تا وقتیکہ جنرل روزے رکھکر اور نماز پڑھکر خدا کی ہدایت طلب نہین کرتا ہی وہ کسی کو عہدہ شیخ پر نامزد نہین کرتا ہی۔ وہ اس صورت مین اُسکی تقرری کو منجانب الہام غیبی تصور کرتے ہین اور کہتے ہین کہ بسبب سفارش محمد بانی فرقہ وشیخ عبدالقادر گیلانی بدرگاہ الٰہی یہ الہام ہوتا ہی بسبب ان خیالات اور تعصب کے شیخ الاسلام تقرری شیخ کے باب مین کہ اُس فرقے کے جنرل سے ظہور مین آئی ہوتی ہی کبھی انکار نہین کرتا ہی اور جسکو جنرل شیخ کے عہدے پر نامزد کرتا ہی اُسکو شیخ الاسلام منظور رکھتا ہی اور اُس عہدے پر اپنی منظوری سے مستقل کر دیتا ہی۔

انھین وجوہات سے جنرل کو اختیار حاصل ہی کہ جسکو چاہیے عہدہ شیخ پر مامور کرے یہ خانگی عہدہ دار اُس شہر یا مفصل مین جہان کہ بموجب خواب وخیال جنرل کسی فرقے کا تکیہ مقرر کرنا مشیت ایزدی سے متصور ہو جاتے ہین اور وہان جاکر منتظر وقت تقرری تکیہ رہتے ہین۔ وہ اس امید مین کبھی مایوس نہین ہوتے ہین۔ اُنکی یہ آرزوے دلی ہمیشہ بر آتی ہی اور وہ اپنے مقصد مین کامیاب ہو جاتے ہین کیونکہ امرا و اشخاص متمول و خدا پرست

ایسے کار خیر مین جلد شامل ہو جاتے ہین اور ایک دوسرے سے اس باب مین رقیبی کرتے ہین۔ بعض عمارت تکیہ اپنی جیب خاص سے بنوا دیتے ہین اور بعض اسکی پرورش و امداد کے لیے کچھ دان یا بخشش مدام کے واسطے جاری رکھتے ہین اور بعض شیخ سے مشفق ہوکر اُس نئے تکیے کے جاری رکھنے مین کمال سعی و کوشش ظہور مین لاتے ہین۔ اِسی نہج سے زمانہ قدیم مین نئے نئے تکیے کھڑے ہوے اور زمانہ حال مین بھی اسی طور سے اُس دریا کے مختلف قطعات مین تکیے بنتے جاتے ہین۔

پہلے زمانے مین اُن فرقون کو ترجیح ہوتی تھی جنمین کہ نہ تو رقص و نہ راگ جائز ہوتے تھے۔ اور فرقے کہ جنمین ناچ و راگ جائز سمجھے گئے تھے بجاے بخشش پانے کے اکثر لوگون سے تکلیف اُٹھاتے تھے اِسلیے کہ وہ لوگ اُنسے متنفر ہوتے تھے اور اُنپر یہ الزام ظاہر عاید کرتے تھے کہ وہ موافق طریقہ اسلام و شرع شریف عمل نہین کرتے ہین اُنکی رسوم کو وہ ناپاک سمجھتے تھے اور اُنکی پرستشگاہ کو لعنت خدا تصور کرتے تھے۔ کوئی اُنکی پرستشگاہون مین جانا نہین چاہتا تھا۔ غرضکہ لوگ اُنسے ایسا بدرجہ غایت متنفر تھے کہ اکثر بادشاہون کے عہد مین خصوصاً بعہد محمد چہارم کہ مسلمانون نے یہ تجویز پیش کی کہ وہ فرقے بالکل موقوف کیے جاوین اور اُنکی خانقاہ اور ناچنے کے کمرے مسمار کر دیے جاوین۔ اگرچہ اُن متعصب مسلمانون کے بعض عقائد مذہبی خلاف اِن فرقون کے تھے لیکن اُنکے اور عقائد جو اُسی چشمے سے نکلے تھے مانع بیخ کنی اُن فرقون کے تھے۔ اُس قوم کے اکثر اشخاص شیخون اور درویشون اور بانی اُن فرقون کو برگزیدہ باری تعالیٰ سمجھتے تھے اور اُنکو صاحب کشف و کرامات جانتے تھے۔ اُن لوگون کا یہ اعتقاد ہی کہ یہ فرقے دو گروہون حضرت ابوبکر و حضرت علی خلیفہ دوم و چہارم سے پیدا ہوے ہین۔ اور فیض جو اُنھون نے محمد صلعم سے پایا تھا۔ از راہ معجزہ اُن شیخون تک بھی پہونچا یا ہی جو ہر زمانے مین فرقہ ہاے گوشہ نشینون مین متفرق ہوتے چلے آئے ہین۔ وہ لوگ اِس بات کے بھی معتقد ہین کہ ۳۵۶ اولیاء ج

بموجب اعتقاد مسلمین ہمیشہ پردۂ زمین پر موجود رہتے ہین اور نگاہ سے غائب ہین اور
بنام غازی عالم معروف انھین مختلف فرقہ ہاے درویشان مین سے بنے ہین پس اِس
صورت مین اُن فرقون کو بیخ و بن سے اُکھاڑنا جیسی کہ راے لوگون کی اُس عہد مین
تھی لعنت و بد دعا اُن اولیاؤن کی کہ اب بھی گوشہ ہاے خداپرستی مین رہتے ہین اپنے
اوپر لانی ہی۔ جو اشخاص کہ کم متعصب تھے اور فرقہ درویشان سے عداوت نہین رکھتے
تھے اُنکو اسقدر جرأت نتھی کہ وہ اُنکے خلاف ہوتے۔ وہ کہتے تھے کہ جو جو رسوم ناپاک
کہ ہمنین دیکھنے مین آتی ہین کچھ راز و اسرار ہین جنکا اہل اسلام کو ادب کرنا چاہیے۔
درویشون مے جو خیالات متوہم کہ اپنی قوم مین پھیلائے ہین وہی اُنکو ہمیشہ بلاؤن سے محفوظ
رکھتے آئے ہین۔ بسبب ادب و تعظیم کے کہ لوگ اُنکا کرتے ہین اور بھی بباعث فیاضی
اشخاص سادہ لوح وہ فرقے بنے رہتے ہین اور تکیے اُنکے قائم رہتے ہین اور کام اُنکا
چلا جاتا ہی۔ اِسی وجہ سے بہت سے لوگ مختلف فرقہ ہاے درویشان مین شامل و
داخل ہو جاتے ہین۔ اگر ابتدا مین اِنھون نے اُن فرقون کو پسند کیا ہی جنمین کہ راگ و
رقص جائز نہین تو بعد کچھ عرصے کے وہ اُنمین بھی جنمین کہ ناچ و رقص جائز ہی خود
شامل ہو گئے ہین اور وہ تمیز و تعصب اُنکے دل سے بالکل جاتا رہتا ہی۔ بعض اشخاص ایسے ہین
کہ وہ ایک ہی فرقے مین رہنے پر قانع نہو کر کئی فرقون مین داخل ہو جاتے ہین۔ بعض
یہ خیال کرتے ہین کہ درویشون کے ناچون مین شریک ہونے سے لیاقت داخل ہونے کی
فرقۂ درویشان مین زیادہ تر حاصل ہو جاویگی۔ بعض تو ناچون مین جاکر درویشون
مین ملجاتے ہین اور خود بھی اداے اُن رسمیات مین شریک ہو جاتے ہین۔ جو کوئی
اُنمین سے بسبب شغل اپنے پیشۂ دنیوی کے یا بسبب اپنے درجے کے اسطرف زیادہ تر
توجہ نہین کر سکتا ہی وہ اپنے ہی گھر مین ایک جزو اُس نماز کا کہ اُسکے فرقے مین مروج
ہوتی ہی پڑھتا رہتا ہی لیکن اُسکو ہفتے مین دو تین مرتبہ کلاہ اپنے فرقے کی کم از کم چند منٹ

کے لیے سر پر رکھنی پڑتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امیر فرقۂ میولیوی کو پسند کرتے ہین۔ اس فرقے کے لوگ جب تنہا ہوتے ہین تو بالضرور اپنا عمامہ اُتار کر کلاہ درویشان سر پر رکھ لیتے ہین۔ یہ رسم عہد سلطان پاشاے فرزند عثمان اول سے چلی آتی ہے۔ ہم ابھی بیان کر چکے ہین کہ اِس شہزادے نے جنرل فرقۂ میولیوی سے بمقام قونیہ یہ کہا تھا کہ تم یہ دعاے خیر کرو تاکہ مجھکو جنگ یوناینون قطعہ بسبب اس ریاست پر فتح نصیب ہو۔ اس جنرل نے اپنی ایک کلاہ شہزادے کے سر پر رکھکر اور دعا مانگ کر اُسکو متیقن و مطمئن کیا تھا کہ تجھکو ضرور اِس مہم مین فتح حاصل ہوگی۔ سلیمان پاشانے اس کلاہ پر کار زر دوزی کو نقش کروایا تھا اور حکم دیا تھا کہ عمامے قریب قریب اسی شکل کے میرے اور تمام افسر فوج کے لیے طیار کرو۔ یہ کلاہ سلطان اور تمام امیر اُنکے دربار کے پہنا کرتے تھے۔ سلطان تو اپنی کلاہ کار زر دوزی طلائی کی بنولتے تھے۔ محمد پاشانے اس رسم کو ترک کرکے وہ کلاہ افسران فوج جنسریز کو دیدی اور اُنھین کو اُن کلاہ کے پہننے کی اجازت ہوئی۔

جو اعتقاد کہ بنسبت اثر اِس کلاہ کے اُسوقت تھا اب بھی تمام اُن امیرون مین کہ حامی فرقۂ میولیوی مین چلا جاتا ہے۔ اشخاص فرقۂ میولیوی سے ملاقات کرنا اور کبھی کبھی اس کلاہ کو سر پر رکھنا اُن امیرون کے نزدیک فرض اہم ہے۔ فوج خصوصاً جنسریز فرقۂ درویشان بیکتاشی کو بہت مانتی تھی اور اُنکا بڑا ادب کرتی تھی بدینوجہ کہ جس روز وہ نئی فوج بعہد آذرخان اول بھرتی ہوئی اُسی دن حاجی بیکتاش بانی اس فرقے نے دامن اپنے چغے کا اُنکے سر پر ڈالکر دعاے خیر اُنکے حق مین کی تھی اور اپنا فیض اُنکو دیا تھا۔ اِسی وجہ سے اُنکو بھی بیکتاشی کہتے ہین اور تمام جنرل اس فرقے کے بخطاب کرنل ۹۵ اَودا معروف ہین۔ اسی وجہ سے اس فوج مین یہ رسم مقرر ہوئی کہ آٹھ بیکتاشی درویش بیرک قسطنطنیہ مین رہا کرین اور رکھانا کھایا کرین۔ ان درویشون کا صرف یہی کام تھا کہ وہ شب و روز یہی دعا مانگا کرتے تھے کہ سلطنت کی روز افزون ترقی ہو اور وہ فوج

ہمیشہ فتح نصیب رہے۔ یہ قاعدہ معمولی تھا کہ فوج جنسریز دیوان حرم سرا کے تیوہارون کے روز اور تمام اپنے رسومات مین اُس فوج کے آغا کے گھوڑے کے آگے آگے پاپیادہ چلا کرتے تھے اسطرح کہ لباس اُنکا سبز ہوتا تھا اور ہاتھ اُنکے شکم پر تقاطع کرتے ہوئے جاتے تھے۔ بزرگ اُس فوج کا متواتر کریم اللہ کریم اللہ باواز بلند کہتا تھا اور باقی اشخاص اُس فوج کے درجواب اُسکے ہُو ہُو کہتے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے فوج جنسریز کو ہُوکشننر بھی کہتے ہین۔

اگرچہ باقی باشندگان اُس ریاست کے جمیع فرقہ ہاے درویشان کو اچھا ہی سمجھتے ہین لیکن تاہم بعض فرقہ ہاے خلوتی و قادری و رفاعی و سعدی کو اور فرقون پر ترجیح دیتے ہین۔

بہت سے اشخاص اگرچہ ان فرقون مین داخل ہونے کی پروا نہین رکھتے ہین لیکن تاہم وہ کبھی کبھی اُنکے ناچون مین شریک ہو جاتے ہین۔ امیر و غریب عورت و مرد و دونون بطریق سیر جاتے ہین۔ قاعدہ عام یہ ہی کہ تماشائی کمرے کے گوشون مین یا کسی علحدہ مکان مین بیٹھ جاتے ہین۔ داہنی طرف مردون کی نشستگاہ ہوتی ہی اور بائین طرف عورتون کی۔ مردون کی آنکھین کھلی ہوتی ہین اور عورتون کی آنکھین پٹی سے بند۔ اگرچہ عیسائیون او[illegible] مین نماز کے وقت جانے کی اجازت نہین لیکن وہ درویشون کے تکیون مین ہر[illegible] نماز و اداے رسمیات مذہبی بآسانی جا سکتے ہین خصوصاً عیسائی ملک بیگانہ و صاحب رتبہ و درجہ۔ درویشون کے بزرگون مین سے ایک تماشائیون کو علحدہ مکان مین بٹھاتا ہی۔ چونکہ مین خود اکثر خانقاہون قسطنطنیہ مین جا کر اُنکی رسمیات مین شامل ہوا ہون تو مین صحت اس بیان کا شاہد ہون۔

چونکہ اکثر لوگون کی [illegible] اے مین یہ فرقہ ہاے مذہبی بڑے عابد و پارسا ہوتے ہین تو جاے تعجب نہین کہ اوقات اُنکے تکیون کا [illegible] ادا [illegible] کرین اور [illegible] لیتے کمال تعظیم و تکریم جہ[illegible]

جب کبھی وہ باہر کسی محفل مین آتے ہین یا کسی سے ملتے ہین تو لوگ اُنکی بڑی تعظیم و تکریم کرتے ہین اور اگرچہ امیرون سے وہ کچھ طلب نہین کرتے ہین تاہم وہ فیاض و دریادل اشخاص کی بخششون کو قبول کرتے ہین۔ بعض اشخاص ایسے ہین کہ وہ بھیک مانگ کر ان خداپرست گوشہ نشینون کو کچھ پہونچاتے ہین۔ بعض جو درویشان کامل کی تلاش مین پھرتے ہین اُنسے واقفکاری پیدا کرتے ہین اور اکثر اُنکو دیکھنے جاتے ہین اور اُنکی احتیاجون کو رفع کرتے ہین۔ اکثر اشخاص ایسے ہین کہ وہ درویشون کو اپنے گھر مین بُلاکر کھلاتے ہین اور کہتے ہین۔ بدین نظر کہ وہ اُنکے اور اُنکے خاندان کے حق مین دعائے خیر کرین اور اس ذریعے سے فضل الٰہی اُنپر شامل ہو اور وہ متمول ہوجاوین۔ بروقت جنگ وہ عبادت و ریاضت مین زیادہ تر سعی کرتے ہین اور بڑی گرمجوشی سے اکثر نماز و یاد الٰہی مین مشغول و مصروف رہتے ہین۔ اسوقت وہان کے پاشا و رئیس و افسر و اراکین دربار ایک یا کئی عابدون و گوشہ نشینون کو جنگ مین اپنے ہمراہ لیجاتے ہین۔ وہان جاکر وہ درویش خداپرست خیمون مین شب و روز اہل اسلام کی فتح کے لیے منتین رکھتے ہین۔ زیادہ برین بروقت آغاز ہجوم و سب ہمراہ فوج کے تشیع و درویش فوج کے ہمراہ لبطریق و دکثیر جوق جوق ہوجاتے ہین۔ حاکم وہانکا اُنکو دلیری دیتا ہے بدینجیال کہ اُنکی حاضری کے سبب اور اُنکی دیکھا دیکھی فوج دلیر ہوجاتی ہے اور بروقت جنگ عزم اُنکا مذہبی عقائد کے تلقین کے سبب جوش مین آتا ہے اور وہ تب مذہب کے لیے کٹ کٹ کر لڑتے ہین۔ وہ تمام شب نماز پڑھتے ہین اور یاد الٰہی مین آبدیدہ ہوتے ہین۔ اور فوج مین جاکر سپاہ و افسرون کو تعلیم و تلقین کرتے ہین کہ اپنے فرائض خوب ادا کرنا اور اُنکو یاد دلاتے ہین کہ نبی اہل اسلام صلعم نے کیا کیا اقرار اُن اشخاص کے لیے کیے ہین جو اپنے مذہب کے لیے لڑینگے یا شہید ہونگے۔ بعض تو اُن درویشون مین سے یا غازی یا شہید یا الٰہی کہتے پھرتے ہین اور بعض یا اللہ یا ہو کہتے ہین ...

جب سنجک شریف یعنے جھنڈا مقدس جو پیغمبر صلعم کے لباس سے بنا تھا انکے ہاتھ مین پڑگیا اور خوف اسکے چھین جانیکا ہوا اسوقت یہ گروہ درویشان جھنڈے کے بچانے مین بڑا ساعی ہوا اور وہ ان امیرون اور افسرون کو کہ اسکے محافظ تھے مدد دینے لگے اور انکے عزم کو اٹھاتے رہے۔ اسلئے خود بھی بڑے بڑے عجیب کام اسوقت ظہور مین آئے۔

قطع نظر ان خدمات کے کہ اسنے بوقت جنگ ظہور مین آئی ہین اور جنکے سبب سے وہ قوم انکی عزت کرتی ہی اکثر شیخون کے معجزات جنکے لوگ معتقد ہین باعث انکی تعظیم و تکریم و عزت و توقیر کا ہوتا ہی۔ وہ دعوے کرتے ہین کہ ہم خواب کی تعبیر صحیح بتا سکتے ہین اور امراض جسمانی و روحانی کو بعلاج روحانی رفع کرسکتے ہین۔ علاج روحانی مرقومہ بالا دعا و سحر ہی۔ قاعدہ مستمرہ معمولی انکا یہ ہی کہ مریض کے سر پر ہاتھ رکھکر اسکے جسم پر کچھ پڑھکر پھونکتے ہین جس مقام پر کہ مرض ہوتا ہی اسکو وہ چھوتے ہین اور کاغذ پر ایک تعویذ لکھدیتے ہین۔ ان تعویذون مین یا تو کچھ عبارت قرآن کی لکھی ہوتی ہی یا اگر نہ ہی جو انکے اپنی تصنیفات سے ہوتے ہین۔ ان تعویذون مین عبارت قرآن دو باب سے کہ درباب بدخواہی و سحر وغیرہ ہین لکھی گئی ہی منتخب ہوکر درج ذیل کیجاتی ہی۔

مریضون کو یہ تعویذ دیکر کسی سے تو یہ کہدیتے ہین کہ اسکو پانی مین گھولکر تھوڑی دیر بعد پی جانا اور بعضون کو حکم دیتے ہین کہ انکو جیب مین رکھنا یا گلے مین ۱۵ یا ۳ یا ۴ روز تک باندھے رکھنا اور کبھی کبھی وہ اسپر کچھ پڑھکر پھونک بھی دیتے ہین۔

انکا یہ اعتقاد ہی کہ استعمال تعویذ و گنڈہ عہد نبی اہل اسلام علیہ السلام سے چلا آتا ہی اسمین شک نہین کہ مورخ احمد آفندی اپنی تواریخ مین بیان کرتا ہی کہ سنہ ۴ ہجری مین جب حضرت علی خلیفہ چہارم صوبہ یمن پر جسکا لشکر اسکے لشکر سے کہین زیادہ تھا فوج کشی کیا چاہتے تھے تو اسوقت وہ بڑے متفکر و متردد ہوئے تھے محمد صلعم نے اسوقت انکا یہ حال دیکھکر انکی تسکین و تسلی کے لیے انکا سر اپنے عمامے سے ڈھانپا اور تب اپنا ہاتھ انکی چھاتی

یہ الفاظ زبان سے نکالے او میرے خدا تو اسکی زبان کو پاک کر اور اسکے دل کو مستحکم و مضبوط اور اسکے خیال کا نور ہمنا ہو۔ اسوقت سے مذہبی روایات مین یہ الفاظ متبرک سمجھے گئے ہین اور انکا اثر بڑا ماناگیا ہی انھین سے شیخ جو ساحر ہین علاج امراض نکالتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ انکی تاثیر سے وہ رفع ہو جاوینگے۔ وہ شیخ کچھ مریضون کو ہی یہ تعویذ نہین دیتے بلکہ تندرستون کو بھی بدین نظر کہ انکے اثر سے نہ تو کوئی تکلیف جسمانی و نہ روحانی عائد ہوسکتی ہو۔ وہ تعویذ ان تکالیف کو آنے نہین دیتے ہین۔ وہ جو ان طلسمات کے معتقد ہین یہ یقین کرتے ہین کہ انکے اثر سے مرض چیچک وجمیع دیگر امراض رفع ہو جاتے ہین حتی کہ زخم بھی اچھے ہو جاتے ہین۔ بعضے تو ان تعویذون کو سونے و چاندی مین منڈھکر تمام عمر اپنے جسم سے لگائے رکھتے ہین اور بعض انکو اپنے بازوون پر باندھتے ہین یا اپنی ٹوپی مین رکھتے ہین یا اپنی دستار مین۔ بعض انکو چاندی یا سونے کی زنجیر سے گلے مین لٹکا دیتے ہین اور نیمے اور جامے کے پیچ مین ڈالے رکھتے ہین۔ ان تعویذون کو نفتاس یا نسخہ یا حمیل کہتے ہین شیخون کا یہ قول ہی کہ صرف اسوقت یہ تاثیر بخشتے ہین جبکہ وہ اپنے ہاتھ سے کسیکو دین۔ ہر فرقے کے مرد و زن جو متعصب و وہمی ہین بخواہش تمام ان تعویذون کو طلب کرتے ہین اور وہ شیخون کو چاندی یا پارچہ یا ہر قسم کی خوراک بخشتے ہین۔ اثر ان تعویذونکا خواہ کچھ ہی ہو لیکن بیوقوفون کے اعتقاد مین کچھ فرق نہین آتا ہی بدینوجہ کہ جو ان تعویذونکو دیتے ہین وہ یہ شرط کر لیتے ہین کہ اگر اعتقاد تمھارا درست ہو گا تو یہ اثر کرینگے ورنہ تاثیر نہ بخشینگے پس اس صورت مین اگر وہ اثر پذیر نہین ہوتے تو وہ انکو الزام بے اعتقادی کا لگاتے ہین اور اس ترکیب سے انکی لعنت ملامت سے بچے رہتے ہین اور انکی زبان کو بند کر دیتے ہین کہ وہ کچھ کہنے نہین پاتے ہین۔

لوگون کا یہ اعتقاد ہی کہ بعض شیخ سانپ کا منتر جانتے ہین اور بزور اس منتر کے جس مکان مین جس جگہہ پر وہ ہون دریافت کر لیتے ہین۔ وہ چورون اور گنٹھ کٹون کو بھی

بتا دیتے ہین اور اثر اس سحر کا جسکے سبب سے کہ خصم جنھون نے کہ نئی شادی کی ہو تی ہو اپنی قبیلہ سے ہم بستر نہین ہو سکتے ہین دور کر سکتے ہین اور عورتون اور بچون کی پیشانی پر سُرمہ سے الف کھینچکر اُنکو اثر سحر اور سب آفتون سے محفوظ رکھ سکتے ہین۔

یہ جنتر منتر کہ مذہب اسلام مین درج ہین بیوقوفون اور متعصبون اور دہقانیون کے دلون مین ایسا اثر کرتے ہین اور اعتقاد پیدا کہ وہ اُن ساحرون کا ادب کرنے لگتے ہین اور اُنکو روپیہ دیتے ہین لیکن عقیل وفہیم کی نگاہ مین بسبب اِن فریبون کے وہ ناقابل اعتبار وحقیر ہو جاتے ہین۔ علاوہ برین بد اخلاقی و بد وضعی زیادہ تر موجب بدنامی اکثر ساحر شیخ و درویش ہو جاتی ہے۔ کہتے ہین کہ وہ بڑے زناکار بھی ہوتے ہین اور سخت ریاضت بھی کرتے ہین اور اپنے جسم کو تکلیف بھی دیتے ہین بسکہ اُنکا طریقہ مثال بے اعتدالی وبیہودہ پن و اعمال قبیحہ ہے۔ اِن تمام مین سے درویشان سیاح کچھ مستثنےٰ ہین۔ اُنکے باب مین اب کچھ ذکر کرنا باقی ہے۔ یہ گوشہ نشین طریقہ سیاحی اختیار کرکے ممالک مقبوضہ اہل اسلام مین کہ تین قطع ربع مسکون مین واقع ہین پھرتے ہین اور تین جماعتون مین منقسم ہین۔ ایک اُنمین سے فرقہ ہاے بیکتاشی و روفائی ہین جو روپیہ جمع کرنے کے لیے اور خدا پرست وفیاض اشخاص سے واسطے اپنے فرقے کے زر طلب کرنے کے لیے سفر کرتے پھرتے ہین۔ دوم وہ درویش ہین جو بسبب بد وضعی اپنے فرقے سے خارج کیے گئے ہین۔ وہ لباس درویش پہنکر شہر بشہر بھیکھ مانگتے پھرتے ہین۔ سوم درویش ممالک بیگانہ ہین۔ مثلاً ابدالی و عاشقی۔ وہندی وغیرہ جنکو کہ ساکنین ریاست آڈومن بسبب اسکے کہ وہ حین حیات محمد صلعم اصلی فرقون سے نہین نکلے ہین مانتے نہین ہین۔

اِس تیسرے فرقے مین یو وسیی جو تمام فرقون مین سے نہایت قدیم ہین اور قادری جنکا بانی یوسف اندلوسی ساکن اندلوشیا واقع ہسپانیہ تھا داخل ہین۔ یہ شخص مدت دراز تک مرید حاجی بیکتاش رہا تھا لیکن آخرش بسبب بد دماغی وگستاخی اپنے مرشد

سے نکالا گیا تھا۔ اُسنے فرقہ میولیوی مین داخل ہونیکا ارادہ کیا تھا لیکن وہ اپنے مطلب
مین کامیاب نہوا۔ جب وہ اِس امید سے مایوس ہوا اُسنے ایک نیا فرقہ درویشان بنایا
جنکو اُسنے حکم دیا کہ ہمیشہ سفر کیا کرو اور فرقہ بیکتاشی اور میولیوی کو اپنا دشمن سمجھا کرو
اور مدام اُنسے متنفر رہو۔
اُسنے اپنا خطاب قلندر رکھا اور بعد اُسکی وفات کے اُسکے مرید بھی اُسی خطاب سے
معروف ہوے۔ قلندر کے معنے طلاء خالص کے ہین یہ اشارہ ہو صفاے قلب و ترک دنیا
و تقدس روح سے۔ اُسنے اپنے مریدون پر ترک دنیا فرض کیا تھا۔ قواعد اِس فرقے کے
ایسے ہین کہ اُنکو بناچاری بھیکھ پر گذر اوقات کرنی پڑتی ہو اور اکثر ننگے پانون سفر کرنا پڑتا ہے
وہ اپنے جسم کو سخت تکلیفین دیتے ہین خصوصًا بوقت حال بدین نظر کہ وہ مستحق فضل الٰہی
ہون۔ اِنکے مرشد کا یہ قول ہو کہ ہر گوشہ نشین کو چاہیے کہ وہ اپنے جسم کو خوب تکلیف پہونچاوے
بدون اِسکے کوئی مستحق نام قلندری یا میولیوی نہین ہوسکتا ہو۔ یہی نام اُسی لیے
اُن درویشون اور فرقون پر بھی آتا ہو جو کہ الہام و معجزات و کرامات کے لیے اپنے فرقے مین
مشہور و معروف ہین۔ ایسے ہی درویشون ہر فرقے سے ہر زمانے مین بہت سے دیوانے



و متعصب و گرمجوش مسلمانون مین نکلے ہین اُنھین کے سبب سے سلطان بیازد دوم
اور بہت سے امراء و وزراے ریاست روم قتل ہوے۔ اُنھین مین سے مختلف بادشاہون کے

عہد میں بہت سے جھوٹے و فریبی مہندی اُٹھ کھڑے ہوے وہن بیٹھے۔ اسی نام سے انھون نے بڑی بڑی خرابیان پیدا کین اور بڑی بڑی مہمین اختیار کین۔ لوگون کو بہکا کر اور اپنے فریبون اور اِلہام اور جھوٹی پیشین گوئیون سے گمراہ کرکے اور ورغلا کر انھون نے ملک کے ملک بالکل تباہ و ویران کر دیے۔

اُس ملک اور اُسکے ساکنین کو ویسی ہی مصیبت سے محفوظ رکھنے کے لیے چاہیے کہ روشنی علم اِس زمانے کی جسمین ہم موجود ہین تاریکی جہالت اور توہمات باطلہ و تعصبات اُس قوم کو رفع کرے۔ وہ قوم ایسی ہی کہ جو تدابیر کہ اُسکی اصلاح کے لیے کبھی کبھی عقلمندون نے سوچی تھین اِنکو اسنے عمل مین آنے نہ دیا۔ البتہ یہ کہنا ضروری ہی کہ وہ لوگ سعی و کوشش بدل عمل مین نہ لائے اور اپنی تدابیر کی تعمیل مین کانپتے رہے اور اِسقدر اُنکو حوصلہ نہوا کہ اپنی بات پر مستقل رہتے۔ اگر سلطنت او قومن کی تقدیر مین بہتر ہوتا اور اصلاح پر آنا لکھا ہو تو ہماری آرزوے دلی یہ ہی کہ وہ جو اُنکی اصلاح مین کمر ہمت چست باندھین درجۂ اعتدال پر رہین یعنے نہ تو بہت تشدد کرین اور نہ سعی و کوشش مین ڈھیلے ہو جائین اِسی تدبیر سے غلطیان باب سیاست و مذہب و ملت و گورنمنٹ کے ہر قوم مین درست ہوسکتی ہین اور اِسطرح سے مسائل مذہبی و باب سیاست دونون متفق ہو کر ملک کو اوج و ترقی پر لاسکتے ہین اور قدر و منزلت و شان و شوکت اُمرا و خوشی خاطر رعایا زیادہ کرسکتے ہین۔

باب دوازدہم ۱۲

چونکہ مصر مین بہت سے درویش رہتے ہین تو مین اُنکے باب مین یہ ہی مناسب تصور کرتا ہون کہ جو کچھ مسٹر لین نے اپنی کتاب مصریان زمانہ حال مین اُنکی نسبت لکھا ہی اسکو ہو بہو اسجا نقل کرون۔ الفاظ عربی کے اُسطرح جو اُسنے لکھے ہین مین نے بدستور

قائم رکھا ہی

مصر مین درویش بکثرت ہین وبیشمار۔ بعض اُنمین کے ادا ے رسمیات مذہبی مین مشغول ومصروف رہتے ہین اور بھیکھ پر گذر اوقات کرتے ہین اس ملک مین لوگ اُنکی بڑی تعظیم وتکریم کرتے ہین خصوصًا اشخاص فرقہ ادنے ا۔ یہ درویش پارسائی مین نیکنامی وشہرت حاصل کرنے کے لیئے اور اپنے معجزات کا لوگون کو معتقد کرنے کے واسطے مختلف مکروفریب کام مین لاتے ہین۔ لوگ کبھی درویشون کو اُنمین سے ولی سمجھتے ہین۔

ایک فرقہ اُنمین سے جو حضرت ابوبکرؓ خلیفۂ اول کی اولاد مین سے ہی اور بلقب اِسش شیادۃ البکری معروف تمام فرقہ ہاے درویشان مصر پر حکومت رکھتا ہی اور لوگ اُنکو نائب حضرت ابوبکرؓ سمجھتے ہین۔ شیخ البکری کہ فی زمانہ موجود ہی اولاد محمد مین سے ہی وہ نقیب الاشرف کہلاتا ہی۔ مین اِسجا یہ بھی درج کرتا ہون کہ حضرت عمرؓ خلیفہ دوم کا نائب یہان موجود ہی۔ وہ شیخ فرقہ اَناتیۃ یا اولاد اَنان ہی۔ فرقہ انانیان فرقہ درویشان مین سے ہی۔ شیخ ابن انان کے نام پر اُسکا نام رکھا گیا ہی حضرت عثمانؓ کا کوئی نائب نہین اِسلیے کہ وہ بعد وفات کوئی اولاد نہ رکھتے تھے۔ نائب حضرت علیؓ شیخ السادات یعنے شیخ سیدون یا شریف کا کہلاتا ہی خطاب شریف خطاب نقیب شریف سے درجے مین کم ہی۔ ان تینون شیخون مین سے ہر ایک سہ گدی نشین اپنے آباواجداد کا کہلاتا ہی۔ اسی طرح سے ہر فرقے کا شیخ بھی سہ گدہ نشین بانی اپنے اپنے فرقے کا کہلاتا ہی۔ سہ گدہ کو تخت روحانی بھی سمجھتے ہین۔ مصر مین چار بڑے سہ گدے درویشون کے ہین۔ وہ اُن چار فرقون سے متعلق ہین جنکا ذکر آگے کیا جاویگا۔

مصر مین سب سے زیادہ مشہور فرقے درویشون کے وہ ہین جو ذیل مین درج ہین

۱۔ فرقہ رفایہ۔ بانی اِس فرقے کا سید احمد رفاعی الکبیر ہی۔ اُنکا جھنڈہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہی۔ اُنکا عمامہ بہ رنگ سیاہ یا شوخ نیلا ہوتا ہی اور اون یا ململ باریک سبز رنگ کا

بنتا ہی۔ رفاعی درویشوں بڑے بڑے عجیب کام ہاسے ہیو اندھی وجہ ات کے لیے مشہور و معروف ہیں۔ اکو اسنیہ یا اولاد الوان کہ رفاعی کی شاخ ہیں ہیں یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم اپنی آنکھوں اور جسم میں لوہے کی برچھی گھسیڑ دیتے ہیں بے انکو کچھ بھی تکلیف معلوم ہو۔ وہ بظاہر ایسی چالاکی سے یہ کام کر جاتے ہیں کہ سادہ لوح و بیوقوف ہی اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں دھوکھا کھا جاتے ہیں۔ وہ بڑے بڑے پتھر اپنی چھاتی پر دھر کر توڑتے ہیں اور جلتے ہوے اور گرم کوئلے و شیشے وغیرہ کھا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ تلوار کو جسم میں سے اور موٹے سوے کو رخساروں میں سے بے انکو کچھ بھی تکلیف معلوم ہو یا نشان زخم کا باقی رہجاوے گذار دیتے ہیں لیکن یہ کرتب اب شاذ ہی کبھی دیکھنے میں آتے ہیں۔ میں نے سنا ہی کہ اس فرقے کے درویش یہ کرتب کیا کرتے تھے کہ وہ کھجور کے درخت کی تنہ کو اندر سے خالی کرکے انہیں چیتھڑے تیل و رال سے خوب تر کیے ہوے بھر دیتے تھے اور تب انہیں آگ لگا کر انکو اپنے بازوؤں کے نیچے اسطرح کہ شعلہ انکا انکی ننگی چھاتی اور پیٹ و سر پر پہنچتا تھا اپنے خلق کے سامنے لیجاتے تھے اور بظاہر اسکے اثر سے انکو کچھ ضرر نہیں پہنچتا تھا۔ ایک اور فرقہ انہیں کا سعدیہ ہی۔ بانی اس فرقے کا سعید الدین الجبادی ہی۔ انکا جھنڈہ برنگ سبز یا سیاہ ہی جو فرقہ رفاعی میں عموماً مستعمل ہوتا ہی۔ اس فرقے کے بہت سے درویش ایسے ہیں کہ وہ زہریلے سانپ اور بچھو کو چھو لیتے ہیں بے انکہ وہ انکو کچھ ضرر پہنچا دیں اور وہ انکو کچھ تھوڑا سا کھا بھی لیتے ہیں۔ سانپ کے زہریلے دانت نکال کر وہ انکو ایسا کر دیتے ہیں کہ انکا کاٹنا کچھ اثر پیدا نہیں کرتا ہی۔ اور بچھوؤں کا بھی زہر وہ نکال ڈالتے ہیں۔ خاص موقعوں پر مثلاً بروز تیوہار پیدائش محمد نبی اہل اسلام صلعم شیخ فرقہ سعدیہ گھوڑے پر سوار ہو کر بہت سے درویشوں وغیرہ کے جسموں پر سے جو زمین پر لیٹے ہوے ہوتے ہیں گذر جاتا ہی اور وہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہمکو گھوڑے کے سُم سے اصلا تکلیف نہیں پہنچتی ہی۔ اس سم کو

دوسد کہتے ہین۔ بہت سے درویش فرقہ ہاے روفائی وسعیدی گھرون مین سے بزور سحر سانپ نکالتے پھرتے ہین اور اسطرح سے روٹی کما کھاتے ہین۔ ان سلسلون کے کرتبون کا حال ایک اور باب مین مفصل بیان کیا جاویگا۔

۲۔ سکاڈیریہ۔ بانی اس فرقے کے مشہور ومعروف سید عبدالقادر گیلانی ہین۔ انکے جھنڈے وعمامے بہ رنگ سفید ہوتے ہین۔ فرقہ قادریہ مصر مین سے اکثر درویش ماہی گیر ہین۔ یہ لوگ اپنے مذہبی رسمیات مین جال مختلف رنگ کے یعنے زرد وسبز وسرخ وسفید وغیرہ بطور اپنے فرقون کے جھنڈون کی لکڑیون پر لیجاتے ہین۔

۳۔ احمدیہ۔ بانی اس فرقے کا سید احمد البدادی ہی جسکا ذکر سابق ہوچکا ہی۔ یہ فرقہ تعداد مین بکثرت ہی اور لوگ انکا بدرجہ غایت ادب کرتے ہین اور بکمال تعظیم و تکریم انسے پیش آتے ہین۔ انکے جھنڈے وعمامے بہ رنگ سرخ ہوتے ہین۔

فرقہ بیومیہ جسکا بانی سید علی البیامی ہی وشناویہ جسکا بانی سید علی الشناویہ ہی۔ و شارادیہ جسکا بانی شیخ علی الشاریہ ہی اور بہت سے فرقے فرقہ احمدیہ کی شاخین ہین۔ فرقہ شناویہ ایک گدھے کو تربیت کرتا ہی اور وہ بروز سالگرہ پیدائش سید احمد بدادی کہ انکا بڑا ولی مقام ٹنٹا ہی عجیب عجیب حرکتین کرتا ہی اور عجب تماشہ دکھاتا ہی وہ گدھا خود بخود مسجد سید مین داخل ہوکر اسکی قبر پر جاتا ہی اور وہان جاکر کھڑا ہوجاتا ہی انبوہ کثیر اس گدھے کے پاس جمع ہوکر ہر ایک انمین سے اسکے بال جادو و منتر کے کام مین لانے کے لیے نوچتا ہی جب تک وہ مانند انسان کی ...کے بے بال ہوجاتا ہی۔

ایک اور شاخ احمدی بنام اولادِ نوح معروف ہی۔ وہ تمام نوجوان ہین اور تر تو ر لیے بلند کلاہ سر پر دھرتے ہین اس کلاہ کی چوٹی پر ایک طرہ پارچہ مختلف رنگون کا لٹکتا ہی وہ لکڑی کی تلوارین باندھتے ہین اور بیشمار مالے یا تسبیح پہنتے ہین۔ اور ایک کوڑا موسوم بفرکلیہ کہ ایک موٹا بٹا ہوا تاگا ہوتا ہی اپنے ساتھ رکھتے ہین۔

۴- براہمیہ یا بورہامیہ- بانی اس فرقے کا سید ابراہیم الدسوکی ہی۔ روزپیدائش اس شخص کا سابق بیان ہوچکا ہی اسکا جھنڈا اور عمامہ سبز ہوتا ہی اور بھی بہت سے فرقے درویشون کے ہین جو کسی نہ کسی فرقہ ہاے مذکورہ بالا کی شاخ ہین سے ہاین- چند انمین سے جو نہایت مشہور و معروف ہاین ذیل مین درج ہاین-

ہفتادیہ- دفیقیہ- ومرداشیہ- نقشبندیہ- بکریہ- لیسیمیہ-

تمام قواعد و مسائل و رسمیات درویشون سے واقف ہونا ناممکن ہی بدین وجہ کہ اکثر مسائل انکے مثل مسائل فرامشن ایسے ہوتے ہین کہ جبتک کوئی اس فرقے مین داخل نہو تب تک وہ انسے واقف نہین ہوسکتا ہی-

ایک درویش نے جو میرا دوست تھا مجھسے کیفیت اپنے عہد کی کہ بروقت داخل ہونیکے فرقہ درویشان مین گیا تھا یون بیان کی ہی-

مجھکو شیخ دمرداشیہ نے اپنے فرقے مین داخل کیا تھا قبل از نماز غسل و وضو کرکے مین زمین مین شیخ کے سامنے بیٹھگیا- مین نے اور شیخ نے باہم ایک دوسرے کے داہنے ہاتھ کو اسی طور سے پکڑا جیسا کہ شادی مین دولہا و دولھن کا پکڑتے ہین- اسطرح جبکہ ہم دونون کے ہاتھ شیخ کی آستین سے ڈھکے ہوے تھے- مین نے عہد کیا اور جو الفاظ کہ شیخ زبان سے نکالتا تھا اور جو ذیل مین درج ہاین مین وہی اسکے ساتھ کہتا جاتا تھا- وہ عہد موافق معمولی توبہ شروع ہوتا ہی-

مین باریتعالی سے جسکا نہ کوئی ثانی ہی اور نہ شریک- اور جو حی القیوم ہی مغفرت و معافی چاہتا ہون- (یہ تین مرتبہ کہا جاتا ہی) مین توبہ کرکے اسکی طرف پھرتا ہون اور طالب اسکے فضل اور مغفرت اور خلاصی کا آتش دوزخ سے ہون- بعد اسکے شیخ نے مجھسے پوچھا کہ تم توبہ کرکے خدا کی طرف پھرتے ہو- مین نے درجواب اسکے کہا کہ مین توبہ کرکے خدا کی طرف پھرتا ہون- مین اپنے اعمال و افعال سے کہ مجھسے ابتک

سرزد ہوے ہین بڑا نادم وپشیمان ومغموم ہون اور مین ارادہ بدل مصمم کرتا ہون کہ پھر اُس حالت گناہ کی طرف عود نکرونگا۔

بعد اسکے مین نے وہ الفاظ جو ذیل مین درج ہین شیخ کے ساتھ زبان سے نکالے۔

مین خدا او محمد مصطفےٰ صلعم کا فضل وکرم چاہتا ہون اور مین عبدالرحیم ولد مرد شی الرفاعی الشبادی کو اپنا شیخ ورہنما وہادی بناتا ہون۔ مین اُسکے طریقے سے نہ تو بدلونگا اور نہ جدا ہونگا۔ خدا ہمارا گواہ ہی۔ قسم ہی باری تعالے کی (یہ قسم تین مرتبہ پڑھی گئی) کہ سوائے اللہ کے کوئی اور خدا نہین (یہ بھی تین مرتبہ پڑھا گیا) بعد اسکے مین نے اور شیخ نے باہم مل کر فاتحہ پڑھا اور مین نے شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور تب یہ رسم تمام ہوئی۔

مذہبی رسوم درویشون کے اکثر تو طریق ذکر حق ہی۔ بعض اوقات تو کھڑے ہو کر حلقہ مدور یا بشکل مستطیل بناتے ہین یا دو قطارون مین سامنے ایک دوسرے کے چہرہ کرکے کھڑے ہو جاتے ہین اور بعض اوقات وہ بیٹھکر لاالہ الا اللہ بآواز بلند پڑھتے ہین یا کوئی اور نام اللہ کا بار بار لیتے ہین جب تک کہ اُنکے دم مین دم نہین رہتا ہی اور اسکے ساتھ سر یا تمام جسم یا بازو ہلاتے جاتے ہین۔ وہ کرتے کرتے آخر ش عرصہ دراز مین ایسی عادت پیدا کر لیتے ہین کہ یہ کرتب وہ عرصہ دراز تک بلا توقف کرتے چلے جاتے ہین اور جلد تھکتے نہین بیچ مین کبھی کبھی ایک یا زیادہ بانسری یا ارغول بجانے والے اور قوال مذہبی راگ گانیوالے موجود ہو کر گانے بجانے لگتے ہین۔ بعض درویش ڈھول کو جو بنام باز معروف ہی یا تنبورینی کو بروقت ذکر حق استعمال مین لاتے ہین۔ بعض ایک خاص قسم کا ناچ بھی اُسوقت کرتے ہین۔ کیفیت اسکی اور مختلف ذکر حق کی کسی باب آئندہ مین درج ہوگی۔

بعض رسمیات تو نسبت طریق نماز وطریق ذکر حق وغیرہ ایسے ہین کہ وہ صرف خاص فرقے ہی عمل مین لاتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ اشخاص فرقہ ہاے مختلف اُنکو ادا کرتے ہین۔ اشخاص فرقہ ہاے مختلف جو رسمیات عمل مین لاتے ہین انمین سے

رسمیات فرقہ ہاے خلوتی شازلی کو جنکے جداگانہ شیخ مقرر ہین بیان کرتے ہین۔
بڑا فرق ان دونون مین یہ ہی کہ انکی نماز سحری کے طریقے مین اختلاف واقع ہی۔ اور
خلوتی کبھی کبھی گوشہ نشین ہوجاتے ہین اور اسی سبب سے وہ خلوتی کہلاتے ہین۔
اس فرقے کی نماز جو قبل از صبح صادق پڑھی جاتی ہی بنام ورد سحر نامزد ہی اور نماز فرقہ
شازلی کہ بعد صبح صادق ادا ہوتی ہی ہزلیش شازلی کہلاتی ہی۔ بعض اوقات
کوئی درویش خلوتی چالیس شب و روز گوشے مین بیٹھکر صبح صادق سے غروب آفتاب
تک ہر روز بلاناغہ روزہ رکھتا ہی۔ بعض اوقات کئی خلوتی مقبرہ شیخ آدمرداشی مین کہ
بطرف شمال قاہرہ بنا ہوا ہی جاکر علحدہ علحدہ گوشون مین تین شب و روز بروقت سالگرہ
اس ولی کے بیٹھکر روزہ رکھتے ہین اور شب کو صرف تھوڑے سے چانول کھاتے ہین اور
ایک پیالہ شربت پیتے ہین وہ اس مقام پر وہ نماز وغیرہ پڑھتے ہین جو غیر فرقون سے وہ
مخفی رکھتے ہین۔ ان ایام مین وہ صرف پانچ نماز معمولی روزمرہ کے پڑھنے کے لیے مسجد
مین آتے ہین اور جو کوئی انسے کچھ گفتگو کرتا ہی تو سوا ے لا الہ الا اللہ کے وہ کچھ اور جواب
انکو نہین دیتے ہین۔ جو چالیس روز کا روزہ رکھتے اور گوشے مین جا بیٹھتے ہین قریب قریب
وہ ہی قواعد وہ بھی عمل مین لاتے ہین اور تمام وقت اپنا لا الہ الا اللہ پڑھتے اور مغفرت
چاہتے و شکر و سپاس و تعریف خدا کہنے مین صرف کرتے ہین۔
درویشان مصر قریب تمام [illegible] یا تو تجار ہین یا دستکار یا کسان اور صرف کبھی کبھی ادا ے
رسمیات اپنے فرقے مین مدد و معاون ہوتے ہین لیکن بعض ایسے ہین کہ وہ تیوہار اولیا ونکے
روز اور خانگی دعوتون مین ذکر حق کیا کرتے ہین اور مردون کے جنازون کے ساتھ راگ
گاتے جاتے ہین۔ اور سوا ے ان کامون کے کوئی اور کام انکو نہین ہوتا ہی یہ لوگ فقرا
کہلاتے ہین۔ لفظ فقرا بالعموم مفلسون پر آتا ہی لیکن بالخصوص حاجدان مفلس پہ مستعمل ہوتا ہی
بعضون کا پیشہ پانی پلانے کا ہی۔ وہ اسی طرح سے روٹی کماتے ہین۔ وہ شہر قاہرہ

کی گلیون مین راہگیرون اور مذہبی تیوہار کے دنون مین پوجاریون کو پانی پلاتے پھرتے ہین۔ کندھے یا پیٹھ پر اُنکے مشک پانی کی بھری ہوئی ہوتی ہی یا کوئی مٹی کا برتن پانی سے بھرا ہوا وہ اپنے ساتھ رکھتے ہین۔ بعضے خیرات مانگتے پھرتے ہین اور اُسی پر گذر اوقات کرتے ہین۔ وہ بڑی عاجزی و گستاخی سے بھیک مانگتے ہین۔ بعض انمین کے مثل مشہور ولیون کے رہتے ہین۔ وہ دلق پہنتے ہین اور بعض ہر قسم کی پوشاک حسب امنگ اپنے دل کی لہر کے پہنتے ہین۔

علاوہ اُنکے جو ہر روز سحر سانپ کو گھرون سے نکالتے پھرتے ہین بعض رو فائی درویش آوارہ پڑے پھرتے ہین اور مصر کے گرد و نواح مین سفر کرتے ہین اور لوگون کے توہمات باطلہ سے کہ قابل ہنسی ہین (جنکا ذکر مین اس موقع پر کرونگا) فائدہ اُٹھاتے ہین۔

ایک بڑا مجذوب ولی موسوم بہ دودو الغرب ساکن دیہ تفاہی نہ واقع قطعہ مصر سپت ایک بچھڑہ رکھتا تھا جو پانی وغیرہ اُسکے لیے لایا کرتا تھا۔ اُسکی وفات کے بعد بعض رو فائی درویش اُس شخص متوفی کے وطن مین یا اُسکی قبر پر بہت سے بچھڑے پالا کرتے تھے اور اُنکو زینے پر چڑھنا اور بر وقت حکم کے لیٹ جانا وغیرہ سکھاتے تھے اور ہر ایک اپنے اپنے بچھڑے پر چڑھ کر خیرات مانگنے جایا کرتے تھے۔ ہر ایک بچھڑہ اُنمین سے بنام الگل الغرب نامزد ہی۔ ان فقیرون مین سے ایک کو مین نے ایکمرتبہ مع بچھڑے گھر مین بلایا۔ وہ سانڈ کا بچھڑہ تھا۔ اُسکے جسم مین دو گھنٹے لٹکے ہوے تھے۔ ایک تو اُسکی گردن مین اور دوسرا گرد اُسکے جسم کے تھا وہ زینے پر خوب چڑھ گیا لیکن مشاہدے سے معلوم ہوا کہ وہ ہر باب مین اچھا تعلیم یافتہ نہین ہی۔ دہقانی اور بیوقوف یہ یقین کرتے ہین کہ جو الگل الغرب کو اپنے گھر مین بلاتا ہی اُسپر فضل الٰہی شامل ہوتا ہی۔

مصر مین بیشمار ترکی اور ایران کے درویش آوارہ گرد موجود ہین اکثر خصوصاً ماہ رمضان مین کوئی درویش ممالک بیگانہ مسجد حسینین مین ہر روز جمعہ جہان اکثر ترک

وا یرانی اس روز جمع ہوا کرتے ہین آکر بیٹھ جاتا ہو اور جس وقت کہ خطیب خطبہ اول پڑھنا شروع کرتا ہو وہ آدمیون کی قطارون مین کہ فرش پر بیٹھے ہوئے ہوتے ہین جاکر ہر ایک کے سامنے ایک ٹکڑہ کاغذ کا جسپر کہ چند الفاظ مثل اسکے کہ جو دیویگا سو پاویگا اور غریب درویش خیرات مانگتا ہو وغیرہ لکھے ہوئے ہوتے ہین ڈالدیتا ہو۔ اس ترکیب سے وہ بہت سا روپیہ جمع کرلیتا ہو کیونکہ ہر ایک بقدر توفیق وسٹل پانچ فدہ یا زیادہ اسکو دیتا ہو۔

مصر مین اکثر ایرانی درویش ایک ظرف لکڑی یا دہات یا ناریل کا بشکل مستطیل ہاتھ مین لیے ہوئے بھیک مانگتے پھرتے ہین اور جو کچھ کہ اُنکو بطریق خیرات وصول ہوتا ہو اُسکو وہ اُس ظرف مین ڈالدیتے ہین اور اپنی خوراک اور ایک لکڑی کا چمچہ بھی اُسی مین رکھتے ہین۔ اور اکثر درویش بیگانہ وہی لباس پہنتے ہین جو کہ اُنکے اپنے فرقے مین مخصوص ہوتا ہو۔ اکثر تو انمین تمیز اُنکی کلاہ سے ہوتا ہو۔ وہ کلاہ جو عموماً مستعمل ہو نمدے کی بنتی ہو اور بشکل گاؤدم ہوتی ہو۔ اور پوشاک اُنکی یہ ہو۔ جامہ۔ پائجامہ۔ قمیص۔ کمربند۔ موٹے کپڑے کا چغہ یا لبادہ گرتہ۔ ایرانی آپ کو عجمین سُنی بیان کرتے ہین

مسٹر لین نے جو تماشہ ان درویشون کا تماہہ وہان دیکھا تھا بعینہ اسی طرح کا ہو جیسا کہ مین نے قسطنطنیہ مین مشاہدہ و معائنہ کیا تھا۔ میری دانست مین وہ درویش جنکا حال کہ وہ بیان کرتا ہو فرقہ روفاعی مین سے ہونگے یا اُنکی شاخون مین سے کیفیت اُنکی جو اُسنے لکھی ہو ذیل مین درج ہو۔

قریب تیس کے ذکر حق کرنے والے آلتی پالتی مارے ہوئے ایک فرش بوریا پر کہ بشکل حلقہ مستطیل گلی مین ایکطرف مکانون کے متصل بچھا ہوا تھا بیٹھے ہوئے تھے اس حلقے کے اندر قطار وسط فرش مین تین موم کی بتیان جو قریب چار فٹ کے لمبی ہونگی اور لکڑی مین جمی ہوئی روشن تھین۔ ان ذاکرون مین سے اکثر تو درویش فرقہ احمدیہ تھے۔ یہ لوگ ادنے فرقے کے درویش ہین۔ لباس اُنکا موٹا جھوٹا پھٹا پرانا کمینون کا سا

سا تھا۔ اکثر انمین کے سبز عمامہ باندھے ہوئے تھے اُس فرش کے ایک کنارے پر چار مونشید یعنے قوال شعر گانے والے اور ایک بانسری بجانے والا بیٹھا تھا۔ ایک چھوٹا سا مونڈھا متصل کی دوکان سے بہم کرکے بامداد اپنے خدمتگار کے لوگون کو ہٹاتا ہوا مین قوالون کے قریب جا بیٹھا تاکہ اچھی طرح سے ذکر حق سنون۔ مین اُسکو حتی الامکان از سرتا پا بیان کرونگا تاکہ معلوم ہو کہ شہر قاہرہ مین ذکر حق بہت مروج و بہت دلپسند کس قسم کا ہوتا ہے تین گھنٹے بعد غروب آفتاب ذکر حق شروع ہوا اور دو گھنٹے تک متواتر ہوتا رہا۔

قوالون نے باہم ملکر اول فاتحہ پڑھنا شروع کیا۔ اُنکے شیخ نے اول بآواز بلند الفاظ الفاتحہ زبان سے نکالے۔ بعد اُسکے وہ الفاظ مندرجہ ذیل گانے لگے۔

او کریم کارساز ہمارے محمد صلعم پر اخیر نسلون مین اپنا فضل و کرم کر اور ہمارے خداوند محمد صلعم پر ہر زمانہ اور ہر وقت مین مہربان رہ اور ہمارے خداوند محمد صلعم کو نہایت اعلیٰ درجے کے شہزادون یعنے فرشتگان مین روز حشر تک مقبول و برگزیدہ رکھ اور تمام انبیا و حواریون پر ساکنین آسمان و زمین مین اپنی عنایت مبذول رکھ۔ خدائے لایزال ہمارے خداوندون اور مالکون اور اشخاص عالی رتبہ یعنے حضرت ابوبکر و حضرت عثمان و حضرت عمر و حضرت علیؓ و دیگر اشخاص برگزیدہ پر اپنا فضل و کرم کر۔ خدا ہمارا رزاق ہے اور محافظ۔ او قادر مطلق سوائے تیرے کسی مین قدرت نہین ہے۔ تو بڑا غفور و رحیم ہے۔ فیاضون مین تو سب سے زیادہ فیاض و کریم ہے۔ او خدا آمین۔ بعد اسکے وہ تین چار منٹ خاموش رہے اور تب پھر فاتحہ منھ مین پڑھنے لگے۔

یہ طریق ذکر حق کے شروع کرنے کا مصر کے تمام فرقہ ہائے درویشان مین مروج ہے اسکو استفتاح الذکر کہتے ہین۔ بعد اس دیباچے کے قوالون اور درویشون نے ذکر حق شروع کیا۔ موافق طرز مرقومہ بالا بیٹھکر وہ آہستہ لَے مین لا الٰہ الا اللہ موافق جواب ترانہ ذیل پڑھنے لگے۔

شکل باجہ



ہر مرتبہ لا الہ الا اللہ کہکر وہ سر وجسم کو دو مرتبہ ہلاتے تھے۔ اسی طرح سے پانچ گھنٹے تک عمل ہوتا رہا اور بعد اسکے وہی الفاظ آہستہ ہی بہت دیر تک وہ پھر پڑھتے رہے لیکن زیادہ تیز لَے سے۔ اور سر اور جسم کو بھی وہ اسی قدر زیادہ تیزی سے حرکت دیتے رہے۔ اس اثنا مین موشید یعنے قوال مختلف لَے سے ایک جزو راگ موش شاہ کہ راگ سلیمان کے طور کا ہی اور جسمین کہ اکثر جا تعریف محمد صلعم کی آئی ہی گاتا گیا۔

مین اسکا ترجمہ ایک راگ کا ان بیشمار راگون مین سے ایک کتاب سے کہ مین نے ایک درویش سے خریدی ہی درج کرتا ہون۔ اس درویش نے مجھسے بیان کیا کہ اشعار مندرجہ ذیل ذکر حق کے باب مین اکثر پڑھے جاتے ہین اور اس موقع پر بھی وہ پڑھے گئے تھے جسکا مین بیان کر رہا ہون۔ اسنے ترجمہ ہر شعر کا شعر مین کیا ہی اور قافیے کا بھی خیال رکھا ہی۔ لیکن مین ترجمہ اسکے ہر مصرعہ کا نثر مین کرتا ہون

عشق سے میرا دل بیتاب ہی۔

اور میری پلکین نیند نہین آنے دیتی ہین۔

اور مین رو کر دریا آنسوون کے بہاتا ہون۔

صورت وصال دور معلوم ہوتی ہی۔

میرا عشق کیا کبھی مجھے سونے دیگا۔

افسوس اگر جدائی۔

آنسو میری آنکھون سے نہ نکالتے تو مین آہ نہ کھینچتا۔
بسبب شبہاے دہشت ناک مین خراب و پریشان ہو گیا ہون۔
بسبب میسر نہ آنے وصال کے میری امید قطع ہو گئی ہی۔
میرے آنسو موتیون کے مانند گر رہے ہین۔
اور میرا دِل شعلۂ آتش مین گھرا ہوا ہی۔
کسکی حالت میری حالت کے مانند ہی۔
مین اِسکا علاج کچھ نہین جانتا ہون۔
افسوس اگر جدائی۔
آنسو میری آنکھون سے نہ نکالتے تو مین آہ نہ کھینچتا۔
او قمری مجھے بتا۔
کسواسطے تو ایسا نالہ وزاری وفغان کرتی ہی۔
کیا تجھکو وصال کا ایسا غم ہی۔
کہ تیرے پر وبال جھڑ گئے ہین اور تو پنجرے مین بند ہو گئی ہی۔
وہ کہتی ہی کہ ہمارا اور تمھارا غم مساوی ہی۔
مین بھی عشق کی ماری ہوئی پڑی رہتی ہون۔
افسوس اگر جدائی۔
آنسو میری آنکھون سے نہ نکالتے تو مین آہ نہ کھینچتا۔
او حے القیوم۔
اب بھی مجھپر اپنا فضل کر۔
تیرا بندہ احمد بیکری۔
سواے تیرے کوئی اور خداوند نہین رکھتا ہی۔

قسم ہی طاہا بڑے پیغمبر کی۔

تو اسکی درخواست و استدعا کو نامقبول نہ کر۔

افسوس اگر جدائی۔

آنسو میری آنکھوں سے نہ بہاتے تو مین آہ نہ کھینچتا۔

بعد پڑھنے لا آلہ کے مختلف اوقات و مختلف لَے مین جس ترتیب سے وہ بیٹھے ہوے تھے اسی ترتیب سے اُٹھ کھڑے ہوے اور پھر وہی الفاظ اور لَے مین پڑھنے لگے۔ اِسی اثنا مین ایک بڑا قد آور جوان غلام سیہ فام اچھا لباس پہنے ہوے آکر انکے شریک ہوا۔ اسکی عجیب شکل دیکھکر مین نے پوچھا کہ یہ کون ہی۔ انھون نے کہا کہ یہ ایک خوجہ باشا ہی ذاکر پھر وہی الفاظ بڑی بھاری اور کھردری آواز لَے دار سے کھڑے ہوے پڑھتے ہین اور لفظ لا اور اللہ کے اول حرف پر بڑا بوجھ دیتے ہین اور بظاہر بڑی کوشش و زور سے وہ الفاظ زبان سے نکلتے معلوم ہوتے ہین۔ آواز انکی اسوقت تنبورین کی آواز سے ملتی ہی ہر ایک مرتبہ لا آلہ الا اللہ کہکر ہر ایک فقیر کا سر داہنے بائین طرف پھرتا ہی۔ وہ خوجہ ذکر حق کے اس مقام پر ملبوس ہوجاتا ہی۔ بازوون کو اِدھر اُدھر حرکت دیکر اور دو طرفہ پھیلا کر نگاہ اوپر کیے اور چہرہ بنا کر آواز بلند بڑے زور اور تیزی کے ساتھ جلد جلد اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ لا لا لا لا لا لا لا لا لا للہ یا عمی یا عمی یا عمی۔ اشماوی۔ یا اشماوی۔ یا اشماوی۔ پڑھنے لگا۔ (یا عمی کے معنے اوسیمے چچا ہین)۔ یہ پڑھتے ہوے رفتہ رفتہ آواز اسکی ہلکی ہوتی اور بیٹھتی گئی اگرچہ اسکو ایک درویش پکڑے ہوے تھا وہ یکایک زمین پر گرا اور اسکے منھ سے جھاگ نکلنی شروع ہوئی اور آنکھین اسکی بند ہوگئین اور اسکے بازو اکڑنے لگے اور اسکی اُنگلیان انگوٹھو پر چڑھکر اینٹھنے لگین۔ وہ مرگی کا سا غش تھا۔ کوئی اسکو دیکھکر یہ نہین کہہ سکتا تھا کہ

ﷺ طاہا نام محمد ہی۔

پیدا کرتا جذبہ ہوتا ہے بیشک وہ اثر غذائی جذبے کا تھا۔ یہ واقعہ عجیب دیکھکر کوئی متعجب و حیران نہو اسلیے کہ ایسی صورتین ذکر حق مین اکثر ظہور مین آتی رہتی ہین۔ تمام جو ذکر حق مین مصروف تھے اسوقت بڑے جذبے مین آ گئے وہ اُس درود کو بڑے زور سے جلد جلد پڑھنے لگے اور سر و جسم کو خوب ہلاتے رہے اور بعض اُنمین کے کودنے لگے۔ خوجہ چند مرتبہ پھر ملبوس ہو گیا اور مین نے دیکھا کہ جون جون موتشد یعنے قوال ایک سُر کی طرح پڑھتا تھا اور سامعین کے جذبے کو اُٹھایا چاہتا تھا وون وون خوجہ کو زیادہ و زیادہ حال آتا تھا اور غش ہوتا تھا۔ مجھے تو وہ راگ اچھا معلوم ہوتا تھا جب ذکر حق ختم ہونے کو تھا ایک سپاہی تھی کہ اُسمین شریک تھا کئی مرتبہ ملبوس ہوا اور بڑی چیخین ہولناک مارنے لگا اور سر کو خوب ہلاتا رہا۔ جیسا کہ یہ ذکر حق کرنے والے شروع مین سنجیدہ تھے ویسے ہی وہ انتقام ذکر پر جوش مین آ گئے اور شور مچانے لگے اور بڑے زور و شور سے پڑھنے لگے۔ موتشید یعنے قوالون کے لیے اِس اثنا مین روپیہ جمع کیا گیا۔ ذاکر کچھ تنخواہ نہین پاتے ہین اثناء ذکر مذکورہ بالا مین ایک شمارہ باہم ہوا۔ ذکر حق تمام شب صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ ذکر حق کرنے والون کو صرف بُن ملتا ہے اور بعض اُنمین کے حقہ بھی پیتے ہین۔

وہ ہی مشہور مصنف وزبان دان فارسی کیفیت دوسہ یعنے شیخ کا گھوڑا دوڑاتا جسم درویشان افتادہ زمین پر بیان کرتا ہے۔ میری دانست مین یہ تماشہ مصر مین ہی ہوتا ہے وہ کیفیت دوسہ ذیل مین درج ہے۔

شیخ فرقہ سعیدیہ جو خطیب یعنے خطبہ پڑھنے والا مسجد حسنین کا ہے ایک روز پہلے اخیر شب کو گوشے مین بیٹھکر خاص نماز پڑھتا رہا اور یاد الٰہی کہ جسکا حال وہ کسی پر کھولتے نہین کرتا رہا اور قرآن کے کچھ آیات پڑھتا رہا۔ اُس روز کہ جمعہ تھا مسجد مذکور مین نماز معمولی پڑھنے گیا۔ بعد نماز و درس دوپہر وہ وہان سے اُٹھکر شیخ البکری کے گھر پر گیا۔ یہ شیخ تمام فرقہ ہاے درویشان مصر کا مرشد ہے۔ مکان اس شیخ کا برکت الازبکیہ سے بجانب جنوب

متصل اُس مکان کے ہو جو گوشہ جنوب مغرب پر واقع ہی۔ جب وہ مسجد سے چلا بیشمار
سعیدی درویش مختلف اضلاع دار الریاست سے اُسکے ہمراہ ہوے۔ ہر ایک عَلَم کے
درویشون کے ساتھ دو دو جھنڈے تھے۔ وہ شیخ بڑا ضعیف العمر ہی۔ اُسکے سر کے تمام بال
سفید ہوگئے ہین۔ وہ بڑا عقیل وہوشیار وماہر دل عزیز معلوم ہوتا ہی اور چہرہ اُسکا حسین
ہی۔ وہ نا سر زر سفید جبنش اور ایک سفید سکوک یعنی ایک قسم کی کلاہ پہنے ہوے بیٹھا تھا
اور اُسکے سر پر ایک عمامہ ململ کا شوخ زیتون کے رنگ کا کہ رنگ سیاہ سے اُسمین اصلا
تمیز نہین ہو سکتا تھا بندھا ہوا تھا اور ترچھا عمامہ پر ایک ٹکڑا ململ کا گرد بندھا ہوا تھا
گھوڑا اُسکا میانہ قد تھا اور جسم اُسکا نہ تو بہت فربہ تھا اور نہ بہت لاغر۔ وجہ اس تذکرے
کی مین آگے بیان کرونگا۔ وہ شیخ بھراہی بیشمار درویشون کے برکت الاذبکیہ کے گھر مین
داخل ہوا۔ راہ مین یہ سواری تھوڑے ہی فاصلے پر جاکر شیخ البکری کے مکان کے سامنے
ٹھہر گئی۔ اس مقام پر بہت سے درویش وغیرہ جو تعداد مین تخمیناً ساٹھ ہونگے زمین پر
بہت پاس پاس لیٹ گئے اسطرح کہ پیٹ اُنکے اوپر تھے اور ٹانگین پسارے ہوے اور
دونون ہاتھ پیشانی کے نیچے رکھے ہوے تھے۔ متواتر لفظ اللہ کہتے جاتے تھے۔ قریب بارہ
درویش کے یا کچھ اس سے زیادہ جنمین سے کہ اکثر ننگے پانوُن تھے وہ اُن درویشون کے
پیٹ پر کہ زمین پر پڑے ہوے تھے دوڑنے لگے۔ بعضے تو اُنمین سے باجہ بائین ہاتھ مین پکڑ کے
بجاتے تھے اور اللہ اللہ کہتے تھے۔ بعد اُسکے شیخصاحب آئے۔ اُسکے گھوڑے نے چند منٹ
تک تو اول درویش کے پیٹ پر قدم رکھنے مین تامل کیا لیکن جب آخر سے اُسکو لوگون نے
پیچھے سے دھکیلا تو اُسنے قدم بڑھایا اور وہ بے اندیشہ سب کے پیٹ پر سے تیز قدم مارتا ہوا
چلا گیا۔ اس گھوڑے کو دو آدمی پکڑے ہوے لیے جاتے تھے اور وہ بھی درویشون زمین افتادہ
کے پیٹھ پر سے گذر گئے۔ ایک تو اُنمین سے بعض اوقات اُنکے پانوُن کو بھی چھوتا تھا
اور دوسرا اُنکے سرون کو تماشائی اُسوقت باواز بلند اللہ۔ لا۔ لا۔ اللہ کہتے تھے

بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گھوڑے کے گذرنے سے درویشان افتادہ زمین مین سے کسی کو
آسیب نہین پہونچا تھا لیکن ہر ایک بعد گذرنے گھوڑے کے اُسپر سے اُٹھکر اور کود کر شیخ
کے ہمراہ ہوا - ہر ایک پر انمین سے گھوڑے نے چارون پانوُن ایک ایک مرتبہ رکھے تھے
کہتے ہین کہ شیخ اور یہ درویش ایک روز پہلے اسکے الفاظ بسمیلو اسما پڑھتے ہین تاکہ گھوڑے
کے قدم اُنکے اجسام پر کچھہ اثر نکرنے پاوین اور اُس سے کسی طرح کا آسیب نہ پہونچے لیکن
جس کسی نے کہ یہ عمل نکیا اور گھوڑے کے قدم کے نیچے آیا وہ یا تو مر گیا یا سخت زخمی ہوا - اس
کرتب کو لوگ معجزہ سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا نے شیخون فرقہ سعدیہ کو طاقت روحانی عطا
کی ہی جسکے ذریعے سے یہ ظہور مین آتے ہین - کہتے ہین کہ دوسرا شیخ یعنے وہ جو بانی اس فرقہ
کا جانشین ہوا تھا ایک مرتبہ شیشے کی بوتلون پر سے گذر گیا اور ایک بھی اُنمین سے
نہ ٹوٹی - بعض کا یہ بیان ہی کہ اس موقع پر اُس گھوڑے کے نعل نکلوا ڈالتے ہین لیکن میرا
مشاہدہ اُنکے اس اظہار کو غلط کرتا ہی - اُنکا یہ بھی اظہار ہی کہ گھوڑے کو اس مطلب کے لیے
سدھار رکھتے ہین - اگر بیان اُنکا راست و درست ہی تو بھی درحقیقت اسطرح کا جانور کو سدھانا
عجیب ہی او مشکل لیکن ویسا عجیب نہین جیسا کہ گھوڑے کے چلنے سے ضرر نہ پہونچنا عجیب
و غریب ہی - اس شیخ فرقہ سعیدیہ نے کہ فی الحال موجود ہی کئی سال تک اس کرتب کرنے سے
انکار کیا آخرش بعد بہت عجز و سماجت کے اُسنے یہ منظور کیا کہ مین کسی اور شخص کو اس کرتب
کے کرنے کی طاقت بخشونگا اور وہ تمکو دوسہ کر دکھاویگا - اس شخص نے کہ نابینا تھا یہ کرتب
اچھی طرح کر دکھایا لیکن تھوڑے ہی عرصے بعد اُسکے وہ مر گیا - شیخ فرقہ سعیدیہ نے حسب الاستدعاے
اپنے مریدون کے دوسہ آپ کرنا شروع کیا اور تب سے ہمیشہ آپ ہی کرتا چلا آیا ہی -
یہ عجیب کرتب کرکے جسمین کہ کسی کو ذرا بھی آسیب نہ پہونچا شیخ سوار ہوکر باغ مین گیا اور
بہمراہی چند درویش کے شیخ البکری کے گھر مین داخل ہوا - جب مین اُسکے گھر کے دروازے
پر گیا ایک خدمتگار مجھکو اس محفل مین لے گیا اور وہان مین بھی شریک محفل ہوا - شیخ

گھوڑے سے اُتر کر ایک سگادسے پر کہ صحن خانہ کے فرش پر فراخ خلوتگاہ کی دیوار سے لگا ہوا تھا جا بیٹھا۔ اُسکی پیٹھ جھکی ہوئی تھی اور اُسکی آنکھیں زمین کی طرف لگی ہوئی تھیں آنکھوں سے اشک رواں تھے اور متواتر اپنے منھ میں ہی کچھ بولتا جاتا تھا۔ میں اُسکے بہت متصل کھڑا ہوا تھا۔ اُسکے ساتھ اور آٹھ شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ اُسکے ہمراہی تخمیناً بیس ہونگے ایک حلقہ باندھے ہوے بشکل نصف دائرہ اُسکے سامنے ایک فرش بوریا پر کہ اُنکے لیے بچھایا گیا تھا کھڑے ہوے تھے اور اُنکے گرد اور پچاس ساٹھ اشخاص کھڑے تھے۔ اُنمیں سے چھ درویش نے نصف دائرے سے دو گز آگے بڑھکر ذکر حق شروع کیا اور پھر ایک اُنمیں سے باواز بلند اللہ ہو کہنے لگا۔ اور ہر آواز پر ایک باجہ بجانے لگا جو اُسکے بائیں ہاتھ میں تھا۔ یہ عمل چند ہی منٹ تک ہوتا رہا۔ ایک غلام سیہ فام اُسوقت ملبوس ہوا اور درویشوں کے اندر گھس گیا اور بازووں کو پھیلا کر باواز بلند اللہ۔ لااللہ۔ لا۔ لااللہ کہتا رہا۔ ایک شخص نے اُسکو پکڑلیا اور ایسا معلوم ہوا کہ وہ ہوش میں آنے لگا تب سب درویشوں نے ملکر ادر بشکل نصف دائرہ کھڑے ہوکر دوسرا ذکر حق شروع کیا۔ اُن ذاکرین سے ہر ایک باری باری باواز بلند اللہ ہو کہتا تھا۔ اور باقی یا ہو زبان سے نکالتے تھے اور ہر ایک اُنمیں ہر آواز پر دائیں بائیں سر کو ہلاتا تھا۔ دس منٹ تک وہ یہی کرتے رہے بعد اُسکے اُسی عرصے تک اور اُسی طور سے اور اُنھیں حرکات کے ساتھ وہ باواز بلند دایم و یا دایم کہتے رہے میرے دل میں بھی ایسا جوش آیا کہ میں بھی اُنمیں شامل ہوں۔ بے آنکہ کوئی جانے کہ یہ اجنبی ہے۔ پس میں بھی اُس نصف دائرے میں داخل ہوا اور مجھسے وہ عمل ایسا اچھا ظہور میں آیا کہ کسی نے نہ پہچانا کہ یہ اجنبی ہے۔ لیکن مجھکو بڑی گرمی معلوم ہوئی۔ بعد اُس ذکر حق کے ایک شخص قرآن کی کوئی آیت پڑھنے لگا لیکن ذکر حق پھر جلد شروع ہوگیا اور ربع گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ درویشان حاضرین میں سے اکثروں نے شیخ کا ہاتھ چوما اور تب وہ اوپر کے کمرے میں چلا گیا۔ بعض درویش

فرقۂ سعیدیہ کا یہ طریقہ تھا کہ اس موقع پر بعد دوسہ وہ شیخ البکری کے گھر مین خاص خاص اشخاص کے سامنے زندہ سانپ نگل جایا کرتے تھے اور یہ کرتب لوگون کو دکھاتے تھے۔ لیکن شیخ زمانۂ حال نے تھوڑے ہی عرصے سے اُس دارالریاست مین اِس عمل کا اِستعمال موقوف کروادیا ہی بدینوجہ کہ وہ کام تنفر انگیز بھی ہی اور خلاف مذہب بھی کیونکہ سانپ کا کھانا مذہب مین ناجائز ہی جب مین پہلے اِس مُلک مین آیا تھا درویش فرقۂ سعیدی اکثر سانپ و بچھو کھایا کرتے تھے۔ سانپ کے تو وہ زہریلے دانت نکالڈالتے تھے یا اُنکے اوپر اور نیچے کے ہونٹون مین سوراخ کرکے اُنکو ریشم سے اوپر اور نیچے باندھ دیتے تھے تاکہ وہ کاٹنے نپاوین اور بعض اوقات اُن سانپون کے ہونٹون مین جنکو سواری لیجاتے تھے بجاے ریشم کے چاندی کے چھلّے ڈالدیتے تھے۔ جب کبھی کوئی درویش فرقۂ سعیدی سانپ کھاتا تھا تو وہ لوگون کے دکھانے کے لیے جوش مین آجاتا تھا اور ایک قسم کا دیوانہ پن کرنے لگتا تھا۔ بروقت پکڑنے سانپ کے وہ اُسکے پیٹ پر سر سے قریب دو انچھ کے فاصلے پر دیا تا تھا۔ وہ صرف اُسکے سر کو مع تمام کے جوکہ مابین اُسکے انگوٹھے اور سر مار ہوتا تھا دو تین لقمون مین کھاجاتا تھا اور باقی کو پھینک دیتا تھا۔ باوجود اِسکے بعض اوقات درویش فرقۂ سعیدی کو بھی اُسنے ضرر پہونچتا تھا۔ عرصہ چند سال منقضی ہوا ہی کہ ایک درویش نے جو بسبب فربہی و طاقت جسمانی موسوم بالفیل تھا اور اپنے زمانے کے سانپ کھانے والون مین مشہور و نامی تھا یہ ارادہ کیا کہ ایک بڑے زہریلے سانپ کو کہ اُسکا فرزند بہت سے سانپون کے ساتھ ریگستان سے لایا تھا پرورش کرے۔ اِس ارادے سے اُسنے اُس سانپ کو ٹوکری مین رکھا اور چند روز تک اُسکو کچھ کھانے کو ندیا بدین نظر کہ وہ فاقہ کشی سے ضعیف ہوجائے۔ بعد اِسکے جب ٹوکری مین ہاتھ ڈالکر اُسنے سانپ کو نکالنا چاہا تاکہ اُسکے زہریلے دانت نکالڈالے فوراً سانپ نے اُسکے انگوٹھے مین کاٹ کھایا وہ تب چلانے لگا اور طالب مدد ہوا لیکن سواے عورتون کے کوئی

اُسوقت اُس گھر مین موجود تھا۔ عورتین دَوڑ کر اُسکے پاس جا نکلین اور کئی منٹ بعد
مدد پہونچی لیکن اُسوقت اُسکا تمام بازو سوج کر سیاہ ہو گیا تھا۔ اور اُسکا کام تمام
ہو چکا تھا غرضکہ چند گھنٹون مین وہ راہی ملک عدم ہوا۔

فرقہ درویشان عیساویہ مقیم مراکو کا حال جو کچھ کہ مسٹر لین نے بیان کیا ہے ذیل مین
درج ہے—

قبل از بیان کرتب و رسومات اِس فرقے کے مین اُنکی اصلیت کا حال لکھنا چاہتا ہون
یہ ایک فرقہ ہے جنمین کہ قریب تمام درویش مغربی یعنے اہل عرب ساکن ممالک واقع
ملک مصر ہین۔ وہ اپنے اول شیخ کے نام سے بنام مغربی نامزد ہوتے ہین۔ نام اُس شیخ
کا شیخ محمد بن عیسےٰ مغربی تھا۔ اُنکے کرتب اور اُنکے رسمیات بڑے عجیب ہین
ایک اُنمین سے بہت مشہور ہے اور قابل بیان۔ مین چاہتا تھا کہ اُس شب کو اُنکا تماشہ
دیکھون۔ یہ امید حسب دلخواہ میسر آئی اگرچہ مین نے سنا تھا کہ انھون نے کئی سال
سے قاہرہ مین کرتب دکھانا چھوڑ دیا ہے۔

تخمیناً بیس درویش اِس فرقے کے مختلف لباس پہنے ہوے ہین فرش پر پاس پاس
حلقہ باندھے ہوے اُس مکان کے سامنے کی دیوار کے متصل بیٹھے تھے۔ ہر ایک اُنمین سے
بجز دو کے ایک بڑا ستار جو ایک فٹ سے زیادہ چوڑا تھا اور بجنے والے ٹکڑے دھات کے
جو اُسمین عموماً لگے ہوتے ہین لگے تھے بجا رہا تھا۔ اُن دو مین سے جو اُسمین داخل
ہوتے ہین ایک چھوٹا ستار بجاتا تھا اور دوسرا نقارہ۔ اِس حلقہ درویشان کے سامنے
اُس سے زیادہ تر میدان جو کہ انھون نے گھیرا تھا اور درویشون اُسی فرقے کے لیے تماشائیون
نے چھوڑا تھا جب اُس حلقے کے درویشان نے تنبور بجانا شروع کیا دوسرے حلقے نے
جسمین چھ درویش تھے ایک عجیب قسم کا ناچ کیا۔ بعض اوقات تو آواز بلند آہستہ
کہتے تھے اور بعضے وقت اللہ مولانا۔ اُنکے ناچ مین کچھ قاعدہ پایا نہین جاتا تھا مگر ایک ۱۴

سے حرکات دیوانوں کے سے سرزد ہوتے تھے کبھی تو وہ جسم کو اوپر کی طرف اور کبھی نیچے کی طرف حرکت دیتے تھے اور بازوؤں کو بطور عجیب ہلاتے تھے پھر کودتے تھے۔ اور بعض اوقات چیخیں مارتے تھے القصہ اگر کسی اجنبی کو معلوم نہوتا کہ یہ مذہبی رسم ادا کر رہے ہیں جسکو لوگ اشغال الٰہی سمجھتے تھے) تو وہ تحقیقاً یہ سمجھتا کہ یہ لوگ سخت جنون میں ایک دوسرے سے سبقت لیجایا چاہتے ہیں اور انکی پوشاک دیکھکر بیشک گمان اسکا اس باب میں یقین مبدل ہو جاتا۔ ایک انمیں سے خفتان بے آستین پہنے ہوئے تھا۔ اسکا کمر بند بھی بندھا تھا۔ دوسرا ننگا تھا اور ایک پٹکے سے اسنے تہبند بھی بند کی تھی۔ دوسرا انمیں کا کھوپڑی کی ٹوپی پہنے ہوئے باقی سر سے کمر تک ننگا مادرزاد تھا۔ لیکن پاؤں میں ڈھیلا پائجامہ پہنے ہوئے تھا۔ یہ دو درویش اپنے اس فن میں بڑے کامل تھے۔ پہلا انمیں سے جو جوان سیہ فام تھا عجیب طور سے جو اسکا معمول تھا چند منٹ ناچ کر اور رفتہ رفتہ جوش میں آکر اور حرکات وحشیانہ کرکے اس حلقے کی طرف جہاں ستار بج رہا تھا بے تحاشہ دوڑا۔ اس حلقے کے وسط میں ایک ظرف تانبے کا قلعی کیا ہوا اور کوئلوں سے دہکتا ہوا رکھا تھا۔ انمیں سے ایک جلتا ہوا کوئلہ اس درویش نے اٹھا کر منھ میں رکھ لیا اور اسی طرح ایک ایک اٹھا کر منھ میں بھرتا گیا جب تک کہ وہ خوب بھر گیا تب اسنے انکو چبانا شروع کیا۔ ہر لحظہ وہ اپنے منھ کو لوگوں کے دکھانے کے لیے خوب کھولتا تھا۔ قریب تین منٹ بعد وہ ان سب کوئلوں کو نگل گیا اور کچھ بھی علامت تکلیف کی اسکے بشرے سے نمودار تھی۔ یہ عمل کرتے وقت وہ زیادہ تر خوش وخرم معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے درویش نے بھی جسکا ذکر سابق ہو چکا ہے خوب تماشہ دکھایا وہ بھی نوجوان معلوم ہوتا تھا جب یہ بھی اتنے ہی عرصے تک ناچ چکا اسکے حرکات ایسے تیز و وحشیانہ ہو گئے کہ ایک نے اسکے بھائی بندوں میں سے اسکو پکڑ لیا لیکن وہ چھوڑ کر اسی ظرف آتش کی طرف دوڑا اور بڑا سا جلتا بلتا کوئلہ اٹھا کر منھ میں دھر گیا اسنے

اپنا مُنھ دو منٹ تک خوب کھلا رکھا۔ اِس عرصے مین جب وہ دم اودھر کھینچتا تھا وہ کوئلہ اُسکے مُنھ مین خوب جلتا یلتا روشن دہکتا تھا۔ لیکن جب وہ سانس چھوڑتا تھا بیشمار چنگاریان اُسکے مُنھ سے باہر نکلتی تھین۔ بعد اسکے وہ چبا کر کوئلے کو نگل گیا اور پھر ناچنے لگا۔ قریب نصف گھنٹہ کے یہ تماشہ رہا اور تب وہ درویش ٹھہر گئے اور دم لینے لگے۔ قبل اُنکے ٹھہرنے کے اُنمین سے ایک گروہ نے کہ وسط بر آمدے کلان مین بیٹھا ہوا تھا شروع کر دیا۔ اب مین اُنکا تماشہ دیکھنے لگا۔ یہ بھی اُسی ترتیب سے بیٹھے تھے جیسا کہ فرقہ سابق الذکر بیٹھا تھا۔ اِس حلقے مین بھی تنبورچی اُتنے ہی تھے جتنے کہ پہلے حلقے مین۔ لیکن اِس حلقے مین ناچنے والے کبھی دوبارہ ہوتے تھے اور کبھی اُنسے کم۔ ایک نے اِس گروہ مین سے کہ قدآور جوان سیاہ اُونی پشواز پہنے اور سر مونڈا ہوا تھا اُس ظرف مین سے کہ کوئلون سے دہکتا تھا ایک خوب دہکتا کوئلہ اُٹھا لیا اور وہ ظرف ناچنے والون کو مثل طشت شیرینی یا قلیچہ دیدیا۔ اُس جلتے بلتے کوئلے کو اپنے دانتون کے نیچے تھوڑی دیر رکھکر اور پھر زبان پر لاکر اور مُنھ کو دو منٹ سے کچھ زیادہ تک کھلا رکھکر خوب تیزی سے دم لیا۔ اُسکا مُنھ اُسوقت مثل بھٹی کے معلوم ہوتا تھا۔ چنگاریان آگ کی نکلتی تھین لیکن یہ شخص مثل پہلے شخص کے حیران و گھبرایا ہوا تھا۔ اُس کوئلے کو چباکر اور نگل کر وہ تنبور بجانے والون کے حلقے مین جا شامل ہوا اور میرے پانون کے نزدیک آبیٹھا۔ مین نے خوب و بغور اُسکے چہرے کی طرف دیکھا تو کہین نشان آسیب و تکلیف و زخم کا نمودار نہوا۔ اِن عجائب کرتبون کو گھنٹہ بھر تک دیکھکر جسوقت وہ بھی دم لینے کے لیے ٹھہر گئے۔ مین اُسجا سے رخصت ہوا کیونکہ وہان کوئی اور کرتب قابل دید نتھا۔

بعض اوقات ایسے ہی موقع پر درویشان فرقہ عیسا ویہ شیشہ جات و آگ نگلجاتے ہین اُنمین سے ایک جوان جو بڑا قدآور تھا اور مسجد حسنین مین چراغ بالا کرتا تھا آگ اور

شیشیات کھانے اور اور کرتبون کے لیے بڑا مشہور نامی تھا۔ نام اُس شخص کا آنگ محمد السلاوی تھا۔ چند ہی برس گذرے ہین کہ وہ فوت ہوگیا ہے۔ جب وہ نہایت جوش مین آیا کرتا تھا تب لکڑی کے کانٹون مین کہ مسجد کے ستونون سے اوپر محرابون کے آر پار رکھے ہوئے تھے اور فرش زمین سے ۱۶ فیٹ بلکہ اُس سے بھی زیادہ بلند تھے اُچھلکر جا پڑتا تھا اور اُنپر اِدھر سے اُدھر کودتا تھا اور تب اپنی اُنگلیون کو مُنھ کے تھوک سے تر کرکے اور بازو پر مارکے خون نکالتا تھا اور اُسی تھوک سے اُسکو بند کردیتا تھا۔

بروقت بیان حالات سواری کسیوہ کہ جو واقع کُلمہ مسٹر لین اور کیفیت رسوم و کرتب درویشان قلمبند کرتا ہے کسیوہ پوشش خانہ کعبہ کو کہتے ہین۔ جو کیفیت کہ اُسنے اُنکی رسوم کے باب مین لکھی ہے ذیل مین درج ہے۔

اُس تماشے مین نہایت مشہور گروہ درویشان فرقہ رفاعی معروف بہ اولاد علوان کا تھا۔ اُنمین سے ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک لوہے کی میخ تھی تخمیناً ایک فیٹ طول مین اُن میخون کے موٹے سرے مین لوہے کا گھنڈ لگا ہوا تھا اور اُس گھنڈے سے کئی چھوٹی چھوٹی زنجیرین لٹکتی تھین۔ اُنمین سے کئی درویشون نے لوہے کی میخ اپنی آنکھون مین زور سے گھُوسکر پھر باہر نکال لی۔ بے اُنکہ کچھ بھی آسیب آنکھون کو پہونچا یا کوئی نشان اُسکا باقی رہا حسب ظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ میخ آنکھ مین قریب ایک انچھ کے اندر گئی یہ کرتب اُنھون نے بڑی صفائی و خوبی کے ساتھ کیا۔ اِن مذہبی بازیگرون کو بعوض اُس تماشے کے پانچ فدیہ یا تھوڑا سا تمباکو دینا کافی متصور تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تماشائیون کو ذرا بھی شک وشبہہ فریب کا اُس کرتب مین نہ تھا۔ ایک شخص بڑا صاحب علم جو میرے پاس اُسوقت بیٹھا تھا مجھکو لعنت و ملامت کرکے کہنے لگا کہ تم اُسکو نظر بندی و دھوکہ کہتے ہو

مسٹر لین کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ درویشان فرقہ رفاعی وسعدی سانپ کے بڑے ساحر ہین۔ مین نے ٹونس مین بچشم خود کئی اشخاص کو سانپ سحر سے پکڑتے ہوئے

دیکھا ہی۔ اسوقت مین نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ لوگ صرف بازی گر ہین لیکن وہ درحقیقت فرقہ ہاے روفائی یا سعیدی مین سے کسی سے متعلق تھے۔ ان بازیگرون نے چند سانپ تخمیناً ایک ایک گز طول مین تھیلے سے نکالکر زمین پر چھوڑ دیے تاکہ تماشائی انکو زمین پر رینگتے ہوے دیکھکر ڈر جائین۔ بازی گر ایک ایک کو انمین سے سر یا دم سے پکڑ لیتے تھے مجھے بخوبی یاد نہین کہ آیا وہ انکی دم پکڑتے تھے یا انکا سر۔ جبکہ کرتب کرنے والے دائرے مین ناچتے تھے اور چھوٹے ڈھول ایک یا کئی بجتے تھے ہر سانپ اپنا سر اٹھاتا تھا۔ بازیگر انکا سر پکڑکے منھ مین رکھ جاتا تھا اور اسیطرح سے تمام کو گلے کے اندر غائب کر لیتا تھا۔ چند لمحہ حلق مین رکھکر پھر بازیگر اسکو باہر نکال لیتا تھا اور تھیلے مین رکھدیتا تھا۔ یہی عمل تب وہ اور سانپ پر کرتا تھا۔ یہ معلوم نہین کہ آیا وہ سانپ لپٹ کر منھ مین ہی رہتا تھا یا درحقیقت حلق کے اندر اتر جاتا تھا لیکن اسمین شک نہین کہ کل جسم سانپ کا بازیگر کے منھ کے اندر چلا گیا تھا۔ قسطنطنیہ مین بعض درویش دعوے کرتے ہین کہ ہم افعی کو سحر سے بند کر لیتے ہین۔ حال مین میرے ایک دوست نے قصہ ذیل اس باب مین مجھسے بیان کیا تھا۔

استنبول مین اس دوست کے کارخانے کے متصل ایک مکان مدت دراز سے غیر آباد پڑا ہوا تھا بدینوجہ کہ لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ اسمین ایک بھوت رہتا ہی جو کوئی اس مکان مین بود و باش کرتا ہی اسکو وہ عجیب شور و غل کرکے ڈرا دیتا ہی۔ جب یہ قصہ ایک درویش سے بیان کیا گیا تو اسنے یہ ارادہ بدل مصمم کیا کہ مین وہان جاکر اس مکان کا امتحان کرونگا۔ بعد سراسری امتحان کے اسنے بیان کیا کہ اسمین کئی افعی رہتے ہین مین انکو سحر سے نکال کر مار ڈالونگا۔ اس مطلب کے لیے وہ تھوڑی دیر تک مکان کے ہر طرف ملائم لے سے کچھ گاتا گیا لیکن کچھ اثر اسکا ظہور مین نہ آیا یعنے کوئی افعی نمودار نہوا میرے دوست نے اس درویش سے پوچھا کہ اگر ایک یا کئی افعی نکل آوینگے

توتم کیا کروگے - در جواب اسکے اُسنے کہا کہ مین فوراً اُنکو ہاتھ سے پکڑکے یا توار ڈالونگا یا اُنکے زہریلے دانت نکال ڈالونگا - کہتے ہین کہ استنبول مین افعی کے زہریلے دانت نکالکر اُسکو بطور دوا استعمال مین لاتے ہین - اِس مطلب کے لیے بہت سے افعی افریقہ سے سے جہان کہ اُنکی کثرت ہوتی ہے استنبول مین لاتے ہین - درویش کا امتحان کرنے کے لیے میرے دوست نے اپنے خدمتگار سے کہا کہ اُس مقام پر جاکر جہان کہ افعی بکتے ہین پانچ چھ زہریلے افعی خرید کر جلد لاؤ اور درویش کو کہا کہ تم اِس اثنا مین اپنا سحر کرتے رہو - وہ خدمتگار جلد ایک صندوق جسمین کہ افعی رکھے جاتے ہین خرید کر ہمراہ لایا - اُسکو دیکھکر درویش گھبرایا - اِس اندیشے سے کہ مبادا افعی کو صندوق سے کمرے مین چھوڑدیتے درویش نے میرے دوست سے کہا کہ مجھے گھر جانے کی اجازت دو تاکہ مین لیآؤن کچھ ایسا لاؤن کہ جو کوئی چاہے زہریلے سے زہریلے افعی کو پکڑلے بے آنکہ کچھ بھی اسکو ضرر پہونچے - اُسکو اندیشہ ناک دیکھکر اجازت گھر جانے کی دیدی اور اگرچہ تھوڑی دیر اسکے وہان انتظار رہا لیکن وہ گھر سے نہ پھرا - چونکہ مین نے قصہ سحر افعی کا چھیڑا ہی تو مین ایک اور قصہ اِس باب مین ہی یہان درج کرتا ہون -

ایک مسلمان نے کہ میرا دوست تھا مجھسے یہ بیان کیا کہ مین ایک مرتبہ ایک درویش سے ملا - اُسنے کہا کہ میرے پاس ایک تعویذ ایسا ہی کہ جو کوئی اُسکو پہنے توگولی اُسکے جسم پر اثر نکرے - مین ازراہ مہربانی یہ تمہارے ہاتھ بیچتا ہون - ایسا معلوم ہوا کہ میرا دوست اثر سحر کا اعتقاد رکھتا ہی - اُسنے درویش سے کہا کہ تم اسکو پہنکر باغ مین چلو تاکہ مین دو تین گولیان تپر مارکر اسکا امتحان کرون اور اُسکے عجیب اثر کا زیادہ تر معتقد ہون - درویش یہ سنکر زینے کی طرف یہ کہتا ہوا گیا کہ مین موزے پہن آؤن اور کوچہ کا دروازہ کھلا دیکھکر اُسطرف سے چلاگیا اور پھر اُسکا پتہ نہ لگا - میرا دوست جو اُس دارالریاست مین ہی بڑا قادر انداز تھا یہ حال دیکھکر بڑا متعجب ہوا -

مسٹر لین نے جو کیفیت کہ درویشان ساحران سانپ کی لکھی ہی ذیل مین درج ہی۔
بہت سے درویش فرقہ ہاے رفائی و سعیدی گھرون سے بزور سحر سانپ نکالتے ہین
اور اسی طرح سے روٹی کما کھاتے ہین جیساکہ مین سابق ذکر کرچکا ہون۔ چند اور اشخاص
بھی اس کرتب کا دعوے کرتے ہین لیکن وہ چندان مشہور نہین۔ درویشان فرقہ رفائی
و سعیدی ہر قطعہ مصر مین سفر کرتے پھرتے ہین اور اپنے پیشے مین انکو کام بھی بہت ملجاتا ہی
لیکن تاہم انکو اسقدر کم فائدہ ہوتا ہی کہ بدشواری تمام بسر انکی گذر اوقات ہو سکتی ہی۔
ساحر یہ بیان کرتا ہی کہ بدون دیکھنے کے مین کہہ سکتا ہون کہ کسی مکان مین سانپ
رہتا ہی یا نہین اور اگر وہ وہان موجود ہو تو مثل چڑیمار کے جو جانورون کو بطمع لاسہ
جال مین اتارتا ہی اسی طرح مین بزور افسون انکو اپنی طرف کھینچتا ہون۔ چونکہ سانپ
اکثر مقامات تاریک مین جا چھپتا ہی تو افسون گر اس بہانے سے تاریک کمرے مین جا کر
باسانی چالاکی کرجاتے ہین یعنے وہ وہان اپنی چھاتی سے کوئی سانپ نکالکر پکڑ لاتے
ہین اور لوگون سے باہر آنکر بیان کرتے ہین کہ ہمنے اس مکان سے سانپ نکالا ہی کیونکہ
جب وہ انکو اپنے اظہار سے متیقن کرتا ہی کہ فلان کمرے مین سانپ رہتا ہی تو کسی مین اسقدر
جراءت نہین ہوتی ہی کہ وہ اس کمرے مین افسون گر کے ساتھ جاوے اور اسکے فریب کو
دیکھتا رہے اکثر ایسا بھی اتفاق ہوتا ہی کہ لوگ روشنی مین اسکا کرتب دیکھا چاہتے ہین
اور اسکے کپڑے اتارکر اسکو ننگا کرکے دیکھ لیتے ہین لیکن تاہم اسکا فریب بن پڑتا ہی۔
وہ اس کھجور کی چھوٹی لکڑی کو کہ اسکے ہاتھ مین ہوتی ہی دیوارون پر مارتا پھرتا ہی اور
سیٹی بجاتا ہی اور زمین پر تھوکتا ہی اور عموماً یہ کہتا ہی کہ مین تجھکو خدا کی قسم دلاتا ہون
کہ اگر تو اوپر یا نیچے ہی تو نکل آ۔ مین تجھکو قسم باری تعالے کی کھلاتا ہون کہ اگر تو مطیع حکم ہی
تو جلد نکل آ۔ اور درصورتیکہ سرکش و نافرمانبردار ہے تو ہین مرجا۔ مرجا۔ مرجا۔۔۔
وہ اپنی لکڑی سے یا تو دیوار کے سوراخون مین سے سانپ کو پکڑتا ہی یا سقف خانے

سے پیچھے ڈالتا ہی۔ مین سنتا لوگون کی زبانی اکثر سنا ہی کہ سانپ کے افسون گر قبل
از دخل ہونے کے کسی مکان مین سانپ نکالنے کے لیے وہ اُس مکان دار کے کسی خدمتگار
سے پہلے ایک سانپ اُس مکان مین چھوڑوا دیتے ہین لیکن مین نے بہت سی ایسی مثالین
دیکھی ہین جنمین یہ بات ممکن نتھی پس مجھے ایسا گمان ہوتا ہی کہ درویش کوئی ایسی دوا
یا تدبیر جانتے ہین جس سے کہ بدون دیکھنے کے معلوم ہوجاتا ہی کہ سانپ گھر مین موجود
ہی یا نہین اور وہ اُنکو اس ترکیب سے اُنکی جگہہ سے نکال لیتے ہین۔ یہ امر تحقیق ہی کہ
چالاک سے چالاک افسون گر کسی زہریلے سانپ کو تاوقتیکہ وہ اُسکا زہر نکال نہ لین
اپنے پاس نہین رکھتے ہین۔ اکثر اُنمین کے بچھو بھی ٹوپی کے اندر اسطرح رکھتے ہین کہ
وہ سر سے مس کرتے رہتے ہین لیکن اسمین شک نہین کہ وہ اول یا تو اُنکے ڈنک بالکل
نکال ڈالتے ہین یا اُنکو کند کر دیتے ہین۔ زندہ زہریلے سانپ کو کھانا یہ لوگ مذہبی بات سمجھتے
ہین اسکا ذکر مین کچھ تو سابق کر چکا ہون لیکن کسی آئندہ باب مین حال اسکا با تخصیص
و با تفصیل بیان کرونگا۔

باب سیزدہم ۱۳

در باب اولیا و اہل اسلام

مین اب مطلب اصلی سے ذرا درگذر کر مختصر باب نسبت حالات اولیا و اہل اسلام
کے لکھتا ہون۔ حال اُنکا حالات درویشان سے ایسا تعلق رکھتا ہی کہ میری دانست
مین اُسکا فردگذاشت کرنا نامناسب متصور ہوتا ہی اور مطلب اصلی مین خلل ڈالتا ہی
مین اس مضمون کے باب سوم مین کچھ اشارہ کر چکا ہون لیکن مسٹر لین نے جو کچھ کہ نسبت
اسکے اپنی کتاب مین لکھا ہی اُسکو مین اِسجا مفصل درج کرتا ہون۔
اہل اسلام ساکن مصر مثل مسلمین ممالک دیگر ولیون کے باب مین عجیب خیالات قائم

دل میں رکھتے ہیں - میں نے انکے مخفی توہمات یا انکے باب میں تحقیقات کرنی چاہی
تھی لیکن سب نے مجھے یہی جواب دیا کہ تم یا بہ طریقت یا طریقہ فقیری درویشان میں
دخل دیا چاہتے ہو۔ لیکن اکثر باتیں انکی اس باب میں جو چند ان مخفی تحقیق دریافت
ہو گئی ہیں اور اس کتاب اول سے زیادہ کچھ اور کہنے کی احتیاج بھی نہیں - تاہم
انکو بھی درج کرونگا جو مجھکو علماء و فضلا و درویشان سے دریافت ہوئی ہے
مصری معرفت وجود توہمی وخیالی کو بھی اسپ نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ بعض اشخاص
سے بھی جو درحقیقت و بنظر انصاف قابل ادب معلوم نہیں ہوتے ہیں بڑی تعظیم و تکریم
کرتے ہیں - بعض دیوانوں اور بے وقوفوں کے باب میں انکی یہ رائے ہوتی ہے کہ
روح انکی آسمان پر چلا اور جسم زمین پر مخلوقات عالم میں پڑا ہے بس اس سبب سے
وہ انکو حبیب اللہ و برگزیدہ خدا کا سمجھتے ہیں مشہور و معروف اولیا خواہ کیسے ہی
گناہ کبیرہ کریں انکی شہرت اور پاکی خصلت میں کبھی کچھ خلل واقع نہیں ہوتا ہے اور اونپر
دروغ بہتانی کا گمان نہیں ہو سکتا ہے بدین وجہ کہ روح انکی اعمال و افعال دنیویات
آزاد ہوکر یاد الٰہی میں بالکل محو ہو جاتی ہے بس جبکہ انکے حواس باطنی و عقل دریائے
عظمت الٰہی میں غرق ہوتی ہے تو انکے جذبات اور انکی نفسانیت کا روکنے والا کوئی موجود
نہیں ہوتا ہے - ان دیوانوں کو جو شکایت پہنچاتے ہیں قید میں رکھا کرتے ہیں لیکن
ان دیوانوں کو کہ کسیکو ایذا نہیں دیتے ہیں وہ ولی سمجھتے ہیں - اکثر مشہور اولیا
صرف دیوانے و احمق و باولے یا مکار و ریاکار و فریبی ہیں - بعض انمیں کے بالکل
ننگے مادرزاد پھرتے ہیں اور لوگ انکا ایسا بہ حد نہایت ادب کرتے ہیں کہ عورتیں
بھولے پن سے انکے ہاتھ چوما کرتی ہیں کوچہ و بازار میں بہ ظاہر کچھ کرد و ہوتا ہے اگر کسی فقیری
اور بعضا شرم نہیں کرتی ہیں اور فرقہ ماسے اوسے تو اس بات کو کچھ برا نہیں
سمجھتے ہیں لیکن ایسے اتفاقات بہت کم واقع ہوتے ہیں - بعض اولیا ایسے ہیں

ٹکڑے ٹکڑے پارچے مختلف رنگوں کے جوڑ کے چیتھڑے دلق بنے ہوئے ہوتے ہیں اور چیتھڑا
عمامہ سر پر بندھا ہوا ہوتا ہے اور پارچہ مختلف رنگ کا اسکی چوٹی پر لٹکا ہوتا ہے بعض انمین
کچھ فقط گدائی کرتے ہیں اور فقط بیہودہ حرکات کرکے لوگوں کو اپنی طرف مائل و
متوجہ کرتے ہیں جب میں اول مرتبہ اس ملک میں آیا تھا میں نے ایک شخص کریہ منظر
لمبے بال گتھے ہوئے گدھے پر سوار جسکو ایک اور آدمی پکڑے لیے جاتا تھا کوچہ و بازار
شہر قاہرہ میں اکثر دیکھا تھا۔ اسکا جسم قریب تمام کے ننگا تھا جب کبھی وہ مجھکو راہ میں
ملتا تھا وہ گدھے کو میرے سامنے لاکر ٹھہرا دیتا تھا اور اسیطرح میری راہ روکتا تھا اور
وہ مجھ پر جھککر اور ہاتھ پھیلا کر کچھ بطور بھیک مجھسے مانگتا تھا۔ اول مرتبہ جب وہ میرے سامنے
آکر کھڑا ہوا میں اس سے بچ کر چلا اسوقت ایک اور راہگیر نے جو وہانسے گذرتا تھا
مجھسے کہا کہ یہ ولی ہے تمہیں چاہیے کہ تم اسکا ادب کرو اور اسکے سوال کو پورا کرو تاکہ تمہیں
کچھ خرابی واقع نہ ہو اور ولی نازل ہو۔ اسطرح کے اولیا جنکو پرگندہ اوقات کہتے ہیں اور
بے مانگے انکو کچھ ملتا ہے مشہور اولیا کو شیخ یا صاحب کرامات یا ولی کہتے ہیں۔ اگر وہ دیوانہ
ہو یا بیوقوف ضعیف العقل ہو تو اسکو مجذوب یا مسلوب کہتے ہیں۔ ولی ایک لفظ عربی
ہے جیسے عابدوں پارساؤں و خدارسیدوں پر آتا ہے اور مصر میں اس سے حبیب اللہ
لیکن یہ لفظ معنی اصلی یا [illegible] اور ضعیف العقل پر مستعمل ہوتا ہے بعض اشخاص
ظریف و لطیفہ گو نے اس باب میں کیا خوب کہا ہے کہ لفظ بلید جو بمعنی ضعیف العقل کے
آیا ہے معنی ولی ہے اور ان دونوں کی تعداد حروف ابجد سے بھی مساوی ہیں کیونکہ
ولی مرکب ہے و ل ی سے و کے اعداد ٦ ہیں اور ل کے ٣٠ اور ی کے ١٠ جسکا
مجموعہ انکا ٤٦ ہوا۔ اسیطرح بلید مرکب ہے ب اور ل اور ی اور د سے ب کے ٢
اور ل کے ٣٠ اور ی کے ١٠ اور د کے ٤ ہوتے ہیں جنکا مجموعہ بھی ٤٦ ہوا
ضعیف العقل کو اکثر ولی کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس باب میں شک لاوے کہ حقیقی [illegible]

کوئی پردہ زمین پر موجود نہین تو وہ کافر سمجھا جاتا ہے اور آیت مندرجہ ذیل قرآن اسکو لعنت ملامت کرنے کے لیے پڑھی جاتی تھی۔ وہ آیت یہ ہے کہ وہ جو حبیب اللہ ہین انپر کسی طرح کا خوف وخطرہ آویگا اور نہ وہ مغموم ہونگے۔ اسی آیت کو وہ دلیل کافی اس امر کی سمجھتے ہین کہ بعض لوگ ایسے ہین جو باقی اور انسانون پر فوق رکھتے ہین جب انسے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ وہ کون ہین جو باقی انسانون پر ترجیح رکھتے ہین تو جواب اسکے وہ یہ کہتے ہین کہ جو بدرجہ نہایت و بدرجہ کمال دیندار و خداپرست ہین اور جنکو طاقت معجزہ کرنے کی حاصل ہے وہ سب پر فوق رکھتے ہین۔

نہایت مقدس ولیون کو قطب کہتے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ دس اولیا اس لقب سے ملقب ہین لیکن بعض انکی تعداد کو صرف چار ہی قرار دیتے ہین۔ قطب کے معنے محور کے ہین۔ پس یہ لفظ ولی پر مستعمل ہوتا ہے اسلئے کہ وہ اورون پر حکومت کرتا ہے اور لوگ اسپر بھروسا کرتے ہین اور اسکی اطاعت۔ اسی وجہ سے حاکمان دنیوی اور اشخاص ذی رتبہ پر بھی وہ لفظ مستعمل ہوتا ہے۔ ہمنے سنا ہے کہ یہ رائے لوگون کی محض غلط ہے کہ قطب چار ہین۔ یہ غلطی اس سبب سے پیدا ہوئی ہے کہ چار مشہور فرقہ ہاے درویش یعنے رفاعیہ۔ قادریہ۔ احمدیہ۔ وبراہیمیہ۔ اپنے اپنے عہد کے قطب سمجھے جاتے تھے۔ پس اس سے انھون نے یہ سمجھ لیا ہے کہ قطب درویشان چار ہین۔ ہمنے یہ بھی سنا ہے کہ یہ رائے لوگون کی غلط ہے کہ قطب دو ہین۔ یہ غلطی بسبب دو نامون قطب الحقیقت و قطب الغوث کے پیدا ہوئی ہے۔ وہ درحقیقت دو نام ہین ایک ہی شخص کے۔ جو اشخاص کہتے ہین کہ قطب ایک ہی ہے وہ لفظ القطب الغوث اُس ولی کے استعمال مین لاتے ہین جو فی زمانہ موجود ہے لیکن جو دو قطب مانتے ہین وہ قطب قائم مقام پر بھی اسکو مستعمل کرتے ہین قطب جو سپرنٹنڈنٹ باقی ولیون کا ہے مختلف فرقون کے ولیون پر حکومت رکھتا ہے اور انسے مختلف کام لیتا ہے۔ بعض نقیب ہین۔ اور بعض بدل وغیرہ۔ صرف وہی

ایک دوسرے کو باہم جانتے ہین اور شاید باقی اولیا بھی اِس بات سے واقف ہین کہ کون کس کام پر مقرر ہی -

کہتے ہین کہ قطب دیکھنے مین تو اکثر آتا ہی لیکن پہچانا نہین جاتا ہی کہ یہ ہی قطب ہی - وہ ہمیشہ عاجز و مسکین سا ہوتا ہی - اور پوشاک اُسکی بہت خستہ حال ہوتی ہی جنکو وہ ملحد و بے دین پاتا ہی بکمال نرمی و ملائمت لعنت ملامت و فضیحت کرتا ہی خصوصًا اُنکو جو بارسائی مین جھوٹی شہرت و نیکنامی حاصل کرتے ہین - اگرچہ دنیا اُنکو نہین جانتی ہی لیکن وہ مقامات جو اُنکے پسند خاطر ہین سبکو معلوم ہین لیکن اُن مقامات پر بھی شاذ ہی کبھی وہ نظر آتے ہین - کہتے ہین کہ وہ قریب ہمیشہ و ہر وقت مکے مین کعبے کی چھت پر بیٹھے ہوتے ہین اگرچہ وہ وہان دیکھنے مین نہین آتے ہین لیکن وہ ہر روز نصف شب کو بآواز بلند کہتے ہین اور رحیم جو سب رحیمون سے زیادہ رحیم ہی تب مؤذنین خانہ کعبہ یہ ہی آواز نکالتے ہین - ایک بڑے مؤدب حاجی نے بروقت استفسار مجھسے صاف بیان کیا کہ مین نے بچشم خود دیکھا ہی کہ مسجد کعبہ کے خدمتگار یہ آواز ہر روز نصف شب کو زبان سے نکالتے ہین لیکن چند ہی حاجی اِس اسرار سے واقف ہین - باوجود اِسکے وہ اِس بات کا معتقد ہی کہ سقف کعبہ ٹہرا مرکز یا مقام قطب ہی - دوسرا مقام اس شخص مؤدب و مفخر و نامعلوم کا دروازہ شہر قاہرہ ہی جو بنام باب متولی نامزد ہی اُسکو باب زودیہ بھی کہتے ہین - اگرچہ اِسقدر مقامات اُسکے دلپسند و خاطرخواہ موجود ہین لیکن تاہم وہ معروف اُنھین مین ہی نہین رہتا ہی بلکہ دنیا مین اشخاص ہر مذہب و ملت مین پھرتا رہتا ہی اور اُنھین کا سا لباس پہن لیتا ہی اور اُنھین کی زبان بولنے لگتا ہی اور معرفت اپنے ولیون مطیع کے جو کچھ کہ جسکی قسمت مین ہوتا ہی خواہ بُرائی خواہ بھلائی اور خواہ انعام ہر ایک کو تقسیم کرتا ہی جسوقت کہ ایک قطب مرجاتا ہی دوسرا فورًا اُسکا جانشین ہوجاتا ہی -

اکثر اہل اسلام کا یہ قول ہی اور اعتقاد کہ الیجہ یا الیس جسکو خواندست و دہقان آنحضرت سے منسوب کرتے ہین قطب اپنے عہد کا تھا۔ وہ باقی قطبون کو جو اُسکے جانشین ہوتے جاتے ہین مقرر کرتا ہی اسلیے کہ موافق اُنکے اعتقاد کے اُسنے آب حیات پیا ہی اور اسی وجہ سے وہ کبھی نہ مریگا۔ یہ وہمی خیالات درباب قطب کے دیگر خیالات سے جو مین سابق ذکر کر چکا ہون بڑے عجیب معلوم ہوتے ہین خصوصاً جبکہ حال انجیل مین پڑھتے ہین کہ روح القدس اُسکو منتقل کر کے جا بجا لے گئے اور الیشا کو اُسنے طاقت معجزہ کرنے کی عطا کی اور اپنا جانشین کیا اور باقی اور پیغمبر اُسکے اور اُسکے جانشینون کے مطیع ٹھہرے حسب البیان علما و فضلا ایسا واضح ہوتا ہی کہ آنحضرت پیغمبر تھا بلکہ وہ ایک شخص عادل و خدا دوست و ولی یا وزیر و مشیر ذو القرنین اول تھا۔ ذو القرنین وہ شاہ تھا جسنے کہ تمام عالم کو فتح کیا تھا لیکن اُسکے نام مین شبہہ ہی۔ وہ ہمعصر ابراہیم تھا کہتے ہین کہ الخضر نے آب حیات پیا تھا بسبب جسکے وہ تا روز حشر زندہ رہیگا اور وہ اکثر آنکر مسلمانون کو مدد کریگا۔ وہ اکثر سبز پوشاک پہنے ہوے ہوتا ہی اور اسی وجہ سے موافق راے بعضون کے خضر کہلاتا ہی۔

مین اسجا یہ بھی بیان کرنا مناسب سمجھتا ہون کہ ایک کتاب موسوم بہ ہدایت الجوامع میرے پاس موجود ہی جسمین کہ حال مساجد و تکیہ ہاے شہر قسطنطنیہ درج ہی۔ از روے اُس بیان کے کہ درباب مسجد ولی سوفیا اُسمین درج ہی ایسا ظاہر ہوتا ہی کہ اُس مسجد مقدس کے مرکز مین زیر قندیل بالاترین مابین دروازہ و مصلا و منبر ایک دروازہ کی تصویر بنی ہوئی ہی اور اُسمین مقام خضر لکھا ہوا ہی اور کہ بحکم خضر حمدی افندی پوتہ مشہور عابد اک شمس الدین نے قصہ یوسف زلیخا مِن تصنیف ملا جامی کا ترجمہ مرکز مسجد مین کیا (دیکھو توریت اول بادشاہان ۱۸-۱۲- اور دوم بادشاہان ۲-۹-۱۶) ممالک مشرقی مین اولیا اور شیخ و دیگر اشخاص عابد و خدا پرستون کی قبرون کی

بڑی زیارت ہوتی ہی اور لوگ وہان کے اُنکا بڑا ادب کرتے ہین۔ تمام مسلطنت مین
بجا بجا ویسی ہی قبرین دیکھنے مین آتی ہین۔ اُنپر ایک ایک چراغ لٹکا ہوتا ہی اور شب کو
وہ روشن کیا جاتا ہی۔ اور قبرین مقبرون کے اندر کم و بیش شان و شوکت کے ساتھ ہین
اُنپر بانو شال بیش قیمت یا ریشمی پارچہ کارزر دوزی کیا ہوا پڑا رہتا ہی اور یا تو قبر کے
پتھر پر ہی یا کسی علحدہ پتھر پر نام اشخاص متوفی مع دیگر حالات منقش ہوتے ہین۔
کھڑکیون پر چیتھڑے لٹکتے ہوئے نظر آتے ہین۔ یہ چیتھڑے اُن شخصون نے باندھے ہین
جو طاقت روحانی اور پارسائی شخص متوفی سے فائدہ اُٹھانے کی توقع رکھتے ہین اور
یقین کرتے ہین کہ وہ اُنکو مدد دینگے۔ اسکو نذر یا منت کہتے ہین۔ اِس باب مین جو کچھ
کہ مسٹر لین نے لکھا ہی ذیل مین درج ہی۔

نہایت مشہور اولیاؤن کی قبرون پر بڑی بڑی اور تحفہ و نادر مسجدین بنی ہوئی ہین
اور کم مشہور اولیاؤن کی قبرون پر چھوٹی عمارت بشکل مربع گنبد دار تعمیر کی ہوئی ہوتی
ہی اور تمام پر سفیدی ہوتی ہی۔ اُس تہ خانے کے اوپر جہان نعش مدفون ہوتی ہی پتھر
یا اینٹ کی عمارت بشکل بیضاوی بنی ہوتی ہی اُسکو ترکیبہ کہتے ہین لیکن اگر وہ لکڑی
کی ہو تو اُسکو تابوت بولتے ہین۔ اکثر اُنپر پارچہ ریشمی یا پنبہ پڑا ہوتا ہی اور اُسپر چند
الفاظ قرآن لکھے ہوتے ہین اور اُسکے گرد ایک کٹہرہ یا لکڑی کا پردہ جسکو مکسورہ کہتے
ہین بنا ہوتا ہی۔ مصر مین اکثر اولیاؤن کی درگاہ و قبرین ہین۔ بعض قبرون مین نعشین
اشخاص غیر مشہور کی دفن ہین۔ مصری کبھی اپنے اولیاؤن کی قبرون پر جاتے ہین یا تو
صرف زیارت کے لیے یا صحت یا اولاد وغیرہ چاہنے کے واسطے۔ وہ اِس بات کے معتقد
ہوتے ہین کہ ایسی متبرک جگھون مین اولیاؤن کے ذریعے سے اُنکی دعا بدرجہ اجابت
مقرون ہوگی۔ اکثر مسلمان اولیاؤن متوفی کو شفیع سمجھتے ہین اور اُنکی قبرون پر
منت رکھتے ہین۔ زیارت کرنے والے مقبرون کے متصل پہونچکر دعاے رحمت اشخاص

ستونوںکے حق مین کرتے ہین اور سلام اور قبر پر جاکر پھر اسی طرح سلام و دعا کرتے ہین صورت اول مین زیارت کرنے والے کا منہ تو مردے کی طرف کرتے ہین اور پیٹھ قبلے کی طرف۔ وہ مکسور ہوکے گرد یا کسی سمت دائین طرف منہ مین یا ہلکی آواز سے فاتحہ دروازے پر یا آستک چارون طرف پڑھتے پھرتا ہے۔ بعض اوقات بعد فاتحہ کوئی اور باب قرآن جو باب اول سے طول ہوتا ہے زیارت کرنے والا پڑھتا ہے اور بعض اوقات ایسے موقعون پر کل قرآن پڑھا جاتا ہے۔ اسطرح کی عبادت وریاضت اُن اولیاؤن کے لیے کیجاتی ہے اگرچہ اُنکا اعتقاد ہے کہ پڑھنے والے کو بھی اسکا فیض پہونچتا ہے۔ قرآن کا پڑھنے والا خاتمے پر یہ الفاظ زبان سے نکالتا ہے۔ کمالیت قادر مطلق کی تعریف کرو اور اسمین وہ داخل نکرو جو کفار اسکی نسبت بیان کرتے ہین یعنے یہ نکہو کہ وہ صاحب اولاد ہے اور اسکا فرزند ہے یا کوئی اسکا شریک۔ وہ تب حواریون کے حق مین دعاے خیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اُس خالق کو کہ خداوند جمیع مخلوقات ہے شکر و سپاس و تعریف پہونچے۔ آے خالق کائنات قرآن شریف سے جو کچھ کہ مین نے پڑھا ہے اُسکا فیض اُس شخص کو پہونچے جسکی کہ یہ قبر ہے۔ تا وقتیکہ یہ الفاظ زبان سے نہ نکالے اور یہ نیت نکرے فیض اسکا صرف اسی شخص کو پہونچتا ہے جو اسکو پڑھتا ہے۔ بعد اسکے زیارت کرنے والا دعا یا تو مطالب دنیوی کے لیے یا آخرت کے واسطے مانگتا ہے۔ اکثر تو وہ اسیطرح کے الفاظ کام مین لاتے ہین جو ذیل مین درج ہین۔

اے کریم کارساز مین تجھکو پیغمبر کی قسم دلاتا ہون اور اُس شخص کی قسم کھلاتا ہون جسکی یہ قبر ہے کہ تو مجھپر اپنا فضل کر۔ اور فلان فلان چیز مجھکو بخش۔ میرا توجہ خدا پر ہو اور تجھپر جسکی یہ قبر ہے۔ یہ دعا پڑھتے ہوے بعض زیارت کرنے والے تو اپنا چہرہ مکسورہ کے کسی جانب و بطرف قبلہ کرتے ہین لیکن میری دانست مین وہی قاعدہ اسوقت بھی عمل مین لانا چاہیے جو کہ بروقت سلام مقبرہ عمل مین آیا تھا۔ جیسا کہ روزمرہ نماز مین۔ ویسا ہی

اسوقت بھی دعا پڑھنے والے کے ہاتھ اٹھے رہتے ہین اور کھلے ہوے اور بعد ختم دعا وہ ہاتھ کو چہرے پر پھیرتے ہین۔ اکثر زیارت کرنے والے تو دہلیز مقبرہ اور دیوارون اور کھڑکیون ومکسورہ وغیرہ کو بوسہ دیتے ہین۔ اِس رسم کو وہ ناپسند کرتے ہین بدیوجہ کہ وہ عیسائیون کے رسم سے ملتا ہی۔ وہ کہتے ہین کہ عمل مین لانا اِس رسم کا تتبع کرنا عیسائیون کا ہی۔ اشخاص متمول قبرون پر زیارت کے لیے جاکر کچھ روپیہ یا روٹیان غریبون اور مفلسون کو تقسیم کرتے ہین اور اولیاؤن کے نام پر سقون کو کچھ دے کر پانی پلواتے ہین اور سبیل رکھتے ہین۔ ایسے موقعون پر مرو شاخ درخت حنا اپنے ساتھ لیجاتے ہین اور اُسمین سے کچھ تو قبر پر رکھدیتے ہین یا مکسورہ کے اندر فرش پر اور کچھ لیجاکر دوستون مین تقسیم کرتے ہین قریب تمام دیہات مصر مین کسی نہ کسی ولی کی قبر موجود ہی۔ اکثر باشندے اُن مقامات کے ہر ہفتے مین روز مقررہ پر خصوصاً عورات زیارت قبر کے لیے جاتی ہین۔ بعض روٹیان مسافرین ومحتاجین وغیرہ کے لیے چھوڑ جاتی ہین۔ بعض کچھ روپیے پیسے قبرون پر چڑھاتی ہین۔ یہ روپیہ پیسہ شیخ کی نذر ہوتا ہی۔ دہقانون مین یہ ایک اور رسم مروج ہی کہ وہ اپنے شیخون کی قبر پر منت بولتے ہین۔ مثلاً اگر کوئی بیمار ہو یا کسی کو آرزو اولاد کی ہو یا وہ کوئی اور مطلب مکنون خاطر رکھتا ہو۔ تو وہ منت رکھتا ہی کہ اگر مجھکو صحت ہو جائیگی یا میری آرزو برآئیگی تو مین فلان شیخ متوفی کو بکری یا بھیڑ یا بھیڑ کا بچہ چڑھاؤنگا۔ بروقت حصول مدعا وہ منت پوری کرتا ہی اور جس حیوان کی قربانی کا اُسنے اقرار کیا ہوتا ہی اسکو وہ اُس شیخ کی قبر پر جسکی منت بولی ہوئی ہی چڑھاتا ہی اور جو وہان موجود ہوتے ہین اسکا گوشت پکاکر اُنکو کھلاتا ہی۔ مسلمانون مین موافق یہودیون زمانہ سابق کے یہ رسم مروج ہی کہ وہ شکستہ قبرون اولیا کو دوبارہ بنواتے ہین اور سفیدی کراتے ہین اور آراستہ کرتے ہین اور کبھی کبھی تابوت پر نئی چادر ڈلوادیتے ہین۔

علاوہ آراستگی قبرون کے ممالک مشرقی مین درویش اکثر خبرگیری انکی رکھتے ہین

اور اس مطلب کے لیے تارک الدنیا ہو جاتے ہین۔ چونکہ وہ پارسا ہوتا ہے تو لوگ اس سے طالب دعا کے اپنے حق مین ہوتے ہین اکثر آرزو لوگون کی تو محض اغراض دنیوی سے متعلق ہوتی ہے مثلاً وہ یہ چاہتے ہین کہ نوکری ہو جائے یا کوئی سلطان یا شخص ذی رتبہ انپر مہربان ہو جائے۔ محافظ ان قبرون کے خود شیخ بھی ہوتے ہین۔ وہ اپنے ساتھ ایک یا کئی مرید بھی رکھتے ہین اور انکو باب مذہبی مین تعلیم دیتے رہتے ہین۔ وہ درویش مختلف طریقت کے ہوتے ہین مثلاً نقشبندی و بغدادی و خلوتی و قادری وغیرہ۔ انہین باہم بڑی رقیبی ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہین اور باہم ایک دوسرے کا خاکہ ... تے ہین اور ایک دوسرے پر طنز کرتے ہین۔

... نے ایک قصہ درباب ایک شیخ کے کہ ایک درویش ولی کی قبر پر بطور محافظ مع ایک مرید کے رہتا تھا سنا ہے۔ وہ ایک لطیفہ ہے جسکے سننے سے بے اختیار ہنسی آتی ہے وہ قبر ایشیا ءکوچک کے اشہا دکلان مین سے ایک کے متصل تھی۔ کہتے ہین کہ شیخ اپنے مرید کو تعلیم مذہبی دیا کرتا تھا۔ وہ شیخ بڑا عابد و پارسا مشہور تھا اور اسکو لوگ صاحب کشف و کرامات بھی جانتے تھے اور اسی وجہ سے دہقان اور شرفا سے اضلاع قرب وجوار خصوصا عورات اسکے پاس اکثر آمد و رفت کیا کرتی تھین۔ وہ ایک اچھا مقبرہ تھا اسمین دو تین چھوٹے چھوٹے حجرے تھے۔ شیخ اور مرید انہین رہتے تھے اور جو کوئی مسافر درویش مختلف قطعات ایشیا ءکوچک سے حج کرتا ہوا چلا آتا تھا وہان بطور مہمان رہتا تھا وہان قبر پر ایک چراغ لٹکتا تھا۔ یہ چراغ ہمیشہ تمام شب جلتا رہتا تھا اور خاص تہوارون کے دن بھی مثلاً عید و زبیدالشخص اس ولی متوفی کے اور ہر روز جمعہ کہ اسدن لوگ بکثرت زیارت کے لیے آیا کرتے تھے وہ روشن ہوتا تھا۔ تمام کھڑکیان اس چھوٹے مقبرے کی ان چیتھڑون سے کہ لوگ بطور منت باندھ جاتے تھے بلامبالغہ اُن سے ڈھکی ہوئی تھین اور بسبب اسکے کہ لوگ اس ولی اور اس شیخ کا بڑا ادب کرتے تھے اور انکو صاحب

کشف و کرامات جانتے تھے تو بہت سا روپیہ شیخ و مرید کو چڑھاوے کا آجاتا تھا۔ اس
شیخ کے پاس کئی سال سے ایک گدھا خوشنما و خوبصورت تھا جس پر سوار ہو کر وہ اپنے
قرب و جوار کے دوستوں سے ملنے جایا کرتا تھا اور اس گدھے کا بھی لوگ ادب کیا کرتے
تھے گو اسقدر نہیں جیسا کہ شیخ کا۔ مرید بھی اس تربت کے کارسے بخوبی ماہر ہو گیا تھا
اور شیخ اسکا بہت کہنا مانتا تھا۔ وہ کلاہ اس فرقے کی پہنا کرتا تھا اگرچہ باقی لباس
کہنہ ہو کر چیتھڑے ہو گیا تھا لیکن اس سے اسکی شہرت و نیکنامی میں کچھ خلل واقع نہیں
ہوا تھا۔ مفلسی تو فخر درویشان ہی۔ اسکے سبب سے تو وہ بے اندیشۂ فراقان ور نہ نان
سے۔ مالدار سفر کرتے پھرتے ہیں اور خورد و نوش کی انکو کچھ پروا نہیں رہتی ہی ہر جگہ
بیابان سے انکو میسر آجاتی ہی۔ مفلسی کا محمد صلعم بھی فخر کرتے تھے۔ پس اس غریب
درویش کو بھی جسکے پاس اگرچہ زر نقد چنداں موجود نہ تھا لیکن خوراک کی کمی نہ تھی کہ وہ
اکثر خصوصاً جمعہ کے دن بانٹ دیا جاتا تھا مفلسی سے فخر تھا۔ وہ شیخ توکل لباس اپنے
فرقے کا پہنتا تھا اور زیادہ بریں وہ سبز عمامہ بھی باندھتا تھا جس سے کہ معلوم ہوتا تھا
کہ وہ اولاد پیغمبر صلعم حضرت فاطمہ کے خاندان سے ہی۔ حضرت فاطمہ حضرت علی خلیفہ چہارم
سے منسوب تھیں اور حضرت علی بھائی اور داماد بھی اہل اسلام علیہ السلام کے تھے۔ اس
عمامے سے اسکو سید یا امیر کا خطاب دیا اور وہ باعث اسکے زیادہ ادب و تعظیم کا
لوگوں میں ہوا۔ آیا اسکے پاس کوئی سند یا سلسلہ نامہ یا ثبات اس امر کے کہ وہ اولاد
محمد صلعم میں سے تھا موجود تھی یا نہیں۔ جائے شبہہ ہی لیکن کسی میں اسقدر جرأت
نہ تھی کہ وہ اس مودب و متقی شیخ سے کہ تمام روز بلکہ اکثر شبہا نماز و عبادت حق میں گزارتا تھا
اس بات کو پوچھتا یا اس باب میں شک لاتا۔ شاید کسی کو اس بات کی پروا نہو گی کہ
شیخ جو اس ولی کی قبر پر بیٹھا تھا جسکا نام اور جسکی خصلت نیک کا حال مفصلاً کتابہ پر
منقش تھا خاندان حضرت پیغمبر سے ہو کہ نہیں۔ اسکا مرید جو بنام علی موسوم تھا چنداں

عقیل وفہیم تو نتھا لیکن وہ بڑا خداپرست وواقف اپنے فرائض کا سمجھا جاتا تھا۔
پارسائی مین کوئی قصور نسبت اسکے پایا نہین جاتا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ مثل خداپرست
درویشون کے خاموش بیٹھنے لگا اور ہروقت طریقہ خموشی اسنے اختیار کیا۔ زیارت
کرنے والے اس تربت کے اسکا چال وچلن دیکھکر اسکے بڑے معتقد ہوے۔ لوگون نے
اسکو دیکھکر پہلے سے کہدیا کہ وہ ایک روز بڑا مشہور ونامی شیخ بنے گا۔ اسکی تقدیر نیک
ابھی سے اسکو اسطرف ہدایت کرتی ہی اور اسکو اودھر ہی کھینچے لیے جاتی ہی۔ اسکے
بھی حسب ونسب کا حال مثل حسب ونسب شیخ کسیکو معلوم نتھا لیکن درویشون کے
باب مین حسب ونسب کا لحاظ بیجا ہی کیونکہ سب جانتے ہین کہ درویشون کو سوای اس
شہرت کے کہ اپنی طاقت روحانی اور اپنے چال وچلن سے انکو حاصل ہوتی ہی کسی اور
طرح کی شہرت کا دعوے نہین ہوتا ہی۔ وہ شیخ انکا مرشد تھا۔ جوکچھ کہ مرید نے علم
حاصل کیا تھا وہ اس شیخ کی زبانی تعلیم کا نتیجہ تھا۔ مرید نے اسی مرشد سے بیعت بھی
لی تھی۔ یہ مرید نماز ودعا مین رات کو بڑی دیر تک مشغول ومصروف رہا کرتا تھا اور
جوکچھ کہ وہ خواب دیکھا کرتا تھا بے کم وکاست اپنے مرشد سے بیان کردیا کرتا تھا۔
مرشد نے تعبیر اُن خوابون کی ایسی بیان کی تھی کہ مرید اسکے سُننے سے شاد شاد ہوا تھا
اب وقت وہ آیا کہ بموجب رسم ورواج اس فرقے کے وہ مختلف مقبرون واقع ممالک
مقبوضہ اہل اسلام کے حج کے لیے جاتا اور بھی ملک عرب مین کعبے تک سفر کرتا اور
مقبرہ واقع کربلا تک جہان کہ حسن وحسین ودیگر اشخاص کہ بعد علی غازیان خلافت
کے ہاتھ سے مقتول ہوے تھے۔ مدفون ہوے ہین پہونچتا۔

ایک روز جمعہ کی شام کو جب کہ سب زیارت کرنے والے رخصت ہوگئے تھے اور مرید
ومرشد دونون تنہا رہ گئے تھے شیخ تذکرہ اس بات کا پھر درمیان لایا کہ تمکو اب سفر
کرنا چاہیے۔ تذکرہ اِس بات کا پہلے بھی کئی مرتبہ درمیان آیا تھا لیکن ابکی مرتبہ

یہ قرار پایا کہ مرید اگلے اتوار کو ضرور بالضرور عازم سفر ہوگا شیخ نے مرید سے کہا کہ
اے میرے فرزند جو کچھ کہ ضروری تھا وہ مین نے تجھکو بڑی کوشش سے سکھلایا۔ پس اب
تمھارا یہان رہنا محض بے فائدہ ہی نہین بلکہ تمھارے حق مین مضر ہی۔ تم بخوبی جانتے ہو
کہ میرے پاس دولت دنیا بہت نہین اور جو کچھ کہ ہی اُسمین سے بہت سا حصہ تمکو ملیگا
اب تم جوان ہوگئے ہو۔ اگر تم اشخاص صاحب دل و دریادل سے طالب امداد ہوگے تو
وہ تم سے مدد سے دریغ نرکھینگے اور جو کچھ کہ تمکو درکار ہوگا بہم کردینگے۔ اتوار مقررہ کی
صبح کو مین تمکو سامان سفر دراز کرونگا اور اپنا فیض تمپر بخشونگا مرشد کی یہ مہربانی ایسی
مرید کے دل پر موثر ہوئی کہ اُسنے بجاے کچھ جواب دینے کے شیخ کا ہاتھ اپنے ہونٹھون پر رکھا
اور تب اپنے گوشے مین جاکر اپنے آیندہ کے حالات پر کہ کیا پیش آویگا سوچنے لگا اور
خیال کرتا رہا کہ پیر طریقت یا نبی اہل اسلام علیہ السلام کیا روحانی خواب بھیجتے ہین۔ اتوار
کی صبح کو علی خواب سے بیدار ہوکر منتظر شیخ کے جاگنے کا رہا شیخ بھی جلد خواب سے بیدار
ہوا اور بعد سلام معمولی اداے نماز پیرنے مرید کو اچھی اچھی نصیحتین کین اور کہا کہ مین ازراہ محبت
وشفقت دلی تمکو اپنا رفیق گدھا جسپر کہ کئی سال مین نے سواری کی ہی مع زین اور اپنا
خرقہ اور جھولنا جسمین کہ چند روز کی خوراک ہوگی دیتا ہون۔ علاوہ اِنکے اُسنے ایک
کشکول اور لوہے کا میان جسکے اندر ایک خنجر تھا اور شیر کی کھال کندھے پر ڈالنے کے
لیے تاکہ تپش آفتاب وشدت سردی موسم سرما سے محفوظ رہے عطا کین خنجر اسلیے
دیا گیا تھا کہ وہ اپنے تئین جانوران موذی سے محفوظ رکھے یہ گمان نہین ہوسکتا ہی کہ
خداپرست درویش جو مطالب خداپرستی کے لیے دنیا مین سفر کو جاتا ہی وہ کبھی اُسکو
کسی کے قتل کرنے مین کام مین لاویگا۔ بڑی قیمتی بخشش جو کہ شیخ نے دی وہ تعویذ یا نسخہ
تھا کہ پیر مدت دراز سے اپنے گلے مین پہنے ہوے تھا۔ وہ تعویذ کسی دھات کی نلی مین بند
تھا۔ یہ دھات کچھ قیمتی معلوم ہوتا تھا اور چاندی سے بہت مشابہت رکھتا تھا۔ اُسمین

تربت کی زیارت کرنے والے اس تعویذ کی بڑی تعریف اور تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ گدھا بسبب اپنی عمر اور خوبی چہرے کے قابل غور و پرداخت معلوم ہوتا تھا۔ دونوں مرید اور گدھا مدت دراز سے شیخ کی خدمت کرتے چلے آتے تھے اور قلت خوراک کے سبب سے دونوں نے خصوصاً موسم سرما مین تکلیفین کھینچی تھین اور گدھے کے جسم کی لاغری سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب بھی دانہ و چارے کی قلت ہی۔ آیا وجہ اسکی لاغری کی قلت دانہ و چارہ تھی یا اسکے دانت ناکامل و درست تھے صحیح صحیح معلوم نہین لیکن یہ بات علی بخوبی جانتا تھا کہ چونکہ وہ اور گدھا عمر مین قریب برابر ہین تو انکی ہر حالت مین باہم خوب بنے گی اور وہ سفر اسکی رفاقت مین خوب طی ہو جاویگا۔

گدھے کو سفر کے لیے جلد طیار کیا اور اسپر تھیلہ خوراک و کشکول وجبہ رکھا اور علی مثل درویشان پاپیادہ چلنے پر مستعد ہوا۔ بدین خیال کہ شروع سفر مین ہی عادی سواری کا نہونا چاہیے۔ شیخ نے سب سامان طیار کر دیا اور اپنے مرید کے ہمراہ تربت سے قریب نصف میل یا کچھ کم و بیش گیا اور تب ایک مقام پر ٹھہر کر اور مرید کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ مین پکڑ کر اسکو دعاے خیر کی اور فاتحہ پڑھا۔ بعد اسکے وہ پیر سے مرخص ہو کر پھر اپنی جگہہ پر واپس آیا۔ علی شہر کی طرف تو نہ گیا لیکن اسنے رخ اپنا بسمت گھاٹی متصلہ کوہ کہ بفاصلہ دراز افق پر نظر آتا تھا کیا۔ علی چندر روز تو شاہراہ پر چلا گیا اور اس بات کا اسنے کچھ خیال نکیا کہ کہان وہ راستہ ختم ہو ویگا۔ اسکا توشہ روز بروز کم ہونے لگا اور گدھے کی طاقت بسبب بہم نہونے اچھی خوراک کے سلب ہونے لگی۔ گدھے کو جو کچھ کہ راہ مین ملتا تھا اسی پر وہ اوقات بسر کرتا تھا۔ راتین اسکی درحقیقت راہ مین درویشون کے طریقے کے مانند بسر ہوئین کیونکہ کبھی تو وہ درختون کے سایئے مین اور کبھی متصل چشمہ آب رات بسر کرتا تھا۔ راہ مین راہگیرون سے بطریق خیرات بہت کم اسکو وصول ہوا۔ چونکہ ابھی وہ بھوکا نتھا اسلیے اشخاص فیاض و دریادل کی امداد کا وہ طالب نہوا۔ ازبسکہ وہ بڑا ایک دلاچھا

اسلیے وہ راہ مین کسی غیر کی رفاقت نچاہتا تھا بلکہ وہ سب سے بچکر علیحدہ چلتا تھا چونکہ ایشیاے کوچک کے راستون پر اکثر درویش آوارہ گرد ملتے ہین اور پھرا کرتے ہین اسلیے کوئی اُسکے حال کی طرف متوجہ نہوا اور مثل درویشون کے وہ بھی سمجھا گیا۔ ایک دن جب آفتاب غروب ہونے کو تھا۔ علی گدھے کو ہانکتے ہانکتے نہایت تنگ ہوا اور گدھا بھی بیطاقت ہو کر کئی مرتبہ راہ مین بیٹھ گیا۔ اُس روز تپش آفتاب کی بدرجہ غایت تھی اور راہ مین نہ تو کہین سایہ دیکھنے مین آیا تھا اور نہ کہین دانہ و چارہ وغیرہ اُنکے لیے میسر ہوئی تھی۔ غرضکہ گدھا بسبب عمر ضعیفی و ناطاقتی کے بیٹھ گیا اور اُسکی طاقت جلد جلد سلب ہونے لگی۔ چند منٹ تو اُسکا دم چڑھتا رہا اور اُسکے اعضا کانپنے لگے اور گلا کھڑکھڑانے لگا اور آنکھین پھر گئین اور آخر مین اُسکی جان نکل گئی۔ علی تنہا گدھے کی نعش کے پاس رہگیا۔ کوئی اُسوقت وہان موجود نتھا کہ اُسکی ہمدردی کرتا اور اُسکو تسکین و دلاسا دیتا۔ نہایت مغموم ہو کر اور ہاتھ چھاتی پر رکھکر بے اختیار رونے لگا۔ آنسو اُسکی آنکھون سے بکثرت بہنے لگے۔ وہ مقام جہان وہ کھڑا ہوا تھا ایک میدان لق ودق اُسکو معلوم ہوا اور اب اُسکو وہ تربت جہان اُسنے کئی برس بے صعوبت گذارے تھے یاد آئی۔ اُس مقام پر وہ اُلٹا جا نہین سکتا تھا حقیقت یہ ہی کہ یہ اول ہی مرتبہ تھا کہ اُسنے اصلی غم دیکھا تھا اور تنہائی نے اُسکے رنج و الم کو اور تازہ کر دیا تھا۔

یہ درویش مغموم و متفکر بیٹھا تھا کہ اِس اثنا مین افق پر بفاصلہ دراز ایک بادل خاک کا اُٹھتا ہوا اُسکو نظر پڑا۔ یہ دیکھکر اُسکو یقین ہوا کہ راہگیر آتے ہین اور وہ یہ سوچا کہ اگر مین گدھے کو یہین پڑا رکھونگا تو لوگ اُسکے مارنے کا الزام میرے سر پر دھرینگے۔ بس اُسنے گڑھا کھود کر اُس گدھے کی نعش کو جلد دفن کر دیا اور اُسکی قبر کے پاس بیٹھکر رونے لگا۔

اِس اثنا مین وہ بادل خاک کا جو علی نے بفاصلہ دراز دیکھا تھا اور جسکے سبب سے اُسکے دل مین اندیشہ پیدا ہوا تھا رفتہ رفتہ زیادہ ہوتا گیا اور اُسکے نزدیک آ پہونچا

اپنے رفیق گدھے کی قبر پر بیٹھکر بڑے بڑے ہولناک خیالات اُسکے دل مین گذرنے لگے
اس میدان مین تنہا بیٹھکر وہ منتظر آمد اُس گروہ کا رہا اگرچہ وہ سڑک سے نزدیک
بیٹھا تھا لیکن تاہم اسقدر فاصلے پر اُس سے تھا کہ راہ گیرون کی نظر اُسپر نہ پڑتی بیہودہ
اور بیجا اندیشے نے اُسکے دل کو نہایت مشوش و متفکر کر رکھا تھا۔ اُسنے دل مین افسوس
کیا کہ مین نے کیون اس گدھے کو دفن کرکے لوگون کی نگاہ سے چھپا دیا۔ اُسنے یہ ارادہ
بدل مصمم کیا کہ اُسکی قبر کو کچھ کھلا رکھون تاکہ اندیشہ اس بات کا نرہے کہ کوئی گمان کرے کہ
اُسمین کسی انسان کو مار کر کسی نے دفن کر دیا ہے اور صاف نظر آوے کہ اُسمین گدھا مدفون
ہوا ہے جو بسبب ضعیفی و ناتوانی کے مر گیا ہے۔ اگر کسی کو اُس صورت مین شبہہ بھی ہوگا
تو جلد باریک تہ مٹی کی جو اُسکے اوپر پڑی ہوئی ہے اُٹھا کر دکھا دیا جاویگا کہ وہ گدھا ہے
اور اس طریق سے تصدیق اظہار اپنی بے گناہی کا کیا جاویگا۔ اس خیال سے اُسنے
اپنے دل کو یک گونہ تشفی دی اور رنج کو دل سے کچھ دور کیا۔ اس اثنا مین وہ بادل غبار کا
قریب آن پہونچا اور اُسکے اندر سے ایک گروہ سواران مسافرین از اہل اسلام اُسکو
نظر پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُن سوارون مین سے کسی کی نگاہ اُسپر ابتک نہ پڑی تھی
اُن سوارون مین سے ایک سب سے آگے تھا۔ یا تو بسبب شدت تپش آفتاب و گرمی
یا بباعث تھکاوٹ وہ گروہ سواران جلد جلد چلا جاتا تھا۔ بسکہ اس شخص کو اس صورت
مین یہ توقع ہوئی کہ وہ یہان سے آگے بڑھ جاوینگے بے آنکہ اُنکی نگاہ اُسپر پڑے یکایک
بیساختہ بسبب جذبہ ادب کے جو اشخاص ممالک مشرقی مین کسی اپنے سے بزرگ کو دیکھکر
پیدا ہوتا ہے وہ اُٹھا اور شاید اُسکی اس حرکت سے نگاہ سب سوارون کی اُسپر پڑی
اُس میدان لق و دق مین نشان انسان کا دیکھکر سب کے چہرے فوراً علی کی طرف
پھر گئے اور اُنمین کچھ اشارے باہم ہوے۔ سردار اُس گروہ کا فوراً ٹھہر گیا اور اُسنے
اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیا کہ جاکر دیکھو کہ وہ شخص جو تنہا بیٹھا ہے کون ہے۔ یہ گروہ

سواران قرب وجوار کے متمول بی بین سے تھا۔ وہ فاصلہ دراز سے گورنر اُس ضلع
کے پاس واپس آتا تھا۔ اُسکے ہمراہ علاوہ بہت سے اُسکے اپنے خدمتگارون کے بہت
سے امرا اُس شہر کے بھی تھے جہان وہ رہتا تھا۔ وہ شہر کوہستان مین چند ہی میل
وہان سے تھا جس مقام پر علی کھڑا ہوا تھا اُس مقام سے وہ شہر نظر آتا تھا۔ اگرچہ
وہ بی بسبب قطع راہ دراز بسواری بمیدان ریگستان کچھ تھک گیا تھا اور شدت
تپش آفتاب سے کہ تمام روز پڑ رہی تھی اور اب دن ختم ہونے کو آیا تھا تنگ ہو گیا
تھا لیکن وہ ایسا نتھا کہ وہ اورون کی احتیاجون پر توجہ نکرتا۔ اُسنے خیال کیا کہ
کوئی مسافر تھکا ہوا نخواہان امداد سمجھا بیٹھا ہوا ہی۔ اہل اسلام ایسے موقعون پر یعنے
جب کوئی مردے کے کفن کے لیے سوال کرے تو بڑی فیاضی و دریا دلی کام مین لاتے ہین
پس اِس صورت مین علی کی طرف اِس موقع مین متوجہ ہونا خلاف طریقہ اشرافان
ممالک شرقی متصور ہوتا۔ اُس خدمتگار نے علی کے پاس آکر اُسکی کلاہ اور کشکول اور
چرم شیر سے دریافت کیا کہ درویش فرقہ اسلام سے ہی پس یہ دیکھکر وہ اُلٹا گیا اور
اُسنے جاکر بیان کیا کہ وہ ایک غریب درویش ہی یہ سُنکر تمام گروہ سواران اپنے سردار
کے پیچھے اُس مقام پر آئے جہان کہ علی اندیشے سے کانپتا ہوا کھڑا تھا اور اب بھی اُسکے
چہرے سے آثار رنج والم کہ بسبب مرنے گدھے کے اسکو عائد ہوا تھا نمودار تھے۔
بعد سلام علیک معمولی بی یہ دیکھکر حیران ہوا کہ علی کے متصل ایک تازہ قبر کھُدی
ہوئی ہی۔ اُسکو یہ گمان ہوا کہ شاید اِسکا کوئی بھائی بند تھوڑے ہی عرصے سے فوت
ہوا ہی اور وہ یہمین دفن ہی اُسنے یہ بھی افسوس کیا کہ ایسی ویران جگہ پر اُسکا بھائی بند
مر گیا اور علی اُسکو اُس مقام پر گاڑنے لایا جہان نہ تو پانی جو غسل و وضو مردے کے
لیے ضروری متصور ہی میسر تھا اور نہ امام۔ اُسنے علی سے پوچھا کہ کب یہ شخص مرا تھا
درجواب اِسکے اُسنے کہا کہ آج ہی یہ فوت ہوا ہی۔ تب بی نے یہ سوال کیا کہ کتنے عرصے

سے تم دونون باہم رفیق تھے۔ اسکے جواب مین آہ سرد کھینچکر اسنے بیان کیا کہ بچپن سے ہم دونون یکجا رہے ہین اور کبھی جدا نہین ہوے ہین۔ ان دونون بھائیون کی محبت کا حال سنکر اسکے دل مین بڑا اثر پیدا ہوا اور اسنے زیادہ تر اس باب مین تحقیقات کرنی مناسب نسمجھی۔ بی نے اپنے ایک دو بڑے رفیقون سے کچھ گفتگو کر کے حلی سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ میری دانست مین اس ملک کے ساکنین کیلیے یہ بڑا خدا کا فضل ہوا ہی کہ یہان ایک ولی کی قبر بنجاویگی اور لوگ اسکی حمایت اور طاقت روحانی سے فائدہ اٹھاوینگے۔ یہان کسی ولی کی قبر نتھی اور اسکے ہونے کی ضرورت یہان بدرجہ نہایت تھی۔ مین تمسے یہ التجا کرتا ہون کہ تم ہمارے پاس رہو اگر تم اس بات کو منظور کروگے تو مین فوراً ایک تربت اس ولی کی نعش پر بنوادونگا اور وہ تمہارے زیر حفاظت رہیگی یا تو بسبب اسکے کہ درویش وفات اپنے رفیق سے بڑا مغموم تھا یا شاید اسوجہ سے کہ اگر راست راست کہدونگا تو بی خفا ہوکر مجھکو پٹوادیگا اور کہیگا کہ جو عزت کہ انسان کے لیے واجب ہی کیون تو نے گدھے کے لیے روا رکھی وہ اسکے جواب مین کچھ کہہ نسکا اور خاموش ہوگیا بدین خیال اس ترکیب سے نہ تو جھوٹ بولنا پڑیگا اور نہ جھوٹ کھلجاویگا۔ اسکے چہرے اور جھک کر سلام کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ اسکو منظور کرتا ہی۔ پس اسنے اس طور سے اپنے سفر دور و دراز کو کہ مقدس قبرون کی زیارت کے لیے اور فوائد مسلمانان ملک قرب وجوار کیواسطے اختیار کیا تھا ملتوی رکھا۔ بی نے اس سے کہا کہ یہان ٹھہرو اور اپنے رفیق کی قبر کی محافظت کرتے رہو۔ ہم اب جاکر فوراً تربت کی طیاری شروع کردیتے ہین مین اپنے گھر جاکر آج ہی شب کو کچھ کھانا پینا تمہارے لیے بھیجتا ہون اب تمہین کسی چیز کی احتیاج نرہیگی اور ہر شئی جو آرام کے لیے ضروری ہی تمہارے پاس پہونچ جاویگی۔ یہ کہکر بی نے مع اپنے رفیقون کے اپنی راہ لی اور رفتہ رفتہ وہ نگاہ سے غائب ہوگیا۔ ایک دو گھنٹے مین وہ اپنے گھر جا پہونچا اور خبر وفات درویش بلبیدان و ارادہ تعمیر تربت

اُسکی نعش پر اُس شہر یا قصبے مین جہان وہ رہتا تھا سب مین جلد پھیل گئی۔
علی نے بعد اُسکی رخصت کے تھیلے مین سے کہ شیخ نے ہمراہ دیا تھا اور کسیقدر خالی ہوچکا تھا کچھ نکال کر کھایا۔ چونکہ وقت غروب آفتاب تھا اُسنے سجادہ چرم شیر اپنے رفیق کی قبر کے سامنے بچھاکر چوتھی نماز روزانہ کہ مذہب اہل اسلام مین فرض ہو پڑھی۔ چونکہ وہان پانی میسر نتھا کہ غسل و وضو کرتا اِسلیے وہ موافق رسم و رواج مقررہ بجاے پانی کے ریت کو کام مین لایا اور اِسطرح فرائض مذہبی سے فارغ ہوا۔ مرشد نے اُسکو ہدایت کی تھی کہ کبھی نماز کو قضا نکرنا خواہ ریگستان مین ہو خواہ تربت مین اور خواہ انبوہ لوگون مین اور خواہ سفر مین راہ پر تاکہ اُسکی خداپرستی و پارسائی مین شبہہ واقع نہو اور تعمیل احکام شریعت اُس فرقے مین خلل پیدا نہو۔ نماز سے فارغ ہوکر کشکول کو سرھانے رکھکر اور میان کو مع تلوار کے بغل کے نیچے دبکر اس نظر کہ اگر کوئی درندہ جانور وچوپایہ حملہ کرے تو کام آوے۔ وہ چرم شیر پر سو گیا اور اپنے چغے کو اُسنے اوڑھ لیا اور اِسطرح کسل سفر و تفکرات سے آسودہ ہوا۔ نصف شب سے کچھ پہلے انسان کی آواز اور حیوان کے پیر کا کھٹکا سنکر وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ خواب سے بیدار ہوکر اُسنے دیکھا کہ ایک مسلمان دہقان آپ کا بھیجا ہوا کھانا پینا بافراط میرے لیے لایا ہو۔ وہ شخص جو کچھ کہ لایا تھا درویش کو دیکر تھوڑی دیر وہان ٹھہرا اور اُسنے علی سے کہا کہ آپ کا یہ حکم ہو کہ تم اپنے رفیق کی قبر کی محافظت کرتے رہو۔ اُسکی نعش پر تربت حتے الامکان جلد طیار کیجاویگی یہ کہکر اُسنے علی کے ہاتھ چومے اور بکمال تعظیم و ادب سلام کہکر اور طالب دعاے خیر ہوکر وہ وہان سے رخصت ہوا۔ دوسرے روز علی نے گدھے کی نعش کو خوب نیچے زمین کے دفن کیا اور اُسکے اوپر مٹی اِسطرح ڈالدی کہ قبر کی شکل بنجاے۔ یا تو اِسوجہ سے کہ مٹی وہانکی پختہ ہوجاے یا بطریق نذر و نیاز اُسنے تھوڑا سا پانی اُس مٹی پر چھڑک دیا۔ جسوقت کہ وہ اس کام مین مصروف و مشغول تھا اُسکو

دور سے مسافر وہان آتے ہوے نظر آئے۔ اُسکو گمان ہوا کہ شاید یہ مسافر ہین یا کاریگر تربت بنانے کے لیے بھیجے گئے ہین۔ بنسبت روز گذشتہ کے زیادہ تر استقلال کے ساتھ بیٹھکر وہ منتظر اُنکے آنے کا رہا۔ وہ لوگ بہت آہستہ آہستہ آتے تھے۔ جب وہ نزدیک آئے تو اُسنے دیکھا کہ چھکڑے بوجھ سے لدے ہوے بیل اور سانڈ کھینچے لاتے ہین اور چھکڑے والے ہاتھ سے میری طرف یہ اشارہ کرتے ہین کہ وہان چلنا ہی۔ اس خیال سے کہ جب وہ لوگ یہان پہونچ جاوینگے تو نماز پڑھنے کی فرصت نہوگی۔ وہ قبر کے سامنے سجادہ چرم شیر بچھاکر نماز مین مصروف ہوا۔ جب چھکڑے اُسکے پاس پہونچے۔ چھکڑے والے اُسکو نماز پڑھتے ہوے دیکھکر تعظیماً فاصلے سے کھڑے ہوگئے۔ اور منتظر اختتام نماز رہے۔ بعد اختتام نماز ہر ایک نے علی کو سلام کرکے اُسکے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ من بعد اُس قبر کے گرد ایک گروہ کاریگرون کا جمع ہوا اور ایک نے اُنمین سے دو تختے لیکر ایک کو سر پر اور دوسرا پیر پر شخص متوفی کے کھڑا کیا اور تب کُل اسباب چھکڑون پر سے اتار کر وہان ڈالدیا اور تربت بنانے کے لیے احاطہ کھینچکر اُس عمارت کو فوراً شروع کردیا۔

اب ہم چند سال کا حال بیچ مین چھوڑ کر آگے کا ذکر کرتے ہین۔ تربت کو بنے ہوے عرصہ دراز گذر چکا تھا اور علی اُسکا تربت دار مقرر ہوا تھا۔ وہ تربت اُسی نمونے پر بنی تھی جسمین کہ وہ شیخ کے ساتھ سالہاسال بعیش تمام رہچکا تھا۔ اگر اُسکے بنانے مین وہ کسی طرح کا اختیار رکھتا تھا تو اسمین شک نہین کہ وہ تربت اُس نمونے پر ارادتاً بنی ہوگی۔ بجاے دو ٹکڑے لکڑیون کے اب اُس قبر پر سنگ مرمر لگ گیا ہی۔ ایک ٹکڑہ سنگ مرمر پر یہ عبارت کھدی ہوئی تھی خالق وحی القیوم۔ یہ قبر بڑے مشہور و معروف قطب کی ہی۔ جو خدا پرستی و پارسائی مین بڑا نامی گرامی تھا۔ نام اُسکا [redacted] اُسکی روح پر فاتحہ پڑھو۔ یہ دکھانے کے لیے کہ کسی انسان کا قد اُس ولی کے قد کے برابر نہین ہوسکتا ہی۔ قبر اُسکی دس فیٹ لمبی بنائی

تھی۔ ہڈیاں اسکی جو وہاں مدفون تھیں وہاں کے ساکنین کے لیے بڑی برکت تصور کی گئی تھیں۔ اس قبر کے گرد لوہے کے تار کا جالدار کٹہرا بنا ہوا تھا تاکہ کوئی ناپاک ہاتھ اسکو نچھو سکے۔ اکثر اس قبر پر شال بیش قیمت یا ریشمی پارچے کی چادر پڑی رہتی تھی اگرچہ بعد چند روز کے اسکو قبر پر سے اٹھا کر کوئی اور اوڑھتا تھا اور اسیطرح تاثیر قوت روحانی ولی متوفی سے فائدہ اٹھاتا تھا۔ اس احاطے کے اندر ایک چراغ لٹکتا تھا جو شب کو روشن کیا جاتا تھا اور ایک قرب وجوار کے قصبے کی عورت خدا پرست نے کچھ روپیہ بطور وقف اخراجات چراغ بتی کے لیے مقرر کر دیا تھا۔ اور اور ارقام وقف بھی اداے اخراجات تربت و آسائش و آرام اس درویش کے لیے جو اسکا نگہبان تھا مقرر ومعین ہو گئی تھیں۔ تربت کی کھڑکیوں پر بیشمار چیتھڑے لٹکتے تھے اور وہ شہادت کامل اس امر کے تھے کہ لوگ وہاں جا کر منت و نذریں رکھ آئے ہیں اور طالب امداد قوت روحانی ولی متوفی کے ہوے ہیں۔ بہت سے مسلمانوں کی عورتیں منکوحہ اپنے شوہروں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اور انہیں اپنی محبت پیدا ہونے کے واسطے طالب یا اولاد چاہنے کے لیے طالب امداد طاقت روحانی شیخ مشہور و معروف کی ہوئی تھیں۔ چند ہی شخص ایسے ہونگے جو اس قبر پر پہونچکر وہاں نماز نہ پڑھتے ہونگے۔ از بسکہ زیارت کرنے والے اس قبر پر بہت آتے تھے تو علی کو بھی بڑا نفع ہوتا تھا۔ وہ ایک بڑا چشمۂ دولت اسکے لیے تھا۔ علی اب شیخ کہلاتا تھا۔ اکثر اشخاص متمول و ذی رتبہ اس قبر پر نذریں بھیجکر علی سے مستدعی اس امر کے ہوتے تھے کہ دلی سے ہمارے حق میں دعاے خیر کرو اور خواہان ترقی ہمارے مراتب و مدارج و دولت کے ہو۔ چند عورات و بیوگان اشخاص متمول متوفے نے شیخ علی سے درخواست نسبت شادی کی علی سے کی لیکن اسنے اس امر سے انکار کیا۔ وہ موافق اپنے شیخ کے مجرد رہنے کو زیادہ تر پسند کرتا تھا۔ شیخ علی کا رفیق اسوقت ایک شخص نوجوان تھا بعمر دوازدہ یا چہاردہ سالہ۔ اس شخص کو وہ ایک متصل کے گانوں سے محتاج و یتیم

دیکھکر اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

شیخ کی شہرت و نیکنامی دور تک ممالک قریب و جوار مین پھیل گئی تھی۔ اُسکی خدا پرستی اور پارسائی اور بیشمار کرامات کہ اُس تربت پر جسکا وہ محافظ تھا ظہور مین آئین موجب ازدیاد و ترقی اُسکی شہرت و نیکنامی کی ہوئین۔ لوگون کا یہ اعتقاد ہوا کہ کرشمہ و کرامات کہ اُس تربت پر ظہور مین آئی ہین نتیجہ عبادت و دعاے شیخ علی و اثر قوت روحانی ولی ہی۔ غرضکہ شہرت اور نیکنامی اُسکی ایسی پھیلی کہ وہ قابل حسد ہوئی خبر اُسکی اُس تربت تک پہونچی جہان کہ شیخ علی نے تعلیم پائی تھی۔ اُس تربت کا شیخ یہ خبر سنکر بڑا متعجب ہوا۔ اُسنے اپنے بھائی بندون مین سے نہ تو کسی مردہ و نہ کسی زندہ کی تعریف سنی تھی۔ اُس فقیر کے شیخ کی تعریف و توصیف سنکر کچھ تو حسد پیدا ہوا اور کچھ خیال تحقیقات اِس امر کا اُسکے دل مین جاگزین ہوا۔ اُسنے آخرش یہ ارادہ بدل مصمم کیا کہ خود چلکر اُس شیخ کو دیکھے جو ایسا پارسائی کے لیے مشہور و معروف ہی۔ ایک روز موسم خزان مین تربت کو بند کر کے وہ عازم سفر ہوا۔ چونکہ وہ بڑا ضعیف و ناتوان تھا اِسلیے راہ مین اُسکو تکلیفین درپیش آئین اور وہ تھک گیا۔ چونکہ امر مکنون خاطر اُسکا اُسکی اغراض دینی و دنیوی سے متعلق تھا تو اُسنے اُسکو خدا کی طرف سے سمجھا اور اُس سفر کو لائق اپنی عمر ضعیف کے تصور کیا۔ اُسنے اپنے ملاقاتیون سے کہدیا کہ مجھے اِس عمر مین یہ سفر کرنا واجب ہی۔ ایسا سفر دراز و سخت اِس عمر پیرانہ سالی مین اختیار کرنا زیادہ تر موجب ترقی شہرت و نیکنامی و پارسائی اُس شیخ کا ہوا اور لوگ اِسکے زیادہ تر معتقد ہوے۔ اُسکے دوستون اور اُسکے تعریف کرنے والون نے دعائین دیکر اُسکو رخصت کیا۔ تھوڑا تھوڑا ہر روز سفر کر کے وہ آخرش اپنی منزل مقصود پر جا پہونچا اور بروز جمعہ دوپہر کے وقت اُس تربت کے احاطے مین کہ راہ مین تھی داخل ہوا۔

اُسوقت اُس قبر پر بہت سے زیارت کرنے والے بھی موجود تھے عورتین اُن سواریون

کہ اُس مُلک مین میسر آسکتی ہین آئی تھین بعضی گھوڑون پر مردون کے لباس مین
وہان گئی تھین اور بعضی خصوصًا بڑھیا وضعیف ٹٹوون پر۔ مرد بعضے تو گھوڑون کی
سواری پر اور بعضے پاپیادہ آئے ہوے تھے۔ چند درخت جو بزیر حفاظت شیخ علی وحمایت
قبر ولی نشو ونما پاکر بڑے ہوگئے تھے اُنکے سایے مین زیارت کرنے والے طپش آفتاب
سے محفوظ ہوکر آرام پاتے تھے اور ایک چاہ سے کہ متصل قبر کے کھودا گیا تھا وہ لوگ
پانی پیتے تھے۔ پانی اس چاہ کا بیماریون کے معالجے کے لیے ازبس مشہور ہوگیا تھا۔ چونکہ
شیخ مسافر ضعیف العمر انبوہ کثیر مین ملا ہوا تھا کسی نے اُسکی طرف توجہ نہ کی۔ نماز معمولی
اُس قبر پر پڑھ کر وہ وہین خاموش ہو بیٹھا اور خیال محمد صلعم نبی اہل اسلام و پیر طریقت
اور اولیاؤن کا اُسکے دل مین گذرتا رہا۔ چونکہ شیخ علی اکثر اُسکے پاس سے ہوکر چلا گیا
تو اُسنے اُسکے خط وخال کو جو بسبب گذرنے عرصہ دراز کے کچھ بدل گئے تھے اور اُسکی داڑھی
کو کہ رونق اُسکے چہرے کی تھی اور زیادہ تر ادب پیدا کرتی تھی خوب دیکھا اگرچہ وہ ایک
بڑا عمامہ باندھے ہوے تھا جس سے کہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ اولاد پیغمبر مین سے ہے تاہم
شیخ مسافر کے دل مین کئی مرتبہ یہ خیال گذرا کہ مین نے اِسکو اور صورت ولباس مین
کہین دیکھا ہے۔ آخرش اسکو یہ یاد پڑا کہ یہ شخص میرے مرید علی سے کچھ مشابہت رکھتا ہے
لیکن چونکہ باوجود انقضاے زمانہ دراز کوئی حال اُسکا وقت روانگی سے جب تک گوشنزد
اُسکے ہوا تھا تو اُسنے خیال کیا کہ یہ مشابہت اتفاقی ہے اور کہ علی غالبًا مرگیا ہوگا کہ خبر
اُسکی نہین آئی۔ غرضکہ رفتہ رفتہ زیارت کرنے والے تو رخصت ہوتے گئے اور آخرش
وہ شیخ مسافر وشیخ علی وشخص نوجوان سابق الذکر تنہا اُس تربت مین بوقت غروب
آفتاب رہگئے۔ شب کو انمین باہم گفتگو ہوتی رہی اور مسافر شیخ کو تب یقین کامل ہوا کہ
شیخ اس تربت کا ضرور میرا مرید ہے۔ شیخ جوان نے اقرار کیا کہ مین فے الحقیقت تمھارا
مرید ہون۔ پس اس صورت سے اِن دونون مین از سرنو محبت تازہ ہوئی۔ شیخ

ضعیف العمر اپنے مرید کو آسودہ حال دیکھکر بڑا شاد ہوا۔ اور جو جذبہ حسد کہ اسکے دل مین سابق جاگزین ہوا ہوگا یکقلم اسکے صفحہ خاطر سے محو ہو گیا۔ شیخ علی بھی اپنے مرشد کو دیکھکر بڑا خوش ہوا اور وہ اس سے بکمال ادب پیش آیا۔ وہ اپنی تربتون کے باب مین صاف صاف وبے رو و رعایت باہم ذکر کرنے لگے۔ شیخ ضعیف العمر نے اقرار کیا کہ کہ شہرت اس نئی تربت کی میری تربت کی شہرت پر فوق لیگئی ہے اور اسنے اسکو بہت پست کر دیا ہے۔ شیخ مسافر و ضعیف العمر نے شیخ علی سے پوچھا کہ کونسا تمھارے بھائی بندون مین سے فوت ہوا ہے جسکی یہ قبر ہے۔ لیکن اس بات کا جواب دینے سے اسنے انکار کیا۔ جب اسنے اس باب مین بہت اصرار کرکے پوچھا تو شیخ علی نے اپنے مرشد کو یہ قسم دلوا کر کہ مین اس راز کو افشا نکرونگا کل حال از سر تا پا کہہ دیا۔ چونکہ یہ امر بجانب خدا ظہور مین آیا تو مین نے اسکے خلاف عمل کرنا مناسب نجانا۔ شاید یہ گدھا پچھلے جنم مین کوئی ولی ہوگا یہ بات سنکر شیخ پیران سال کچھ متعجب نہو بلکہ اوسنے اسکو اچھی طرح استقلال کے ساتھ سنا یہ کہکر بڑا اندیشہ ناک ہوا کہ شاید مین اب شیخ اس تربت کا تہ ہو لگا۔ اسکے دل مین اسوقت یہ خیال گذرا کہ اپنے مرشد سے پوچھنا چاہیے کہ اسکی تربت مین کونسا ولی دفن ہوا ہے۔ جب اسنے شیخ ضعیف العمر سے اس باب مین استفسار کیا تو وہ اسکے بیان کرنے مین متامل ہوا۔ تب شیخ علی نے باصرار اس راز کو اس سے پوچھا۔ شیخ ضعیف العمر نے بعد اس قسم لینے کے کہ مین اس اسرار کو کسی پر ظاہر نکرونگا کہا کہ اس تربت مین جسکا کہ مین سالہا سال سے محافظ ہون اور جسپر کہ ہزارون نمازو دعا پڑھی گئی ہین اس گدھے کا باپ دفن ہوا ہے۔

باب چہار دہم

ہم یہ بیان کر چکے ہین کہ عقائد و اصول فرقہ ہاے درویشان زمانہ جدید اول ایران

و بخارا مین مشہور و معروف ہوئے تھے اگرچہ اسمین شک نہین کہ وہ عرب سے شروع ہوئے تھے۔ وہان سے وہ ممالک روم و شام و مصر۔ اور کنارہ بحر شام مین تابہ مور و کو پھیل گئے۔ تواریخ ایران مین تصنیف مالکم صاحب مین بڑا دلچسپ و دلپسند حال اصلی فرقہ ہاے صوفیان درج ہے۔ وہ فارسی کتب قلمی سے جو قابل اعتبار ہین نقل ہوا ہے۔ اس تواریخ مین یہ لکھا ہے کہ ابتدا مین فرقہ ہاے صوفی تعداد مین دو تھے یعنے حلولیہ و اتحادیہ۔ انمین سے پانچ شاخین نکلین اول وصولیہ۔ دوم عاشقیہ۔ سوم تلقینیہ۔ چہارم ذرکیہ۔ پنجم وحدتیہ۔ جو اتحادیہ سے بہت مشابہت رکھتے ہین۔ بڑا مسئلہ انکا جو ابتداے زمانہ سے چلا آتا ہے وحدانیت خالق ہے۔

شاخ اول کا یہ قول ہے کہ روح خدا انسان مین حلول کر گئی ہے اور جو کوئی خداپرست و عقیل ہوتا ہے اسمین روح خالق کی حلول کر جاتی ہے۔

شاخ دوم کا یہ اعتقاد ہے کہ ہر عقیل و فہیم کے نزدیک خدا ایک ہے اور روح انسان جو فانی نہین خدا کی روح مین ملکر خدا ہو جاتی ہے۔ انکا یہ قول ہے کہ روح حضرت مسیح جسکو اہل اسلام روح اللہ کہتے ہین روح خالق سے نکلکر حضرت مریم عقیمہ کے رحم مین داخل ہو گئی تھی۔

شاخ سوم و چہارم کے مسائل اس باب مین اُنسے کچھ زیادہ مفصل و منفرق نہین۔

شاخ پنجم اس بات کی معتقد ہے کہ خدا ہر چیز مین ہے اور ہر چیز خدا ہین۔ وہ کہتے ہین کہ ہمارے اصول اس باب مین قدیم حکماے یونان کے مسائل سے خصوصاً مسئلہ پلیٹو سے مطابقت کھاتے ہین۔ موافق اُنکے بیان کے پلیٹو کا یہ مسئلہ ہے کہ خدا نے ہر شئے کو اپنے نفس سے پیدا کیا ہے پس اس صورت مین ہر شئے دونون خالق و مخلوق ہے۔ یہ اصل یا عقیدہ یا مسئلہ درویشان زمانہ جدید کی تحریرات مین بنام نفس نامزد ہے یہ لفظ انسان کے جسم و جان پر مستعمل ہوتا ہے اور روح سے جو جاودانی ہے کچھ تعلق نہین رکھتا ہے بخارا مین بہت سے فرقے درویشون کے ہین لیکن قریب تمام کے سب سُنّی ہین

وہ قرآن پر بنسبت ساکنین ایران کہ شیعہ ہین زیادہ تر چلتے ہین اور اُسکے پابند
رہتے ہین اور محمد صلعم کو وہ بنسبت شیعون کے زیادہ تر مانتے ہین۔ شیعہ حضرت علی کے
زیادہ تر معتقد ہین۔ ساکنین اِن دو ممالک کے مذہبی باب مین بہت مختلف الرائے ہین
اگرچہ ساکنین بخارا حضرت عثمان کو بہت مانتے ہین۔ افسوس ہی کہ مین حال درویشان
بخارا سے واقف نہین لیکن مجھے یقین ہی کہ وہ اپنے مذہب مین بڑے کٹّے ہین اور ایسے
دیوانے ہین کہ جو مسلمان نہین اُنسے وہ دشمنی رکھتے ہین اور کینہ۔

مسٹر آل ستی اے ڈی گوبی۔ نیو نے جو محرر ایلچی گورنمنٹ فرانس بملک ایران
تھا۔ ۱۸۶۵ء مین ایک کتاب مختصر موسوم بہ سال ملک ایشیا تصنیف و مشتہر کی ہی۔
اُس کتاب مین حال مذہب ساکنین ملک ایران بڑا دلچسپ و دلپسند درج ہوا ہی ہمین اُسمین
سے کچھ اختصار کرکے مین ذیل مین درج کرتا ہون۔

شاہ اول خاندان صفوی جو سولھوین صدی مین تخت نشین ہوا تھا مسلمان نتھا
بلکہ صوفی تھا۔ بسبب اِسکے کہ ساکنین ملک ایران حضرت علی کے بڑے معتقد و طرفدار ہین
بہت سے فرقے وہان پیدا ہوے بلکہ وہ شام تک پھیل گئے۔ اکثر اُمنین کے شیعہ تھے
ملک ایران کے مُلّا مذہب شیعہ کی طرف ہمیشہ میل رکھتے ہین۔ نئے خاندان شاہی نے
اُنسے ملکر مذہب اُس مُلک کا شیعہ قرار دیا۔ حدیثون کو اُنھون نے بہت بدل دیا اور
مذہب اہل اسلام سے خارج کر دیا۔ اُسوقت سے شرع محمدی کا ترجمہ جو ایرانیون نے
کیا تھا پاک تصور کیا گیا اور جائز اور اصل سمجھا گیا۔ ایک گروہ مذہبی مقرر کیا گیا
اور از روے مسائل مذہبی درست و جائز سمجھا گیا۔ امامون کا اختیار بڑھایا گیا
علم آلہی و علم تصوف ایسا مطول کیا گیا جیسا کہ مسائل قرآن مختصر ہین۔ تعظیم و تکریم اولیا
جنکو اُنھون نے دیوتا بنایا مسئلہ مذہبی بنایا گیا اور اِن سب باتون کو داخل مذہب و
جائز کر دیا اور اُنپر اعتقاد لانے کا حکم دیا۔ غرضکہ مُلّا اُس ریاست مین کل مالک و مختار

ہوے - چونکہ وہ رعایا پر بدعت وظلم کرنے لگے تو لوگ انکو گالیان دینے اور برا کہنے لگے اور انپر طنز کرنے لگے اور باہم فساد برپا ہوا - شاہ ایران ملاؤن کے طرفدار ہوے اور انکو اور فرقون پر غلبہ حاصل ہوا - اس سبب سے ملکی طاقت تو زیادہ ہوئی لیکن مذہب مین خلل واقع ہوا - ملک ایران مین اکثر شیخ زمانہ جدید مسئلہ آواگون کے مثل ساکنین ممالک شرقی معتقد ہین - انکا یہ اعتقاد ہی کہ روح بعد فنا ہونے جسم کے مدت دراز بعد پھر اسی دنیا مین کسی اور قالب مین آتی ہی - امام مہدی کے دوبارہ پیدا ہونے کے باب مین اور مسلمان ایسے معتقد نہین جیسے کہ شیخ زمانہ حال ولایت ایران وہ تمام بجز چند شیخون کے معتقد حضرت علیؑ کے ہین اور بارہ امام کو وہ بڑا بزرگ سمجھتے ہین انکے اس بیان سے کہ امام مہدی پھر آوینگے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مسئلہ آواگون کے معتقد ہین - شاید کہ امام مہدی کا آنا مذہب عیسائی کے مسائل کی رو سے دیکھکر مانا گیا ہی توریت مین بھی اسی طرح کا مضمون دیکھنے مین آیا ہی - بموجب انکے اعتقاد کے امام مہدی زندہ ہین اور پھر کبھی نئے قالب مین ظاہر ہونگے - یہ ہی بڑا عقیدہ مذہب ڈروزز کا ہی انکا یہ اعتقاد ہی کہ قالب حکیم بی عمر اللہ مین جو حواری انکے مذہب کا ہی بارہ امامون کی ارواح حلول کر گئی ہی - ایرانی بعض مسائل قرآن کے چندان معتقد نہین اور چونکہ وہ حضرت علیؑ کو محمدؐ پہ فوق دیتے ہین تو وہ بعض مقامات قرآن کی صحت پر شک لاتے ہین یا ان فقرات کا ترجمہ مثل سنیون کے نہین کرتے بلکہ انکے معنے خلاف انکے بیان کے کرتے ہین - فرقہ ہاے درویشان ایران ایسے اصلی وحقیقی مسلمان نہین جیسے کہ اکثر لوگ ساکنین اس ولایت کے ہین - ان فرقون کا یہ اعتقاد ہی کہ روح انسان خدا سے نکلی ہی اور پھر اسمین ملجاویگی - روح انسان کی غایت درجہ پارسائی و اعتقاد مسائل مذہبی سے خدا کی روح سے شامل ہو جاتی ہی یا اسکے قریب بدرجہ غایت آجاتی ہی بسبب اس قرب کے ذات باری تعالے سے انکی دانست مین درویشون کو ایسی

طاقت روحانی حاصل ہو جاتی ہی کہ وہ قوانین مقررہ قدرت کو پلٹ سکتے ہین اور اسطرح سے کرامات و معجزات اُنسے ظہور مین آتے ہین۔ ان درویشون مین جو نہایت مشہور ہین وہ درحقیقت ایرانی نہین بلکہ ہندوستانی ہین جو ہند سے وہان گئے ہین۔ مسٹر ڈی گوبی نیو ایک درویش کا حال جو طہران مین کشمیر سے آیا تھا یون بیان کرتا ہی کہ وہ روئی کی پوشاک بڑی پھٹی پرانی پہنے ہوے تھا اُسکے لمبے اور دُبلے پتلے بازو دو آستینون کے اندر ایسے چلے گئے تھے کہ وہ آستین جسم سے لٹکتی تھی۔ وہ پیر ننگا تھا اُسکے سر پر سیاہ جمہوری بال تھے۔ اُسکی آنکھین بڑی چمکتی تھین اور دانت اُسکے بڑے سفید تھے لیکن چہرہ اُسکا سیہ فام تھا۔ اُسنے تمام ہندوستان و ترکستان و ممالک مشرقی کی سیر کی تھی۔ لوگ کہتے تھے کہ وہ واقفِ عجیب اسرار ہی۔

از روے بیان مسٹر ڈی گوبی نیو ایسا واضح ہوتا ہی کہ فرقۂ نصیری ساکن ایران کا طریقہ درویشان معتقدان حضرت علیؑ سے بہت ملتا ہی۔ وہ اپنے مذہب کے لوگون کو اہل الحق کہتے ہین۔ اہل عرب و ترک اُنکو نصیری کہتے ہین اور ایرانی علیؑ الٰہی۔ اہل عرب و ترک اُنکو عیسائیان ممالک مشرقی سے مشابہت دیتے ہین۔ اور اُنکو اسی قبیل سے سمجھتے ہین۔ لیکن ایرانی خیال کرتے ہین کہ وہ علیؑ کو خدا سمجھکر پوجتے ہین۔ اس فرقے کے لوگ قسطنطنیہ مین بہت ہین۔ اکثر تو اُنمین کے ایران سے وہان آ بسے ہین اور ایرانی درویش اس فرقے کے مختلف قطعات ایشیاے کوچک مین موجود ہین اُسکا یہ اظہار ہی کہ علیؑ الٰہی اہل الحق سے مختلف ہین کیونکہ فرقہ علیؑ الٰہی کا یہ مقولہ ہی کہ داماد پیغمبر اہل اسلام اوتار خدا تھا اور اسی وجہ سے کٹّے مسلمان اُنکو عیسائیون سے مشابہت دیتے ہین کیونکہ عیسائی بھی مسیح کو اوتار خدا سمجھتے ہین۔ لیکن اہل الحق کا اعتقاد ہی کہ انسان بزور ریاضت و کمال درجہ پارسائی و عشق و محبت خدا ذات باری تعالےٰ مین ملجاتا ہی اور جسقدر کہ خدا بھی بنجاتا ہی۔ ولایت ایران کے ان دو فرقون کا

حال بالتخصیص بیان کرتا ہون - انھین دو فرقون سے قریب تمام فرقہ ہاے درویشان
کہ فی الحال سلطنت آٹومن مین موجود ہاین نکلے ہین - مین عقائد فرقہ بیکتاشی کو بھی
جنکا ذکر سابق ہو چکا ہی بالتخصیص بیان کرونگا - اگرچہ وہ آپ کو مسلمان کہتے ہین
لیکن وہ مذہب اسلام کو کچھ سمجھتے نہین - اور اُسکا ادب نہین کرتے ہین - اہل الحق
مسائل فرقہ بیکتاشی کو درجۂ نہایت پرلے گئے ہین - وہ قریشی پیغمبر یعنے محمد صلعم کو فریبیا
جانتے ہین - نہ تو وہ مسجدون مین آمد و رفت رکھتے ہین اور نہ نماز پڑھتے ہین الاّ
اُسوقت جبکہ وہ نہایت ضروری متصور ہوتی ہی - وہ دعوے کرتے ہین کہ ہمارا مذہب
روحانی و مقدس ہی - وہ اور مذہبون کو چھیڑتے نہین اور برا بھلا نہین کہتے ہین
وہ مسلمانون سے اس بات مین مختلف الاعتقاد ہین کہ وہ کسی طرح کی پاکی جسم کو
کہ شرع مین ممنوعات سے ہی مانتے نہین اور اِسی لیے غسل و وضو جو شرع مین درست
ہین وہ کرتے نہین - وہ چار گروہون مین منقسم ہین - ایک اہل شریعت - اور دوسرے
اہل معرفت - اور تیسرے اہل طریقت - اور چوتھے اہل حقیقت - یا اہل حق - موافق اُنکے
اعتقاد کے سب سے اول وہ ہین جو شرع یا قوانین مذہبی پر چلتے ہین - اُنہین عیسائی
و یہودی داخل ہین - دوم وہ ہین جو علم آلہی زیادہ تر حاصل کیا چاہتے ہین اور اب
بھی اُسکی تلاش مین رہتے ہین اُنہین صوفی داخل ہین - چونکہ اُنکا یہ اعتقاد ہی کہ
روح انسان ذات باری تعالےٰ مین سے نکلی ہی اسلیے لوگ اُنپر طعنہ زن ہوتے ہین
اور اُنکو دق کرتے ہین - بموجب اس مسئلے کے وہ آپ کو درجہ انسانیت سے بالاتر سمجھتے
ہین - چونکہ اوتار ہونا اِنسان کا ہند سے نکلا ہی اسلیے اس مسئلہ کو نصف ہندوی
و نصف گبری سمجھنا چاہیے - اہل معرفت وہ ہین جو متلاشی علم آلہی ہین - جب وہ
علم انکو حاصل ہو جاتا ہی وہ جاہلون سے درجہ اعلےٰ پر ہو جاتے ہین - اہل طریقت
وہ ہین جو دعوے کرتے ہین کہ ہمنے راہ راست خدا دریافت کر لی ہی اور ہم اُسپر

جلتے ہین اور اسکے سبب سے الہام غیبی حاصل ہو جاتا ہے۔
ما لکم صاحب اپنی تواریخ ایران مین صوفیون کے عقائد کے باب مین یہ بھی بیان کرتے ہین کہ راز و اسرار کو مخفی رکھنے کے لیے صوفی مرید تازہ کو یہ ہدایت کرتے ہین کہ تم کسی اپنے فرقے کی رو سے شیخ کو اپنا پیر و مرشد بناؤ جو بڑا پارسا و عابد ہو اور اس سے تعلیم باب مذہب مین پاؤ اور جو کچھ کہ وہ ہدایت کرے اُسکو بصدق دل مانو اور اُسمین کسی طرح کا شک و شبہہ نلاؤ یعنے حسب محاورہ درویشان امام کے ہاتھ مین مثل ایک نعش مردہ ہو جاؤ جسطرف چاہے وہ تمکو پھیرے۔ درویش اپنے تئین ایسا دکھاتے ہین کہ گویا وہ بالکل حق کی طرف مائل و مشغول ہین۔ اور شب و روز پرستش و یاد الٰہی مین مصروف رہتے ہین۔ اُنکی کمال آرزو یہ ہوتی ہے کہ ذات باری تعالے مین تلین ہو جائین۔ بموجب اُنکے عقیدے کے خالق تمام مخلوقات مین اور پھیلا ہوا ہے۔ وہ ہر جگہ اور ہر چیز مین موجود ہے۔ روح انسان ذات باری تعالے مین سے نکلنا شعاع آفتاب سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ جسطرح کہ شعاعین آفتاب مین سے نکلتی ہین اور پھر اُسمین جذب ہو جاتی ہین اسیطرح روح انسانی ذات باریتعالے مین سے نکلکر پھر اُسمین جذب ہو جاتی ہے۔ روح انسانی ذات باری تعالے مین جذب ہونے کی مدام کمال آرزو رکھتی ہے اور اُسطرف مائل ہوتی ہے۔
قرآن کے باب دوم مین ایک شعر اِس مضمون کا آیا ہے ترجمہ اسکا ذیل مین درج ہے تمام انسان اُسی سے ہین اور اُسی مین جا ملین گے۔ یہی شعر بنا اُنکے اس مسئلے کی ہے۔ وہ مسئلہ بالتخصیص درویشون مین مروج ہے اور وہ ہی اُسکے معتقد ہین۔ اُنکا اعتقاد ہے کہ روح انسانی و جان جو تمام قدرت و کارخانہ الٰہی مین موجود ہے خدا کی ذات سے نکلی ہے نہ یہ کہ خدا نے اُنھین پیدا کیا ہے۔ وہ اپنی پیچدار تقریر مین لفظ عالم خیالات کو کام مین لاتے ہین اور اُس سے تشبیہ دے کر یہ ظاہر کرتے ہین کہ ہم دریا

وجود مادہ جس سے کہ دنیا بنی ہی دھوکے مین پڑے ہوے ہین - وہ کہتے ہین کہ روشنی
خالق کے سبب سے ہم مادے کو دیکھ سکتے ہین - بعینہ اسی طور سے جیسا کہ روشنی چیزون پر
گرکے اُنکو قابل دیکھنے کے کردیتی ہی - خدا نے اپنی روح تمام کائنات مین ڈالی اور وہ
ہر جگہہ پھیل گئی اور اُس سے شعاع عقل وفہم انسان کی روح مین داخل ہوئی اسکو
وحدت الوجود بھی کہتے ہین - وحدت الوجود سے یہ مراد ہی کہ خدا ایک ہی جو ہر جگہہ ہی
اور ہر چیز مین - اُنکا بڑا مسئلہ یہ ہی کہ انسان تا وقتیکہ چار درجون مین سے جنکو چارستون
طریقت کہتے ہین گذر نہین لیتا تب تک وہ ذات باری تعالےٰ مین جس سے وہ علیحدہ
ہوگیا ہی لیکن تقسیم نہین ہوا ال نہین سکتا ہی اور اُس درجہ اعلےٰ پر پہونچ نہین سکتا ہی
اول درجہ اُنمین سے شریعت ہی - شریعت یہ چاہتی ہی کہ مرید پابند قوانین مذہبی رہے
اور موافق رسم ورواج و مسائل مذہبی اہل اسلام جو انسان کے چال چلن درست کرنے کے لیے
اور جاہلون اور عموم کو حد سے باہر نہ نکلنے دینے کے واسطے مناسب متصور ہوے ہین
عمل کرے - ارواح اشخاص عموم ایسی نہین کہ وہ بلندی خیالات باریک خداشناسی
کو پہونچ سکے اگر اُنکو باب مذہب مین آزادی دیجاوے اور اُنکی چال وچلن پر کسیطرح کا
روک نرکھا جاے تو وہ خراب ہوجاوین - پس جو آزادی کہ باعث خوشی وروشنی
عقل وتیزی فہم عاقلان وعابدان ہوتی ہی وہ جاہلون اور کم فہمون کے حق مین
زہر قاتل ہوجاتی ہی -

درجہ دوم طریقت ہی - اُسکو راز واسرار مخفی بھی کہہ سکتے ہین - اُنکی واقفیت سے
مرید کو طاقت روحانی حاصل ہوجاتی ہی - جو اس درجے پر پہونچتا ہی وہ اُس حالت کو
چھوڑ دیتا ہی یعنے شریعت کو ترک کرتا ہی - وہ طریقہ شریعت مین تو پابند ہدایات مرشد
لیکن وہ درجہ دوم پر پہونچکر احاطہ راز واسرار مذہب صوفی مین قدم رکھتا ہی - اُسکو
اختیار ہی کہ اِس درجے پر پہونچکر تعمیل احکام شریعت سے باز رہے بدینوجہ کہ اِس صورت مین

وہ بجائے پرستش ظاہری عبادت باطنی اختیار کرتا ہی۔ لیکن بدون بڑی خداپرستی
و نیکی و استقلال یہ درجہ حاصل نہین ہو سکتا ہی۔ درصورت غفلت و عدم تعمیل احکام
شرعی جو اسکے روکنے کے لیے بحالت کم عقلی ضروری سمجھے جاتے ہین۔ روح پر اعتبار نہین
ہو سکتا ہی جب تک کہ وہ عادت عبادت و پرستش روحانی سے کہ موافق علم کامل اسکے
اپنے درجہ اور صفات ذات باری تعالے کے ہو طاقت حاصل نکرلے۔
درجہ سوم معرفت ہی یا گیان۔ جو مرید کہ اس درجے پر پہونچتا ہی اس سے توقع کشف
و کرامات کی ہوتی ہی اور اسکو علم گیان یعنے علم معرفت الٰہی مین فرشتون کے مساوی
سمجھتے ہین اور اسکو الہام بھی ہوتا ہی۔
چوتھا اور اخیر درجہ سوسوم حقیقت ہی۔ جب مرید اس درجے پر پہونچ جاتا ہی وہ بالکل
خدا سے ملجاتا ہی۔
ان چارون درجون مین مرید کو چاہئیے کہ زیر ہدایت کسی ایسے مرشد کے رہے کہ وہ
بڑا نیک ہو اور خداپرست اور وہ اُن چارون درجون پر خود کسی اور کی تعلیم مذہبی
و روحانی سے پہونچگیا ہو۔ حصول اس مدعا کے لیے مرید کسی عالم و فاضل و واقف علم
الٰہی کو تلاش کرتا ہی اور اسکی تعلیم سے فائدہ اُٹھاتا ہی بعینہ اسی طور سے جیسا کہ زمانہ
حکماے یونان وہ لوگ جو کسی خاص حکیم کے عقائد سیکھنے کے مشتاق ہوتے تھے اسکے
شاگرد بنجاتے تھے اور اسکی زبانی تعلیم سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ یا مثل سینٹ پال کہ گمیلیل
یہودی اُستاد کے پیرون پر گرا تھا وہ اپنے مرشد کے پانون مین گرتے ہین۔
مرید کو چاہیے کہ اپنے مرشد کا خیال مدام دل مین رکھے اور بسبب ہمیشہ کے استعمال کے
اُسمین محو ہو جاوے۔ مرشد کو چاہیے کہ بُرے خیالات مرید کے دل مین آنے نہ دے۔
روح مرشد یا اُستاد کی روح مرید کے ساتھ خواہ وہ کہین جاوے ہمیشہ رہتی ہی اور
اُسکی محافظ ہوتی ہی۔ یہ حالت اس درجے پر پہونچتی ہی کہ مرید اپنے مرشد کو ہر جگہ اور

ہر چیز مین دیکھتا ہی - اس حالت کو حالت محویت مرشد یا شیخ مین کہتے ہین - مرشد اپنے خواب و خیالات مین دیکھ لیتا ہی کہ مرید کس درجے پر پہونچ گیا ہی اور آیا اسکی روح مطیع روح مرشد ہو گئی ہی یا نہین -

جب مرید اس درجے پر پہونچ جاتا ہی شیخ اسکو پیر یا بانی اس طریقت کے زیر اثر طاقت روحانی لاتا ہی اور مرید صرف بامداد روحانی شیخ پیر طریقت کو دیکھتا ہی - اسکو محویت پیر مین کہتے ہین - اس عمل سے روح اسکی ایسی جزو روح پیر ہو جاتی ہی کہ کل طاقت روحانی اسکی اسمین آجاتی ہی اور وہ اسکے ذریعے سے تمام اسکے کرشمے و کرامات و معجزات دکھا سکتا ہی -

تیسرے درجے پر بھی مرید شیخ کی روحانی طاقت کی امداد سے پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام تک پہونچ سکتا ہی جسکو وہ اب سب چیزون مین دیکھتا ہی - اس حالت کو محویت بخیال پیغمبر کہتے ہین -

درجہ چہارم مرید کو خدا تک پہونچاتا ہی - وہ ایک جزو خدا ہو جاتا ہی اور وہ خدا کو ہر چیز مین دیکھتا ہی - بعض اشخاص ایران مین اس حالت محویت دسرور مین اس درجے کو پہونچے ہین کہ وہ انا الحق کہنے لگے ہین اور اسی وجہ سے دار پر کھینچے گئے ہین - مثلاً منصور - و نسیم - یہ دونون بڑے مشہور درویش واقف راز و اسرار الٰہی ہین - کہتے ہین کہ جنید ساکن بغداد نے جو تمام درویشان زمانۂ حال کا کہ معتقد حضرت علیؓ ہین پیر تھا آپ کو ایسی ہی حالت مین پاکر اپنے مریدون کو اجازت دی کہ تم میرا سر تلوار سے کاٹ ڈالو - کہتے ہین کہ اسکے مریدون کی تلوار نے اسکے جسم پر کچھ اثر پیدا نکیا بلکہ زخم انکے اپنے جسمون پر اسی قدر تعداد مین ہو گئے جتنے کہ صدمے انھون نے اسکے جسم پر دیے تھے -

یہ وجہ ثبوت اثر تعلیم روحانی دے کر شیخ مرید کو پھر حالت اصلی پر لاتا ہی بعینہٖ اسی طرح

سے جیسا کہ طبیب بیمار کو اول دوا دے کر ضعیف کر دیتا ہی لیکن آخر سن اُسکی تندرستی بحال کرتا ہی۔ بعد اِسکے شیخ تاج یا کلاہ اپنے فرقے کی اُسپر رکھتا ہی یا اُسکو اپنا خلیفہ بناتا ہی۔ درویشون مین درجۂ خلیفائی درجۂ عزت ہی۔ اس درجے پر پہونچکر وہ پھر تمام رسمیات معمولی روزمرہ اسلام ادا کرنے لگتا ہی۔ چند ہی درجۂ چہارم پر پہونچتے ہین لیکن درجۂ دوم پر بہت پہونچ جاتے ہین۔ اگرچہ مختلف فرقہ ہاے درویشان مین مختلف رسمیات وطریقۂ پرستش مقرر ہین لیکن پھر بھی بڑے بڑے اصول اُنکے باہم ایکدوسرے کے اصول سے مطابقت کھاتے ہین خصوصاً اُن اصول مین کہ مرشدون رسیدہ کی ہدایات واحکام کی بدرجہ غایت مطابقت ازبس ضروریات سے ہی اور صرف روحانی اِس دنیا مین کمال خداپرستی وپارسائی وعبادت سے حاصل ہو سکتا ہی۔ مرید کو اول اول یہ ہدایت کیجاتی ہی کہ وہ گوشے مین بیٹھکر کم از کم چالیس روز وشب نماز و یاد الٰہی مین بہت دیر تک مصروف ومشغول رہا کرے اور یہ کہدیا جاتا ہی کہ بعد اُس عرصے کے وہ خواب دیکھیگا۔ اُس خواب کی تعبیر شیخ تکیہ اپنے مرید سے بیان کر دیتا ہی۔ وہ لوگ عقائد مندرجۂ ذیل کے معتقد ہین۔

بعضون کا یہ اعتقاد ہی کہ خداپرستون کے اندر روح خدا حلول کر گئی ہی اور جو کوئی حقیقی پارسا و عابد و عقیل وفہیم ہوتا ہی اُسکے اندر روح اللہ حلول کر جاتی ہی۔ بعضے اس مسئلے کے معتقد ہین کہ خدا ہر عقیل وفہیم کے نزدیک واحد ہی اور روح جو جاودانی ہی ذات باری تعالےٰ مین ملجاتی ہی اور خدا بنجاتی ہی۔ اُنکا یہ قول ہی کہ روح حضرت مسیح جسکو اہل اسلام روح اللہ کہتے ہین خداے تعالےٰ سے نکلی ہی اسطرح کہ روح القدس حضرت مریم عفیفہ کے رحم مین داخل ہوئی اور اس سے حضرت مسیح پیدا ہوے۔ بعض یہ کہتے ہین کہ خداے تعالےٰ سب مین ہی۔ اور ہر چیز خدا ہی۔ اُنکا یہ اظہار ہی کہ پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام ایک صوفی تھے اور تصدیق اپنے اِس کلام کے وہ بہت سی

حدیثوں کا حوالہ اس باب مین دیتے ہین - وہ یہ بھی بیان کرتے ہین کہ علیؓ ہمارے مسائل سے بالکل واقف تھے - آنپے اپنے دو فرزندوں یعنے حسنؑ و حسینؑ اور دو اور پارساؤن اور عابدون اپنے عہد کو کہ بنام کمال ابن زید و حسن البصری معروف ہین اُن مسائل کے سکھانے اور اُنکو مشتہر کرنے کے واسطے بھیجا تھا - وہ کہتے ہین کہ اُنسے بڑے بڑے بانی طریقت نے تعلیم روحانی پائی ہو اور اُنکے خرقے اونکے پاس بطور علامت فرقۂ درویشان خداشناس موجود ہین - یہ علامت خرقہ جبہ ایلیجیا کو کہ ایلیشیا کے ورثے مین آیا تھا اور بھی جامۂ مسیح کو یاد دلاتی ہو -

مین اسجا ایک امر واقعی اس باب مین بیان کرتا ہون جیسا کہ زمانۂ حال کے فرقۂ درویشان مین افسر اعلے الشیخ یا مرشد کہلاتا ہو اور اُسکا جانشین خلیفہ یا خالف اُسیطرح سے افسر اعلے ملک روم جسکو نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اپنا جبہ عطا کیا تھا خلیفہ یا اُسکا جانشین بنجاتا ہو - سلطان سلیم اول کو خرقہ شریف محمد نے کہ خاندان عباسی و نسل پیغمبر سے اخیر ہو بروقت فتح مصر عطا کیا تھا یہ خرقہ شریف پرانی حرم سرا مین بہوشیاری تمام زمانۂ حال تک زیر حفاظت اولاد ایک کے اصحابون مین سے کہ بنام رئیس نامزد ہو محفوظ رکھا گیا ہو -

درجۂ خلیفائی حاصل کرنے کے لیے جیسا کہ سابق بیان ہوا یہ ضروری ہو کہ مرید بہت سا وقت نماز و روزے مین صرف کرے اور تارک الدنیا ہو کر یاد الٰہی مین مصروف رہا کرے - یہ مثل مشہور ہو کہ آدمی کو مرنا چاہیے قبل اسکے کہ وہ ولی بنے - علاوہ حصول اس درجۂ کمالیت کے اور واقفیت راز و اسرار و مسائل اس فرقے کے یہ بھی ضروری ہو کہ اسکا سبب مرید ادب کرتے ہون اور اسکی اطاعت بسبب مشغول ہونے کے مدام عبادت حق مین چاہیے کہ اسکے نفس مین ایسی تاثیر ہو کہ وہ جسکو مس کرے وہ فوراً پارسا بنجائے اور لوگ اُسکے معجزات و کرامات کے معتقد بھی ہون - یہ بالتخصیص صورت فرقۂ رفاعی ہو - اگر مرید اس فرقے کا

بوقت امتحان کوئی خواب دیکھے تو پیر طریقت جو اسکی تعبیر بیان کرتا ہی اختیار رکھتا ہی کہ اُس سے گوشہ نشینی چھوڑ وادے اور اگرچہ اُسکا جسم ریاضت کے سبب ضعیف ہو گیا ہو لیکن طاقت روحانی زیادہ ہو گئی ہو تو بھی اُسکا امتحان یہین ختم نہو گا۔ چاہیے کہ وہ مختلف مقامات مین جابجا سیر کرتا پھرے۔ مقدس و متبرک قبرون کی زیارت کرے اور اُنسے کچھ زیادہ تر فایدہ اُٹھاوے۔ مکے و مدینے مین حج کرے اور زیارت متبرک قبرون حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے لیے کربلا مین کہ متصل بغداد واقع ہین جاوے بعض فرقہ درویشان مین شیخ کو اختیار ہوتا ہی کہ بروقت اپنی وفات کے جس کسیکو لائق سمجھے اپنا جامہ جانشینی حوالہ کرے لیکن سلطنت اوٹومن مین عہدہ شیخ خاندان مرشد مین موروثی ہو گیا ہی اگرچہ درصورت نہونے فرزند و وارث کے مریدون کو اختیار ہی کہ وہ اپنے مین سے جس کسیکو چاہین اُس عہدے کے لیے منتخب کرین۔ یا تمام شیخ اُس فرقے کے جمع ہو کر کسی کو اِس مطلب کے لیے انتخاب کرین اور شیخ الاسلام کی منظوری اُسکی تقرری کے باب مین حاصل کرین شیخ الاسلام افسر اعلےٰ مذہب اسلام ہی جو قسطنطنیہ مین رہتا ہی اُسکو سلطان اُس عہدے پر مقرر کرتا ہی۔

ذکر حق یا یاد الٰہی جو درویشون اور مسلمانون مین عموماً مستعمل ہی محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام سے شروع ہوا ہی وہ نبی نماز مین اور بھی جب کبھی اُنکے رفقا خوف و اندیشے مین پڑجاتے تھے آیات قرآن مختلف مقامات سے اِسطرح کہ ستائی دین پڑھا کرتے تھے۔ اس پڑھنے کی تاثیر کے وہ بڑے معتقد تھے اور یقین کرتے تھے کہ خالق اُنکو پسند کرتا ہی۔ اکثر لڑائیون مین وہ یہی طریقہ عمل مین لاتے تھے یا تو اِسوجہ سے کہ وہ باعث ازدیاد عزم جوانمردی و بہادری کا ہو گا یا اُس خداپرستی سے امداد خالق حاصل ہو گی اور فضل الٰہی شامل حال اُنکے ہو جاویگا۔ چونکہ اُنکو اپنے الہام کا یقین تھا اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ آیات قرآن جو مین پڑھتا ہون خدا کی طرف سے اُتری ہین اور حضرت جبرئیل اُنکو لائے ہین تو

اسلیے اُنکو یہ بھی یقین کلّی تھا کہ وہ خدا کی نگاہ مین بڑی قدر و منزلت رکھتے ہین۔ اِسمین کچھ جاے تعجب نہین کہ پیروان مذہب اسلام اس بات کے اب بھی ویسے ہی معتقد ہون یہ اعتقاد کچھ اور زیادہ تر مضبوط ہوتا ہی جب یہ دیکھتے ہین کہ خدا پرست عیسائی توریت و انجیل کے فقرات پڑھکر نام خدا و عیسےٰ لیتے ہین۔ محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام اپنی اخیر بیماری مین مختلف سورہ ہاے قرآن بعض جنہین کے بڑے مطول ہوتے تھے شبکو جب عالم خموشی ہوتا ہی خدا کی تعریف مین پڑھا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ جب حضرت جبرئیل سورہ قرآن محمد علیہ السلام کے پاس لاتے تھے تو اُنکو بڑا حال آتا تھا اور اُس سبب سے اُنکو کمال تکلیف ہوتی تھی۔ جب کہ سورہ ہود اتری تھی اُسوقت اُنکو بالتخصیص بڑا جوش و حال آیا تھا۔ کہتے ہین کہ محمد صلعم کا یہ اظہار تھا کہ میرے بال اسی وجہ سے سفید ہوگیے ہین۔ یہ قیاس کرنا مشکل ہی کہ ایسے ایسے مطول باب قرآن تصنیف کرکے محمد صلعم اُنکو برزبان یاد رکھتے تھے لیکن سواے اِسکے کچھ اور قیاس بھی نہین ہوسکتا ہی۔ ضرور یہی بات ظہور مین آئی ہوگی۔ حالت پیغمبری مین اُنھون نے دعوی کشف و کرامات و معجزات کا کبھی نکیا اور نہ کبھی اپنے دوستون یا مریدون یا کسی اور کو فریب دینے کے لیے اُس بات کو زبان سے نکالا۔ اس صورت مین وہ درویشون سے جو دعوے کشف و کرامات و معجزات کرتے ہین مختلف المزاج و خصلت تھے۔ اگر ناظرین کو صحیح صحیح وقایع محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام دیکھنا منظور ہو تو وہ وقایع حضرت محمد مِن تصنیف ولیم میور اسکوایر متعلق بنگال سولسروس مطالعہ کرین۔ مجھے افسوس ہی کہ اُس کتاب مین حال آغاز طریق درویشان درج نہین ہی اگر حال آغاز طریقہ درویشان چال و چلن استعمال رسم و رواج محمد نبی اہل اسلام علیہ السلام اور ترجمہ آیات قرآن سے کہ اُنکے پیر اور بانی طریقت نے کیا ہی پایا جاوے تو یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ حدیثون مین کہ اول و دوم صدی ہجری مین جمع ہوئی ہین ضرور ہوگا مین نے ترجمہ اُنکا نہ تو زبان ترکی اور نہ کسی زبان اہل یوروپ مین ابتک کبھی دیکھا ہی

اگر انکا ترجمہ کیا جاوے خصوصًا اس ترکیب سے کہ وہ تاریخ وار ہو تو محنت ضایع نجاوے اور فائدہ کثیر بخشے۔

ریاضت روحانی

وہ حالت جو یاد الٰہی مین محو و غرق اور نماز مین بدل مصروف ہونے سے پیدا ہوتی ہے مراقبہ کہلاتی ہے۔ یہ صورت حالت بیداری مین جبکہ روح و جسم باہم شامل و متفق ہوتے ہین اور حواس خمسہ ظاہری بسبب قوت حواس باطنی کمزور ہوجاتے ہین ظہور مین آتی ہے یا سوا اسکے ایک اور حالت ہے جسکو آنسلا کہتے ہین۔ یہ وہ حالت انسان ہے کہ روح جسم سے جدا ہوکر بدون خیال عرصہ و زمانے کے پھرتی ہے۔ اسی حالت مین حضرت محمدؐ نبی اہل اسلام علیہ السلام کو معراج ہوئی تھی یعنے اسپ براق پر سوار ہوکر وہ اس حالت مین آسمان پر صعود کر گئے تھے۔

محی الدین العربی کہ بڑے مشہور و معروف شیخ ہین حال مندرجہ ذیل درباب آنسلا بیان کرتے ہین۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب مین مقدس و متبرک کعبہ کے قرب و جوار مین قیام رکھتا تھا بروقت محو ہونے کے بخیال چہار مشیر اسلام مین نے اس شخص کو دیکھا جو مدام طواف کعبہ کیا کرتا ہے۔ قد اسکا بلندی مین کعبے کی بلندی کے برابر تھا۔ دو اور اشخاص اسکے ہمراہ طواف کعبہ کرتے تھے اور جب وہ قریب قریب ایک دوسرے کے آجاتے تھے وہ اسکے درمیان مین سے بے آنکہ وہ جدا ہوکر گذر جاتا تھا۔ اس امر واقعی سے مین نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہ شخص ضرور جسم روحانی ہوگا۔ طواف کعبہ کرتے ہوئے وہ یہ پڑھتا تھا۔ اسمین شک نہین کہ ہم سالہا سال سے گرد اس مکان مقدس کے پھرتے ہین لیکن تمنے تو ابھی طواف کعبہ کرنا شروع کیا ہے (دیکھو قرآن باب ۳ ۱۲) یہ الفاظ سنکر مین مشتاق اس امر کا ہوا کہ مین اس سے پوچھون کہ تم کس فرقہ و قوم سے متعلق ہو پس مین نے اسکو جس نظر سے

آگے جانے ندیا۔ جب اُسنے دورہ ختم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا وہ آگے بڑھ نہ سکا۔ الغرض وہ میری طرف آیا اور جب اُسکو یہ محسوس ہوا کہ مین باعث قطع اُسکی حرکت کا گرد کعبے کے ہوا ہون تو اُسنے مجھسے یہ استدعا کی کہ مجھے اجازت جانے کی دو۔ اِسکے جواب مین بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھکے مین نے کہا کہ مین تمکو اجازت جانے کی اُسوقت دونگا جب تم مجھکو یہ بتادوگے کہ تم کون ہو اور کس فرقے اور قوم سے متعلق۔ درجواب اِسکے اُسنے کہا کہ مین انسان ہون۔ مین نے تب اُس سے یہ استفسار کیا کہ کب تمنے اِس جہان فانی سے رحلت کی تھی۔ اِسکے جواب مین اُسنے کہا کہ چالیس ہزار برس سے زیادہ گذرے ہین۔ متعجب ہوکر مین نے پھر اُس سے سوال کیا کہ آدم کو پیدا ہوے تو صرف چھ ہزار برس ہوے ہین تو اِس صورت مین تم کیونکر انسان ہوسکتے ہو۔ اِس سوال کا جواب اُسنے یہ دیا کہ فی الحقیقت آدم انسان کا باپ تھا اور اگرچہ اُسکی پیدائش کو صرف چھ ہزار برس ہی ہوے ہین لیکن اُسکے پہلے تیس۳۰ اور دنیا گذر چکی ہین۔ حضرت محمد صلعم کی حدیثون مین کہ فخر جمیع مخلوقات عالم تھا اور شاہ علی کی حدیثون مین یہ آیا ہی کہ تم جانتے ہو کہ خدانے تحقیقاً آدم کو بعد پیدائش ایک لاکھ اور مخلوقات کے پیدا کیا تھا اور مین اُنمین سے ایک ہون۔ عقائد اِس مصنف کے بالتخصیص روحانی ہین۔ اِس مصنف کا یہ اعتقاد ہی کہ قبل از پیدائش آدم وحوا دنیا اور اقسام انسان سے معمور وآباد تھی۔ وہ سب ایک دوسرے سے قد وقامت وطاقت روحانی مین مختلف تھے۔ روح قالب انسانی سے جدا ہوکر اِس سطح مین رہتی ہی جو اِس دنیا کی محیط ہی لیکن نظر سے غائب رہتی ہی۔ وہ اشخاص جو بڑی طاقت روحانی رکھتے ہین اُسکو دیکھ سکتے ہین۔ بڑی طاقت روحانی کم درجے کی طاقت روحانی پر غلبہ رکھتی ہی اور اُسکو اپنے زیر اختیار۔ خواب روحانی حواس خمسہ ظاہری سے کچھ تعلق نہین رکھتے ہین بلکہ وہ روحانی ہین۔ اکثر نیند مین جبکہ حواس خمسہ معطل وبیکار ہوجاتے ہین روح جسم سے نکلکر ایسی تیز رفتاری سے دنیا کی سیر کرتی ہی کہ وہ کسی عرصہ وقت وسطح کو

کچھ خیال مین نہین لاتی ہی اور ہر شئ کو گو کیسے ہی فاصلے پر ہو دیکھ سکتی ہی۔ خواب روزمرہ جو دیکھنے مین آتے ہین حافظے سے کچی نیند مین پیدا ہوتے ہین اور حیوانات مطلق سے بھی متعلق ہین یعنے وہ حیوانات بھی جنکی روح جاودانی نہین خواب دیکھا کرتے ہین۔ تشریح اُن اصول کے لیے جو محی الدین نے درباب ٹھہرانے کسی شخص کے بزور منتر بیان کیے ہین کتاب مین تصنیف آین اسی سے کچھ بطریق اختصار اِس جا درج کرنا خارج از مطلب متصور نہین۔

ازروے اُس کتاب کے ایسا واضح ہوتا ہی کہ آین اسی اک سی ای واقع اَنیشیا و کوچک مین تولد ہوا تھا۔ وہان سے وہ پھر ٹی پولی واقع ملک باربری مین منتقل ہوا تھا اُس مقام پر اُسنے ایک نیا فرقہ جو موسوم بہ اساوی ہی کھڑا کیا تھا۔ یہ شخص دراصل فرقہ بیرامی مین سے تھا۔ حال مختصر اُسکے خیالات کا ذیل مین درج ہی۔

طالب سے مراد درویش ہی۔

مطلوب اُس شخص سے مراد ہی جسکے حاضر ہونے کی ہم آرزو رکھتے ہین۔

ملاحظہ۔ خیال کسی شخص کا اسطرح دل مین لانا کہ وہ فوراً حاضر ہو جاوے ملاحظہ کہلاتا ہی

توجہ سے مراد ہی پیدا کرنا شخص مطلوب کا۔

اہل حال۔ وہ ہین جو اپنی قوت باطنی سے اورون کو اپنے پاس حاضر کر سکتے ہین۔

اہل تصرف۔ وہ اشخاص پارسا و عابد ہین جنکو وہ طاقت بہم ہی۔

مراقبہ اور توجہ دونون ایک ہی ہین۔

حال۔ اُس حالت سرور کو کہتے ہین جسمین کہ وہ شخص جو کسی کو بزور اپنی قوت باطنی کے حاضر کیا چاہتا ہی بڑھجاتا ہی اور بےخود محو ہو جاتا ہی۔

کامل۔ اُس شخص کی اطاعت کامل کو کہتے ہین جو کہ بزور قوت باطنی حاضر ہوا ہی اُس شخص کے قبضے مین ہی جسکو حال آیا ہی۔

شغل۔ اس حرکت کے عمل مین لانے کو شغل کہتے ہین۔

وفق۔ علم اعداد مخفی اسرار ورازکو وفق کہتے ہین۔

استدراج۔ پاکی و عبادت مذہبی کو ترک کرکے جو شیطانی طاقت کہ حاصل ہوتی ہی اسکو استدراج کہتے ہین۔

اس کتاب کے چودھوین باب مین مصنف نال طاقت روحانی سحر جسکے زور سے کسی شخص غیر حاضر پر نیک یا بُرے مطالب کے لیے اثر پیدا کیا جاتا ہی بتشریح بیان کرتا ہی وہ کہتا ہی کہ یہ ایک طاقت روح کی ہی جس سے کہ طالب مطلوب کو بزور قوت اپنی مرضی کے اپنے سامنے حاضر کرسکتا ہی۔ اسکا یہ اظہار ہی کہ ترکیب اسکے استعمال مین لانے کی مشائخ یا کوئی شیخ ہی خوب بتا سکتا ہی۔ اُن قواعد مین سے ایک یہ ہی۔ طالب شغل مین مصروف ہو اگرچہ نام طالب و مطلوب بموجب علم وفق مخفی ترکیب اعداد مین اپنے بائین گھٹنے پر رکھکر لکھنے چاہیین۔ طالب کو چاہیے کہ اُن حروف اعداد کو خوب آنکھین جماکر دیکھتا رہے اور اس اثنا مین خیال شکل وڈھانچ مطلوب مدنظر رکھے۔ طالب کو چاہیے کہ سحر پڑھکر مطلوب کے مُنھ مین جسکی شکل کا وہ خیال کر رہا ہی پھونکے اور اسطرح بار بار اسکی شکل کو اپنی نگاہ کے نزدیک لاتا جاوے بعد اسکے اُسے چاہیے کہ وفق کو دیکھکر وروجو اسلام مین ایک نماز ہی پڑھے اور کبھی کبھی آنکھین بند کرکے مطلوب کے مُنھ پر پھونکے۔ بعد اسکے فاتحہ پڑھے اسطرح کہ ایک لمحہ بھی شکل مطلوب کی اسکی نظر سے غائب نہو۔ اسطرح وفق دیکھنا درحقیقت مطلوب کو دیکھنا ہی۔ شکل مطلوب کو بغور دیکھتے رہنا دلیل اس امر کی ہی کہ طالب حالت حال مین ہی اور اس قاعدے سے منحرف ہونا اور اسکی تعمیل مین غفلت و بھول کرنا شہادت کامل اس امر کی ہی کہ طالب بحالت استدراج ہی۔

کہتے ہین کہ ہنود جسکو ساکنین ممالک شرقی بڑا کافر سمجھتے ہین ایک مرتبہ خواہان اس امر کا ہوا کہ کسی شاہ پر بزور سحر بلا نازل کرون پس اس مطلب کے لیے اسکی تصویر کھینچ اگر

اپنے سامنے رکھی - اس تصویر کو متواتر بغور دیکھکر اور قوت اپنی مرضی کو استعمال مین لا کر اُسنے اُس شاہ کی صحت جسمانی مین ایسا خلل ڈالا کہ وہ یقیناً مرجاتا لیکن اُسنے نمرود کے پاس پیغام بھیجا کہ تم مجھے معاف کرو مین تمہارا بالکل مطیع رہونگا اور تمہاری مرضی پر عمل کیا کرونگا - فرقۂ اہل سلوک مطلوب کے دل پر آنکھہ بغور جما کر توجہ پیدا کرتے ہین - اگر وہ بائین طرف چھاتی کے دیکھے تو اُسکو وہ شکل دل سے نکلتی ہوئی نظر آئیگی اُس حالت مین طالب مطلوب پورا ہو جائیگا - تب اُسکو چاہیے کہ تاریک کمرے مین جہان شور وغل نہو بیٹھکر بائین طرف چھاتی کو دیکھے اِس حالت مین بہت سے خیال فاسد اُسکے دل مین پیدا ہونگے - بعد دور ہونے اُن خیالات فاسد کے رفات یعنے اصلی حالت طاری ہوگی شکل مطلوب اُسکے سامنے کھڑی ہوجاویگی اور چونکہ وہ بالکل اُسکی مرضی کی مطیع ہوگی تو اُسے اختیار ہے کہ جو کچھہ اُسکو منظور رہے وہ مطلب اُس سے نکالے -

ایک اور ترکیب حالت توجہ پیدا کرنے کی ذیل مین درج ہے

اس ترکیب مین دل کی طرف دیکھنے کی کچھہ حاجت نہین - قادرِ مطلق کا خیال باندھنے سے حالت توجہ پیدا ہو سکتی ہے - تمھین چاہیے کہ عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہو اور اپنے تئین بالکل اُسی کی مرضی پر چھوڑ دو اور ہمہ تن و بدل اُسی طرف مشغول رہو خواہ تصویر مطلوب کی ظاہر و پیدا ہو خواہ نہین - تم شغل سے اپنے باز نہ ہو اور بڑی گرمجوشی سے دعا مانگو اور زار زار رو و جب تک کہ آخر مین تصویر مطلوب پیدا ہو جاوے جسوقت کہ وہ تصویر سامنے آوے اُسکے منہ پر پھونکو اور دعا پڑھتے جاؤ - رو و اور عرض حال کرو اور اپنے جذبات کو خوب جوش پر لاؤ - باوجود اِسکے طالب کو چاہیے کہ خیال اُسکا پریشان نہو اور اُسکی گرمجوشی اُسکی طاقت پر غالب نہ آجاے اور اُسکے حوصلے کو پست نہ کردے - علاوہ برین وہ اپنی سعی و کوشش کے کامیاب ہونے کے باب مین ذرا بھی شک و شبہہ دِل مین نہ لاوے بلکہ معتقد اِس امر کا ہو کہ مراد تحقیقاً حاصل ہو جاویگی -

ہر دائرہ سحر کے لیے جداگانہ توجہ مقرر ہے۔ توجہ طالب جو متلاشی راہ راست ہوتا ہے توجہ دل کہلاتی ہے۔ جب وہ طاقت طالب کو حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اُنپر جنکی مرضی ضعیف ہوتی ہے خصوصاً عورات پر سحر کر سکتے ہین جب وہ دائرہ روح پر پہونچتا ہے تب وہ مردون اور عاشقون پر سحر کر سکتا ہے۔ جب وہ دائرہ خیال پر آجاتا ہے تب وہ بڈھون و علماو فضلا و زاہدون پر سحر کر سکتا ہے۔ مخفی دائرے کے ذریعے سے علماو شاعرون پر اور بھی اُنپر جو عشقبازی کرتے ہین سحر چل سکتا ہے اسی دائرے کے ذریعے سے شیخون اور اہل تصوف و اہل سلوک پر بھی اثر سحر پیدا ہو سکتا ہے۔ دائرہ جلال بدلہ لینے کے باب مین مستعمل ہوتا ہے اور دائرہ جمال مہربانی اور تفقد کے کامون مین۔ اہل حال اُن سب سے واقف ہوتے ہین اور اُنکا علم رکھتے ہین۔ اکثر ایسا بھی ظہور مین آتا ہے کہ طالب کی نگاہ مین بجائے شکل مطلوب کے کوئی اور شکل اُسوقت خیال مین آجاتی ہے اور اس سبب سے اُس شخص پر خرابی واقع ہوتی ہے حتے کہ وہ مر بھی جاتا ہے۔ پس اس صورت مین عامل کو ہوشیاری کرنا چاہیے اور سب باتون سے واقف ہونا چاہیے تاکہ کوئی خرابی واقع نہو۔ اگر طالب کے خیال مین اُسوقت شکل بھوت یا کسی اپنے دوست کی آجاوے تو فوراً ٹھہر جاوے اور نماز اخلاص پڑھنے لگے اور اسطرح سے اپنے دوست کو تکلیف و ایذا سے محفوظ رکھے۔ طالب توجہ و تصور بھی کر سکتا ہے اُس صورت مین جسوقت کہ شکل مطلوب پیدا ہو وہ سحر سے اُسکو پکڑ سکتا ہے اسطرح کہ اُسکا نام بہ آواز بلند لے کے اُسکے مُنھ مین پھونکے اور اُسکے دل کی طرف بغور دیکھے۔ اور دعا پڑھتا رہے۔ قوت باطنی شیخ امین الدین اس باب مین درحقیقت نہایت عجیب تھی کیونکہ بعد پڑھنے نماز ورد کے وہ وقت پر ایسے غور سے آنکھین جماتا تھا کہ تصویر مطلوب کی اُسکی نگاہ کے سامنے پیدا ہو جاتی تھی۔

وہ اس ترکیب سے مطلوب پر ایسا اثر پیدا کر سکتا تھا کہ خواہ وہ مرد ہو خواہ عورت وہ اُسکو اپنی مرضی کے مطیع کر لیتا تھا۔ اور تب حسب مرضی بدلہ لے سکتا تھا۔ کوئی شخص اُس

اثر کو روک نہیں سکتا تھا۔ وہ اسپر ایسا اثر پیدا کر سکتا تھا کہ وہ اسکا بالکل مطیع ہوسکتا تھا۔ ایک اور توجیہہ یہ ہو کہ طالب مطلوب کو کچھ بخشنا چاہے۔ اس صورت مین طالب مطلوب پر ایسا اثر پیدا کر سکتا ہو کہ اسکو بہت فائدہ پہونچے۔ یہ عمل سالکون و مریدوں تازہ پیدا کیا جاتا ہو جو کہ شیخ کے زیر تعلیم ہوتے ہین۔ شیخ ابھی ابھی بر وقت تعلیم فوائد و عاو نماز اپنے تمام حلقے کے مریدون کو دے سکتا تھا اور اسیطرح سے انکو ایسا لائق کر دیتا تھا کہ وہ اوروں پر وہ ہی اثر پیدا کر سکین۔ یہ عمل وہ انپر دور و نزدیک سے کر سکتا تھا اور اپنے عمل سے وہ انکو چاہے خوش و چاہے مغموم کر سکتا تھا یعنے وہ حالت خوشی و حالت غم حسب مرضی اپنے انپر طاری کر سکتا تھا۔

ہشیش

اب تک ہمنے یہ بھی بتشریح بیان کیا ہو کہ درویش معتقد اس امر کے ہین کہ ذکر حق سے الہام پیدا ہوتا ہو جسکے سبب حال آتا ہو یا باب مذہب مین گرمجوشی پیدا ہوتی ہو۔ بعض درویش ادویات کے زور سے اگر تمام قواے عقلی کو نہین تو دماغ کو تو ضرور تحریک دے سکتے ہین۔ اس ترکیب سے وہ خیالات و خواب مرید کے دماغ مین جنکی تعبیر سے مرشد حال انکی آئندہ کی خوشی کا دریافت کیا کرتے ہین پیدا کر سکتے ہین۔ اس مضمون پر ایک اڈیٹر لیونٹ ہرلڈ کہ قسطنطنیہ مین شائع ہوتا ہو کیفیت ذیل درج کرتا ہو۔

تمباکو و افیون جو مسکرات مین سے ہین اور جنکے اثر سے عراق پر ایک خاص قسم کی خوشی پیدا ہوتی ہو زمانۂ قدیم مین مستعمل نہ تھے بلکہ تھوڑے عرصے سے استعمال انکا عموم مین ہونے لگا ہو۔ اشخاص زمانہ قدیم ان اشیا سے بلاشک و شبہہ واقف تھے لیکن انکے اثر سے امام و مرشد و خادمان دین و درویشان ہی مطلع تھے اور یہ حال انکا بطریق راز و اسرار انھین مخفی تھا۔ مثلاً شوالہ سائپرس یا شام مین لوگ مختلف قطعات دنیا سے

اپنی مطلب براری کے لیے جمع ہوتے تھے اکثر تو خواہش اُنکی یہ ہوتی تھی کہ اپنی کسی معشوقہ سے ملاقات کرین یا خواب ایسا دیکھین جس سے کہ حال اُنکے آیندہ کی خوشی کا اونپر کھل جاوے اس شخص کو غسل کرا کے اور اچھے کپڑے پہنا کے اور کچھ خاص قسم کی خوراک کھلا کے پلنگ پر پھول بچھا کر سُلا دیتے تھے۔ غالباً اس بچھونے پر اُسکو نیند آجاتی ہوگی۔ غرضکہ نشے کے زور سے ایسا اثر پیدا ہو جاتا تھا کہ دوسری صبح کو اُسکی تسلی ہو جاتی تھی کہ شب کو مطلب میرا پورا ہوا۔ ہر وقت ادائے رسمیات عبادت و پرستش پتھین وینس دیوتائی اہل سریا یا شام جسکو ایستارٹی یا کسی اور نام سے نامزد کرتے ہین دماغ پر ویسا ہی اثر پیدا ہوتا تھا جیسا کہ ادویات مسکرات سے پیدا ہو سکتا ہی۔

استعمال دوائے ہشیش کا مطلب اول اول نشہ پیدا کرنا تھا۔ وہ خواب روحانی پیدا کرنے کے لیے مستعمل ہوتا تھا۔ اس سے خواب شیرین جسکے ساکنین ممالک شرقی بڑے مشتاق ہوتے ہین پیدا ہو جاتا تھا۔ اُن ممالک مین جو زیر حکم گورنمنٹ عرب تھے وہ بنام کیف معروف ہی۔ لیکن خیالات کا دور ہونا بذریعہ خواب اُن اعلے درجے کے اشخاص کے لیے کافی متصور نہوا۔ انھون نے بہ استعمال ادویات مسکرات قوت متخیلہ کو بڑھایا جب تک کہ عالم نشہ مین اُنکو سرور عقبے حاصل ہوا۔ ہشیش مین کچھ اور ادویات ملانے سے یہ اثر پیدا ہو سکتا ہوگا۔ ہشیش تو خود مسکرات ہی جب اسمین کوئی اور نشیلی دوا ملے تو انسان کا دماغ پر افیون سے بھی بدتر پیدا ہوا۔ جب اثر ادویہ مسکرات کا دماغ پر سے جاتا رہتا ہی اور نشہ اُتر جاتا ہی دماغ سُست پڑ جاتا ہی۔ پس اُس صورت مین نسبت افیون کھانیوالون کے طلب اُسکی زیادہ تر ہو جاتی ہی۔ اور قوت متخیلہ کی صحت کے لیے کہ سُستی مین پڑ گئی ہی پھر اُس دوا کھانے کی ضرورت پڑتی ہی جسقدر کہ خواہش خوشی حاصل کرنے کی زیادہ ہوئی اُسی قدر مقدار اُس دوا کی زیادہ کی گئی۔ اس دوا کو چھ مہینے ہی استعمال مین لانے سے ایک قسم کا دیوانہ پن پیدا ہو جاتا ہی۔ اور وہ خرابی مین پڑ جاتا ہی پیشیش

سونگھنے والے کے مثل افیون کھانے والون کے جاتی نہین رہتی ہی بلکہ بحال رہتی ہی
جو اس دوا کو استعمال مین لاتے ہین وہ مثل چینیون کے افیون کی دوکان پر لیٹے نہین
جاتے ہین اور کیچڑ مین لوٹتے نہین اور خرابیان پیدا نہین کرتے مین لیکن اثر اسکا افیون
کے اثر سے زیادہ تیز اور خوفناک ہوتا ہی۔ خیال اُسکے اثر سے زیادہ بھٹکتا پھرتا ہی اور
علاج اُسکا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہی۔ دوا ئے حشیش لیونٹ مین اسطرح مستعمل ہوتی
ہی کہ مشاہدہ کرنے والے کو معلوم نہین
ہوتا ہی کہ وہ دوا اُسنے پی ہی۔ بہانہ
حقہ نوشی کے وہ حقے مین ہوشیاری تمام
اُسکو پلا دیتے ہین اسطرح کہ پینے والے
کو اُسکا شبہہ بھی دل مین پیدا نہین
ہوتا ہی۔ لفظ حشیش دراصل لفظ زبان



مصری یا اہل شام ہی۔ کھوش کہ لفظ عربی ہی یعنی پوست آیا ہی۔ قسطنطنیہ مین
اُسکو اسرار یعنے مخفی دوا کہتے ہین۔ ٹرکی واقع یوروپ مین حشیش پوست کو کہتے ہین
جسمین سے کہ وہ دوا نکلتی ہی۔ بہت سے قطعات سلطنت آٹومن مین اس درخت
کی بڑی زراعت ہوتی ہی۔ اضلاع ایشیاء کوچک وخصوصاً انکو میڈیا دیروسا۔ ومسوپوٹمیا
مین متصل موصل پوست اچھا وبافراط پیدا ہوتا ہی۔ دوا اسرار کے طیار کرنے والے
ہماہمی ان ممالک مین اس غرض سے جاتے ہین کہ وہ جاکر حال زراعت اس درخت کا
دیکھین اور ترکیب اُسکی بہتر وتحفہ پیدا کرنے کی بتا دین اور اُسکی خاک کو خود جمع کرین
تجار اُن مقامات پر پہونچکر اُن آدمیون کو کہ اپنے ہمراہ لائے ہوئے ہین کھیتون مین
اس غرض سے بھیجدیتے ہین کہ وہ وہان جاکر پودون کے سرون کو قطع برید کرین تاکہ
پتے جو اصلی وقیمتی جزو درخت ہین زرد دیکھ پڑین اور بافراط پیدا ہون پندرہ روز بعد

اس عمل کے ان پودون کو کاٹ کر جمع کرتے ہین لیکن قبل از فصل کاٹنے کے وہ یہ تحقیق کر لیتے ہین کہ پتے ان پودون کے بڑے بڑے اور لیس دار ہین - اس اندیشے سے کہ مبادا پتے خراب ہوجائین وہ پودون کو جڑ سے نہین اکھاڑتے ہین بلکہ بیچ مین سے کاٹ ڈالتے ہین پودون کو اسطرح سے کاٹ کر وہ ایک جھونپڑی مین لیجاتے ہین اور بہوشیاری تمام پتون کو جدا کرکے آدھی کلیم پر پھیلا دیتے ہین - جب پتے خشک ہو جاتے ہین ان سب کو نصف کلیم پر یکجا جمع کرکے باقی نصف کلیم سے انکو کوٹ کر خاک کر دیتے ہین - اسمہ خوبت کی اول پیداوار کو فوراً جمع کر لیتے ہین - یہ اول قسم کا اسرار ہوتا ہے اور اسکو سفرا کہتے ہین پتون کے ریشون کو دوبارہ و سہ بارہ کوٹ کر خاک کر دیتے ہین - ریشون کی خاک جوتڑا کہلاتی ہے اور وہ ایسی اچھی نہین ہوتی ہے جیسے کہ قسم اول کی خاک - ان دونون کی قیمتون مین اسقدر فرق ہوتا ہے کہ اگر خاک قسم اول چالیس فرینک کو بکتی ہے تو قسم دوم کی خاک دس فرینک سے زیادہ کو فروخت نہین ہوتی ہے - قسم دوم قسم اول کی تلچھٹ ہی نہین ہوتی ہے بلکہ اسمین شبہہ ملاپ کا بھی ہوتا ہے - قسم دوم کی خاک کو تلوگر بھی کہتے ہین - وہ قسطنطنیہ سے دو خانون کے توشہ دان مین بھیجا جاتا ہے - باہر کا خانہ اسکا تو بال کا ہوتا ہے اور اندر کا چمڑے کا - کل پیداوار اس جنس کی قسطنطنیہ مین ہی صرف نہین ہوتی ہے - بہت سے اسمین کے مصر و شام مین بھیجی جاتی ہے قبل اسکے کہ بازار مین فروخت کے لیے لایا جاوے اسرار کو مختلف ممالک مین موافق اپنی اپنی خواہش کے مختلف طور سے طیار کرتے ہین ملک مصر و شام سے اسمین مکھن ملاکر اسکو چکنا و چرب کر دیتے ہین - قسطنطنیہ مین اس ترکیب کو ناپسند کرتے ہین بدینوجہ کہ ذائقہ اسکا سڑا ہوا اور چھپک دار ہو جاتا ہے اور چپ چپ کرتا ہے وہان اسرار کو بشکل شیرہ بناتے ہین تاکہ تمباکو کے ساتھ نریلی مین پیا جاوے - اس سادہ شیرے مین تب بھی کچھ ذائقہ چھپک و چربی کا رہجاتا ہے - اسکے دور کرنے کے لیے اسمین کچھ خوشبودار شے مثلاً بہارب ملا دیتے ہین - بہارب کے ملنے سے وہ شے خوب تحفہ

ونا ور بنجاتی ہی بدینوجہ کہ وہ علاوہ سرور نشے کے جو خالص حشیش سے پیدا ہوتا ہی ایسے
خواب شیرین پیدا کرتی ہی کہ خوشی وسرور بہشت سے ملتے ہین اور عقبےٰ کے اور حالات
کا تماشا دکھاتی ہی اور اسی وجہ سے مومنین اُسکی بڑی قدر کرتے ہین۔ اسکی طیاری مین
صرف زر بہت ہوتا ہی اور اسی سبب سے صرف امرا و اشخاص متمول ہی اُسکو خرید کرکے
استعمال مین لاسکتے ہین۔ امرا ایشیا کو جاکر بہ نسبت امرا ولایت یوروپ زیادہ
تر پارسا ہین شراب سے کہ خم چڑھا کر پیدا ہوتی ہی پرہیز کرتے ہین اور اسکی جگہ اسکو استعمال
مین لاتے ہین وہ حشیش کو جسکا اثر شراب کے اثر سے کہین زیادہ ہوتا ہی مذہب
اسلام مین جائز سمجھتے ہین۔

ساکنین قسطنطنیہ کم محرک و کمزور ہین اور وہ حالت روح پیدا کرنے کے لیے
جو اُنکے مطبوع طبع ہی اور جو ممالک شرقی مین بنام کیف معروف ہی وہ اسمین تھوڑا سا
راکی یا کوئی اور مائی جو خم چڑھا کر بنتا ہی ملا دیتے ہین۔ شیرہ اسرار حشے مین پینے کے
لیے بطریق مندرجہ ذیل طیار ہوتا ہی۔

لوہے کی ہانڈی مین تھوڑا سا اسرار ڈالکر ہلکی آنچ مین گرم کرتے ہین۔ جب ایک
خاص قسم کی تیز بو اسمین سے نکلنے لگتی ہی کاریگر اپنا ہاتھ اسپر رکھدیتا ہی اور تب ایک
ظرف بھرا ہوا تیز شیرہ کا لیکر اسمین تھوڑی سی خاک برگ پوست اُس اسرار سے
ملا کر گوندھتا ہی۔ اسطرح سے باہم مخلوط ہوکر وہ خاک مثل لیی بنجاتی ہی اور اسمین سے
بن کی بو آتی ہی اور رنگ بھی اُسکا بن کے رنگ سا ہو جاتا ہی۔ تب اُسکو آنچ پر سے
اُتار کر ایک میز سنگ مرمر پر رکھدیتے ہین اور ملاتے جاتے ہین جب تک کہ اجزا اُسکے
خوب مخلوط ہو جاتے ہین۔ بعد اسکے اُسکو تراش کر بشکل تلی خرد یا رول بنا دیتے ہین
یہ تلی وزن مین چار گریم ہوتی ہی اور ایک پیر کو فروخت ہوتی ہی۔ ایک ہی تلی اسقدر
تسلی ہوتی ہی کہ اس شخص کو کہ عادی اُسکا نہو مدہوش کرنے کے لیے کافی سے زیادہ

متصور ہی - ایک اور طریقہ طیاری ہشیش کا ہی جو بہت مروج ہی اور اس ملک کے لوگ اسکو بہت پسند کرتے ہین - وجہ اسکی ترجیح کی اوروں پر یہ ہی کہ وہ سستا بھی ہوتا ہی اور اسکا رنگ بھی اچھا ہوتا ہی اور وہ منجمد و مجسم ہوتا ہی اور اسی لیے اسکو باسانی اپنے ساتھ رکھسکتے ہین اور بے معلوم کسی کو کھلا پلا سکتے ہین - اسکو اکثر ایرانی یا ہندوستانی تمباکو کے پانی مین بھگو کر پیتے ہین لیکن وہ جو اسکے اثر کو تیز کیا چاہتے ہین ہندوستانی تمبا کو ملا ہوا استعمال مین لاتے ہین - وہ تجار جو اسکی تجارت کرتے ہین اسمین تمبا کو ملا دیتے ہین تاکہ وہ اشخاص جو اسکے استعمال کے عادی نہین اسکو کام مین لاسکین - ازروے کاغذ حساب و اسناد دریافت ہوا ہی کہ خاک اسرار ہر سال بمقامات مذکورہ بالا تعداد مین ....۵ کلوگریم سے زیادہ جمع کیجاتی ہی -

علوم مغلق و مخفی

ممالک شرقی مین تعلیم کے اثر سے بہت سے خیالات باطلہ و متوہم جو درباب علوم مغلق و مخفی و اثر تعویذ و سحر و طلسم دل مین جاگزین تھے اب نکلتے جاتے ہین - لیکن مجھکو تحقیق ہوا کہ اب بھی اشخاص درجہ ادنے خصوصًا درویش انکے معتقد ہین اور انکو استعمال مین لاتے ہین - مسٹر لین نے اپنی کتاب سابق الذکر مین حال انکا مفصل و مشرح درج کیا ہی جو کچھ کہ مین نے اس کتاب مین فروگذاشت کیا ہی ناظرین اسکو اس کتاب مین مطالعہ کرین -

مسلمان بالعموم و درویش بالخصوص بعض آیات قرآن کے ایسے معتقد ہین کہ وہ یقین کرتے ہین کہ انمین بعض قواے روحانی موجود ہین اور انکو وہ مختلف مقامات مین استعمال مین لاتے ہین - محلات شاہی و مکانات اشخاص متمول مین کچھ بطور تعویذ حفاظت و حمایت مکان و مکین کے لیے لکھکر لٹکا دیتے ہین - بعض اوقات تو اسماء الٰہی مین سے کوئی نام مثلًا یا حافظ لکھکر لٹکا دیتے ہین اور بعض اوقات وہ عبارت کہی الفاظ

سے مرکب ہوتی ہے اور کبھی کُل آیات قرآنی بھی لکھکر لٹکائی جاتی ہین علاوہ اُنکے کہنہ
محل شاہی و عمارات و مکانات اشخاص متمول کے کسی گوشے مین پُرانا جوتا یا گچھا و گٹھہ
لہسن کا لٹکا ہوا ہوتا ہے۔ بعض اوقات وہ لہسن برنگ آسمانی رنگا ہوا ہوتا ہے۔ اُنکے
نزدیک پُرانا جوتا مکان کو اثر آتش زدگی اور نزول آفات سے محفوظ رکھسکتا ہے۔ یہ
قیاس مین نہین آتا ہے کہ عقیل و فہیم مالک مکان اِس تاثیر پاپوش کہنہ کا معتقد ہوگا
شاید وہ لوگون کے تعصبات کے سبب سے اُسکو لٹکا رہنے دیتا ہے اور اُس باب مین
دست اندازی کرکے اُنکو رنجیدہ خاطر نہین کیا چاہتا ہے۔ یاد الٰہی کرنا اور اُسکے نام کو
لکھکر لٹکانا موافق عقائد و اصول مذہب اسلام کے ظہور مین آتا ہے۔ وہ عقائد و اصول
یہ ہین کہ بہر صورت اپنے تئین خدا کی مرضی پر چھوڑ دو اور اُسکو ہر وقت اپنا حامی و محافظ
سمجھو۔ مذہبی تعویذ یا طلسم اکثر بیش قیمتی پتھر یا جواہرات مثل عقیق و سنگ سلیمانی یا یشم
ہوسکتے ہین۔ یا اِن سے بھی زیادہ بیش قیمت جواہرات کے بنتے ہین۔ اُنپر مختلف آیات
قرآن یا کوئی مختصر باب قرآن موافق اعتقاد کھودنے والے یا پہننے والے کے کُھدے ہوتے
ہین۔ یا تو اُن تعویذون کو گردن مین ڈالتے ہین یا بازو پر باندھتے ہین یا بطریق چھلّہ
پہن لیتے ہین۔ بعض اوقات اُنپر نام علی یا نام چارون خلفا کا یا حضرت محمد نبی اہل اسلام
علیہ السلام کا کُھدا ہوتا ہے۔ اگر اُنکا کھودنے والا شیعہ ہوتا ہے تو وہ اُنکو ایرانیون یا درویشون
کے طور کا بناتا ہے۔ آیات قرآن پرچہ کاغذ یا دفترین پر لکھکر اُسی طور سے اُسی مطلب کے
لیے اکثر لوگ پہنتے ہین۔ اِنکو نقش یا تعویذ کہتے ہین۔ بہت سے مسلمان ہر درجے کے
اُنکو پہنتے ہین۔ ایک اور قسم کا طلسم یا نقش ہوتا ہے جو علم وفق یا حساب سے بنتا ہے۔ لوگ
خصوصاً درویش اُنکی عجیب عجیب تاثیر کے معتقد ہین۔ اِس علم سے عبارت اعداد مین
لکھی جاتی ہے۔ تمام حروف ابجد کے لیے زبان عربی مین اعداد مقرر ہین پس اِس صورت
مین کسی نام کو اعداد مین لے آنا آسان ہے۔ تاریخ کسی واردات کی اِسی طور سے بحروف

ابجد بیان کرتے ہین۔ اکثر عمارات سرکاری مین چند اشعار کھدے ہوے لگے ہوتے ہین
اُنکے اخیر مصرعہ سے بحساب حروف ابجد تاریخ تعمیر مکان کی نکل آتی ہی۔ اسی طور سے
اُس کتابہ کے اخیر شعر سے کہ اخیر سلطان عبد المجید نے واشنگٹن کی عمارت کے لیے
بھیجے تھے مجھے ایسا گمان ہی کہ تاریخ تعمیر اُس مکان کی بحساب حروف ابجد نکل آتی ہی۔ صرف
یہ ہی جاننا کافی ہی کہ کس حرف کے لیے کونسا عدد مقرر ہی۔ جسوقت یہ معلوم ہوا تو ہر حرف
کے اعداد لیکر کُل کو جمع کرنے سے تاریخ نکل آتی ہی۔ لفظ بیکتاشی سے تاریخ تقرری
وایجاد اُس فرقے کی ۳۳ھ ہجری از روے حساب ابجد نکلتی ہی۔

لوگون کا یہ بھی اعتقاد ہی کہ خدا تعالےٰ نے ہر حرف پر ایک ایک خدمتگار مقرر کیا ہی
اُنکی دانست مین بر وقت ضرورت اُنکو بھی نام لیکر طلب کرسکتے ہین اور اُنسے طالب
کسی مدعا کے ہوسکتے ہین۔ خاص خاص نقش یا اسمار کے لیے بھی اُسی طور سے ایک ایک
فرشتہ یا جن تعینات ہی اگرچہ وہ بر وقت طلب دکھائی نہین دیتے ہین لیکن تاہم وہ
حاضر ہوتے ہین اور طالب کے احکام کی تعمیل موافق لوگون کے اعتقاد کے بلا عذر کرتے
ہین۔ وہ نقش یا اسمار خاص دِن اور خاص گھنٹے اور خاص خاص متقامات چاند وستارون پر
لکھنے چاہیین ورنہ وہ اپنی تاثیر نہ بخشین گے۔ خاص خاص مقامات کے پتھرون پر بھی وہ
نقش کھود دے جاتے ہین۔ مثلاً اشتہار مقدس مکّہ و مدینہ یا قبرون متبرک کسی اولیا
یا بانی فرقۂ درویشان کے متصل سے پتھر لاکر اُنپر وہ نقش کھود دے جاتے ہین۔ وہ پتھر
جو قرب وجوار قبر حاجی بیکتاش سے لائے جاتے ہین اس مطلب کے لیے بہت مفید متصور ہوتے
ہین۔ علاوہ آیات قرآن اکثر نام حضرت علیؑ یا خلفاے دیگر و نام محمد صلعم بھی اس مطلب
کے لیے مستعمل ہوتا ہی اور دیکھنے مین آیا ہی کہ کچھ اعداد بطور راز و اسرار پیالہ آب کے اندر اور
کنارون پر کھدے ہوتے ہین تاکہ پانی پینے والے کی آنکھ اُسپر پڑے۔ اگر سحر اِسطرح کا
کرنا منظور ہوتا ہی کہ کسی مین عشق و محبت پیدا ہو تو جن جو اُن حروف پر تعینات ہوتے ہین

سب طلب کیے جاتے ہین۔ اور اگرچہ وہ نظر سے غائب ہوتے ہین تاہم اُن لوگون کا یہ اعتقاد ہوتا ہی کہ وہ اپنا اثر کرتے ہین اور جسپر کہ وہ عمل ہوتا ہی اُسکو وہ اپنے حکم کا مطیع کر لیتے ہین۔ اُسکے اثر سے محفوظ رہنے کے لیے علاج صرف یہ ہی کہ افسون وسحر سے اُسکا توڑ کیا جاوے اس صورت مین دوسرے جن اول سحر کے جنون پر یا تو غالب آجاتے ہین یا وہ دونون مخالف گروہ ہاے جن باہم معاملہ کر کے متفق ہو جاتے ہین اور اِس طرح سے وہ شخص جسپر کہ سحر ہوا تھا بلاے ناگہانی سے محفوظ ہو جاتا ہی۔

بیشمار حساب پیچیدہ مکعب و مربع بنا کر وجمع و تفریق وضرب وتقسیم کر کے اِس بات کے دریافت کرنے کے لیے کہ اخیر مین طاق رہیگا یا جُفت کیے جاتے ہین۔ اگر اخیر مین طاق بچے تو نتیجہ زبون ظہور مین آویگا اور درصورتے کہ جفت بچے تو انجام بخیر ہوگا۔

مسلمانون کی تسبیح مین ۹۹ دانے موافق تعداد اسماے الٰہی ہوتے ہین۔ بعضے درویشونکی تسبیح کے دانے تعداد مین اِس سے کہین زیادہ ہوتے ہین پارسا وعابد جمیع اسماء الٰہی کو پڑھتے ہین اور خدا کو اُن نامون سے یاد کرتے ہین۔ موافق بیان فقرہ ۱۸۰۔ باب ۷ قرآن مسلمان اسماے الٰہی پڑھتے جاتے ہین۔ اور تسبیح پھیرتے ہین مضمون اُس فقرے یا آیت قرآن کا ذیل مین درج ہی۔

معتقدین وحدانیت اللہ ورسول اللہ یعنے محمد صلعم نام اللہ کا شب وروز پڑھو اور انکو شمار کرو۔

ایک درویش نے کہ میرا دوست تھا اور رازو اسرار خواص حروف سے واقف مجھسے یہ بیان کیا ہی کہ چونکہ قوت عقل وتکلم خدا کی خاص بخششون مین سے ہی اسلیے حروف بھی اپنے مطالب کے بیان کرنے کے لیے اور علم کو قائم ویادگار رکھنے کے واسطے خدا سے انسان کو مرحمت ہوے تھے اور خدا بھی بروقت گفتگو کے پیغمبرون سے اور بروقت دینے دس احکام کے کہ توریت وانجیل مین درج ہین انھین کو کام مین لایا تھا۔

حروف اربع عناصر یعنے آب و تراب و نار و ہوا سے ۹۶- حروف ابجد مندرجہ ذیل متعلق ہین-

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰
ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	
۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	
ض	ظ	غ										
۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰										

یہ چار مختلف مزاجون مین منقسم ہین- سات اُنمین سے ناری ہین یعنے ا ہ ط م ف ش ذ اور سات ہی ترابی یا خاکی ہین- تفصیل اُنکی یہ ہی- د ح ل ع ر خ غ اور بادی یا ہوائی بھی سات ہین یعنے ب و ی ت س ن ض- اور آبی بھی سات ہین تفصیل اُنکی یہ ہی- ج ز ص ک ث ظ ق- سات حروف آبی تو اصلی کہلاتے ہین اور باقی اُنکے فروع اسلیے کہ خدا نے قرآن مین کہا ہی کہ سب چیزون کو ہمنے پانی سے بنایا ہی اِنکو اربعہ عناصر کہتے ہین- اکثر علوم زمانۂ حال مین مثلاً طبابت و علم کیمیاگری مین کچھ درویشوں ہی نہین بلکہ عالم و فاضل علما بھی اُنکا بیان کرتے ہین اور اُنکو عنصر سمجھتے ہین-

فہرست

جمیع تکیہ ہاے درویشان واقع قسطنطنیہ ناظرین کے مطالعے کے لیے درج کیجاتی ہی- ہفتے مین جو فرقہ جس جس روز نماز پڑھتا ہی اور رسمیات مذہبی ادا کرتا ہی وہ بھی قلمبند کیا گیا ہی-

جمعہ

میولیوی - جنکو چکر کہانے والے درویش کہتے ہین تکیہ انکا پیرا مین ہے -

سنبلی - تکیے اِنکے مقامات خوجہ مصطفےٰ پاشا و استنبول مین واقع ہین -

جلوتی - تکیہ عزیز محمد افندی کا سکوتاری مین واقع ہے -

۳ نقشبندی - تکیہ یا خانقاہ امیر بخارا متصل مسجد سلطان محمد کشور کشاے قسطنطنیہ -

قادری - تکیہ یحیٰی افندی بمقام بیشات توش -

نقشبندی - تکیہ کیوسن گیاری عبد اللہ افندی بمقام ادریس کیوسک -

نقشبندی - قلندر خانہ بمقام ایب -

جلوتی - تکیہ اِک شمس الدین بمقام زیرک -

روفائی - تکیہ موسوم بہ قبہ متصل مسجد سلطان محمد دوم واقع قسطنطنیہ -

نقشبندی - تکیہ شیخ الاسلام بمقام ایت -

جلوتی - تکیہ امیر زنان بمقام شہر امینی -

جلوتی - خانقاہ موسوم بتکیہ بمقام توپی کاپو -

جلوتی - خانقاہ موسوم بہ بندر والی زادہ بمقام آتاویہ واقع سکوٹرکے -

نقشبندی - خانقاہ موسوم بہ عثمان افندی بمقام سکوٹرکے -

سنبلی - تکیہ سنان اردی بلی متصل مسجد سینٹ صوفیا -

سعیدیہ - تکیہ کار امصطفےٰ متصل اکسرا واقع استنبول -

قادری - خانقاہ موسوم بحکیم اوغلو علی پاشا بمقام استنبول -

قادری - خانقاہ موسوم بہ فوری بمقام بلیل ڈریسی متصل ایب -

نقشبندی - خانقاہ موسوم بہ ہندی لر تکیہ سے بمقام خورخور متصل اکسرا واقع استنبول -

قادری - خانقاہ موسوم بہ پیالے پاشا تکیہ سے متصل اوکی میدان صحن مقامات جہاز کے پیچھے -

قادری۔ رسمی تکیہ سے متصل دروازہ اڈریانوپل واقع استنبول۔
سنبلی۔ یلت تکیہ سے متصل مسجد تابت واقع استنبول۔
قادری۔ علی بابا تکیہ سے متصل پیالی کوشا۔
قادری۔ ترابی تکیے سے متصل نیوی یارڈ یا صحن مقامات جہاز۔
نقشبندی۔ بشیرآغا تکیے سے متصل سبلایم پورٹی واقع استنبول۔
نقشبندی۔ ازبک تکیہ سے متصل بلبل ڈریسی واقع سکوٹری۔
خلوتی۔ کلنجی شیخ امین افندی تکیے سے بمقام اڈمک فلر واقع چمن چیر باشی۔
بیرامیہ۔ عبدی باباتکیہ سی متصل ایب۔
خلوتی۔ شیخ سنوہی افندی تکیہ سے بمقام ٹوگن جیلرز واقع سکوٹری۔
نقشبندی۔ ازبکلر تکیہ سی بمقام چیڑہا و محمد پاشا یوکاشی واقع استنبول۔
روفائی۔ الاجا مسجد تکیہ سی متصل دروازہ لنکہ بی بمقام مرجیمک۔
خلوتی۔ ایدین اغلو تکیہ سی متصل سبلایم پورٹی واقع استنبول۔
نقشبندی۔ عزت محمد پاشا تکیہ سی بمقام ایب۔
نقشبندی۔ امیر بخارا تکیہ سی دروازہ اڈریانوپل واقع استنبول کے باہر نکلتے ہی ملتا ہی۔
سعیدی۔ شیخ غنی تکیہ سی متصل تابوت جلارز واقع سکوٹری۔
خلوتی۔ خانقاہ موسوم بہ خلوتیہ تکیہ سی جو مسجد کچوک آیا صوفیہ واقع استنبول کے اندر ہی۔
خلوتی۔ فیض افندی تکیہ سی متصل اگاریج گاکن۔
خلوتی۔ شیخ لی حسین افندی تکیہ سی متصل چمن احمدیہ۔
سعیدیہ۔ چاکر آغا تکیہ سی متصل سلما ٹومروک واقع استنبول۔

سعیدیہ۔ کمنز جی تکیہ سی متصل ڈولما بکچا۔

خلوتی۔ دیوانی مصطفےٰ افندی تکیہ سی جو مسجد شیخ جامی واقع سکوٹری کے اندر ہے۔

خلوتی۔ اوجیلر تکیہ سی متصل دروازہ سلوری واقع استنبول۔

خلوتی۔ چولک حسن افندی تکیہ سی بمقام ادریس کسکی۔

رو فائی۔ شربت دار تکیہ سے بمقام فنائی متصل چمن خسا کے۔

قادرز۔ کورک جی تکیہ سے بمقام اسمالی زوکاک بہ چمن لالہ زار۔

خلوتی۔ چلک تکیہ سے بہ چمن منکوچ۔

شنبہ

مولیوی۔ میولیوی خانہ تکیہ سے۔

خلوتی۔ سید ولایت حضرتیری تکیہ سے متصل میدان یا چمن تماشق پاشا ارز اس سے

سنبلی۔ کشفی جعفر افندی تکیہ سے بمقام فندک لی۔

خلوتی۔ سلیمی علی افندی تکیہ سے بمقام آجی بادم واقع سکوٹری۔

خلوتی۔ ارو مشیخی حافظ افندی تکیہ سے متصل ہمام چلیبی محمد آغا۔

سعیدیہ۔ بلچک تکیہ سے بمقام دفتر دار اسکلاسی متصل ایب۔

روفائی۔ علی قاضی تکیہ سے بمقام تلرک لک واقع قاسم پاشا۔

قادری۔ لیشماک جی تکیہ سے بمقام کچوک پیالی پاشا۔

خلوتی۔ سعد اللہ چاش تکیہ سے بمقام ایثالی باکل متصل دروازہ سلور کے۔

روفائی۔ شیخ کمیل افندی تکیے سے متصل عورت بازار واقع استنبول۔

روفائی۔ بربرلر شیخی عثمان افندی تکیہ سے بمقام بیازد آغا مہاسی توپ کاپو۔

بیرامیہ۔ محمد آغا تکیہ سے در مسجد مذکورہ بالا۔

یکشنبہ و چہار شنبہ

خلوتی۔ بلبل جی زادہ افندی تکیہ سے لمسجد نشان جی پاشا جدید۔

قادرز۔ یرماجی باباتکیہ سے بمقام لیمین پاشا واقع سنیٹری۔

قادرز۔ شیخ محمد خفاف تکیہ سی بمقام بلبچی توکستی واقع کچوک ہیمن۔

خلوتی۔ شیخ فیض اللہ افندی تکیہ سے لمقام احمدیہ واقع سکوٹری۔

سنبلی۔ بیرام پاشا تکیہ سے متصل خساکی مسجد واقع استنبول۔

خلوتی۔ امیر تکیہ سے متصل دروازہ سلوری۔

قادرز۔ کوسی افندی تکیہ سے متصل خانقاہ میمار رزس سے۔

قادرز۔ حمدی افندی تکیہ سے لمقام سنان پاشا۔

سعیدیہ۔ یگچی زادہ تکیے سے بمقام گھاٹ بلبین واقع سکوٹری۔

سعیدیہ۔ کریسی مصطفٰے افندی تکیے سے لمقام ایب۔

یکشنبہ

میولیوی۔ قاسم پاشا میولیوی خانہ سے۔

نقشبندی۔ شیخ مراد تکیے سے متصل اورٹک جلارز۔

نقشبندی۔ مراد ملا تکیے سے ببازار چہارشنبہ۔

نقشبندی۔ امیر بخارا تکیے سے متصل دروازہ اگری کپو۔

نقشبندی۔ سلیمی افندی تکیہ سے لمقام باباحیدر متصل ایب۔

خلوتی۔ جمالی زادہ تکیہ سے بیرون دروازہ اگری کپو۔

نقشبندی مصطفٰے پاشا تکیے سے بیرون دروازہ اڈریانوپل واقع استنبول۔

رفاعی۔ سچلی افندی تکیے سے متصل چشمہ چراغ جی بمقام کیچک مصطفٰے پاشا۔

سعیدیہ۔ شیخ علی افندی تکیے سے متصل اڈگاب جلر یدادی تکیے سے بمقام ٹاٹولا۔

خلوتی۔ یلذر تکیے سے متصل بچہ کپوسی واقع استنبول۔

سعیدیہ۔ سنجک دار ہر ید دین تکیے سے متصل مسجد تحپنیر۔

قادری۔ حیدر و یدی تکیہ سے متصل سرائے خانہ۔

روفائی۔ کلجی زادہ تکیہ سے متصل دروازہ نو۔ وہرسوس تکیہ ہی۔

نقشبندی۔ سلیم بابا تکیے سے متصل چنار۔

خلوتی۔ شیخ سلیمن افندی تکیے سے متصل صوفی لر۔

خلوتی۔ آمی سنان تکیہ سے متصل مسجد کرک جی بمقام ٹوپ کاپو۔

نقشبندی۔ نوری افندی تکیے سے متصل ٹوب کاپو۔

نقشبندی۔ وبتی احمد افندی تکیے سے بمقام لالہ زار۔

سنبلی۔ میر اکبر تکیے سے متصل ہفت برج۔

خلوتی۔ حاجی قدین تکیے سے بمقام سماتھیا۔

خلوتی۔ خمر ازادہ تکیے سے متصل نشان جی پاشا جدید۔

نقشبندی۔ رقم افندی تکیے سے بمقام زنجرلی کیو واقع استنبول۔

سعیدیہ۔ عرب حسن افندی تکیے سے متصل باب میولیوی خانہ۔

خلوتی۔ حافظ افندی تکیے سے بمقام بیکوس۔

روفائی۔ ٹوانگیر ٹیپسی تکیہ سے بمقام سکوٹری۔

قادری۔ علم گولیم تکیہ سے بمقام زنگرلی کیو بمقام سکوٹری۔

نقشبندی۔ اروک تیکیے سے متصل داؤد پاشا۔

قادری۔ جدو حاجی ویدی تکیے سے ٹیونس باغ کے اندر بمقام سکوٹری۔

قادری۔ عبد السلیم تکیے سے بہ کھوس کیوئی۔

خلوتی۔ شیخ حافظ افندی تکیے سے متصل کراجا احمد بمقام سکوٹری۔

خلوتی۔ خلوتی تکیہ سے اندرون مسجد کتا متصل کیوسک کلے جلار۔

قادری۔ تاشجی تکیہ سے بمقام قاسم پاشا اندرون بابی سبیل۔

سنبلی۔ سفوتی تکیے سے بمقام آغاچیر متصل دروازہ سلوریا۔

خلوتی۔ اوکسنر جابابا تکیے سے متصل اکرجا۔

خلوتی۔ سرتارک زادہ تکیے سے بمقام ایب متصل نشان جلار۔

قادری۔ شیخ خلیل افندی تکیے سے متصل التی مرمر۔

نقشبندی۔ بیبکلر تکیے سے بمقام سلیمیہ واقع سکوٹری۔

بیرامیہ۔ یانز تکیہ بمقام سلاجاب واقع سکوٹری۔

خلوتی۔ کوسرہ مصطفیٰ باباتکیے سے بمقام چاسش ڈیری واقع سکوٹری۔

سعیدیہ۔ صیفت الدین افندی تکیے سے بمقام چاسن ویری واقع سکوٹری۔

نقشبندی۔ شیخ سعید افندی تکیے سے بمقام کندیلی واقع گھاٹ۔

نقشبندی۔ جان فدا تکیے سے بمقام قبہ توش۔

دوشنبہ

میولیوی۔ یانی کاپو میولیوی خانہ سے۔

خلوتی۔ نورالدین جراہی تکیے سے متصل کارالگمراک واقع استنبول۔

سعدیہ۔ عبدالسلیم تکیے سے متصل حسن پاشاخان۔ یہ تکیہ بنام کوغاجی شیخ تکیے سے معروف ہے۔

روفائی۔ یحیی افندی تکیے سے بمقام ایب۔ یہ خانقاہ بنام جیب افندی تکیے سی معروف ہے۔

روفائی۔ کاراسدک لز تکیے سے متصل مفتی حمام۔

نقشبندی۔ دلجر زادہ تکیے سے بمقام بیبک توش۔

سنبلی۔ حاجی اوحد تکیے سے متصل یادی کولی یاھفت برج۔

شنزلی۔ شنزلی تکیے سے متصل دیہ علی بی
جلوتی۔ سلیمی علی آفندی تکیے سے بمقام بیشیک توسش۔
قادری۔ نظامی زادہ تکیہ سے متصل شہر امینی۔
خلوتی۔ متھکہ تکیے سے بمقام بیشیک توشس۔
سعدیہ۔ فندک زادہ تکیہ سے بمقام یکسک کلڈرم۔
خلوتی۔ التون جی زادہ تکیے سے بمقام اکشی کاراتوت۔
قادری۔ پیک ویدی تکیے سے متصل دروازہ سلوریا۔
خلوتی۔ چیکہ زادہ تکیے سے متصل اسکی علی پاشا۔
بداوی۔ حسیب افندی متصل توپ تاشی واقع سکوٹری۔
خلوتی۔ بازرجین تکیے سے بمقام خوجہ مصطفےٰ پاشا۔
سعیدیہ۔ جگرم ویدی تکیے سے متصل میرین بیرکس۔
روفائی۔ جندی حرم تکیے سے بمقام آلٹی مرمر۔
نقشبندی۔ نقشبندی تکیے سے بمسجد کرشندی حسن واقع گلاٹا۔
قادری۔ شیخ عمر افندی تکیے سے بمقام حاجی الیس متصل اگری کپوسو واقع استنبول
خلوتی حسن افندی تکیے سے بمسجد جہانگیر
خلوتی۔ عاشق کرامانی تکیے سے بمقام سدلیجا۔
سعیدیہ۔ عبدالباقی تکیے سے بمقام کادی کیوی۔
خلوتی۔ فضل آلہی متصل بازار عثمان افندی تکیے سے بمقام اٹھ بازار واقع استنبول
قادری۔ تاہش جی تکیے سے متصل داؤد پاشا اکالاسی۔
گلشنی۔ تاتار افندی تکیے سے بمقام توپ خانہ۔
خلوتی۔ فنائے تکیہ سے بمقام ملاکیو وانی۔

خلوتی۔ میر حسین افندی تکیے سے متصل اسکی علی پاشا۔
نقشبندی۔ گریلز تکیے سے بمقام ادرکیس کسکی۔
سعدیہ۔ بدر الدین زادہ لر تکیے سے بمقام لیپامیشیہ۔
قادری۔ قادری تکیے سے متصل چاگالازادہ سرائے۔
خلوتی۔ طغزاماجی تکیے سے بر پشت جھلخانہ سلح خانہ۔
بیرامیہ۔ عبد الصمد افندی تکیے سے بمقام خاجد خانہ۔

سہ شنبہ

قادری۔ اسمعیل رومی حضرتی تکیے سے بمقام توپخانہ معروف بہ بکاورخانہ۔
سنبلی۔ شاہ سلطان تکیے سے بمقام بہاریہ معروف بہ نجاتی افندی تکیے سے۔
بداوی۔ شیخ مصطفی افندی تکیے سے متصل ٹاٹاوالا واقع اوزن یول۔
سعدیہ۔ محمد افندی تکیے سے بمقام کاراگمرک معروف بہ احدر افندی تکیے سے۔
گلشنیہ۔ کیورجی شیخ علی افندی تکیے سے متصل ملا عاشقی۔
جلوتی۔ سرتارک زادہ تکیے سے بمقام کمیرتی متصل مسجد محمد دوم۔
نقشبندی۔ کشفی افندی تکیے سے اندرون مسجد کفیلی واقع درالمن۔
سنبلی۔ ابراہیم پاشا تکیے سے بمقام کم کاپو اندرون مسجد نشانجی۔
سنبلی۔ کورک تکیے سے متصل ملا قورانی۔
خلوتی۔ اسمعیل افندی تکیے سے بمقام یانی کیوئی۔
سعدیہ۔ کاپو اگاسی اسمعیل آغا تکیے سے متصل آغا حمام واقع سکوٹری۔
بیرامیہ۔ برجی زادہ محی افندی تکیے سے بمقام دین جبلی واقع سکوٹری۔
قادری۔ کرتال احمد افندی تکیے سے بمقام بازار باشی واقع سکوٹری۔
گلشنی۔ ہلوی افندی تکیے سے بمقام شہر امینی۔

عاشقیہ۔ محمد افندی تکیے سے بمقام چیچا جلر۔

قادری۔ محمد افندی تکیے سے بمقام ایب متصل دیگ خانہ۔

بیرامیہ۔ تاویل محمد افندی تکیے سے متصل التی مرمر۔

سعدیہ۔ شیخ جوہر تکیے سے بمقام اوکی میدان۔

خلوتی۔ شوکی مصطفےٰ افندی تکیے سے متصل میمار۔

سعدیہ۔ کلامی تکیے سے بہ چارسو بمقام بکیلا۔

نقشبندی۔ سالیہ افندی تکیے سے متصل در الگمن۔

سعدیہ۔ شیخ امین افندی تکیے سے بمقام پاشمک جی چیر۔

خلوتی۔ میمر سنان تکیے سے بمقام عاشق پاشا۔

جلوتی۔ بدجی لار تکیے سے متصل عزیز محمد افندی واقع سکوٹری۔

خلوتی۔ خوجہ زادہ الحاجی احمد افندی تکیے سے بمقام زیرک۔

چہار شنبہ

میولیوی بشنک تاسی میولیوی خانے سے۔

خلوتی۔ اومی سنان تکیے سے متصل ایب بمقام ودکی جی لر۔

سعدیہ۔ حضرمی زادہ تکیے سے بمقام سدلوجار

روفائی۔ شیخ ہلادی تکیے سے بمقام بوزتا غان کمیری۔

سنبلی۔ عیسی زادہ تکیے سے متصل درالگمن۔

قادوری۔ شیخ رسمی تکیے سے متصل کارالگرک واقع استنبول۔ یہ خانقاہ معروف بقبہ گوتک ہے۔

خلوتی۔ اک بایک تکیے سے متصل اخور کپوسس سو۔

سنبلی۔ سرکاجی تکیے سے بمقام جبلی بیٹی کپسو۔

نقشبندی۔ چکر ویدی تکیے سے بمقام شہزادہ باشی۔

خلوتی۔ کشفی تکیے سے متصل شہزادہ باشی۔

خلوتی۔ ترمش ویدی تکیے سے بمقام رومانی حصار۔

قادری۔ رملی تکیے سے متصل شہر امینی۔

قادری۔ یان نک تکیے سے بمقام فرہاد آغا واقع قاسم پاشا۔

خلوتی۔ اسکندریا تکیے سے متصل آغا حمام واقع سکوٹری۔

روفائی۔ شیخ نوری تکیے سے دیگلر میدان واقع سکوٹری۔

جلوتی۔ ابراہیم افندی تکیے سے یکزل مسجد واقع بلگرلی۔

خلوتی۔ اُمی احمد افندی تکیے سے متصل مسجد چینلی واقع سکوٹری۔

خلوتی۔ ادریس افندی تکیے سے بمقام چاسنی دیری۔

گلشنی۔ سید افندی تکیے سے بمسجد باش جی بمقام قاسالی۔

قادری۔ قادریہ تکیے سے بمقام توپخانہ۔

جلوتی سلیمی علی افندی تکیے سے بمقام چلدجا۔

جلوتی۔ جلوتی تکیے سے بمقام توپخانہ متصل اکارجا۔

خلوتی۔ یحییٰ کتھوڈا تکیے سے بمقام قاسم پاشا متصل جمعہ بازار۔

جلوتی۔ فنارے تکیے سے بمقام الاجا مینارہ واقع سکوٹری۔

بیرامیہ۔ جبیسم لطیف تکیے سے بمقام اکسرا ے۔

خلوتی۔ علی افندی تکیے سے بمقام اجی چشمہ متصل دروازہ اڈریا نوپل۔

رمفائی شیخ زادہ تکیے سے متصل توپخانہ بمقام فیروز آغا۔

سنبلی میمار تکیے سے بمقام میمار چارسو۔

خلوتی۔ سید خلیفہ تکیے سے بمقام فنالی۔

قادری۔ بنائی تکیے سے بمقام توپخانہ۔
قادری۔ میر حسن تکیے سے بمقام قاسم پاشا۔
قادری۔ دبیلی کالا احمد افندی تکیے سے متصل میولیوی خانہ۔

پنجشنبہ

میولیوی۔ یاقی کاپو میولیوی خانے سے۔
شبلی۔ مرکز افندی حضرتری تکیے سے بیرون میولیوی خانہ۔
نقشبندی۔ احمد البخاری تکیے سے بمقام کابن وکیک واقع استنبول۔
نقشبندی۔ یحیی افندی حضرتری تکیے سے بمقام میولیوی خانہ۔
شنزالی۔ مشزالی تکیے سے بمقام کابن وکیک واقع استنبول۔
روفائی۔ الیانک علی افندی تکیے سے مسجد زہکرجی بمقام لالہ زار۔
نقشبندی۔ بیشک جی زادہ تکیے سے متصل مسجد بیکر پاشا۔
سعدیہ۔ عابد چلیبی تکیے سے متصل قاضی چشمہ۔
خلوتی۔ اپاک جی محمد افندی تکیے سے متصل اوٹ لاگجی یوکشی۔
نقشبندی۔ سماقی زادہ تکیے سے بمقام مذکورہ بالا۔
سعدیہ۔ تاشل برون تکیے سے متصل ایب۔
نقشبندی۔ یولک لوبیر تکیے سے بمقام ایب۔
نقشبندی۔ امیر بخارا تکیے سے بمقام اوتاک جلار۔
نقشبندی۔ سلیمیہ تکیے سے بمقام سکوٹری۔
نقشبندی۔ قاسم الدین عاشقی تکیے سے بمقام قاسم پاشا۔
خلوتی۔ سکلی محمد پاشا تکیے سے بمقام میدان واقع استنبول۔
نقشبندی۔ صادق افندی تکیے سے بمقام الاجا رحماری واقع سکوٹری۔

نقشبندی - مدانیہ لی زادہ تکیے سے متصل باپی ہمایون واقع استنبول۔

بیرامیہ - ہمت زادہ تکیہ سے متصل نقاسش پاشا۔

روفائی - محمد شمس الدین افندی تکیے سے متصل یاپی یکچہ

نقشبندی - تاہیر آغا تکیے سے متصل کساپ باشی چشمسی۔

سعدیہ - بمقام بمیز تکیہ متصل پساماتھیا واقع استنبول۔

نقشبندی - آغا شیخ تکیے سے متصل جبہ خانہ۔

نقشبندی - سیند بابا تکیے سے متصل خاساکی۔

قادرز - شیخ طو افندی متصل خاساکی۔

نقشبندی - درونی تکیے سے متصل کمر زنگن۔

نقشبندی - نالبر محمد افندی تکیے سے بمقام رومالی حصار۔

نقشبندی - باباحیدر تکیے سے متصل ایتب۔

خلوتی - تلوتی تکیے سے متصل انادیہ واقع سکوٹری۔

سعدیہ - خلیل پاشا تکیے سے متصل گھاٹ داؤد پاشا واقع استنبول۔

خلوتی - حقیقی عثمان افندی تکیے سے متصل اگری کاپو۔

خلوتی - خلوتی تکیے سے متصل ارباچشماسی واقع ایتب۔

نقشبندی - الٹا افندی خلیفہ سی تکیہ سے بمقام اناودلی حصار۔

روفالی - روفائی تکیے سے بمقام اسکی منزل خانہ واقع سکوٹری۔

نقشبندی - محمد الٹا اللہ افندی تکیے سے بمقام کان لیجاب۔

نقشبندی - سعیدی بی تکیے سے متصل یوک سکن کالڈرم۔

بیرامیہ - ہاشمی عثمان افندی تکیے سے بمقام کالک شیر واقع قاسم پاشا۔

خلوتی - چلی جالی محمد افندی تکیے سے متصل چاسن ڈیری واقع سکوٹری۔

نقشبندی۔ سنبلم بابا تکیے سے بمقام سلطان پیسی واقع سکوتری۔

قادری۔ حاجی الیس تکیے سے متصل اگری کا یو واقع بتگی۔

خلوتی۔ وفی افندی تکیے سے بمقام توگنجار واقع سکوتری۔

خلوتی۔ صفوتی افندی تکیے سے۔ بمقام ایضاً۔

خلوتی۔ کاراباش علی افندی تکیے سے بمقام اسکی جامی والدہ واقع سکوتری۔

خلوتی۔ سرماشناک تکیے سے متصل دروازہ اڈریانوپل واقع استنبول۔

نقشبندی۔ دولجرأو غلو تکیے سے متصل خفاف خانہ۔

خلوتی۔ کسنق اوالی ابراہیم افندی تکیے سے بمقام سنگلی بقال۔

خلوتی۔ شیخ سلیمان افندی تکیے سے بمقام بیکوس۔

سعدیہ۔ سلطان عثمان تکیے سے بمقام سیراسرویلز واقع اوتکجلر

خلوتی۔ سیواسی تکیے سے متصل مسجد سلطان سلیم واقع استنبول۔

نقشبندی۔ اگوان لار تکیے سے متصل مسجد چینیلی واقع سکوتری۔

خلوتی۔ کارا پاحش تکیے سے متصل رومالی حصار۔

خلوتی۔ کاراباش تکیے سے بمقام توپخانہ۔

باب پانزدہم

مسٹر ایم ای یو بی سی نے بڑا صحیح اور دلچسپ دلپسند تواریخ ممالک شرقی لکھنے والا اپنی کتاب کے ایک باب مین حال درویشان قلمبند کرتا ہی۔ مین اُسمین سے مضامین مندرجہ ذیل نقل کرتا ہون۔

اُس مصنف کا یہ بیان ہی کہ اگر علماء ملک روم کو اُنکی اپنی اصلی حالت مین خادمان دنیا داران تصور کرین تو درویشون کو خادمان فرقہ دین مسیحی سمجھ سکتے ہین۔ وہ لوگ

بحر اوقیانوس سے دریاے گنگ تک پھیلے ہوے ہین اور بنام درویش وصوفی وسنت وفقیر نامزد ہین۔ وہ مذہب اسلام کے دینداروں مین اُسی طرح ہین جیسے کہ علماء اُسکی شریعت جاننے والے ہین۔ یہ دونون گروہ باہم ایسے دشمن ہین کہ صلح انمین ممتنع الوقوع ہے۔ یہ دونون مخالف گروہ ٹماکے روم مین موجود ہین۔ وہ باہم ایک دوسرے سے مخالفت کرتے ہین۔

یہ بھی ضروری ہے کہ اُنکو ہر باب مین مشابہ نہ سمجھنا چاہیے۔ درویش توخود دولت دنیوی چھوڑکر اُسکو غریب غربا کی پرورش مین صرف کرتے ہین۔ درویش کے معنے زبان فارسی مین دربدر بھیک مانگنے والے کے ہین بس وہ لفظ اُنکی مفلسی پر دلالت کرتا ہے۔ درویش اُسکو بھی کہتے ہین جو اپنے تئین اوروں کی امداد کے لیے فقیر کر دیتا ہے۔

مسلمانون مین حضرت علی اول تھے جنھون نے کہ اپنی دولت دنیا کو غربا و مساکین پر تقسیم کیا۔ یہ امر اُن سے کچھ بطور عمل تو ظہور مین نہ آیا بلکہ وہ اِس مقولہ قرآن پر کاربند ہوے کہ دنیا مین وہ بہتر شخص ہے جو انسان کو فائدہ پہونچاتا ہے۔ اُنکی دیکھا دیکھی بہت سے مسلمان اُنکے قدمون پر چلنے لگے۔ وہ باہم متفق ہوے اور اُنکے سرگروہ حضرت علی مقرر ہوے۔ وہ بنام صفا صاحبی معروف تھے۔ یہ لفظ صافی سے کہ زبان عربی مین صفت ہے بمعنی صاف نکلا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لوگ مفلسی و غریبی مین اوقات بسر کرتے تھے اور آداب طریقت قرآن پر کاربند ہوتے تھے۔ رفتہ رفتہ درویش اپنے ارادہ اصلی سے منحرف ہوگئے۔ گوشہ نشینان ہندویونان کو دیکھکر اور حسن وخوبی گوشہ نشینی ویاد الٰہی کو پسند کرکے وہ گوشہ نشینی اختیار کرنے لگے اور تارک الدنیا ہونے لگے اور خواہان سرور و یاد الٰہی ہوے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد وہ گروہون مین متفق ہوکر اُس طریقے پر چلنے لگے۔ بعضون نے طریقہ ریاضت سخت و زشت اور بعضون نے طریقہ تعصب وحالت دیوانگی بیاد الٰہی اختیار کیا اور بسبب استعمال قواعد مذہبی و واقفیت راز و اسرار

اُنہی مُنہین ایسے درویش پیدا ہوے جو ہمارے فرقہ مذہبی سے مشابہت رکھتے ہین
درویشون مین مسائل مذہبی و مقولے اُن قوانین سے مختلف ہین جنپر وہ عمل
کرتے ہین۔
مسائل مذہبی اُنکے وہ ہی ہین جو ممالک شرقی مین قبل از آغاز مذہب اسلام
مدت دراز سے صوفیون مین جاری تھے۔ اگر ابتدا و بناے مذہب صوفی دریافت
کیا جاتا ہین تو نہایت زمانہ قدیم مین کہ علم آلہی بذریعہ مخفی مدارس پیروان طریقہ تھی گورس
و پلیٹو اسکندریہ سکھایا جاتا تھا۔ بیان کرنا پڑے گا۔ اگر بغور و تامل دیکھین تو صاف
یقین ہوجاویگا کہ باوجود انقلاب زمانہ و انقلاب مسائل و اشتباہ نام متعصبان تدبیر
نشان علم حکمت اہل یونان و ہند علم حکمت اہل عرب مین پایا جاتا ہی۔ اسطرح دیکھنے
مین آتا ہی کہ حضرت محمد صلعم سے ایک صدی سے کچھ زیادہ پہلے دس فرقے تھے۔ اور
وہ دس دو فرقون مشائین و اشراقین سے نکلے تھے۔ اور چونکہ مسائل حکمت عرب دو
بڑے حکماے یونان کے مسائل سے ملتے ہین اور نام بھی کچھ کچھ ملتے ہوے ہین تو ہمکو وہ
دو بڑے حکیم یعنے ارسطو کہ معلم الارستاتالیس و پلیٹو کہ افلاطون آلہی کہلاتے تھے یاد
آتے ہین۔ یہ امر واقعی ہی جسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ باوجودے کہ پلیٹو افلاطون آلہی
کہلاتا تھا اور حکمت یونان مین اس لقب سے ملقب تھا تاہم وہ ہی پلیٹو اپنے شاگردون
مین سمجھکر باب مذہب و اخلاق مین حسب بیان مورخ ڈایوجینس کہتا تھا کہ مجہول
مطلق و بیحرکت ہونا اور جمیع قواے عقلی کو یعنے حواس خمسہ باطنی کو بالکل معدوم کرنا
کمال درجے کی نیکی ہی۔ بسبب ظہور قرآن و کتب حکمت قدیم یونان یہ ملک عرب
قریب قریب ایک ہی عہد مین تو تاریخ حکمت اس ملک نے ایک نئی صورت پکڑی۔
اس عہد تک ملک عرب مین حال حکمت یونان صرف کچھ کچھ بذریعہ زبانی روایات کے
معلوم تھا۔ باب حکمت جو اس زمانے تک بلاشراکت غیرے حکمرانی کرتا چلا آیا تھا اب

مذہب بھی اُسمین شریک ہوا اور ان دونون کے اثر سے دو اصلی فرقے سابق الذکر اپنے اپنے مسائل پر کاربند ہونے لگے۔ فرقہ مسیحین تو متکلم رہے اور اشخاص فرقہ اشراقین صوفی بنگئے۔ صوفی کے نام کی اصلیت کیا ہی جسپہ کہ اتنے رسالے لکھے گئے ہین۔ کیا یہ لفظ صافی سے نکلا ہی جو حضرت علیؓ نے اُس فرقے کا نام رکھا تھا جسکے وہ سرگروہ تھے یا صفا سے کہ نام ایک مقام کا ہی متصل کعبے کے یا لفظ صوف سے کہ معنی اُون یا پارچہ اونی آیا ہی جسکا یہ نیا فرقہ جامہ پہنا کرتا تھا اسوجہ سے کہ وہ علامت غریبی و فروتنی کی ہی تاکہ وہ اور فرقون سے تمیز کیا جاوے۔ یا یہ کہ لفظ یونانی ہی جو بگڑ کے غلط العام صوفی ہو گیا ہی۔ یہ سوال اسقدر لائق توجہ نہین جیساکہ مسائل مذہب صوفی قابل تحقیقات منظور ہین۔ منشاء جمیع مسائل صوفی سواے اسکے کچھ اور نہین کہ ہم سب خدا ہین جیساکہ بیان مندرجہ ذیل سے کہ مولانا جلال الدین اپنے مرشد سے مخاطب ہوکر کہتا ہی ظاہر ہی۔

او میرے مرشد تُونے مجھے یہ سکھا کر کہ تم خدا ہو اور تمام سب چیزین خدا ہین میری تعلیم کو کامل و ختم کیا۔ مختلف طریقہ ہاے حکمت ہند و یونان تو صرف اسی حد تک محدود تھے کہ روح انسان جاودانی ہی اور وہ ذات باری تعالےٰ مین سے نکلی ہی اور اس دار فانی مین اپنی حالت اصلی سے خراب ہوگئی ہی اور وہ پھر ذات باری تعالےٰ مین ملجاویگی لیکن صرف صوفیون نے روح انسان کو ذات حق تعالےٰ مین سے بشکل مادہ نکلتے ہوے دیکھا ہی کیونکہ وہ اُسکو شعاع آفتاب سے تشبیہ دیتے ہین اور کہتے ہین کہ جسطرح سے کہ شعاعین آفتاب سے مدام نکلکر پھر اُسی مین جذب ہو جاتی ہین اُسی طرح سے ارواح انسان ذات باری تعالےٰ مین سے نکلکر پھر اُسی مین شامل و جذب ہو جاتی ہین ہم اس تشبیہ کو وہ جمیع مخلوقات پر مثل بسینکا لاتے ہین۔ اسطرح کی تشبیہات کتب مذہب صوفی مین بیشمار درج ہین۔ مین چند اُنمین سے کہ بہت مشہور و معروف ہین اسجا لکھتا ہون۔ تم سمندر و لہرون کو دیکھتے ہو لیکن کیا تم اسوقت یہ یقین نہین کرتے ہو

گو وہ باہم ایک دوسرے سے مختلف ہین جسوقت سمندر پھولتا ہی لہرین پیدا ہو جاتی ہین اور جب لہرین بیٹھ جاتی ہین تو وہ پھر آب سمندر ہو جاتی ہین۔ اسیطرح سے انسان خدا کی لہرین ہین جو بعد موت کے پھر اُسمین ملجاتی ہین۔

تم کاغذ پر سیاہی سے حروف ابجد لکھتے ہو لیکن یہ حروف اُس سیاہی سے کچھ مختلف نہین جس سے کہ تمنے اُنکو لکھا ہی۔ اسی طور سے مخلوقات عالم خدا کی الف۔ بے ہی جو پھر اُسمین تحلیل ہو جاتی ہی۔ شیخ کابلی مراد دوم کا ہمعصر تھا۔ علمانے نسبت اُسکے یہ فتویٰ دیا تھا کہ اُسکا جیتا چمڑہ اُتار لو۔ اس شخص نے برملا عوام مین یہ درس دیا تھا کہ روح انسانی ذات باری تعالےٰ مین تحلیل ہو جاتی ہی اور بعینہٖ اُسی طور سے جیسا کہ قطرات باران آب سمندر مین ملجاتے ہین وہ اُسمین شامل ہو جاتی ہی۔ سپی نوزا نے زمانہ جدید مین اس بات کو ثابت کرنا چاہا تھا کہ خدا اور مادہ ایک ہی۔ بموجب اسی مسئلے کے پرستش خالق مخلوقات مین ضروریات سے متصور ہوئی ہی یعنے مخلوقات و کارخانہ الٰہی کی پرستش کرنا عبادت خالق ہی۔ صوفی بھی اسی مسئلے کی تعلیم دیتے ہین۔ قرآن کی ایک آیت سابق الذکر مین یہ آیا ہی کہ انسان کو یہ طاقت بخشی نہین گئی ہی کہ خدا اُس سے ہم کلام ہو اگر وہ انسان سے گفتگو کیا چاہتا ہی تو بذریعہ الہام یا پردہ کرتا ہی۔ پس انسان کو یہ سعی و کوشش کرنی چاہیے کہ بزور عشق خالق و رفع جدائی از ذات باری تعالےٰ اُس پردے کو درمیان سے اُٹھاوے پردہ جدائی از میان برداشتن زبان ممالک شرقی مین ایک محاورہ ہی بڑا مروج۔ کیا موافق اس مسئلے کے یا بموجب اس مقولہ قرآن کے کہ خالق نے مخلوقات کو اپنی ذات مین سے نکالا اور پھر اُسی مین داخل کریگا دیکھو قرآن باب پنجم آیت ۵) صوفی یہ دعوےٰ کر سکتے ہین کہ مسئلہ اُنکا مطابق مسئلہ قرآن کے ہی حقیقت یہ ہی کہ انھون نے اس مسئلہ قرآن کو بگاڑا ہی۔ وہ محمد صلعم کی پیغمبری کے تو منکر نہین لیکن انھون نے معنے نصایح و مسائل مندرجہ قرآن کے بطور اشارہ و کنایہ

تعبیر کیے ہین - اگر اصلی کنجی سے وہ اس قفل کو کھولتے تو وہ صحیح ترجمہ کرتے اور دھوکا نکھاتے - اس عہد مین بھی وہابی جنکو کہ سلطان محمود بالکل نیست ونابود نہ کرسکا تمام خلیج فارس کے گرد نواح مین موجود ہین اور وہ سواے قرآن کے جسکا ترجمہ انسان کی عقل سے ہوا ہو کسی اور سند کو مانتے نہین ہین - وہ نہ تو پیغمبرون کو اور نہ امامون کو مانتے ہین - صوفی ابتدا مین ہی خلاف اس مسئلے کے عمل کرتے تھے اور جن نتایج بد کے پیدا ہونے کا اُنکی تعلیم سے اندیشہ تھا اُنسے وہ پرہیز کرتے تھے یعنے وہ باب اخلاق بدرستی وبصحت تمام سکھلاتے تھے وہ ہمیشہ یہ ہی درس دیتے تھے کہ باہم اتفاق رکھنا چاہیے اور طریقہ پرہیزگاری اختیار کرنا چاہیے اور سب پر شفقت ومہربانی کرنی چاہیے - وہ آپ بھی اسی طریقے پر چلتے تھے - اُنکا یہ مقولہ ہو کہ دنیا مین جہالت کے سبب سے برائیان پیدا ہوئی ہین - اور وہ ہی باعث نااتفاقی وقصور کا انسان مین ہاہو بعض اُنمین کے اس باب مین قصہ مندرجۂ ذیل بطور مثال وسند درمیان مین لایا کرتے تھے اور برمحل پڑھا کرتے تھے -

چار مسافرون نے جنمین سے کہ ایک تو اہل عرب تھا اور دوسرا ایرانی اور تیسرا یونانی اور چوتھا ترک - باہم متفق ہوکر یہ اقرار کیا کہ ہم ملکر ساتھ کھانا کھایا کرینگے چونکہ اُنمین سے ہر ایک کے پاس دس دس روپیے تھے تو اُنھون نے باہم متفق ہوکر یہ صلاح کی کہ اس روپیے سے کیا چیز خریدین - ایک کی راے عناب خریدنے کی ہوئی اور دوسرے کی انگور اور تیسرے کی اُزدم - اور چوتھے کی ستافیلین - اس باب مین باہم تکرار ہوئی اور نوبت بزدوکوب پہونچی - اُسوقت ایک دہقان جو اُن سبکی زبان سے واقف تھا اسطرف سے گذرا اور وہ ایک ٹوکرہ انگورون کا اُنکے سامنے لایا - اُن چارون مسافرون کو یہ دیکھکر بڑا تعجب ہوا کہ جو چیز ہم چاہتے تھے اُسمین موجود ہی -

ایم یوبی سنی کا یہ اظہار ہی کہ میری دانست مین یہ مسئلہ خود خالق کی جگہ مخلوقات کو

مقرر کرتا ہی بڑا مکروہ ہو کر یہ دھوکا دینے والا ہی۔ وہ رفتہ رفتہ ایمان و باب اخلاق
کو بیخ و بن سے اُکھاڑ دیتا ہی پس وہ ان دونو نکا بڑا دشمن جانی ہی۔ چونکہ اس مسئلے
کی ظاہری شکل پسندیدہ ہی اسلیے وہ زیر پردہ اس سے زیادہ اندیشہ پیدا کرتا ہی اور
عقیل و فہیم کو بھی بے آنکہ وہ اپنی گمراہی سے مطلع ہون گمراہ کر دیتا ہی یہ مسئلہ بعض حکما
کا کہ روح مادے سے پیدا ہوئی ہی مسئلہ سابق الذکر سے سو حصہ بھی خرابی کا پیدا نہین
کرتا ہی۔ اگرچہ وہ دونون آخرش ایک ہی ہو جاتے ہین بدینوجہ کہ بادی النظر مین ہی
یہ مسئلہ خلاف عقل معلوم ہوتا ہی لیکن مسئلہ سابق الذکر ایسا باریک خیالات سے پیچیدہ
ہو گیا ہی کہ بڑے عقیل و فہیم بھی گمراہی مین پڑ جاتے ہین۔ اور وہ اُنکے لیے ایک پھندہ
ہو جاتا ہی جسمین کہ وہ پھنسجاتے ہین اور چونکہ اُنکو نسبت اپنے کوئی شک گمراہی کا
نہین ہوتا ہی تو وہ اُسمین سے نکلنے نہین پاتے ہین۔ اسی وجہ سے مقولہ مسٹر بوسویٹ
کو جسکی حکمت فنی لن کے خلاف ہی یہ لوگ بطور سند پیش کرتے ہین۔ مسئلہ
تلکین ہونے کا ذات باریتعالے مین جو صوفیون نے اہل اسلام مین پیدا کیا ہی یکایک
سب مین پیدا نہین ہوا ہی بلکہ بتدریج و رفتہ رفتہ پھیل گیا ہی اور اعتقاد اُنکا اُنکے
دلون مین قائم ہو گیا ہی یہ مسئلہ اول اول جیسا کہ مین سابق بیان کر چکا ہون بسبب
متعصبین مذہب و سختی آداب طریقت اُسکے پرانے چیلون کے درجہ اعتدال سے باہر
نہ نکل گیا تھا لیکن رفتہ رفتہ وہ جڑ پکڑتا گیا اور آخرش وہ اُنکی ذات مین قائم ہو گیا
درحقیقت مسئلہ محو ہونے کا یاد الٰہی مین جسپر کہ مذہب صوفی بنا کیا گیا ہی اور جو قوت
متخیلہ عیاشان ممالک شرقی کے نہایت پسندیدہ و مطابق معلوم ہوتا ہی بہت سے چیلونکو
اپنی طرف کھینچ لایا ہی۔ عیاشان ممالک شرقی کا حال کئی جا بائبل مین آیا ہی۔ مصر جو
ہنڈولہ درویشان گوشہ نشینون کا تھا یعنے جہان کہ وہ اول اول پیدا ہوے تھے
اور رہتے تھے بعد اسکے کہ عیسائی زمانہ قدیم مذہب اصلیت ترک کر کے رہتے تھے جسم

اہل تھمیس سے آباد و معمور ہو گیا تھا۔ صرف اتنین فرق یہ تھا کہ حضرت مسیح کے نام کی جگہہ
وہ اللہ کا نام لیتے تھے ورنہ ہر صورت سے حال اُنکا درباب چال وچلن و رسمیات و سختی
و پرہیزگاری و مبالغہ ایک سا تھا۔ کوہ اولمپس پر کہ کنارہ ایشیا پر واقع ہی اور قریب قریب
سامنے اُسکے کوہ اتھوس ہی اور وہان بیشمار یونانی خانقاہیں بنی ہوئی ہین ہزارون گوشہ نشین
و پارسا اپنے اور کارخانہ الٰہی کے خیال مین محو و مست تھے اور لوگ اب بھی اُنکو بطور
اولیاؤن کے یاد کرتے ہین۔ وہان سے وہ ملک عرب و ایران مین داخل ہوکر تا بانجام
ہندوستان جہان جہان کہ سلطنت مسلمانون کی تھی پھیل گئے تھے۔ یہ متعصب مثل متعصبان
آغاز مذہب عیسائی ہمیشہ ریگستان کی طرف پھیلتے گئے اور دنیا سے متنفر ہوکر اُدھر بھاگتے
گئے۔ انھون نے کبھی یہ ارادہ نکیا کہ حکومت مقررہ کو پلٹ دین اور حاکمان سے مقابلہ
و مجادلہ کرین۔ صوفیون نے یہ طریقہ کبھی اختیار نکیا الاجبکہ اُنکا گروہ بنا اور اُنمین
رسمیات مقرر ہوئین پہلے تو تعلیم مسائل اُنمین زبانی جمع خرچ تھا لیکن آخر شخص وہ
ایک گروہ بنا اور اُسمین قوانین مقرر ہوے دوسری صدی ہجری مین یعنے قریب
۱۹۰ھ ہجری کے شیخ اولوان صوفی نے کہ نیک وضعی اور علم کے لیے بڑا مشہور و معروف تھا
ایک فرقہ اپنے نام پر بنا کیا۔ قانون سازان و مومنین مذہب اسلام نے اِس نئی ایجاد
کا بڑا مقابلہ کیا اور یہ مسئلہ محمد صلعم کہ مذہب اسلام مین گوشہ نشینون کا دخل نہین انھون نے
پڑھا۔ اگرچہ یہ فقرہ کچھ بطور ضرب المثل مشہور ہو گیا تھا اور اہل اسلام اُسکو داخل ایمان
سمجھتے تھے لیکن اہل عرب ایسی خواہش گوشہ نشینی اور یاد حق مین مصروف ہونیکی رکھتے تھے کہ
وہ ایمان کو اُسکے آگے کچھ نسمجھتے تھے اور اور نئے نئے فرقے اول فرقے کی دیکھا دیکھی بن گئے
تعداد اُن فرقون کی دوم صدی سے روز بروز ساتوین صدی بلکہ اُس سے بھی آگے
زمانے تک زیادہ ہوتی گئی۔ ہیمر صاحب تعداد اِن فرقون کی حسب بیان مڈی او حسن
۳۰ قلمبند کرتے ہین۔ اُنمین سے بارہ تو بعد سلطنت خاندان اوتھومن بنے ہین اور اٹھارہ

چودھوین صدی سے نصف اٹھارھوین صدی تک کھڑے ہوئے ہین مذہب صوفی بھی مثل اور طریقون کے اول توخیالی تھا جسکے مسائل پر عمل نتھا لیکن بعد ازان عمل بھی ہونے لگا مثل مدارس تھیوسوفسٹس وتھامارجسٹس انمین دوطرح کے مسائل مقرر تھے ایک توظاہری یا تمام جنکی تعلیم کہ مریدان تازہ کو قبل از داخل کرنے کے فرقے مین دیجاتی تھی اور دوسری باطنی یا مخفی جو صرف ان اشخاص کو کہ کامل ہوجاتے تھے سکھائی جاتی تھی۔ مرید تازہ کو ہدایت کیجاتی تھی کہ ادب رسوم مذہبی مین سرمو فرق نکرنا اور طریقہ نیک وضعی کو ترک نکرنا جب بعد امتحان عرصہ درازیہ دیکھاجاتا تھا اور ثابت ہوتا تھا کہ مرید تازہ اپنے جسم کو تکلیفین دے کر جفاکشی اور اپنے تئین محو کر کے لائق اس درجے کے ہوا ہو کہ اُسکو راز واسرار مخفی بتایا جاوے تو وہ پردہ جو اُسکی نگاہ کے سامنے پڑا ہوا تھا اور جو اصل حقیقت کو اُسے دیکھنے نہ دیتا تھا اسکی نظر سے اٹھالیا جاتا تھا یعنے اس سے یہ کہا جاتا تھا اور اُسکو یہ تعلیم دیجاتی تھی کہ نبی اہل اسلام نے قرآن مین مقولے ونصائح وقواعد بطلب سیاست بطور کنایہ واشارہ بیان کیے ہین تاوقتیکہ انکا ترجمہ صحیح نہ کیا جاوے وہ صرف مجموعہ الفاظ بیمعنی ہین اور یہ بھی اُسکو سکھایا جاتا ہے کہ جسوقت کہ عبادت روحانی کی عادت ہوجاوے اسوقت پرستش ظاہری کو پرستش باطنی سے مبدل کرنا چاہیے اور رسمیات ظاہری وبیرونی کو یکقلم ترک کردینا چاہیے۔

جب کوئی شخص کعبے سے جو یہ اصطلاح درویشان معنی عشق اللہ آیا ہے باہر ہو تو اُسکو چاہیے کہ رخ ومیل اُسطرف کرے لیکن جو کعبے کے اندر ہو تو اُسکو صورت مین رخ کسی خیال کرنا یکسان ہے۔ یہ مضمون اشعار مثنوی شریف مین کہ من تصنیف جلال الدین ہے درج ہے وہ فقرہ ایسا مشہور ہے کہ ہمکو اسکے بیان کرنے کی بتماسہ کچھ حاجت نہین۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایکمرتبہ ایک چوپان سے ملاقی ہوئے جو بڑے جوش مین آکر اور خدا کی طرف مخاطب ومتوجہ ہوکر آواز بلند یہ کہہ رہا تھا کہ او خداوند تو کہان ہے مجھے بتلا

تاکہ مین تیرا بندہ و خدمتگار بنون اور تیری جوتی سیون ۔ اور تیرے بالون مین کنگھی کرون اور تیری پوشاک کو دھوؤن اور اپنی بکریون کا دودھ تجھکو پلاؤن ۔ اوخداوند جسکی مین پرستش کرتا ہون توکہان ہی مجھے بتلا تاکہ مین تیرے خوبصورت ہاتھ کو بوسہ دون اور تیرے حسین پیرون کو ملون اور تیرے کمرے مین قبل اسکے کہ تو بستر راحت پر آرام کرے جھاڑو دون ۔ اور اسکو خوب صفا کرون حضرت موسیٰ یہ سنکر بڑے جوش مین آئے اور اسکو لعنت ملامت کرنے لگے کہ تو کافر ہی ۔ خدا کا نہ تو جسم ہی اور نہ اسکو حاجت پوشاک اور غذا کی ہی اور نہ اسکو مکان و کمرے کی ضرورت ۔ وہ چوپان جو اسقدر عقل و تمیز سے بہرہ نرکھتا تھا کہ اس بات کو سمجھ سکتا کہ کوئی وجود بے جسم و بے احتیاج بھی ہوسکتا ہی حضرت پیغمبر کی لعنت ملامت سے سن ہوگیا اور اسنے مایوس ہوکر عبادت و پرستش حق کی بالکل ترک کردی خدا نے تب حضرت موسیٰ سے کہا کہ تو نے میرے بندے کو مجھسے جدا کردیا ہی اور اسکو مجھسے دور ہٹا دیا ہی ۔ مین نے تجھکو اس مطلب کے لیے بھیجا تھا کہ تو لوگون کو میرے نزدیک لا نہ کہ انکو مجھسے جدا کر ۔ ہر شخص کا وجود مختلف طرز کا بنا ہی اور ہر شخص کو مختلف وسایل اپنے مطلب دلی کے بیان کرنے کے لیے عطا ہوے ہین ۔ جو بات کہ تمکو قابل نقص معلوم ہوتی ہی وہ اورون مین قابل تعریف متصور رہی ۔ جو کچھ کہ تمکو زہر معلوم ہوتا ہی وہ اورونکی نگاہ مین شہد ہی ۔ پاکی و ناپاکی و آہستگی و تیزی میری نگاہ مین مساوی ہین اور کچھ حقیقت نہین رکھتی ہین ۔ ہندوستانی زبان صرف ہندوستانیون کے لیے بہتر ہی اور زبان زند اہل زند کے واسطے ۔ انکے کلام سے مجھپر کچھ داغ نہین لگاجاتا ہی بلکہ برعکس اسکے انکی توجہ و عبادت و دعا بیاد حق انکو پاک و صاف کرتی ہی ۔ الفاظ تو میری نگاہ مین کچھ بھی حقیقت نہین رکھتے ہین مین تو دل کو دیکھتا ہون اگر دل اسکا مسکین و عاجز ہی تو کیا پروا ہی کہ اسکی زبان سے کچھ خلاف نکلتا ہی ۔ دل وہ ہی جو عشق کی طرف مائل ہوتا ہی ۔ الفاظ توصرف یون ہی ہین ۔ میرے بندے کا دل میرے عشق کی طرف مائل ہی اور وہ خیالات و الفاظکا

کچھ پروا نہین کرتا ہے۔ قبلہ نما تو انکا نماز مین ہادی ہی جو کعبے سے باہر ہین لیکن جو کعبے کے اندر رہین انکو اسکی حاجت نہین۔ وہ کبھی اسکو اس مطلب کے لیے کام مین نہین لاتے ہین
ایم یوبی سنی نے مثنوی شریف من تصنیف بانی فرقہ درویشان میولیوی سے خلاصہ مرقومہ بالا لکھا ہے اور اس سے صاف صفای باطنی و علم روحانی اسکا ظاہر ہوتا ہے
وہی صاحب حال مندرجۂ ذیل بھی بیان کرتا ہے۔
سینٹ تھرلیسا حالت جوش مین اسی طور سے بہ آواز بلند کہتی ہے آہ میرے دوست میرے خداوند۔ میری محبت دل۔ میری جان کے جان جسوقت کہ وہ اپنی نماز مین حضرت مسیح کو دیکھتی ہے تو اسکے دل کو خوبصورتی دست و سفیدی و صفائی پاسے و ملائمت آواز و خط و خال وغیرہ حضرت مسیح سب سے زیادہ تر متاثر کرتے ہین۔ تمام مذاہب مین جنمین کہ راز و اسرار ہین ایسے ہی الفاظ مستعمل ہین۔ مین اسجا مضمون ذیل جو اسی طرح کا ہے مثنوی جلال الدین رومی سے اور نقل کرتا ہون۔
جلال الدین رومی نے شاہان ممالک شرقی مین سے ایک شاہ کے عہد مین ایسا دیکھا کہ علما و فضلا و پارسا اس زمانے کے صفات باری تعالی کے باب مین ایک دوسرے سے نہایت مختلف البیان تھے۔ پس اس شاہ نے ایک ہاتھی اپنی دار الریاست مین مخفی لاکر کمال تاریک مکان مین ڈھکا ہوا رکھا تب فضلا و علما کو وہان مجتمع کرکے اسنے انسے بیان کیا کہ میرے پاس ایک ایسا حیوان ہے جسکو تم مین سے کسی نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اس تاریک مکان مین اترتے وقت جمیع علما و فضلا کو اسنے اپنے ہمراہ لیا اور وہان پہونچکر انسے کہا کہ وہ حیوان تمھارے روبرو کھڑا ہے تم اسکو دیکھ سکتے ہو۔ جب انھون نے بالاتفاق کہا کہ ہمکو وہ نظر نہین آتا ہے تو شاہ نے کہا کہ آگے آکر اسکو مس کرو بموجب حکم شاہ سب نے اسکو مس کرکے دیکھا لیکن کسی نے کسی حصہ جسم حیوان پر ہاتھ رکھا اور کسی نے کسی اور حصے پر۔ جو وہ سب وہان سے باہر روشنی مین آئے تو شاہ نے انسے جداگانہ پوچھا کہ

تمھارے نزدیک وہ حیوان موجود تھا یا نہین اور اگر تھا تو کس سے مشابہت رکھتا تھا اور کیسا تھا۔ ایک نے اُن مین سے بیان کیا کہ وہ مثل ایک بڑے ستون کے تھا اور دوسرے نے کہا کہ چمڑہ اُسکا کھُردرہ تھا اور تیسرے نے یہ اظہار کیا کہ وہ مثل ہاتھی دانت کے تھا چوتھے نے بیان کیا کہ وہ بڑی بھاری موٹی شی تھی لیکن کوئی اُنمین سے بدرستی تمام بیان نکر سکا کہ وہ حیوان کیا تھا۔ بعد اسکے پھر ان علما و فضلا نے اُسی مکان مین جاکر بذریعہ روشنی آفتاب کہ ہر طرف سے اسمین آنے دی تھی دیکھا کہ وہ ہاتھی ہے اور دریافت ہوا کہ جو کچھ کہ ہر ایک نے جدا گانہ بیان کیا تھا سب سچ تھا لیکن اصل حقیقت کے بیان کرنے مین وہ سب مختلف الراے تھے۔ شاہ نے تب کہا کہ یہی صورت خدا کی ہے۔ ہر انسان اپنے حواس خمسہ ظاہری کے بموجب جو سب مین مختلف ہین خدا کا خیال باندھتا ہے اور اسی لیے وہ ایک دوسرے سے مختلف البیان ہوتے ہین اگر وہ حق کی تلاش کرین اور اسکے وجود مین شک نلاوین تو وہ سب راستی پر آجاوین اسیطرح کے مسائل چودھوین صدی مین اُن ممالک کے فرقہ بیگون مین جاری و پیدا ہوے جہان کہ مذہب عیسائی پھیلا ہوا ہے۔ کونسل ویانا نے انکو بمقام ڈوافنی اُن مسائل کے معتقد ہونے کے سبب بڑی لعنت ملامت کی اور اُنکے خلاف فتوے جاری کیا اُنکا ایک عقیدہ یہ تھا کہ استعمال قوانین و رسوم مذہبی صرف اُنکو واجب ہین جو ناکامل ہین لیکن جو خود کامل ہین وہ اُنسے آزاد ہین یعنے اُنپر تعمیل اُنکی فرض نہین مثل اس فرقے کے درویش بھی حکومت مذہب و باب سیاست کو یکطرف رکھتے ہین اور اُنکو وہ کچھ سمجھتے نہین۔ دنیادار جو پابند قوانین ہین وہ تو ایک فرقے مین داخل ہین اور جو عاشق خدا ہین وہ دوسرے فرقے بناتے ہین۔ عاشق خدا محب اللہ ہین۔ وہ خدا سے کام رکھتے ہین اور اُسی سے وہ متعلق ہین۔ اخیر جزو اس مسئلے کا اور بنا و باب اخلاق سب اسیطرح سے جاتی رہی۔ صرف یہ ایک عقیدہ مذہبی باقی رہ گیا کہ پیر کا ادب کرو اور اُسکی اطاعت و فرمانبرداری سے سر نہ پھیرو۔ درویش اس عقیدے پر کاربند

ہوتے ہین اور یہی بناے مذہب صوفی ہی۔ مین ابھی قصہ بانی فرقہ منیولیوس بیان
کرچکا ہون جسکو کہ تمام درویش پیروان طریقہ خداشناسی اعلےٰ ترین پیر ہین سے سمجھتے
ہین یضمون اُسکے اعلےٰ ترین مقولے کا عبارت ذیل سے واضح ہی۔
اوستاد و پیر تمھاری اس تعلیم سے کہ تم خدا ہو اور سب چیز خدا ہماری تعلیم کامل
ہوئی اور مقولہ کامل ہوا۔ چار صدی قبل اسکے بایزید بسطامی بانی فرقہ بسطامی نے
اپنے تیئن درجے مین خدا کے برابر کیا تھا بدینوجہ کہ وہ ایک مرتبہ اپنے مریدون مین باواز
بلند یہ کہتا تھا کہ شان مجھے ہو۔ مین سب چیزون سے اعلےٰ تر ہون۔ ساکنین ممالک شرقی
یہ کلمات طرف خدا کے نسبت کہا کرتے ہین۔ درویشون مین پیر و استاد کی پرستش بمنزلہ
پرستش خداے تعالےٰ کے ہی۔ مطلب اصلی اس صورت مین یہ نہ ٹھہرا کہ روح انسانی خالق
کی روح سے ملجاوے بلکہ غرض یہ ٹھہری کہ شیخ کے احکام کی فرمانبرداری کیجاوے اور
موافق اُسکے خیالات کے عمل کیا جاوے اسلیے کہ اُنکا مقولہ یہ ہی کہ جو کچھ تم عمل کرو یا جو کچھ تم
خیال کرو ہمیشہ شیخ کا خیال دل مین رکھو۔ یہ اول فرض درویشون کا ہی اور درحقیقت
سواے اسکے کوئی اور انپر فرض نہین۔ وہ اپنی نماز روحانی کو جو بنام ربوتا نامزد ہی
اسی طرح بلاناغہ ادا کرتے ہین جیسے کہ مسلمان اپنی نماز کو قضا نہین کرتے ہین۔ یہ
مسئلہ نتائج اپنے جلد ظہور مین لایا یعنے اُس سے وہ فرقے پیدا ہوے جنکا خیال نصف
توباب مذہب کی طرف مائل ہوا اور نصف باب سیاست کی طرف۔ وہ موافق اپنے
اپنے مقامات کے اپنے تیئن بلقب سُرخ و سفید و برقعہ۔ و باطنی۔ و متاول۔ و کارماتھا
و اسمیلائٹیس وغیرہ جداگانہ ملقب کرنے لگے اور انجام یہ ہوا کہ وہ خونریزی کرنے لگے جنکا
حال کہ تواریخ مین دوسری صدی سے لیکر ساتوین صدی تک درج ہی۔ مومنین اُنکو
بنام ملحد یا سندیق نامزد کرتے ہین۔ اُسمین سے بڑے مشہور اسمیلائٹیس کہ یعنی قاتل ہی تھے
وہ حشیش کھانے والون مین سے تھے اور سب جانتے ہین کہ بنا اُنکی ایران سے شروع

ہوئی تھی۔ نشان انکی نعشون کا اب بھی کوہستان بالاے تریپولی شام و توڑتوشیا مین ملتا ہی۔ غرضکہ ایران درحقیقت جاے پیدائش درویشان تھا ایک توبسبب اسکے کہ ساکنین وہان کے ہمیشہ مائل بطرف رازو اسرار تھے اور دوم بباعث اسکے کہ مسائل فرقہ شیعہ جنکا اعتقاد یہ ہی کہ امام مہدی جو نظر سے غائب ہین پھر پردۂ زمین پر آوینگے انکے قریب کے ممد و معاون ہوتے ہین۔ جیساکہ عیسائی حضرت مسیح کے آنے کے متوقع ہین ویسی ہی شیعہ امام مہدی کے آنے کی توقع رکھتے ہین۔ سعدی و حافظ اور بہت سے مشہور شاعران ایران جنکی کتب علم الٰہی مین بڑی مشہور ہین اور نہایت درجہ اعلےٰ پر متصور ہین یا تو خود درویش تھے یا وہ اس فرقے کی طرف مائل تھے اور انسے محبت وربط واخلاص رکھتے تھے۔ ان شاعرون نے مسائل علم الٰہیات کو زیادہ بطریق باب حکمت بیان کیا ہی۔ یہ شاعر خواب دیکھا کرتے تھے اور الہامی قوال تھے اور ارباب آداب طریقت مین بعض اوقات عجیب طرح کی خصلت رکھتے تھے۔ نہ تو وہ بلند نظر فرقون مین سے تھے اور نہ مکار و فریبیون مین سے۔ انکی غزلون کو پڑھوگے تو دیکھوگے کہ ہر شعر مین انکے ہنسی وخوشی بدرجہ غایت پیدا ہوتی ہی اور تب معلوم ہوگا کہ نظم مین کیسے رازو اسرار و باریک خیالات بندھ سکتے اور لکھے جاسکتے ہین اور کیسا بزور محاورات وبے ترتیب خیالات باریک مضامین عشق و شہوت پرستی و نفسانیت تحریر مین آسکتے ہین نہ تو کوئی اور مضمون عشق کے باب مین اور نہ مناجات و استدعا جو سو کرشمس نے وینس سے کی ہی۔ مضمون مندرجۂ ذیل کو کہ اشعار مثنوی مین بالفاظ ومحاورات ملائم وشیرین زبان فارسی بندھا ہی پوچھ سکتے ہین۔ یا وہ اسکے برابری خوبی ونزاکت مین کرسکتے ہین۔ وہ مضمون یہ ہی۔

تمام قدرت وکارخانہ الٰہی عشق الٰہی سے پُر تھا جسکے سبب سے عاجز و ناتوان و حقیر بودھا بھی تلاش اُس شیٔ درجہ اعلےٰ کے لیے کہ اسکا مطلب اہم تھا جوش عشق مین آیا تھا۔ پرستش مخلوقات زیر حکم الٰہی عشق مجازی ایک پل ہی جسپر سے کہ انکو جو تلاش سرور و عشق حقیقی

کرتے ہین ضرور بالضرور گذرتا ہوگا۔ ایسے ایسے خیالات شاعران زبان فارسی کے ہین۔ یہ لوگ صوفی ہین نہ کہ درویش۔ وہ اکثر اِس باب مین بھی ہوشیاری کرتے ہین کہ مسائل کی صداقت وراستی وصفائی وپاکی مین خلل واقع نہو۔ باب ہشتم گلستان مین جو مصنف تصنیف سعدی ہی پند ونصایح سے کہ درویشون کے لیے لکھے گئے ہین پُر ہی۔ اُسی باب گلستان مین اُن لوگون کے لیے بڑی لعنت ملامت درج ہی جو درویشی بمکر وفریب وریاکاری اختیار کرتے ہین یہ پرہیزگاری وپارسائی وبہ دلق پوشی وترک آرائش بیرونی وخاک نشینی وحقارت امتیاز وشائستگی معمولی ازراہ ریاکاری کچھ اعتبار پیدا نہین کرتی ہین۔ سعدی کہتے ہین کہ ع درویش صفت باش کلاہ تتری دار۔ اسیلیے کہ ترکون مین یہ مثل مشہور ہی کہ درویش لک خرقہ دان بلی ونخلد ریتنیے درویش کچھ اُس پوشاک سے کہ وہ پہنتا ہی پہچانا نہین جاتا ہی وہ مصنف بعدازان اُس وجد کی تعریف کرتا ہی جو اُسکے نزدیک مطلب اصلی انسان کا ہی اور جسکے حاصل کرنے کے لیے کمال سعی وکوشش ظہور مین لانی چاہیے۔ کیونکہ انسان کی زبان مین اُسکو بیان کردن جو اُسکی طاقت سے باہر ہی۔ الفاظ جو ہم استعمال مین لاتے ہین انھین موٹے خیالات کو بیان کرسکتے ہین جو مادے سے متعلق ہین اور دیکھنے مین آتے ہین وہ جو حالت وجد مین پڑ جاتا ہی اور پھر اپنی حالت اصلی پر آجاتا ہی۔ اُس خیال وجد کو ہوش مین آکر بالکل بھول جاتا ہی کیونکہ وہ پھر خصلت انسانی مین آگیا ہی اور انسان بنگیا ہی حالت وجد مین شعلہ عشق آلہی نے جو کچھ کہ خصلت انسانی سے اُسکی ذات مین تھا سب جلا کر خاک کردیا تھا۔ وہ شاعر اپنے ان خیالات کی شرح رنگینی مین اسطرح کرتا ہی۔ ایک درویش سے اُسکے ایک بھائی بندنے یہ سوال کیا کہ کیا عجب تحفہ تم اُس باغ جنت سے جہان سے تو آتے ہو لائے۔ اِسکے جواب مین اُسنے کہا کہ جب اُس باغ جنت مین مین اُس گلاب کے درخت کے سامنے پہونچا یعنے بحضور خدا۔ مین نے ارادہ کیا تھا کہ اپنا دامن اُن گلاب کے پھولون سے پُر کرکے اپنے بھائیون کے واسطے لیچلون اور اُنکے نذر کرون لیکن

لیکن اُس مقام پر پہونچکر ایسی تیز خوشبو آنے لگی کہ اُسکے اثر سے میرے حواس ایسے مدہوش ہوے کہ دامن میرے کرتے کا میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ زبان اُس شخص کی گونگی ہو جاتی ہی جو خدا کو پہچانتا ہی۔

اسقدر مہربانی درویشون پر ایران مین ہوتی تھی کہ ایک شاہ سے ایران مین سے جو موسوم بہ شاہ اسمٰعیل صفوی تھا اور جو یہ دعوے باطل کرتا تھا کہ مین موسی ہفتم کی اولاد مین سے ہون امام کو دکھلادیا اور دسوین صدی ہجری مین مطابق ۱۵۰۰ء تخت شاہی پر پہونچا اور اُسنے ایک خاندان شاہان جو ولایت یورپ مین بنام صوفی معروف ہی بنا کیا۔ سلاطین خاندان آٹومن اور خلفا جو اُنکے جانشین ہوے طریقہ درویشون کے سخت دشمن تھے۔ اس فرقے کی ترقی کو دیکھ وہ اندیشہ ناک ہوے اور اُنھون نے ارادہ صمم کیا کہ حتی الامکان اس فرقے کی طاقت کو کم کرنا اور اُنکی تعداد کو گھٹانا چاہیے۔ علما بھی بہانہ حفاظت مذہب اسلام پر انگیختہ ہوکر اُنکی بیخ کنی کی طرف متوجہ و مائل ہوے لیکن مطلب اصلی اُنکا یہ تھا کہ اپنی بزرگی کو باب مذہب مین قائم رکھین۔ پس اُس فساد مین جسمین کہ شاہ و مذہب اسلام کو برابر اندیشہ و خطرہ تھا وہ شاہ کے مددگار ہوے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ سنی بھی جو شیعون کے دشمن ہین بعض اوقات اُنکی بیخ کنی مین شریک ہوے۔ ان تینون گروہون یعنے علما و رعایا و شاہ کا باب سیاست مین دخل دینا تین مختلف صورتین پیدا کرلایا۔

ان مدبرون نے موافق حیوانات درندہ عمل کرنا شروع کیا مثلاً ۱۲۶۵ھ مین بعہد وزارت محمد کبیر ولی اُنھون نے یہ ارادہ کیا کہ فرقہ ہاے درویشان میولیوی و خلوتی و جلوتی و شمسی کو بالکل نیست و نابود کردین۔ لیکن اکثر وہ ان ارادون مین کامیاب ہوے جتنا زیادہ کہ وہ اس باب مین ارادہ کرتے تھے اُتنی ہی زیادہ کمزوری و ضعف طاقت گورنمنٹ ظاہر ہوتی جاتی تھی اور اعتقاد ان فرقہ ہاے درویشان کا بڑھتا جاتا تھا

لوگ کہتے تھے کہ گورنمنٹ ڈرتی ہی۔ اسکا تشددہی اُسکو الزام بزدلاپن کا دیتا ہی اور
اسکو تباہی مین ڈالتا ہی۔ اسکے خوف واندیشے کے سبب سے لشکر مین سے لوگ بھاگے
جاتے ہین۔ گورنمنٹ ڈرتی ہی خصوصًا فوج جنسریز جو درویشون سے ایک قسم کی رشتہ داری
رکھتی تھی بالتخصیص فرقہ بیکتاشی سے۔ یہ رشتہ داری اُس تاریخ سے شروع ہوئی تھی
جس تاریخ کہ وہ فوج مین بھرتی کیے گئے تھے۔ جب اعور خان سلطان دوم خاندان
اوٹومن نے ۱۳۲۸ع مین فوج نئی جرینی جسکو اہل یوروپ بدلکر جنسریز کہتے ہین نئی
بھرتی کی تھی تو اُسنے موافق اُنھین اصولون باب سیاست کے جنکو کہ خلفا اپنے حکام کو
فتوی مفتی سے مستحکم کرنے کے لیے عمل مین لاتے تھے عمل کیا تاکہ اِس فوج نو بھرتی پر مہر
مذہبی لگجاوے۔ حاجی بیکتاش نے جو بڑا مودب شیخ ہاور بانی فرقہ بیکتاش تھا بڑے بڑے
افسران اس فوج کے سر پر دامن اپنے جامے کا رکھکر اُنکو دعا دی۔ اُسوقت سے فوج جنسریز
کی کلاہ کے پیچھے ایک ٹکرا نمدے کا لٹکایا جاتا ہی اور اُنمین اور درویشون مین ایک ایسا
ربط واخلاص وتعلق پیدا ہوگیا ہی کہ کبھی نیست نہین ہوسکتا ہی۔ فوج جنسریز کا یہ گمان
تھا کہ ہم اور فرقہ بیکتاش ایک ہی نسل سے ہین غرضکہ وہ فرقے مذہبی بھی تھے اور سپاہی
بھی۔ دست اندازی علما اُن درویشون کی بربادی کے باب مین اگرچہ بطور زیادہ تر
تشدد کے نتھی لیکن وہ موافق طریقہ دانائی وہوشیاری تھی اور مدام چلی جاتی تھی
اور اُنکے حق مین زہر قاتل پیدا کرتی تھی حقیقت یہ ہی کہ اُن سب مین صرف اغراض
دنیوی کے باب مین ہی نہین بلکہ مسائل مذہبی مین بھی رقیبی تھی۔ بلند نظری وشیخی
و مذہبی تعصب وغیرہ سب مین پھیل گئی اور اپنا اپنا عمل کرنے لگی۔ لڑائی بھی تھی اور
تکرار مذہبی بھی از انسبکہ علما درویشون کے مذہب کی بناپر بسبب اُسکے راز داسرار کے
مخفی ہونے کے حملہ نکرسکے تو وہ قرآن اور سنت کی حمایت مین اُن اصول پر حملہ آور ہوے
جو بنا ہے اُنکے فرقے کی تھی۔ مثلاً اِنھون نے کہا کہ پرہیزگاری یعنے کم خوردن ومنت ورا

ورقص جوکیے مین ہوتے ہین وبخششِ قوت معجزہ وہم کلام ہونا خدا سے بلا وساطت مذہب
اسلام کے خلاف ہین انھون نے مثال مریدان محمد وعثمان وعلی وعبد الرحمن دے کر
اول یہ منت رکھی تھی کہ مین ایک شب و روز اپنی قبیلہ اسمیہ کے نزدیک بجاؤنگا دوم یہ
کہ صبح تک نسوؤنگا سوم یہ کہ چوبیس گھنٹے کھانا نہ کھاؤنگا کہا کہ پیغمبر نے ایک حدیث لاکر
انکو خوب جھڑکا تھا اور بڑی لعنت ملامت کی تھی۔ وہ حدیث تب سے چلی آتی ہی اور سب
مین مشہور رہی۔ تھوڑے عرصے بعد اسکے ایسا اتفاق ہوا کہ جتنا کہ اختیار درویشون کا زیادہ
ہوتا جاتا تھا اُتنا ہی وہ اپنے فرقے کے قواعد کی تعمیل مین سست ہوتے جاتے تھے حتّٰی کہ
اخیر مسئلہ مخفی اُنکا اُنکے ہاتھ سے جاتا رہا اور سب پر کھل گیا۔ وہ مسئلہ یا ارادہ اُنکا یہ تھا کہ
عیسائیون کا سا اماموں کا فرقہ وگرجا بنام حی القادر مقرر کرین اسطرح کہ اُسکے ساتون نام مع ان
کے صفات کہ ساتون آسمانون مین اور ساتون رنگون یعنے سفید وسیاہ وسُرخ وزرد ونیلا
وشوخ سبز وہاکا سبز مین منقش ہو علامت ساتون صفات درویشون سے مطابق ہو۔
وہ ساتون نام حی القادر کے یہ ہین۔

۱۔ سوائے خدا کے کوئی اور خدا نہین۔

۲۔ قدیر یعنے خدا صاحب قدرت۔

۳۔ القیوم یعنے خدا جو ہمیشہ رہیگا۔

۴۔ الحکیم یعنے وہ خدا جو حکمت والا ہی۔

۵۔ الحی۔ یعنے وہ خدا جو زندہ ہی زمین پر۔

۶۔ الموجود۔ یعنے وہ خدا جو موجود ہی آسمان مین۔

۷۔ قادر مطلق۔ یعنے وہ خدا جو قدرت کامل رکھتا ہی۔

ماسوائے اسکے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعد خاص نماز و دعا کے یہ لوگ خلفائے ادمی میدی کو
تو برا بھلا کہتے ہین اور بد دعا دیتے ہین اور حضرت علی کی تعریف کرتے ہین۔ تب اُنکے

دشمنون و مخالفون کو موقع الزام دینے کا ہاتھ لگا۔ انھون نے انکو صرف یہی الزام نہین دیا کہ وہ نئے مسائل مذہب مین داخل کیا چاہتے ہین بلکہ یہ بھی الزام اُنپر عائد کیا کہ وہ مسائل خلاف مذہب و مکروہ بھی اُسمین شامل کیا چاہتے ہین اور ہکیسے ہین وہ ہر طرح کے بتون و تصویرون کی پرستش کرتے ہین اور قرآن کو کفر کہتے ہین اور خدا کے وجود کے بھی منکر ہین اور یہ درس دیتے ہین کہ ناموں کے حکم کی اطاعت نہ کرنی چاہیے اور احکام آلہی و انسان کو کچھ نہین سمجھتے ہین۔ زمانہ اوسط کی تواریخ مین اسیطرح کے الزام درج ہین جو لوگون نے ... زیر قبل اسکے کہ فتوے اُنپر جاری ہوا تھا لگائے تھے۔

لوگون نے کہا کہ مسائل مذہب سُنی درست ہین اور مسائل مذہب شیعہ تنفر انگیز و مکروہ انھون نے شیعون کے مسائل کو دانستہ مسائل درویشان سے مخلوط کر دیا۔ تنفر جو نسبت اُن مسائل کے وہ ظاہر کرتے تھے ازراہ تمسخر ہوتا تھا نہ ازراہ دلائل و حجت۔ ممالک روم کی کتب مین درویشون کی نسبت بہت سے قصائص طنزیہ و پر از ہجو و مذمت درج ہین اُن کتب مین انھون نے درویشون کا وہی حال کیا ہے جو کہ انگلستان کے منک کا کتب قصائص صدی دہم و یازدہم مین ہوا ہے۔ جہانتک کہ ظرافت و خوش طبعی و ٹھٹول و تمسخر اُن ممکن تھا وہ اُنکی نسبت اُن قصائص مین کام مین لائے ہین۔ ایک مصنف تو نسبت اُن درویشون کے یہ کہتا ہے کہ وہ ایک گروہ ہے جیتھڑے لگے ہوے ہاتھ مین دمڑی نہین اور پیٹ خالی۔ یہ حال ہے اُن لوگون کا کہ جنکو خدا اپنا دوست جانی بناتا ہے۔ دوسرا یہ بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر تم درویشون کے بعض صفات سے واقف ہوا چاہتے ہو تو سنو درویشون مین یہ دس صفات کتّے کے ضرور ہونے چاہیین یعنے اُسکو ہمیشہ بھوکا رہنا چاہیے خانہ بدوش ہونا چاہیے۔ رات کو سوتا نچاہیے۔ بعد وفات اُسکا کوئی وارث نہونا چاہیے جو کوئی پاس آوے یا پاس سے گذرے اُسکو بھونکنا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ باہم مقابلہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ شریعت و طریقت دونون مطابق ہین جیسا کہ سابق بیان

ہو چکا ہی تو لوگون کا مسخرہ درویشون کے باب مین اُنکے اعتبار کو کم نہین کرتا ہی اور نتیجہ اسکا ملک روم مین بعینہٖ ویسا ہی ظہور مین آیا جیسا کہ فرانس و اطالیہ مین بزمانۂ اوسط نسبت سناک کے ظہور مین آیا تھا یعنے مسخراپن کرنے سے بجاے اِسکے کہ اُنکی طاقت اور اُنکا اعتبار لوگون مین کم ہووہ اور بھی زیادہ ہو گیا حتی کہ کسی اور زمانے مین اُنکو ایسا بڑا اختیار حاصل نتھا جیسا کہ زمانہ مسخرین حاصل ہوا۔

باوجود فرمان شاہی و فتوے مفتی و لعنت و طعنہ ہاے خلائق و ظرافت و مسخراپن طاقت درویشان روز بروز زائد ہوئی اور سعی و کوشش دشمنون کی اُنکی بیخ کنی مین کارگر نہوئی۔ سلطان محمود نے اول اُنکو بسبب موقوف کرنے فوج نوبھرتی شدہ جینسریز کے صدمہ سخت پہونچایا اور آخرش خود اُنکی ذات پر بھی حملہ ہوا۔ چھبیس روز بعد موقوفی اُس فوج کے دسوین جولائی ۱۸۲۶ء کو بسبب وقوع اُس واردات کے سرکشی ہوئی اور اِس بہانے سے کہ فرقہ بیکتاشی بھی اُنمین شامل ہی شاہ نے اُنپر تشدد کیا مفتیون اور بڑے بڑے علما سے صلاح و مشورہ کرکے تین سرداران اُس گروہ درویشون کو شاہ نے عوام کے روبرو قتل کروایا اور اُس فرقے کو اُڑا دیا اور تکیون کو جلا کر خاک کر دیا۔ بہت سے درویشون کو تو جلاوطن کیا اور جنکو اجازت اِس دارالریاست مین رہنے کی ہوئی۔ اُنکا لباس درویشانہ جس سے وہ تمیز کیے جاتے تھے دور کیا گیا۔ اِن تجاویز کے استعمال مین لانیسے درویشون مین کمال خوف و اندیشہ پیدا ہوا۔ اُنکو یہ یقین ہوا کہ ہمارا کل فرقہ منتشر و پریشان کیا جاویگا۔ وہ تب خاموش ہوے اور مغموم ہو کر اور دیوارون پر پیٹھ لگا کر حالت بیہوشی مین منتظر اپنی بربادی و خرابی کے رہے۔ تقدیر کی برگشتگی سے سلطان محمود نے اِس باب مین کچھ تامل و توقف کیا۔ مورخ قتل جینسریز بیان کرتا ہی کہ وہ شاہ جسنے کہ بخوف و خطر بزور تلوار راہ خوشی عوام کو کھولا اور کانٹے دار جھاڑیون کو جو اُسکے حارج ہوئی تھین اور جنھون نے کہ جامۂ شاہ کو پھاڑ ڈالا تھا کاٹ کر پھینک دیا تھا اِس تدبیر کے عمل مین لانے مین

جو اُسکے حسب دلخواہ ہوتی اور اُسکے ارادے کو پورا کرنی متامل ہو گیا۔ جب موقع ایکمرتبہ جاتا رہتا ہی تو پھر ہاتھ نہین آتا ہی۔ درویش پھر گستاخ ہونے لگے اور شقی مخفی وہ لوگون کو بھڑکانے لگے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ شاہ خود اُن درویشون مین سے ایک کے ہاتھ سے مارا جانے کو تھا۔ ایک دن ۱۸۳۲ء مین جسوقت کہ شاہ ہمراہی سواران اردلی کہ اُسکے ارد گرد تھے پل گلاٹا سے عبور کر رہا تھا۔ ایک درویش موسوم بہ شیخ ساچلو جسکو لوگ ولی سمجھتے تھے شاہ کے گھوڑے کے سامنے ذقن مار کر آیا اور بہ آواز بلند بجوش غضب کہنے لگا کہ او گھور پادشاہ تو اپنی حرکات سے باز نہ آویگا اور تو اِن برائیون سے ابتک سیر نہین ہوا ہی۔ خدا اسے اِن اعمال بد کا عوض لیگا۔ تو نے اپنے بھائی بندون کے تکیون کو مسمار کیا ہی تو اسلام کو بُرا بھلا کہتا ہی اور خراب کرتا ہی اور خفگی پیغمبر کی اپنے اوپر اور ہمپر لاتا ہی۔ بر سر راہ ایسی واردات کے واقع ہونے سے سلطان اندیشناک ہوا۔ اُسنے اپنے ایک افسر کو حکم دیا کہ اسکو ہٹا دو یہ شخص بڑا بیوقوف ہی۔ یہ سنکر درویش بڑا جوش غضب مین آیا اور چلّا کر کہنے لگا مجھکو بیوقوف کہتے ہو۔ تم اور تمھارے تابع کار وصلاح کار خارج از عقل ہین مسلمانو بچاؤ روح خدا جسکی مین اطاعت کرتا ہون مجھسے یہ سچ بات کہواتی ہی اور مجھسے اسی انعام کا اقرار کرتی ہی جو ولیون کو ملا ہی۔ اُسکو پکڑکے مار ڈالا اور یہ خبر شہر مین دوسرے روز پھیلی کہ شہید کی قبر پر کل تمام شب بڑی تابندہ روشنی دکھائی دیتی ہی۔

جھوٹے دعوے معجزات کے کرکے درویش لوگون مین خیال اپنی طاقت روحانی کا پیدا کرتے ہین اور اُنکے دلون مین بُرا اسلئے تعصبات قائم کر دیتے ہین۔ ایک شخص نے جو خاندان آٹومن مین سے بڑے درجے اور رتبے پر تھا مجھسے بیان کیا تھا کہ جبتک کہ تربیت اولیائون کی اس ملک مین موجود و قائم رہیگی تب تک توقع شائستگی اطوار و سعی و کوشش ارکان سلطنت اصلاح اطوار خلائق کے باب مین محض لاحاصل متصور ہوگی۔ ایک وقت ایسا تھا کہ ہمنے سکوٹری مین شور مچانے والے درویشون کی اداے رسومات

نہین مددگی تھی وہان ہمنے دیکھا تھا کہ مختلف فرقے کے اشخاص باہر سے تکیے مین بیمارون وضعیف و ناتوانون اور عورتون اور اشخاص پیران سال اور ایسے بچون کو بھی جو دو تین دن کی عمر کے ہوتے تھے لاتے تھے اور شیخ کے آگے رکھتے تھے کہ تم ان بیمارون کو ہاتھ رکھکر نہین بلکہ چہرے انکو شفا بخشو - جب شیخ رسمیات ادا کرکے تکیے سے باہر نکلا اسکے پیرون پر گرے اور سجدہ کرنے لگے اور اسکے دامن کو مثل دامن اولیا چومتے رہے زیادہ برین فوج شاہی نے اپنے ہتھیارون سے اسکو سلامی دی اور اسکے پیچھے نقارہ شاہی بجایا میرے رفیق نے مجھسے کہا کہ دیکھو وہ گورنمنٹ جو درویشون کو ناپسند کرتی ہی اور انکی بیخ کنی چاہتی ہی درحقیقت انسے موافقت ہی نہین رکھتی ہی بلکہ سپاہیانہ عزت انکو دیکر انکی طاقت کو زیادہ کرتی ہی - یہ دیکھکر تمکو معلوم ہوگا کہ یہ حرام زادے ایسے گستاخ ہین کہ خارج از بیان ہین ایک اور درویش درویشون بخارا مین سے کہ تعصب و مذہبی دیوانہ پن مین سب پر سبقت رکھتا ہی راہ مین رشید پاشا سے ملاقی ہوا اور بر سر راہ اسکو گالیان اور دھمکیان دینے لگا اور کہنے لگا کہ تو کتا ہی اور کافر و بے ایمان - یہ کہکر اسنے کہا کہ مسلمانو اسکو قتل کرو - خدا اسکے سر پر بجلی ڈالے - وزیر نے اس اندیشے سے کہ مبادا فساد برپا ہو اسکو وہان سے ہٹا دیا اور وہ بھی بملائمت اسطرح سے گویا کسی غریب دیوانے سے گفتگو کرتے ہین اور اسکو ہٹاتے ہین - تم یہ سنکر بڑے متعجب ہوے ہوگے - کوئی مہینا یا کوئی ہفتہ ہی خالی جاتا ہوگا کہ ایک نہ ایک درویش کسی نہ کسی ارکان سلطنت کے دربار مین جاکر بیہودہ بکتا ہی اور سخنان ناشائستہ کہتا ہی بسبب اثر مذہبی دیوانہ پن کے جو درویشون مین ہوتا ہی اور یہ باعث اسکے کہ لوگ حاکمون کے سامنے آزادانہ گفتگو کرتے ہین اور جو دل مین آتا ہی کہتے ہین - کل درمضان مین شور وغل اسطرح کی خرابیان واقع ہوتی ہین یہان تو یہ باتین بہت قلت سے ہوتی ہین اسلیے کہ گورنمنٹ انکو دیکھتی رہتی ہی اور اُن پر نگاہ رکھتی ہی لیکن بعض صوبہ جات مثلاً بغداد و عرب و مصر مین انکی گستاخی تو حد سے زیادہ گذر جاتی ہی تم اس بات کی تحقیق کروگے

کہ مین نے بچشم خود قاہرہ مین روز روشن کو دیکھا ہی کہ ایک نے ان کمبخت درویشون مین سے جو گلیون وکوچہ و بازار مین آدھے ننگے پڑے پھرتے ہین ایک گلی مین ایک عورت کو ٹھہرایا اور بر سر راہ سب کے سامنے جو وہان سے گذرتے تھے اُس سے صحبت کرنے لگا حاضرین نے اپنا اپنا چہرہ اُسکی طرف سے پھیر لیا بعضون نے تو ادب و لحاظ سے اور بعضون نے تنفر کے سبب سے لیکن کسی نے بھی اہل پولیس کو مدد کے واسطے طلب نکیا۔ مین نہین جانتا ہون کہ اِن بدمعاشون مین آیا ریاکاری یا دیوانہ پن مذہبی زیادہ ہوتا ہی۔ یہ دونون باتین ایک دوسری سے مختلف ہین۔ خدا کرے کہ کبھی ایسا اتفاق نہو کہ تم اِن بدمعاشون سے کوچہ و بازار مین ملو بدینوجہ کہ یہ لچے درویش بنام سیاح اکثر راہون مین کھڑے ہوے ہین اور بھیک ورہزنی پر اپنی گذر اوقات کرتے ہین۔ کئی اُنمین کے جو بڑے چھٹے ہوے بدمعاش ہین بیگانہ ملکون سے آئے ہین یا تو وہ اپنے بزرگون کے حکم سے روپیہ جمع کرنے کے لیے پھرتے ہین یا وہ اپنے فرقے سے کسی بھاری خطا کے لیے نکالے گئے ہین۔ یہ قلندر ہین جنکے قوانین اجازت ٹھہرنے کی یکجائی نہین دیتے ہین۔ وہ موافق اپنے مذہبی قواعد کے پھرتے رہتے ہین اور ایکجا جم کر گذر اوقات نہین کرتے ہین حقیقت یہ ہی کہ وہ سنگین مجرمون سے بہتر نہین۔ وہ فقیری کے لباس مین ایسے کام کرتے ہین کہ اگر وہ کسی اور سے ظہور مین آتے تو بڑی سخت سزا پاتے لیکن اُنکو بسبب فقیر ہونے کے کوئی سزا نہین دیتا ہی۔

میرے اس دوست نے بہت سی باتین مشکلات کی جو ایسی صورتون مین درپیش آتی ہین بیان کین۔ آخر مین جو اُسنے اِس باب مین اپنی راے بیان کی اُس سے میرے دل پر بڑا اثر پیدا ہوا اُسنے کہا ہم اپنے اعمال و افعال پر ایمان نہین لاتے ہین بعضے تو تبدیل ہو کر محض سست و بیحرکت ہو جاتے ہین اور بعضے جو جلد نتیجہ نکالکر ایسی بات کو مانتے ہین جو پایداری نہین رکھتی ہی اور مضبوط نہین۔ تم کہتے ہو کہ خدا صابر ہی اسلیے کہ وہ ازلی و ابدی ہی لیکن ہم بے صبر ہین اِسلیے کہ ہم دیکھتے ہین کہ ہماری زیست چند روزہ ہی اور وقت

جلد گذر جاتا ہی۔

اب ہم پھر مطلب اصلی پر آتے ہین یعنے درویشون اور علما کا ذکر کرتے ہین علما و درویش کہ دو گروہ مذہبی مالک روم مین ہین دونون دشمن ہر طرح کی ترقی و اصلاح و شائستگی اطوار کے ہین۔ نہ تو گورنمنٹ اور نہ رعایا کے لیے خوف دونون جانب سے مساوی ہی۔ علما تو شریعت کو درمیان لاتے ہین جنکی محافظت کا دعوے وہ کرتے ہین یعنے وہ یہ کہتے ہین کہ ہم علم فقہ سے واقف ہین اور ہم ہی اُسکے محافظ و نگہبان ہین۔ اُنکا یہ مقولہ ہی کہ جو کچھ مقرر و معین ہی اُسمین دست اندازی نکرو اور مذہب و قوانین کفار سے نقل کرکے اُسمین داخل نکرو کیونکہ ازروے قوانین فقہ و باب مذہب وہ ممتنع ہی۔ شیخ کا یہ قول ہی کہ ہم خود قانون ہین ہمارے سواے کوئی اور قانون نہین جو کچھ حکم دیتے ہین وہی درست و صواب ہی اور جس بات کے لیے ہم منع کرتے ہین اسکا کرنا داخل گناہ و عیب ہی اگر ہم اجازت دین کہ تم اپنی والدہ یا اپنے شاہ کو قتل کرو تو تمپر تعمیل اُسکی واجبات سے ہوگی اسلیے کہ حکم ہمارا بمنزلہ حکم خدا ہی اور منجانب خدا تصور کیا جاتا ہی۔ پس فرق ان دونون مسائل کا باہم صاف ظاہر ہی۔ گورنمنٹ تو یہ توقع کرسکتی ہی کہ علما ہماری طرف ہونگے۔ اکثر اُنمین کے لیئق و صاحب استعداد و واقف علم ہوتے ہین اور استعداد ذاتی رکھتے ہین۔ ملک روم مین مثال شیخ الاسلام و بڑے بڑے افسران مجسٹریٹ کہ وہان باب گورنمنٹ مین دخل رکھتے ہین اُنپر بڑا اثر پیدا کرسکتی ہی۔ اہل یوروپ کی دیکھا دیکھی پرانے تعصبات لوگون کے دل سے خصوصًا علماء قسطنطنیہ مین سے رفع ہوتے جاتے ہین اُن علماؤن مین سے ایک کو دیوان نے اِس مطلب کے لیے پیرس مین بھیجا تھا کہ وہ شائستگی اطوار جس سے کہ وہ خود اور اُسکے اپنے بھائی بندبدون واقفیت کے انکار رکھتے ہین سیکھکر اُس سے بیان کرے اور اُسکو دکھادے۔ اگر اللہ پاشا کا یہ ارادہ پورا پڑا تو ہم اس سے ملک روم کو آزادی کے حاصل کرنے اور جہالت کے دور ہونے مین زیادہ تر فائدہ بہ نسبت

اسلئے کہ چند ترک پیرس و لندن مین تحصیل علم کے لیے ابتک گئے ہین حاصل ہوگا - چونکہ وہ ترک بدون کسی ہدایت یا قاعدہ مقرر کے عمل کرتے تھے اِسلیے اعتبار جو انکی ذات پر رکھا گیا تھا حسب توقع فائدہ بخش نہوا - علماؤن کو تو اس ترکیب سے سمجھا سکتے ہین کہ اگرچہ اُنکے بعض حقوق جاتے رہینگے تاہم اُنکا اختیار باب گورنمنٹ مین بہت رہیگا اور اُنکی اپنی ذاتی اغراض اغراض ملک سے ملحق ہین و متعلق - لیکن درویشون کی نسبت یہ بات نہین کہی جاسکتی ہے - اُنمین اور علماؤن مین باہم جانی دشمنی ہے -

چونکہ مطلب اصلی میرا تصنیف اس مختصر کتاب سے یہ ہے کہ ناظرین جو اِس مضمون کی سیر کے شائق ہین وہ درویشون کے اپنے اظہار سے اور لوگون کے بیان سے جو وہ نسبت اُنکے کرتے ہین خود دیکھ لین اور خیال کرین کہ وہ کیسے ہین اور اُنکا کیا حال ہے اِسلیے نقل جو مین اور کتب سے کرتا چلا آیا ہون ابھی ختم نہین کرتا ہون - مین اب یہ بھی وہ حال جو سر ولیم جونز نے کہ ایسا واقف زبانہاے ممالک مشرقی تھا کہ اس سے شاید کبھی کوئی سبقت نہ لے گیا ہوگا بمضمون اصول درویشان صوفیان لکھا ہے درج کرتا ہون - درباب حکمت ممالک ایشیا جو کچھ کہ اس بڑے زبان دان ممالک مشرقی نے قلمبند کیا ہے ذیل مین درج ہے -

تمام صفات انسان وخواص اشیاء قدرتی ومختلف شاخہاے علوم ونتائج تحقیقات عقل سے اور بھی افراد ہنود واہل عرب وتاتار - وایران وچین سے وجود ذات باری تعالی کہ خالق ہے اور سب سے اعلے تر ثابت ہے - وہ نہایت عقیل ونیک وقدیر لیکن وہ اعلی ترین مخلوقات کے دائرہ فہم سے بھی بیحد وبے غایت دور ہے - باستثناے زبان عبرانی کے اور زبان مین زیادہ تر باریک ونازک وخداپرستی کے خیالات درباب ذات وصفات باریتعالے یا کارخانہ قدرت الہی وتماز ودعا نسبت زبانہاے عربی وفارسی وسنسکرت خصوصاً قرآن واشعار سعدی ونظامی - وفردوسی - وچہار وید واکثر مقامات بیشمار پران ہاے نہین جاتے ہین - لیکن مضامین نماز ودعا بہ نجد ودسیع قوت متخیلہ

وید انتیان و صوفیان فارغ و راضی نہیں ہوتی ہے۔ وہ اصول تحقیقی مذہب کے ساتھ
اصول ناتحقیقی علم تصوف کو مخلوط و شامل کرکے دلیلین درباب ذات وصفات باریتعالے
نکالتے ہین اور اُنپر اعتبار کُلی۔ کھتے ہین اور بڑے زمانہ قدیم سے وہ باتین کھتے چلے آئے
ہین جو بہت سے ہندو و مسلمان فی زمانہ حال کہتے ہین یعنے اُنکا یہ قول ہی کہ تمام ارواح کی
ایک ہی ذات ہی اور روح پاک خالق و روح انسان ایک ہی ذات ہین اگرچہ اُنکے
مدارج مین بیحد و لانہایت فرق ہی۔ اُنکا یہ بھی اعتقاد ہی کہ اشیاے مادی خیالاتی ہین
اور دھوکہ۔ جمیع کائنات وموجودات مین سواے ایک روح کے کہ باعث بنیاد ہی اور
کامل و حقیقی باقی اور واقعات و ظہور کا ہی جو دیکھنے مین آتی ہین کوئی اور شے موجود نہین
وہ وجود نہایت درجے کی دانائی سے پُر ہی اسکی تدابیر و تجاویز وصنعت ایسی ہین کہ اور
ارواح جو اُس سے نکلی ہین اُنکو سمجھ نہین سکتی ہین۔ گو تھیلیز نے کبھی ایسے خیالات کسیکو
سکھائے تھے اور کوئی سند ایسی اِس باب مین موجود نہین جس سے کہ ثابت ہو کہ وہ
اِسطرح کے خیالات مسائل کی تعلیم دیا کرتا تھا چونکہ وہ مسئلہ اِس اعتقاد پر مبنی ہی کہ ذات
باری تعالے مادی نہین بلکہ روح ہی دانائی کامل سے پُر نہایت خیر خواہ و مہربان
وشفیق و محافظ دائمی وہ تو اس مسئلہ سپنوزا و تولنڈ سے کہ ہم سب خدا ہین ایسا مختلف
ہی جیسا کہ ہان و نہین و اقرار و انکار ضدین ہین اگرچہ تولنڈ نے کہ پروفیسر اُسس
دیوانہ پن کی حکمت کا تھا ازراہ بدذاتی و کمینگی اپنے خیالات کو اُنھین الفاظ مین
بیان کیا ہی جو سینٹ پال استعمال مین لایا ہی اور نیوٹن نے مختلف مطلب
کے لیے نقل کیے ہین۔ وہ ہی پروفیسر ایک محاورہ اس باب مین جو وید مین آیا ہی
کام مین لایا ہی لیکن مختلف معنون پر اُس سے جو مصنف وید نے لیے ہین۔ وہ فقرہ
جسکی طرف مین نے اوپر اشارہ کیا ہی یہ ہی۔ ورونا اپنے لڑکون سے کہتا ہی کہ وہ روح
جس سے کہ یہ مخلوقات نکلی ہی اور جسکے ذریعے سے جسمین سے کہ وہ

نکلی ہی وہ جیتی ہی اور رہتی ہی اُسی کی طرف وہ مائل ہوتی ہی اور اُسمین وہ آخرمین جذب ہوجاتی ہی۔ اُسکو جانو وہ روح سب سے اعلےٰ تر ہی۔

اپنی چھٹی گفتگو مین کہ اُسنے درباب ایرانیون کے لکھی ہی سر ولیم جونز وہ حال لکھتا ہی جو ذیل مین درج ہی۔

مین صرف تھوڑی سی کیفیت اُس علم آلٰہی یا تصوف کی لکھونگا جو بڑے زمانہ قدیم سے بیشمار اشخاص خرقۂ ابر آشیان دہنود مانتے چلے آئے ہین اور جسکے وہ بڑے معتقد ہین۔ تھوڑا سا اُس علم تصوف ہین سے یونان مین منتقل ہوا تھا اور فی زمانہ حال وہ فضلاے اہل اسلام مین مروج ہی۔ وہ بعض اوقات اُسکا ذکر بالتخصیص کرتے ہین اور اُسکے بیان کرنے مین شرم نہین کرتے ہین۔ حکماے زمانہ حال جو اُن مسائل کے معتقد ہین بنام صوفی معروف ہین۔ یا تو لفظ صوفی یونانی لفظ سے کہ بمعنی دانا وہوشیار وزیرک آیا ہی نکلا ہی یا جامہ اُونی سے جو وہ بعض صوبہ جات ایران مین پہنا کرتے تھے آیا ہی۔ اُنکے بڑے بڑے مسائل دنیاوی یہ ہین۔ کوئی چیز سواے خدا کے موجود نہین۔ روح انسانی ذات خدا سے نکلی ہی اور اگرچہ وہ کسی خاص عرصے تک جدا رہتی ہی لیکن آخرش وہ پھر اُسمین ملجاتی ہی۔ خدا کی ذات مین شامل ہونے سے غایت درجے کا سرور کہ ممکن ہی حاصل ہو گا انسان کو اس دار فانی مین بڑے سے بڑا فائدہ حاصل کرنے کے لیے یہ چاہیے کہ جہانتک کہ قالب جسمانی مین قرب وشمول ذات باریتعالی ممکن الحصول ہو حاصل کرے۔ حصول اِس مدعا کے لیے تمام تعلقات دنیوی یا اشیاے بیرونی ترک کرنا چاہیے اور حین حیات کسی چیز سے دل لگانا نچاہیے اور آلائش سے پاک رہنا چاہیے بعینہ اسی طور سے جیساکہ غوطہ خور سمندر مین سبے تارج ہوئے کپڑون کے حرکت کرتا ہی۔ اُنھین چاہیے کہ سرو کے مانند جسکا میوہ نظر نہین آتا ہی آزاد ہون اور سیدھے نہ کہ مثل درخت میوہ دار۔ اگر تحریص وترغیب اغراض دنیوی روح پر اثر کرکے اُسکو فریفتہ کرین تو اُنکو وجد روحانی

سے مغلوب کرنا چاہیے - چونکہ زبان مین ایسے الفاظ نہین کہ کمالیت ذات باری تعالےٰ وجوش جذبۂ عبادت کو بیان کرسکین تو اس صورت مین ہمکو چاہیے کہ وہ محاورات جو ہمارے خیالات کو قریب قریب بصحت بیان کرسکتے ہین نقل کرنے چاہیین اور حسن وعشق ذات باری تعالےٰ کو راز و اسرار کے الفاظون مین بیان کرنا چاہیے جسطرح سے کہ ترسل کو اُسن مقام نالاب سے جہان وہ اُگا تھا توڑکر جدا کرلیتے ہین اور موم کو شہد کے چھتے سے نکالکر ہٹا لیتے ہین اسی طرح سے روح انسان کی ذات باری تعالےٰ سے جدا ہوکر غم کرتی ہی اور مثل شمع روشن شمع اشک ہم آتشین وسوزان بہاتی ہی اور بخواہش و آرزو سے تمام چاہتی ہی کہ بجھکر اور اس قالب جسمانی سے چھوٹ کر پھر اپنے محبوب کی ذات مین ملجاوے - یہ ایک جز وہی وہمی و متعصب مذہب شاعران زمانہ حال ایران خصوصًا حافظ و مولوی فرقۂ میولیوی کا - مین نے کیفیت دقیق خیالات علم تصوف صوفیون کی کہ کتاب دبستان مین درج ہی نہین لکھی ہی یہ طریقہ مذہب حکماے وید انتیون اور بہتر شاعران ولایت ہند کا ہی اور چونکہ بڑے زمانۂ قدیم سے وہ طریقہ ان دونون قومون مین چلا آیا ہی تو اور دلائل کے ساتھ اس دلیل کو بھی درباب انکی باہمی رشتہ داری و تعلقات قدیم کے پیش کرسکتے ہین -

سر ولیم جونز درباب حکمت ساکنین ممالک ایشیا وہ بیان کرتے ہین جو ذیل مین درج ہی مین ابھی درباب علم مبدع الطبیعی اجسام بموجب بیان مشہور ومعروف حکماے ملک ایشیا لکھ چکا ہون - کہتے ہین کہ اس سے معتقدان حکمت پتھی گورس نے بہت سی باتین نقل کی ہین - مسٹر و کا یہ بیان ہی کہ چونکہ دانایان ولایت یوروپ مسئلہ کشش وزور منفرد الغز کے قائل ہین جنکو کہ انھون نے کبھی ثابت کرنے کا ارادہ نہین کیا ہی تو مین بھی کہتا ہون کہ جز درباب حکمت و کل مسائل و اصول باب علم الٰہی جو نیوٹن صاحب نے لکھے ہین وید مین مل سکتے ہین اور موجود ہین - اُسکا یہ بھی قول ہی کہ کیفیت سیال دقیق ولطیف جو نیوٹن صاحب کی دانست مین تمام اجسام کے اندر داخل ہی اور مخفی اور باعث ظہور

کشش و مدافعت و انعکاس و انحراف شعاع آفتاب و ایلکٹریسیٹے وحس و حرکت جسم کا ہی۔ ہندوون کے پانچوین عنصری کیفیت سے ملتی ہو اور وید مین بھی کئی جا اشارہ بیان کیا گیا ہی کہ ایک زور سب کو کھینچنے والا موجود ہی اور وہ آفتاب ہی اسی وجہ سے آفتاب کو آدتیا یعنے کشش کرنے والا کہتے ہین۔ دیوتاؤن کا حال لکھنے والے آفتاب کو آدتیا اسواسطے کہتے ہین کہ وہ انکے نزدیک اولاد دیوتا نی آدیتی ہی لیکن ایک عجیب مضمون درباب مسئلہ کشش کتاب اشعار رنگین شیرین و فرہاد مین کہ ابتدا سے انتہا تک اسمین شعلہ آتش مذہبی و شاعرانہ بھڑکتا ہی درج ہی وہ مضمون مجھکو ایسا عجیب معلوم ہوتا ہی کہ مین اسکا ترجمہ ہو بہو اسجا درج کرتا ہون۔

ہر ذرے مین ایسا قوی میل ذاتی ہی جو چھوٹی چھوٹی کسی خاص چیز کی طرف کھینچتا ہی اس کائنات کو دامن سے لیکر اسکی چوٹی تک اور آگ سے ہوا تک اور پانی سے مٹی تک اور چاند کے نیچے سے لیکر تمام کرہ ہاے آسمانی کے اوپر تک تلاش کروگے تو ایک بھی ذرہ ایسا نہ پاؤگے کہ وہ قدرتی کشش سے خالی ہو۔ اس الجھی ہوئی انٹی کے تاگے کا سرا سواے اصول کشش کے کچھ اور نہین ہوسکتا ہی۔ علاوہ اسکے تمام اور اصول بے بنا ہین حرکت جو اجرام فلکی اور اجسام دنیوی مین دیکھنے مین آتی ہی اسی سے پیدا ہوتی ہی یہ میل کشش ہی نے لوہے کو اپنی جا سے جنبش کرکے مقناطیس سے چمٹ جانا سکھلایا ہی۔ اسی کے میل سے گھاس کا ہلکا تنکا کہربا سے خوب چاچمٹتا ہی۔ کارخانہ الٰہی مین یہ وہ صفت ذاتی ہی جسکے سبب سے ایک شی دوسری شی کی طرف میل کرتی ہی اور یہ میل ذرہ ذرہ سے خاص ایک نقطے کی طرف جاتا ہی۔ سر ولیم جونز کے خلاصہ مرقومہ بالا سے اور خلاصہ مندرجہ باب اول اس کتاب سے عقیل و فہیم ناظرین پر فوراً ظاہر و روشن ہو جائیگا کہ اصول وید ہندوستان و اصول علم تصوف صوفیان باہم ایک دوسرے سے بہت ملتے ہین۔ مذہب ہم ہندوستان سے ایران اور بھی ملک عرب مین منتقل ہوا ہی اور درویشون نے اسکا پیوند درخت اسلام

مین لگا یا ہی سیاین تعلق فیما بین خیالات دانایان یونان وہند خالی از لطف نہوگا
ہندوؤن نے تو اصلی وحدانیت خالق کو پھیلا کر بیشمار دیوتا مان رکھے ہین لیکن اہل اسلام
نے اصول وحدانیت خالق مین کہ موسے نے بیان کیا ہی کچھہ اور مخلوط نہین کیا ہی۔
ہندؤن اور یونانیون نے توصفات خالق کو کہ حاضر وناظر ہی شخص بنا دیا ہی لیکن
اہل اسلام نے ایسا نہین کیا ہی۔ مذہب ہنود مین نشان پیدائش مخلوقات وتواریخ
انسان جیسے حضرت آدم پر الہام سے منکشف ہوئی تھی اور بذریعہ روایات زبانی اُنکی اولاد
مین متواتر چلی آتی ہی اور جسکی تاریخ حضرت موسے نے کہ انسان کی نسل کا اول مورخ
ہین لکھی ہی پایا جاتا ہی۔
واسطے تصدیق اس اظہار کے مین خلاصہ ذیل سر ولیم جونز کے رسالے سے کہ باب مین
دیوتایان ممالک یونان واطالیہ وہند کے لکھا گیا ہی درج کرتا ہون۔
ہند کے حکما اس بات مین متفق الراے ہین کہ خالق نے اول عنصر آب کو پیدا کیا تھا۔
چونکہ وہ حال طوفان کل دنیا و پیدائش مخلوقات کا بہت مفصل لکھتے ہین تو یہ کبھی قیاس
مین نہین آسکتا ہی کہ انکا تمام طریقہ درباب علم مخلوقات صرف روایات زبانی بابب
طوفان سے پیدا ہوا پس اسمین شک نہین کہ یہ مسئلہ شروع کتاب اول حضرت موسے
سے کہ موسوم بہ ورانت ہی نقل ہوا ہی اسکے برابر سرے سے اخیر تک کبھی ایسا فقرہ
عالی مضمون انسان کے قلم سے نہ کبھی نکلا ہی اور نہ کبھی نکلیگا۔
ابتدا مین خدا تعالے لئے آسمان وزمین پیدا کی۔ زمین خالی تھی اور ویران چہرہ
سمندر پر تاریکی تھی اور روح خدا چہرہ آب پر حرکت کرتی تھی۔ اور خدا نے فرمایا کہ
روشنی ہو جاوے اور اسیوقت روشنی پیدا ہو گئی۔
خوبی ولطافت اس فقرے کی اہل ہند کی شرح مین بہت کم ہو گئی ہی۔ مینو فرزند برہم
اُن دانایون سے کہ اس سے مستفسر حال پیدائش کائنات ہوئے تھے اسطرح اس باب مین

بیان کرتا ہی۔کہ یہ دنیا ابتدا مین کمال تاریک و نا قابل تمیز مثل گہرے خواب کے تھی اسوقت تک جبکہ خدا نے جو نظر نہین آتا ہی سب تاریکی کو دور کرکے پانچ عناصر اور اور شاندار اشکال کو ظاہر کیا۔چونکہ اُسکے دل مین یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اپنی شان سے اپنے مین سے مختلف وجودون کو مخلوق کرودن تو اُسنے اول پانی کو پیدا کیا اور اُسکو خواص متحرک ہونے کا دیا۔

اس عجیب قصّے کے ساتھ جو آغاز منادہ استران مین ترجمہ چار فقرات بھاگوت کا جنکو ہندو یقین کرتے ہین کہ بھگوان نے برہم سے کہے تھے شامل کرتا ہون۔مین ہی تھا اور مین ہی پہلے تھا اور سوا ے میرے کوئی اور وجود موجود نتھا۔مین اسطرح رہتا ہون کہ کوئی مجھکو دیکھتا نہین۔مین سب سے بزرگ ہون۔بعد اُسکے مین وہ ہون جو ہون اور وہ جو باقی رہیگا وہ مین ہی ہون۔علاوہ سبب اول کے جو کچھ کہ خیال مین آتا ہی یا نہین دونون خیال کے سایے یا دھوکے ہین مثل روشنی و تاریکی کے۔

جسطرح سے کہ اربع عناصر مختلف وجودون مین داخل ہین پھر بھی اُنکے اندر نہین یعنے اُنکے اندر گھسے ہوے ہین لیکن اُنکو فارت نہین کرتے ہین۔اسی طرح سے اگرچہ مین اُنکے اندر ہون لیکن پھر بھی اُنکے اندر نہین۔

وہ اشخاص جو اصول خیال سے کہ حالت شمول وجدائی مین ہر ایک جگہ اور ہمیشہ رہیگا واقف ہوا چاہتے ہین تو وہ صرف اسی قدر تلاش و تحقیقات کرسکتے ہین۔ہندوونکا یہ اعتقاد ہی کہ جب طائر روح قالب جسم سے پرواز کرجاتا ہی تو وہ فوراً یا ما پوریا شہر متعلق یہ یا ما مین منتقل ہوجاتی ہی۔وہان جاکر اُسکو یا تو یہ حکم سنایا جاتا ہی کہ اُسکو سرگ یعنے آسمان اول مین لیجاؤ یا اُسکو نرکھ مین کہ ضلع سانپون کا ہی ڈالو یا اسکو کسی قالب حیوانی مین بروے زمین منتقل کرو اگر وہ اس سزا سے بھی زیادہ تر سزا کا مستحق ہو تو وہ قسم نباتات یا معدنیات زہردار مین سے بنایا جاویگا۔

ہندی یا درویشان آوارہ گرد ہندو

قسطنطنیہ کے تکیون کی فہرست مین کہ سابق لکھی گئی ہو ذکر ہندیلر تکیہ بھی ہو چکا ہی یہ ایک
مسجد ہی یا عبادتخانہ جو متصل مسجد مراد پاشا حمار سے بقیم ہی۔ وہ درویش جو مقامات بعیدہ
ہندوستان سے استنبول مین آتے ہین اس مقام پر آکر ٹھہرتے ہین اور پناہ لیتے ہین
میرے ایک دوست نے کہ فرقہ درویشان مین سے تھا مجھسے کہا تھا کہ یہ لوگ فرقہ ہاے
نقشبندی و قادری و چشتی۔ و کبرادی۔ و نعمت اللہی۔ و قلندری سے متعلق ہوتے ہین
یہ متوطنان ہند بیعت لیکر اور اپنے شیخ سے برکت حاصل کر کے سفر اختیار کرتے ہین اور بھیک
اور خیرات پر گذر اوقات کرتے ہین۔ چندہی سفر خشکی اختیار کرتے ہین۔ اکثر تو بمبئی سے
براہ بحر قلزم جدے کو بارادہ روانگی سمت اشہار مقدس حجاز جاتے ہین وہان وہ مثل
مسلمانون کے حج کرتے ہین اور تب براہ خشکی اس ملک مین سے گذر کر بغداد کو جاتے ہین۔
بعضے جدے سے پھر جہاز پر سوار ہو کر بصرہ واقع خلیج فارس مین جاتے ہین۔ مطلب انکا اس
سفر سے زیارت مزار حضرت علیؓ و حضرت حسینؓ۔ و امام عباسؓ و دیگر فرزندان حضرت علیؓ
خلیفۂ چہارم سے ہوتا ہی۔ شہر بغداد مین پہونچکر وہ تکیون و مسجد حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی مین
رہتے ہین۔ بعض اُنمین کے مثل نکجیس بغداد کے بازار ون مین بیٹھتے ہین لیکن بھیک
نہین مانگتے ہین۔ بعض اوقات وہ کارخانہ قادری مین جسکا سابق ذکر ہو چکا ہی رہتے ہین
اسکے دروازے پر مزار حضرت عبدالجبار فرزند بانی فرقہ قادری بنا ہوا ہی۔ جو نئے ہندی
وہان پہونچتے ہین اُنکے ایمان کا امتحان تین روز تک رہتا ہی۔ اگر امتحانا ثابت ہوتا ہی
کہ وہ مجوسی ہو یا بت پرست ہی تو وہ امتحان نماز و روزے کی تاب نہین لاسکتا ہو اُسپر
مذہبی سختی ایسی ڈالی جاتی ہی کہ قبل از ختم ہونے عرصۂ امتحان کے وہ گھبرا کر بھاگ جاتا ہی۔
بعد زیارت اور مقدس مزارون کے اور ادا ے رسمیات پرستش معمولی و مطلوبہ کے وہ
در حقیقت طریقۂ درویشی مین داخل ہوتا ہی۔ بعض اُسکو فقیر کہتے ہین۔ اسجا یہ بھی کہنا لازم ہی

کہ بہت سے فقیر کسی خاص طریقے مین داخل نہین بلکہ صرف مفلس مسلمان ہین جو کہ زیارت خاص قبرون بعید کی منت رکھتے ہین اور مشکلاتین اُٹھاتے ہین اور اُسیکو باب مذہب مین بہتر سمجھتے ہین۔ اس مطلب کے لیے فقیر اپنا گھر بار ماں باپ قبیلہ عیال و اطفال و دوستون کو مع تمام اُن چیزون کے جو اُنکے پاس موجود ہوتی ہین چھوڑکر چلے جاتے ہین اسطرح سے ترک حظوظ دنیوی و آرام زندگانی کو وہ بڑی آسودگی سمجھتے ہین اور وہ کسیکا ادب نہین کرتے ہین خواہ کیسا ہی اُسکا درجہ و رتبہ ہو اور بسبب مفلسی و تنگ حالی وہ سزا سے محفوظ رہتے ہین۔ اگرچہ وہ کسیکو بُرا بھلا بھی کہین اور گستاخی سے پیش آوین۔

ان درویشون کے قصون مین قصہ مندرجہ ذیل بھی شامل کرتا ہون۔

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شاہ ایک درویش کے پاس سے گذرا جو زمین پر بیٹھا ہوا تھا۔ درویش نہ تو اُسکی تعظیم کے لیے کھڑا ہوا اور نہ اُسنے اسکو سلام کیا۔ چونکہ شاہ کا مزاج آتشی تھا وہ اُسکی بے ادبی کو دیکھ کر بڑا غضبناک ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا کہ اِن اشخاص فلک زدون کے اطوار حیوانات مطلق کے اطوار سے کچھ بہتر نہین۔ یہ لوگ جنگلے جیتھڑے لگے ہوے ہین حیوان ہین۔ وزیر شاہ چلا کر فقیر سے کہنے لگا کہ تمنے کیون شاہ کا ادب نہ کیا اور کسواسطے تمنے تعظیم نہ دی۔ درجواب اِسکے درویش نے وزیر سے کہا کہ تم اپنے آقا سے کہدو کہ ادب و تعظیم اُنسے چاہیے جو اُسکی بخشش کے محتاج ہون اور جو اُسکی نعمت کے خواہان ہون اور چونکہ شاہ واسطے حفاظت رعایا کے مقرر ہوتے ہین تو لوگون پر فرض نہین کہ وہ اُسکا ادب بظاہر کرین اور تعظیماً پیش آوین۔ یہ جواب سنکر شاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ درویش سے پوچھو کہ ہم اسکے لیے کیا کرین اور ہم اسکو کیا دین جو کچھ اُسکی احتیاج ہو بیان کرے۔ اسکے جواب مین درویش نے کہا کہ مین شاہ سے صرف یہی چاہتا ہون کہ وہ مجھکو نہ چھیڑے اور مجھسے نہ بولے۔

اثناء گفتگو مین ایک درویش نے ایک شاہ سے جو درویشان کا چندان ادب و لحاظ

نہین کیا کرتا تھا کہا اگرچہ ہم مثل تیرے نہ تو صاحب اختیار ہین اور نہ صاحب ثروت و طاقت لیکن ہم بنسبت تیرے زیادہ تر خوش ہین اور دولت کے نہونے سے بڑے راضی ہین اور محظوظ بعد موت کے ہم سب مساوی ہین اور بعد روز حشر ہم تجھ سے بزرگ اور درجۂ اعلی پر ہونگے۔

ایک چور نے ایک فقیر سے کہا کہ تمھین لوگون سے بھیک مانگتے ہوے شرم نہین آتی ہی فقیر نے جواب دیا کہ بھیک مانگنا تو ہزار درجہ اس سے بہتر ہی کہ چوری کی علت مین ہاتھ کاٹا جاوے

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بادشاہ نے یہ منت رکھی تھی کہ اگر مین اپنے مقصد مین کامیاب ہونگا اور جس کام کے لیے کہ مین اب سعی و کوشش کیا چاہتا ہون اسمین فتح نصیب ہونگا تو مین اس دارالریاست کے غریب و مسکین درویشون پر بہت سا روپیہ تقسیم کرونگا۔ جب مطلب اسکا پورا ہوا اور مقصد اسکا حسب دلخواہ بر آیا تو اسنے اپنے ایک افسر کو بہت سا روپیہ موافق اقرار کے دیا کہ تو جاکر اسکو درویشون پر تقسیم کر۔ چونکہ وہ درویشون کا معتقد نتھا اسنے وہ روپیہ اپنے پاس رکھا اور شام کو بادشاہ سے جاکر کہا کہ اس دارالریاست مین کوئی درویش نہین ہی۔ بادشاہ کو یہ بات سنکر تعجب ہوا اور اسنے اس افسر سے کہا کہ اس دارالخلافت مین کئی سو درویش ہونگے تو کیونکر کہتا ہی کہ یہان کوئی بھی درویش نہین اسکے جواب مین اسنے کہا کہ جو درویش ہی وہ روپیہ لیتا نہین۔ اور جو لیتا ہی وہ درویش نہین۔ درویش مین جیسا کہ سابق مذکور ہوا دس صفات گنتی کے ہونے چاہیین۔ یعنے اول تو اسکو بھوکا رہنا چاہیے دوم خانہ بدوش ہونا چاہیے۔ سوم تمام شب اسکو بیدار رہنا چاہیے۔ چہارم بعد وفات اسکا کوئی وارث نہونا چاہیے۔ پنجم اگر آقا یا مرشد اسکا اس سے بری طرح سے بھی پیش آدے تو بھی اسکو چھوڑے اور اس سے جدا نہو۔ ششم ادنے سے ادنے درجے پر اسکو قانع و صابر ہونا چاہیے۔ ہفتم جو کوئی اسکی جگہ کا خواہان ہو تو اسکو اپنی جا خالی کردینا چاہیے۔ ہشتم اگر کوئی اسکو مارپیٹ کر پھر روٹی دے تو لے لینی چاہیے اور اسکی طرف

مائل ہونا اور اُس سے محبت رکھنی چاہیے۔ نہم جسوقت کہ کھانا پڑسا جاوے اُسوقت اُسکو دور رہنا چاہیے۔ دہم جب وہ اپنے آقا یا مرشد کے ہمراہ ہو تو اُسکو چھوڑکر پھر اپنی جگہ پر واپس جانا چاہیے۔

ایک درویش ایک امیر کے گھر حسب الطلب جایا کرتا تھا اور اُسکے خدمتگار اُسکو مارکر نکالدیتے تھے اور اُس سے بُری طرح سے پیش آتے تھے لیکن وہ بموجب صفات مذکورہ بالا پھر اُسی در پر حاضر ہوتا تھا۔ جب اُس امیر کو اس بات سے اطلاع ہوئی تو اُسنے درویش سے عذر خواہی کرکے کہا کہ تم میں بڑا انکسار و حلم و صبر ہے اُسکے جواب میں درویش نے کہا کہ یہ بات تو کچھ لائق تعریف نہیں بلکہ وہ صرف ایک صفت کُتے کی ہے جسکے سبب سے اگر اُسکو مارکر نکالدو تو پھر ہمیشہ اُسی در پر جاکر حاضر ہوجاتا ہے۔

باب شانزدہم

تصوف

لفظ صوفی کے معنے زبان عربی میں اُون کے ہیں۔ اور مسٹر لین باب دہم الف لیلہ کے حاشیے ۱۰۲ میں بیان کرتا ہے کہ وجہ تسمیہ یا تو یہ ہے کہ وہ درویش اُونی پوشاک پہنتے ہیں یا یہ لفظ لفظ یونانی سے نکلا ہے اور بسبب اُنکے مسائل حکمت کے اُنکو صوفی کہتے ہیں مسٹر لین کا یہ بھی بیان ہے کہ ایک گروہ مسلم درویشوں کا موسوم بہ صوفی ہے اور درویشوں سے عموماً وہ زیادہ تر یاد الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔ اس فرقے میں سے اکثروں نے تصوف کے باب میں کتب لکھے ہیں سُنّی صوفی اگرچہ بڑے مخفی راز و اسرار لکھنے والے اور سمجھتے ہیں لیکن وہ شیعہ صوفیوں ایران کو نہیں پہونچتے ہیں۔

تمام تکیوں میں جہاں کہیں میں گیا ہوں میں نے دیکھا ہے کہ سب درویش بھیڑ کی کھال پر جسکو پشکی کہتے ہیں بیٹھتے ہیں۔ اگرچہ اُنمیں کے سفید نمدے کی ٹوپی اُون کی بنی

ہوئی بھی سر پر رکھتے ہین اور اُنکے جُبّے بھی اُون کے ہوتے ہین لیکن رنگین نہین۔
فرقہ بیکتاشی جو یانی چری سے ازبس تعلق رکھتے ہین سفید نمدے کی ٹوپیان دیتے ہین
اور وہ مسئلہ تناسخ کے قائل ہین۔

ترجمہ

مضمون علم تصوف پر جو کچھ کہ فاضل و خداپرست و پارسا محمد مصری مغفور نے لکھا ہے
اُسمین سے کچھ اسجا درج کیا جاتا ہے۔
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر و سپاس خالق کائنات کو ہو اور دعا و ثنا اُسکی اُمت
سے خداوند محمد رسول اللہ اور علیؑ اُسکے بھائی و داماد و دیگر پیغمبران و خاوندان و اصحاب
محمد صلعم کو پہونچے۔
سوال۔ اگر کوئی سوال کرے کہ بناء ابتداء تصوف کسپر ہے تو جواب اسکا یہ ہوگا۔
جواب۔ ایمان پر۔ اُسکے چھ ستون ہین یعنے۔ وجود خالق۔ وحدانیت۔ فرشتگان
پیغمبران۔ روز رستاخیز۔ نیک و بد جو تقدیر سے کہ روز ازل سے مقرر ہوئی ظہور مین
آتا ہے۔ انکا معتقد ہونا اور اِنکو زبان سے کہنا اور دل سے اقرار کرنا چاہیے۔
سوال۔ تصوف کا انجام یا مطلب اصلی کیا ہے۔
جواب۔ زبان ایمان سے چھون ستونون مرقومۂ بالا کو بولنا اور اُنکا دل سے
معتقد ہونا جیسا کہ جنیدی نے بجواب اسی سوال کے بیان کیا ہے مطلب اصلی علم تصوف ہے۔
سوال۔ عوام اور صوفیون مین کیا فرق ہے۔
جواب۔ علم جو بناء اعتقاد لوگون کا ہے صرف نقل ان چھون ستونون کی ہے لیکن
ایمان صوفیون کا اصلی و حقیقی ہے جیسا کہ شہادت علماء العظام سے ظاہر ہے۔
سوال۔ یہ نقل کس طرح کی ہے۔
جواب۔ یہ نقل اس طرح کی ہے کہ جو کچھ کہ اُنھون نے اپنے آباء اجداد و معلمون سے

مقام سے جہان وہ سکونت رکھتے ہین یا کسی علما سے سنا اُسپر اعتقاد لائے لیکن وہ اس بات سے واقف نہین کہ کیون یہ ستون ایمان اصلی و بنیادی ہین اور کسو اسطے مغفرت انسے حاصل ہوسکتی ہی۔ یہ کوئی نہین جانتا ہی کہ کسی شخص کو کوچہ و بازار مین پھرتے ہوے ایسا ایک جواہر بیش قیمت مل گیا ہی جسکی تلاش مین شاہان جہان جو دنیا کو ادھر سے اُدھر تک فتح کرتے پھرتے ہین مایوس ہوے ہین اگرچہ اُنکو اور سب چیزین میسر آگئی ہین جیسا کسی کو وہ جواہر ہاتھ آگیا ہی اُسکو روشنی روشن تر آفتاب سے میسر آگئی ہی اور ایسا سنگ پارس ہاتھ آگیا ہی کہ تانبا ہزارون برس کا پُرانا اُسکے اثر سے طلاء خالص بنجاتا ہی اُسکا پانے والا اُسکی اصلی قیمت و قدر جانتا نہین اور وہ اُسکو صرف ایک جھوٹا جواہر سمجھتا ہی اور اگر پیاسا ہو تو ایک پیالہ آب کے عوض اُسکو دے ڈالتا ہی۔

سوال۔ ایمان کامل ہونے کی علامت یا وجہ ثبوت کیا ہی۔

جواب۔ علامت اُسکی یہ ہی کہ اُسکے متلاشی نے اصلیت ہر ایک کی چھون ستونون ایمان مین سے کہ سابق بیان ہوچکے دریافت کی ہو اور حقیقت پر پہونچگیا ہو۔ علم طریقت ایک راہ علیحدہ و جداگانہ ما بین دیہ و شہر تقلید ہی۔ بہت سے اشخاص اُس راہ پر دس بیس تیس۔ چالیس برس گمراہ پھرتے ہین اور مختلف راہ ہاے غلط پر چلنے لگتے ہین بعض تو اہل جبری اور بعض اہل قادری اور بعض اہل معتزلی و بعض مجسمی و بعض مشتبہی بنجاتے ہین۔ اور کل ۷۳۔ راستے یا فرقے ہین۔ یہ سب بجز ایک کے گمراہ پھرتے ہین۔ کوئی اُنمین سے شہر ایمان اصلی وحقیقی تک پہونچتا نہین۔ اِن ۷۳ مین سے صرف ایک فرقہ راستی پر ہی۔ اُس فرقے کا نام فرقہ ناجیہ ہی۔ یہ ہی منزل مقصود کو پہونچتے ہین بسبب اسکے کہ وہ بدل و جان احکام و ہدایات نبی اہل اسلام علیہ السلام پر کاربند ہوتے ہین وہ اصلی قیمت اُس جواہر کی کہ انھون نے پایا ہی جانتے ہین۔ اُنکا ایمان ظاہر ہی اور چونکہ وہ روشنی ایمان ساتھ لیے ہوے سفر کرتے ہین وہ آفتاب مین پہونچگئے ہین۔ اگرچہ اول

اول وہ صرف نقال تھے لیکن آخرش حقیقت کو پہونچ گئے ہین۔ بعد دریافت کرنے حقیقی ایمان کے وہ متوجہ بطرف نقل ہوتے ہین اور اُسکے باطنی اسرار سے واقف ہوجاتے ہین تب انکو معلوم ہوتا ہی کہ طریقت وشریعت دونون باہم موافقت ومطابقت رکھتے ہین۔ انکو ابتک صرف اسقدر الہام خدا سے ہوا ہی کہ وہ اُسکے ذریعے سے حقیقت کو دیکھ سکتے ہین جو انکی نگاہ سے مخفی ہی کہ راہ نقل پر آوارہ وسرگردان پھرتے ہین تو وہ طریقت وشریعت کو باہم مقابل کرکے دریافت کرتے ہین کہ وہ مثل روح وجسم باہم متفق ہین اور یہ اُس کلام نبی خیرالوری سے مطابقت کھاتا ہی کہ جس کسی کا ایک بھی حواس خمسہ ظاہری وباطنی مین سے ناقص ہی اُسکا ایک جز وناکامل وناقص ہی۔ اِس کلام سے ظاہر ہی کہ جو باب شریعت مین ناقص ہی وہ باب طریقت مین کامل نہین ہوسکتی ہی۔

سوال ۔ باب ایمان وطریقہ پرستش مین صوفی کس فرقے سے متعلق ہین۔

جواب ۔ اکثر قوم نمین کے مسلمان فرقہ سُنی مین سے ہین اور بموجب مذہب مشہور ومعروف شیخ ابومنصور متوریدی جماعت قبول کرتے ہین۔ اکثر اہل عرب فرقہ شیخ ابوالحسن الاشاری مین سے ہین اور اہل سُنی ہین اور چار فرقون حنفی وحنبلی وشافعی ومالکی مین سے کسی نہ کسی فرقے کے مطابق موافق رواج اپنے اپنے ملک کے جماعت قبول کرتے ہین مثلاً ساکنین ملک روم حنفی ہین۔ وجہ تسمیہ حنفی کی یہ ہی کہ وہ فرقہ ابوحنیفہ سے نکلا ہی۔ ابوحنیفہ نے قواعد اپنے ایمان کے قرآن واحادیث نبوی سے نکالے ہین۔ ساکنین عرب ومصر والپیو واشتہار مقدس مکہ ومدینہ شافعی ہین۔ تمام ساکنین تونس ومور وکو تابہ اینڈلیشیا وبعض ساکنین عرب مالکہ کے ہین۔ اکثر متوطنان بغداد وعراق وبعض قطعات ملک عرب وبعض ساکنین مکہ ومدینہ پیرو حنبلی امام کے ہین۔ انمین باہم صرف بلحاظ طریقہ پرستش فرق ہی لیکن اُنکے تمام مسائل ملتے ہین پیغمبر اہل اسلام علیہ السلام نے اُن اشخاص کو جو سنت وجماعت پر کاربند ہوتے ہین بلقب اہل وجہ ملقب کیا تھا۔

چارون فرقے سابق الذکر اہل وجہ کی قسم سے ہین - تمام صوفی اہل وجہ سے متعلق ہین
صوفیون کا یہ اعتقاد ہی کہ ہر ایک اہل اللہ یا صاحب کرامات وخصلت پارسائی
و پاکی جو چار بڑے سلسلین و فقہ دانون سے متعلق ہی حاصل نہین کرسکتا ہی اور اہل کزن
یعنے بارہ اماموں کو تو ہرگز نہین پہونچ سکتا ہی - ترکیب اس درجہ کمالیت کے حاصل
کرنے کی صرف یہ ہی کہ اُنکے طریقے پر چلے جب تک وہ اس درجے سے آگے بڑھ جاوے اور
تب بمنظوری خالق کوئی اور طریقہ جو ان اماموں کے طریقے سے بہتر ہو مقرر کرے - یہ
بات کوئی ابتک نہین کرسکا ہی -

سوال - جب بایزید بسطامی سے یہ سوال کیا گیا تھا کہ تم کس فرقے مین سے ہو تو اُنھون نے
جواب دیا تھا کہ مین فرقۂ اللہ مین سے ہون - بتاؤ کہ فرقۂ اللہ سے اُنھون نے کیا
مراد لی ہی -

جواب - تمام وہ فرقے جنکا ابھی ذکر ہو چکا ہی فرقۂ اللہ مین داخل ہین - مثلاً فرقہ
امام بزرگ یعنے نوحسن ابن ثابت الکوفی و فرقۂ امام شافعی اگرچہ ان ناموں سے مشہور
ہین لیکن وہ درحقیقت فرقہ ہاے اللہ سے ہین پس اس صورت مین بایزید نے
فی الحقیقت جواب واجبی دیا تھا -

سوال - اکثر صوفی اپنے قصیدون مین ایسے الفاظ کام مین لاتے ہین جن سے واضح
ہوتا ہی کہ وہ اہل تناسخ مین سے ہین - وہ اپنے تئین بعض اوقات لوت اور بعض اوقات
رایو اور بعض اوقات نباتات اور بعض اوقات حیوانات اور بعض اوقات انسان
بیان کرتے ہین اسکے کیا معنے ہین -

جواب - او بھائی پیغمبر خدا نے کہا ہی کہ میری اُمت بروز حشر جماعت مین اُٹھیگی
یعنے بندر کی شکل مین اور بعض سور کی شکل مین اور بعض کسی اور صورت مین اُٹھینگے
قرآن کے باب ۷۸ - کی آیۃ ۱۸ - مین یہ مضمون جسکی شرح قاضی بیضاوی نے کی ہی درج ہی

یہ شارح ایک حدیث اِس مضمون کی اس موقع پر لاتا ہی کہ قیامت کے روز انسان اُن حیوانون کی شکلین بنکر اُٹھین گے جن سے کہ اُنکی خصلت بہت مشابہت رکھتی ہوگی۔ مثلاً اشخاص طامع وحریص سور بنکر اُٹھین گے واشخاص مغلوب الغضب اونٹ بنین گے اور شریر وغیبت کرنے والے بندر کی شکل مین اُٹھین گے بدینوجہ کہ اگرچہ یہ بظاہر شکل انسان ہین لیکن درحقیقت اُنکی خصلت اُن حیوانون سے بہت ملتی ہی۔ یہ مشابہت یہان اونکی حین حیات چندان ظاہر نہین ہوتی ہی لیکن بعد مرگ وبعد قیامت دوسری دنیا مین صاف ظاہر ہوجاتی ہی۔ اِن عیبون کو دور کرو۔ حین حیات وقبل ازمرگ توبہ کرنیسے انسان اِن عیوب سے مبرا ہوسکتا ہی۔ اس باب مین پیغمبر شفیع روزمحشر نے یہ کہا ہی کہ نیند برادر مرگ ہی۔ انسان مرتے ہوے اپنی اصلی خصلت کو دیکھتا ہی اور دریافت کرلیتا ہی کہ آیا وہ بذریعہ توبہ اپنے جذبات کے اثر سے جنکا وہ حین حیات مغلوب تھا محفوظ ومبرا ہوا ہی کہ نہین۔ اسی طور سے وہ خواب مین بھی دیکھے گا۔ کہ مین موافق اپنے جذبات کے عمل کرتا ہون اور اُنکی راہ پر چلتا ہون۔ مثلاً صراف خواب مین یہ دیکھتا ہی کہ مین اپنے پیشے مین مصروف ہون اور خواب مین یہ ہدایت خدا کی جانب سے ہوتی ہی کہ تو خیال جذبات حیوانی وپیشہ کمینہ مین چندان غرق ومحو نہ ہو صرف دعا وتوبہ سے انسان یہ توقع کرسکتا ہی کہ مین خواب مین دیکھون کہ مین جذبات حیوانی سے جن سے مین مغلوب ہورہا ہون آزاد ومبرا ہوا اور انسان بنا۔ اگر تم خواب مین بندر کو دیکھو تو یقین کرو کہ خدا تمکو خبردار وآگاہ کرتا ہی کہ شرارت سے بازرہو اور درصورتیکہ سور کو خواب مین دیکھو تو اُسکو اطلاع اس امر کی سمجھو کہ اور دوسرے کے مال پر دانت نرکھنا اور طمع وحرص سے مبرا ہونا چاہیے۔ وعلیٰ ہذا القیاس اگر اور حیوانات کو خواب مین دیکھین تو اُنکی بھی تعبیر موافق اُنکی خصلت جداگانہ کے ہوگی۔ جاؤ اور کسی مرشد کامل کے مرید بنو جو تمکو اپنی دعا ونماز کے اثر سے خواب مین

تمکو تمھارے عیوب دکھادیگا جب تک وہ ایک ایک دور ہو جائینگے اور انکی جگہ پر صفات نیک پیدا ہو جاوینگے۔ یہ بات خدا کے نام لینے سے جو وہ تمکو سکھا دیگا حاصل ہو گی۔ آخر سن تم خواب مین صرف پارساؤن وعابدون وا ولیاؤن کو دیکھا کروگے اور وہ دلیل تمھاری اس خداپرستی وپارسائی کی ہوگی جو تمکو حاصل ہوئی ہوگی۔

یہ ہی ہے مراد اُن شاعرون کی جو حالت اُن اشخاص کی بیان کرتے ہین جنھون نے کہ توبہ نہین کی ہوتی ہے۔ ایک مصنف کا یہ بیان ہے کہ مین بعض اوقات حیوان وبعض اوقات نباتات وبعض اوقات انسان بنجاتا ہون۔ صوفی بھی جب اور مخلوقات کی صفات اپنے اوپر لگاتے ہین۔ تو موافق اسی شاعر کے کہنے لگتے ہین۔ کیونکہ انسان آخر موجودات کہلاتا ہے اُسمین جمیع صفات مخلوقات عالم جمع ہین۔ بہت سی کتب تصوف اِس مضمون پر لکھی گئی ہین۔ اُن تمام سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان تو نوعہاے کبراد باقی دنیا نوعہاے صغرا ہے۔ کہتے ہین کہ انسان کے جسم مین تمام اعضاے باقی مخلوقات موجود ہین اور انسان کا دل بہ نسبت قوس قزح زیادہ فراخ ہے بدین وجہ کہ جب آنکھ بند کرلیتے ہین طاقت روحانی بڑے فراخ شہر کو اپنے اندر لے لیتی ہے۔ اگرچہ ظاہری آنکھین اُسکو نہین دیکھتی ہین لیکن دل کی آنکھون سے وہ دیکھتا ہے اور اُسکے اندر دسما گیا ہے۔ کتب تصوف مین سے حوض الحیات ایک ہے۔ اُسمین لکھا ہے کہ اگر کوئی متنفس اپنی آنکھین اور اپنے کان ونتھنے بند کرلے تو اُسکو سردی نہ لگے گی۔ داہنے نتھنے کو آفتاب کہتے ہین اور بائین کو مہتاب۔ داہنے نتھنے سے گرم ہوا نکلتی ہے اور بائین سے سرد۔ ایک اور رسالہ موسوم بہ نسخۂ کبرا موجود ہے۔ اُسمین حال بزرگی انسان کا درج ہے۔ وہ کتاب صوفیون کی بڑی عمدہ کتب مین سے ہے۔

سوال۔ فرق مذاہب اہل تناسخ وصوفیان بیان کرو۔

جواب۔ ہم کہتے ہین کہ طریقہ تناسخ برزخ سے کچھ تعلق نہین رکھتا ہے ... خواہش

عرصے کو کہتے ہین جو مابین وفات و روز حشر جسکا ذکر قرآن کے ۲۳- باب آیت ۱۰۲- مین یون آیا ہی کہ اُس عرصے مین نہ تو انعام ہوتا ہی اور نہ سزا ملتی ہی- لیکن برزخ کے معنے اِسجا اُس حالت روح کے ہین جبکہ وہ پروا عقبیٰ کا نہین کرتی ہی- یہ حالت اُنپر طاری ہوتی ہی جو گناہون مین پڑے ہوتے ہین اور بسبب اپنی بدذاتی و بدخصلتی کے بُرائیان کرتے ہین- لوگون کا یہ اعتقاد ہی کہ وہ حالت عقبیٰ مین ہوتی ہی اور اِس دنیا مین دیکھنے مین نہین آتی ہی مثلاً کہتے ہین کہ بعض آدمی کی خصلت موافق بعض حیوانات کی خصلت کے ہوتی ہی لیکن اُنکی شکلین اُن حیوانات کی شکلون پر نہین ہوتی ہین- بعد مرگ اُنکی ارواح اُن حیوانات کے قالبون مین منتقل ہو جاتی ہی جنکی خصلت کہ اُنکی خصلت سے ملتی تھی اور اسیطرح سے اولاد کے پھیلنے سے وہ آخرش حیوان ہی بنجاتے ہین اور نظر آنے لگتے ہین- اور پھر کبھی حقیقت مین مرتے نہین یعنے وہ کسی نہ کسی قالب حیوانی مین پردہ دنیا پر موجود رہتے ہین- اِسطرح سے انسان اپنی شکل انسانی سے درگذرتا ہی اور باری باری مختلف قسم کا حیوان بنتا جاتا ہی- تناسخ کا تو یہ اعتقاد ہی جو اوپر بیان ہوا لیکن وہ مذہب حقیقی کے خلاف ہی- اس باب مین عمر بن الفرید نے یہ کہا ہی جو کوئی معتقد تناسخ و انتقال روح کا ہی وہ ایسی بیماری مین گرفتار ہی کہ خدا ہی اُسکا شافی ہو تم ایسے مسائل کے معتقد نہو-

او برادر اپنے تئین ایسے اعتقاد سے دور رکھو اور اُن مسائل سے کچھ تعلق نرکھو- اُن ۷۲- فرقون سابق الذکر مین سے جو غلطی مین پڑے ہین- یہ سب سے زیادہ خراب ہی- خدا ہمکو دارین مین اُنکے ساتھ شریک ہونے یا اُنکا چہرہ دیکھنے سے باز رکھے اور محفوظ

سوال- یہ اشخاص بعض اُن اشیا کو کہ ممنوعات مین سے ہین جائز و حلال سمجھتے ہین- مثلاً شراب نوشی اور دُکان شراب کی کھولنے کو اور پیالہ شراب پلانے کو اور معشوقہ سے صحبت رکھنے کو حلال سمجھتے ہین وہ اپنی محبوبہ کی زلفون اور خال رخ و رخسارون کی

تعریف کرتے ہین اور اُسکی بھون کو قرآن کی آیات سے تشبیہ دیتے ہین - اِس بات کے کیا معنے ہین اور اُسکا سبب کیا ہی -

جواب - جب یہ صوفی ایمان حقیقی کو چھوڑ کر مشابہت اور مجاز پر جاتے ہین وہ جسمانی خط وخال کے معنی روحانی خط وخال کے لیتے ہین اور اشکال ظاہری سے مراد اشکال باطنی وخیالی رکھتے ہین - وہ بڑے قدر ومنزلت کی اشیا کو اُنکی اصلی خصلت مین دیکھتے ہین اور اسی وجہ سے اُنکے اکثر الفاظ کے معنی روحانی وخیالی ہوتے ہین - مثلاً جب کبھی وہ مثل حافظ ذکر شراب درمیان لاتے ہین تو وہ اُس سے مراد علم خدا لیتے ہین - علم خدا کے معنے حقیقی اگر لیوین تو عشق خدا سے مراد ہوگی - شراب کی بھی اگر حقیقت کو دیکھین تو وہ عشق ہی - محبت وعشق یعنے عشق حقیقی وعشق مجازی یہان دونون ایک ہین - دُکان شراب سے مراد اُنکی مرشد کامل ہوتی ہی - بدینوجہ کہ دل مرشد کامل کا خزانہ عشق الٰہی ہی - پیالہ شراب سے مراد اُنکی تلقین ہوتی ہی اور تلقین کے معنی نام خدا لینا ہی بطور ایمان مثلاً سواے اللہ کے کوئی خدا نہین - پیالہ شراب کے معنی وہ الفاظ بھی ہوتے ہین جو مرشد کامل کی زبان سے درباب علم الٰہی نکلتے ہین اور سالک مبتدی کی روح مین سُرور پیدا کرتے ہین اور جذبے اُسکے دل سے نکال ڈالتے ہین اور خوشی خالص روحانی اُسکے قلب مین پیدا کرتے ہین - معشوق سے مراد اُستاد کامل ہوتی ہی کیونکہ جب کوئی اپنی معشوقہ کو دیکھتا ہی تو وہ درستی انداز اُسکے اعضا کی بڑی محبت دلی سے تعریف کرتا ہی - درویش دیکھتا ہی کہ مرشد کا دل راز واسرار علم الٰہی سے پُر ہی اور اُسکے ذریعے سے وہ تمام کو جو مرشد کو آتا ہی سکھ جاتا ہی بعینہ اُسی طور سے جیسا کہ شاگرد اپنے اُستاد سے تعلیم پاتا ہی - جیسا کہ عاشق معشوق کو دیکھکر خوش ہوتا ہی ویسا ہی درویش اپنے اُستاد کی صحبت مین محظوظ ہوتا ہی - اِس دنیا مین معشوق پر محبت جاتی ہی لیکن عالم روحانی مین اُستاد پر - معشوق کی زلفون سے مراد تعریف مرشد لیجاتی ہی - وہ تعریف

درویش مرید کے دل مین محبت کو قائم کر دیتی ہی خال رخ سے مراد وہ حالت مرید ہی جبکہ وہ اپنے اُستاد کو دنیوی اغراض سے مبرا دیکھکر آپ بھی تارک الدنیا ہو جاتا ہی اور سوائے اُستاد یا مرشد کے کسی اور چیز کی خواہش دل مین نہین رکھتا ہی معشوقہ کے ابروون کو جو آیات قرآن سے تشبیہ دیتے ہین اُس سے مراد روشنی دل مرشد کی ہوتی ہی- کیونکہ صفات خدا بموجب اس کلام پیغمبر کے کہ خدا تمکو اپنے صفات بخشے شیخ یا مرشد مین بھی ہوتے ہین-

سوال- مرشد و دیگر درویش کہتے ہین کہ ہم خدا کو دیکھتے ہین- کیا یہ ممکن ہی کہ سوائے پیغمبر کے کوئی اور اُسکو دیکھ سکے-

جواب- یہ بات ہرگز ممکن نہین- اُنکی مراد اس اظہار سے یہ ہوتی ہی کہ ہم خدا کو جانتے ہین اور اُسکی طاقت و قدرت کو دیکھتے ہین کیونکہ قرآن کے باب ۶- و ۵- کی آیۃ ۱۰۳- مین آیا ہی کہ کوئی آنکھ اُسکو پہونچ نہین سکتی ہی- لیکن وہ نگاہ کے پاس پہونچتا ہی- پیغمبر خدا اور انبیا نے حکم دیا ہی کہ حتی الامکان خدا کی پرستش کرو- اگرچہ تم اُسکو نہین دیکھ سکتے لیکن وہ تو تمکو دیکھتا ہی- یہ اجازت پرستش خدا خدا کی مہربانی ہی اور وہ کہتے ہین کہ بسبب مہربانی خدا ہم خدا کے بندے ہین حضرت علیؑ نے کہا ہی کہ اگر پردہ میری آنکھون کے آگے سے ہٹ جاوے تو مین کیسی اچھی طرح سے اُس سے روحانی ملاقات کرون- اس حدیث سے زیادہ تر ثابت ہوتا ہی کہ کوئی متنفس خدا کو درحقیقت نہین دیکھتا ہی اور حضرت علیؑ نے بھی کہ بڑے ولی تھے کبھی خدا کو نہین دیکھا-

سوال- کیا یہ کہنا غلطی فاش ہی کہ کسی کا نقش یا کسی طرح کا کھوج دیکھکر خود اُسکو دیکھ سکتے ہین-

جواب- بیشک وشبہہ اس ترکیب سے وہ دیکھ سکتا ہی جب کوئی شخص دھوپ کو دیکھتا ہی تو وہ کہہ سکتا ہی کہ مین نے آفتاب کو دیکھا اگرچہ فی الحقیقت اُسنے آفتاب نہین دیکھا تھا اسکی ایک اور مثال یہ ہی- اگر تم شیشہ ہاتھ مین لے کر اُسمین دیکھو تو تمھین ایک اور شکل

اُسکے اندر نظر آویگی اور اسی سبب سے تم کہہ سکتے ہو کہ تمنے اپنا چہرہ دیکھا اگرچہ اپنے چہرے کا آپ دیکھنا حقیقۃً ناممکن ہی کیونکہ کسی شخص نے اپنا چہرہ کبھی حقیقت نہین دیکھا ہی اور تمنے جو شیشہ دیکھکر بیان کیا ہی وہ حقیقۃً درست نہین ہی۔

سوال۔ چونکہ ہر ایک شخص کارخانہ الٰہی مین نشان خدا کا دیکھتا ہی اور دیکھ سکتا ہے تو درویش کس وجہ سے کہتے ہین کہ صرف ہمین خدا کو دیکھتے ہین۔

جواب۔ وہ جو خدا کے دیکھنے کا دعوے کرتے ہین وہ یہ نہین جانتے ہین کہ کس چیز کو اور کیا وہ دیکھتے ہین۔ حقیقۃً کبھی انھون نے خدا کو نہین دیکھا ہی جسطرح سے کہ کوئی شخص کوئی شہر مین میوہ یا کوئی اور شی جسکے نام ونشان سے واقف نہین کھا کر بسبب اسکے خوش ذائقہ ہونے کے اسکی تلاش مین سرگردان پھرتا ہی۔ اسی طرح سے وہ لوگ جو خدا کو جانتے ہین اُسکی تلاش مین ٹکرین کھاتے پھرتے ہین۔

سوال۔ بعض درویش کہتے ہین کہ نہ تو ہم دوزخ سے ڈرتے ہین اور نہ ہم بہشت کی آرزو رکھتے ہین۔ چونکہ یہ کلام کفر ہی تو کسواسطے وہ اسکو روا رکھتے ہین۔

جواب۔ اُنکا مطلب اِن الفاظ سے یہ نہین کہ ہم دوزخ سے نہین ڈرتے ہین اور بہشت کی پروا نہین کرتے ہین۔ اگر اُنکی مراد ان الفاظ سے یہی ہوتی تو ہم اسکے لائق مین مدخل کفر ہوتے۔ اُنکا مطلب وہ نہین جو تم اُن الفاظ سے سمجھتے ہو۔ غالباً مطلب انکا اس تقریر سے یہ ہوگا۔ او خدا تو نے ہمین پیدا کیا ہی اور جیسے ہم ہین ویسا بنایا ہی۔ تو نے ہمکو اسلیے پیدا نہین کیا ہی کہ ہم تجھے تیرے کارخانے مین مدد دین۔ پس ہمپر فرض ہی کہ ہم تیری عبادت مین موافق تیری مرضی مقدس کے مصروف وسرگرم ہون۔ ہم مین تم مین کچھ لین دین نہین ہی۔ ہم تیری اسلیے پرستش نہین کرتے ہین کہ بہشت یا دوزخ حاصل کرین۔ خدا نے مومنون کا اسباب وجسم دونون کو بہشت دے کر خرید لیا ہی (دیکھو قرآن باب ۹-۵۹۔ آیہ ۱۱۲) اس سے مراد یہ ہی کہ خدا کی فیاضی

درحم بیحد دلا انتہا ہی اور اسطرح سے وہ کہتے ہین کہ خدا اپنے ایماندار و پاو فابندون کو فائدہ پہونچاتا ہی۔ وہ یہ کہین گے کہ خدا کسی سے لین دین نہین کرتا ہی۔ ہماری عبادت صرف صفائی قلب اور محض تیرے عشق کے سبب ظہور مین آتی ہی۔ اگر بہشت و دوزخ دونون نہوتے تب بھی ہمپر پرستش تیری فرض ہوتی۔ تجھی کو یہ حق حاصل ہی کہ خواہ تو ہمکو بہشت مین ڈالے اور خواہ دوزخ مین۔ موافق تیری مرضی کے اور خدا تعمیل تیرے احکام کی ہو۔ اگر تو ہمکو بہشت مین ڈالے تو بسبب تیری مہربانی کے ہوگا اور نہ کہ بسبب ہماری عبادت کے۔ اگر تو ہمکو دوزخ مین ڈالے تو وہ موافق انصاف کے ہوگا اور نہ بسبب تیری بیقاعدہ مرضی کے۔ خدا کرے کہ ہمیشہ ایسا ہی ہو ویسا ہی ہو۔ صوفیون کے اصلی معنے اس عبارت سے وہ ہین جو مین نے بیان کیے۔

سوال۔ تم کہتے ہو کہ شریعت وحقیقت دونون مطابق ایک دوسرے کے ہین اور نہین باہم ضدین نہین لیکن تاہم اہل حقیقت کے نزدیک انہین کچھ فرق ہی جسکو وہ چھپاتے ہین۔ اور اگر انمین باہم مخالفت نہین توکسواسطے وہ اسکو چھپاتے ہین اور مخفی رکھتے ہین

جواب۔ سبب اسکے مخفی رکھنے کا یہ نہین کہ وہ شریعت ہی لیکن وجہ اسکی صرف یہ ہی کہ انسان کے خیال کے خلاف ہی۔ اسکی تعریف ایسی دقیق ہی کہ ہر ایک کی سمجھ مین نہین آسکتی ہی۔ اسی وجہ سے نبی اہل اسلام علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک سے موافق اسکی لیاقت کے گفتگو کیاکرو کیونکہ اگر تم ہر ایک سے ہر مضمون پر گفتگو کیا کروگے تو بعضے اسکو بخوبی نہ سمجھین گے اور اسطرح غلطی مین پڑجاوینگے۔ پس صوفی بموجب اس ہدایت کے بعضے باتون کو مخفی رکھتے ہین۔

سوال۔ اگر کوئی اس علم سے جو صوفیون کو معلوم ہی واقف نہو لیکن جو کچھ کہ شریعت مین لکھا ہو اسپر وہ بخوبی عمل کرتا ہو اور اسمین اسکی تسکین خاطر ہو تو کیا ایمان و اسلام اسکا ایمان و اسلام صوفی سے کم ہوگا۔

جواب ۔ وہ صوفی سے کم نہوگا۔ اُسکا ایمان و اسلام برابر ایمان و اسلام نبیون کے تصور کیا جاویگا بدینوجہ کہ ایمان و اسلام جواہر ہین جنکے ٹکڑے نہین ہوسکتے ہین اور نہ وہ زیادہ ہوسکتے ہین اور نہ کم۔ بعینہٖ اُسی طور سے جیساکہ دھوپ شاہ وگدا پر اپنا اثر برابر کرتی ہی یا جیساکہ اعضا غریب و امیر کے تعداد مین مساوی ہین جسطرح سے کہ اعضاے شاہ اور اُسکی رعایا کے بعینہٖ ایک سے بنے ہین اسی طرح سے ایمان اہل اسلام سب مین ایک ساہی کسی مین کم و بیش نہین۔

سوال ۔ بعضے تو پیغمبر و اولیا و پارسا ہین۔ اور بعضے فاسق۔ تباو اُنمین باہم کیا فرق ہی۔

جواب ۔ فرق اُنمین درباب معرفت کے ہی نہ کہ درباب ایمان۔ ایمان کے باب مین وہ دونو مساوی ہین۔ جیساکہ مثال شاہ وگدا مین اُنکے اعضا تو مساوی ہین لیکن لباس و طاقت و قدرت و درجہ و رتبے مین اُنکے فرق ہی۔ آدمیت انسان مین اُسکی پوشاک حلم و طاقت روحانی پر منحصر ہی۔ اسی کے سبب سے وہ آدمی ہین اور حیوان مطلق سے تمیز رکھتے ہین خصلت شاہ کی اُسکی انسانیت پر کچھ منحصر نہین ہی۔ انسانیت تو اُسمین ویسی ہی ہی جیسی کہ اورون مین لیکن خصلت شاہ کی منحصر ہی اُسکے عہدے و درجے پر۔



باب ہفتدہم

وقایع حضرت علیؓ خلیفہ چہارم

ناظرین مطالعہ اس کتاب سے دیکھینگے کہ فرقہ ہاے درویشان و حضرت علیؓ خلیفہ چہارم مین بڑا تعلق باہمی ہی بیشک وشبہہ قریب تمام فرقہ ہاے درویشان ایسے طرفدار حضرت علیؓ کے ہین گویا وہ بانی اُن فرقون کے تھے اور حامی و مددگار اُنکے خاص عقیدون اور اصولون کے تھے آیا وہ موجد اُن تمام اصولون کے تھے یا نہین ہمکو معلوم نہین لیکن یہ دیکھنے مین آیا ہی کہ جو اصول کہ علم الٰہیات کے باب مین اُنمین مروج ہین اُن سب کو وہ حضرت علیؓ سے ہی منسوب کرتے ہین۔ اور اُسی کو اُنکا موجد سمجھتے ہین۔ سُنّی بھی حضرت علیؓ کا بڑا ادب کرتے ہین مین نے اسی لیے ایک باب بالتخصیص اُنکے حالات کے باب مین لکھنا مناسب تصور کیا اِس مین نے ایک مختصر وقایع حضرت علیؓ کا کتاب چہار یار سے تصنیف شمس الدین سو اسی سے کہ زبان ترکی مین ہی ترجمہ کیا۔ سو اس جہان کا وہ مصنف متوطن تھا ایشیاے کوچک مین واقع ہی مطالعۂ اِس مختصر وقایع سے ناظرین پر روشن ہو جاویگا کہ کسواسطے مسلمین بالعموم و فرقہ ہاے درویشان بالتخصیص حضرت علیؓ کی ایسی عزت و توقیر کرتے ہین حتےٰ کہ وہ اُنکو ملقب علی اللّٰہی ملقب کرتے ہین۔

علی ابن ابی طالب ابن عبد المطلب اُسی نسل سے تھے جس نسل سے کہ نبی اہل اسلام صلعم پیدا ہوے تھے کیونکہ وہ محمد صلعم کے چچا کے فرزند تھے۔ وہ شہر مقدس مکّے مین بہ ۳۰ سنہ اہل عرب کہ بنام سنہ فیل معروف ہی وبہ ۹۱۸ سنہ زمانہ اسکندریہ تولد ہوے تھے پرویز کہ خاندان شاہی ساسانین ملک ایران سے تھا آٹھ برس سے حکمرانی وسلطنت نکرتا تھا۔

اُنکی والدہ فاطمہؓ بنت اسد بن ہاشم نے ایک شب کو یہ خواب دیکھا تھا کہ اُنکا کمرہ یکایک روشنی سے پر ہو گیا اور کوہستان کہ شہر مقدس کعبے کے محیط ہین اُنکی پرستش

کرنے لگے اور چار تلوارین جو اُس عورت کے ہاتھون مین تھین گر گر اُسکے روبرو پریشان پڑی رہین۔ ایک تلوار تو پانی مین گری اور دوسری ہوا مین اوڑکر اور آسمان کی طرف جاتی ہوئی اُنکی نظر سے غائب ہوگئی۔ تیسری تلوار بھی گر کے ارادہ اوپر اوڑنے کا کرنے لگی لیکن یکایک وہ بشکل شیر مبدل ہوکر پہاڑون کی طرف دوڑی اور سب کو ڈراتی گئی جنے کہ کسی کو سوائے پیغمبر خدا شفیع روز جزا کے جرأت ایسی نہوئی کہ اُسکے نزدیک آتا۔ پیغمبر خدا صلعم نے اُسکے پاس جاکر اُسکو پکڑ لیا اور ایسا مطیع کر لیا کہ وہ اُنکے ساتھ ہو لیا اور اُنکے ہاتھ پاؤن چاٹنے لگا۔ اور خود بخود اُنکی مرضی پر چلنے لگا۔

چار مہینے بعد دیکھنے اس خواب کے نبی اہل اسلام علیہ السلام فاطمہؓ کے دیکھنے کے لیے گئے اور اُنکے چہرہ کے طرف نظر کر کے آواز بلند کہنے لگے او والدہ تمکو کیا رنج و تفکر دامنگیر ہی کہ تمہارا چہرہ متغیر ہو گیا ہی۔ درجواب اُسکے اُنھون نے کہا کہ مین چاہتی ہون میرے حق مین دعا کرو کہ میرے لڑکا پیدا ہو۔ پیغمبر صلعم نے کہا او والدہ اگر تمہارے لڑکا پیدا ہو تو تم اُسکو مجھے دینا۔ مین تمہارے حق مین دعا کرونگا۔ یہ سنکر فاطمہ نے قسم خدا کی کھائی اور کہا کہ اگر لڑکا پیدا ہوگا تو مین تمکو ضرور دونگی۔ اُنکے خاوند ابو طالب نے بھی وہی قسم کھا کر اس اقرار و عہد کو مستحکم کیا۔ پس نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اُنکے حق مین دعا کی اور اُنکے فرزند تولد ہوا جسکا نام علے المرتضےؓ نامزد ہین۔

بروقت پیدائش حضرت علیؓ ایک ستون روشنی کا زمین سے آسمان تک نظر آتا تھا خبر تولد اس فرزند کی سنکر نبی اہل اسلام علیہ السلام اُنکے والدین کے گھر پر گئے اول مرتبہ ہی لڑکے کو دیکھکر انھون نے تھوک اپنے منہ سے نکالکر اُسکے ہونٹون پر ملا اور وہ لڑکا فوراً اُسکو چاٹ کر نگل گیا۔ شیعون کا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت علیؓ کو اُسکے اثر سے تمام علم حاصل ہوا اور قوت معجزہ کرنے کی اُنمین پیدا ہوئی۔ اسی کی تاثیر سے وہ ہمیشہ لڑائی مین فتح مند ہوسے اور اس سبب کارہائے نمایاں ظہور مین آئے۔ اور اسی کے زور سے وہ ملک فتح کرتے گئے اور بڑی

تحیٔ نصیب ہوئی - خدا نے انکو اچھے اچھے صفات جو جو ان کو زیبا ہین بخشے - اور جمیع خصائل نیک انکی ذات مین بالتحقیق موجود تھے پیغمبر خدا صلعم نے انکے کان مین تکبیر و تحلیل پڑھی اور انکا نام علیؓ رکھا - انکی والدہ نے بیادگاری اپنے خواب کے انکو بلقب حیدر یعنے شیر ملقب کیا اور نبی اہل اسلام علیہ السلام نے کہا کہ یہ لڑکا شیر خدا کا ہوگا حضرت محمد صلعم نے اپنا عمامہ اتار کر ایک سرا تو لڑکے کے سر پر لپیٹا اور دوسرا اپنے سر پر پس کہ وہ عمامہ اس لڑکے کے لیے تاج شان و شوکت ہو گیا - مومنین مین سے کبھی کسی کی ایسی عزت و توقیر نہین ہوئی جیسی کہ اس لڑکے کی اِس عمامہ کے باندھنے سے ہوئی -

بعضون کا یہ بیان ہے کہ جب وقت پیدائش حضرت علیؓ کا قریب آیا انکی والدہ بیت شریف کو روانہ ہوئین تا کہ وہان جا کر جنے - جب وہ مقدس مکے کے قریب پہونچین وہ آگے بڑھ نہ سکین اور وہ لڑکا اُسی مقدس جلیے کی سرحد کے اندر تولد ہوا صرف انھین کی شہادت اس امر کی تصدیق کرتی ہے - کوئی اور تحریر اس باب مین موجود نہین ہے -

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تیسری قبیلہ حضرت محمد صلعم دختر حضرت ابوبکرؓ خلیفۂ اول بیان کرتی ہین کہ جسوقت فخر و شان دنیا یعنے محمد صلعم بیٹھے ہوے تھے اتفاقاً علیؓ انکے پاس سے گذرے اُسوقت محمد صلعم نے مجھے پکار کر کہا کہ علیؓ اہل عرب کا سید ہے - مین نے در جواب اُسکے کہا کہ کیا تم انکے سید نہین ہو - جواب مین فرمایا کہ مین سید تر کون اور تاتاریون اور اہل مہر و اہل عرب اور عجم کا ہون لیکن علیؓ بالتخصیص سید اہل عرب کا ہے - یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار ہے کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام اس لڑکے کے ہنڈولے کو جھولے دیا کرتے تھے اور اسکو اُٹھا کر اپنی گود مین لیجایا کرتے تھے - بسکہ یہ لڑکا حالت خواب مین بھی حضرت محمد صلعم کے پیرون کی آواز سنکر جاگ جاتا تھا اور اپنے ہاتھ انکی طرف پھیلاتا تھا - یہ دیکھکر محمد صلعم فوراً جلد جا کر اس لڑکے کو ہنڈولے پر سے اُٹھا لیتے تھے اور چھاتی سے لگا کر خوب پیار کیا کرتے تھے - اس لڑکے کی والدہ کی بارہا یہی سبب محمد صلعم پر ہوتی تھین اور انکا اسکے یہ

استدعا کرنے لگین کہ تم اِس لڑکے کو مجھے پالنے دو کہ وہ میرا فرض ہے۔ لیکن محمد صلعم نے ہر مرتبہ ایسے موقعون پر اُنھین یاد دلایا کہ تم یہ لڑکا قبل اُسکی ولادت کے مجھے دیچکی ہو اور اسیوجہ سے مین اُسکو اپنا فرزند سمجھتا ہون اور ہمیشہ سمجھونگا۔ کہتے ہین کہ ایک روز خوشی دنیا یعنے محمد صلعم مقدس مسجد مین علی کو گھٹنون پر لیے ہوے بیٹھے تھے اور اُسوقت بہت سے جوانمرد اُس عہد کے وہان جمع ہوکر اپنے اپنے کارہاے نمایان کی شیخی کر رہے تھے۔ محمد صلعم نے اُسوقت لڑکے کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اپنے عہد مین یہ سب سے زیادہ بہادر ہوگا جسکے کہ کوئی روے زمین پر اُسکا ثانی نہوگا۔ یہ الفاظ محمد صلعم کی زبان سے سنکر وہ بڑے متعجب و حیران و رنجیدہ خاطر ہوے اور اُنسے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اَو محمد! امین کہ ہم تو تمکو ہمیشہ عقیل و فہیم و راست گو سمجھتے تھے۔ بھلا تم کیونکر جانتے ہو کہ یہ طفل شیرخوار جسکا حال آئندہ پردہ غیب مین مخفی ہے ایسا بہادر ہوگا۔ درجواب اِسکے محمد صلعم نے صرف یہ کہا کہ تم میرے اِس قول کو یاد رکھو۔ چند سال مین دیکھ لوگے کہ جو مین نے کہا ہے وہی ظہور مین آویگا۔

کہتے ہین کہ حضرت علی تین برس کی عمر مین نماز نبی اہل اسلام کے ساتھ پڑھا کرتے تھے ابوطالب تو یہ بات دیکھ کر خاموش رہے لیکن اُس لڑکے کی والدہ بڑی خوش ہوئی اور چلاکر کہنے لگی کہ دیکھو ہمارا بالک محمد صلعم کے ساتھ کعبے کی پرستش کرتا ہے اور بتون کو نہین مانتا ہے اور اُنکی پرستش مین مشغول نہین ہوتا ہے۔ درجواب اِسکے ابوطالب نے کہا کہ ہم یہ لڑکا محمد کو دیچکے ہین جو کچھ وہ کرتا ہے خدا کی نگاہ مین درست ہوگا۔ وہ ابھی بالک ہے اُسکا مذہب وہی ہوگا جو محمد کا ہے۔ اُنکو باہم ملا رہنے دو اور جدا نہ کرو۔ ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جب محمد صلعم و حضرت علی دونون ملکر نماز پڑھ رہے تھے اُسوقت ابوطالب گھوڑے پر سوار ہوکر اُنکے پاس آئے اور دیکھا کہ حضرت علی محمد صلعم کے داہنے ہاتھ کو کھڑے ہوے نماز پڑھ رہے ہین جعفر طیار اُسوقت پاس ہی اُس گھوڑے کے پیچھے کھڑے ہوے تھے۔ ابوطالب نے آواز دیکر اُنکو پکارا اور کہا کہ تم بھی محمد کے بائین طرف جاکر نماز مین شامل ہو۔ تا کہ تم بھی بزرگ مشہور

اشخاصون مین سے ہو جاوگے - یہ سنکر جعفر فوراً آپ کی طرف محمد صلعم کے جاکر شامل نماز ہوے یہ دیکھکر نبی اہل اسلام علیہ السلام بہت خوش ہوے اور بعد نماز اسکی طرف مخاطب ہوکر اُس سے کہنے لگے کہ خدا نے تمکو دو بازو دیے ہین جنکے زور سے تم بہشت مین جا سکتے ہو اور حورون کے رفیق ہو سکتے ہو اور خدا کا قرب حاصل کر سکتے ہو - بموجب بعض قصائص مذہبی ایسا واضح ہوتا ہو کہ زمانہ فیل کے ۳۰ سنہ تیرھوین رجب کو بروز جمعہ کعبہ مقدس مین حضرت علی تولد ہوے تھے - اُسوقت تین مین ایک عابد و پارسا موسوم بہ میرم موجود تھا جو جمیع خواہش نفسانی سے مبرا تھا اور ۱۹۰ برس اپنی زندگی کے اُسنے پرستش و نماز مین صرف کیے تھے - وہ دولت دنیا کی کچھ پروا نکرتا تھا اور صرف کار عبادت مین مشغول ہونے سے بڑا استاد و شاد ہوتا تھا - وہ سواے ممبر کے کسی اور طرف نگاہ نہین پھیرتا تھا - ایک روز اس شخص نے خدا سے یہ دعا مانگی کہ ہمارے ملک پر ایسا فضل و کرم کر کہ کوئی ایسا شخص وہان آوے جو ساکنین کعبہ کے مشہور و عابد پارساؤن مین سے ہو - اُسکی دعا قبول ہوئی اور بحکم الٰہی ابوطالب جو مکے کے مشہور اشخاصون مین سے تھے اُسکے وطن کو گئے - یہ خبر سُنکر کہ خدا نے اُسکی دعا قبول کر کے ابوطالب فرزند عبد المطلب قوم بنی ہاشم ساکن مکے کو وہان بھیجا ہے وہ شکر الٰہی بجا لایا - اُس ولی نے ابوطالب سے کہا کہ یہ روایت زمانۂ قدیم سے چلی آتی ہے کہ عبد المطلب کے دو پوتے پیدا ہونگے ایک تو عبد اللہ سے جو پیغمبر ہوگا اور دوسرا ابوطالب سے جو صاحب ولایت یعنے اولیا ہوگا - اور جب وہ پیغمبر تیس برس کی عمر کا ہوگا یہ ولی پیدا ہوگا اور وہ ایسا پیغمبر ہوگا جسکا ثانی کبھی ابتک پیدا نہین ہوا ہے - درجواب اسکے ابوطالب نے کہا کہ وہ پیغمبر تو پیدا ہو چکا ہے اور بعمر انتیس ۲۹ سال کے پہونچا ہے اسکا جواب میرم نے یہ دیا اور کہا کہ اے ابوطالب کہ جب تم مکے کو جاؤ اور مقام عبادتگاہ پر پہونچو تو میری طرف سے اُسکو سلام کہکر یہ کہدینا کہ میرم ہمیشہ وحدانیت خالق کا جو لاثانی ہے معتقد رہا ہے اور تم اُسکے پیغمبر ہو تم میرا سلام اسکو بھی کہدینا جو تمھارے پیدا ہو -

ابو طالب نے اسکے کلام کا امتحان کرنے کے لیے اس شیخ سے کہا کہ تم اس خشک درخت انار کو کہ تمھارے سامنے کھڑا ہے اپنی دعا سے تر و تازہ کر کے ایسا کرو کہ اسمین پتے نکل آوین اور میوہ پیدا ہو جائے حسب استدعا اسکی شیخ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے بصدعجز و نیاز خدا سے یہ دعا مانگی کہ تہی اور ولی علی کی خاطر جسکا ذکر مین ابھی کر چکا ہون تو اپنی شان دکھلا۔ برکت اس دعا کے ایک منٹ مین درخت سرسبز و شاداب ہو گیا۔ پتے نکل آئے اور میوہ اسمین پیدا ہو گیا۔ اس شیخ نے ابو طالب کو اسمین سے تازے انار توڑ کر دیے۔ اسمین سے ابو طالب نے ایک انار کو چھیل کر دو دانے کھائے۔ کہتے ہین کہ ان دو دانون کے عرق سے وجود جسمانی علی المرتضے پیدا ہوا۔ شیخ سے یہ خبر سنکر ابو طالب بہت خوش ہوا اور مکے کو واپس چلا گیا اور اسکی بی بی فاطمہ بنت اسد فوراً حاملہ ہو گئی۔ بایام حمل اس عورت نے بیان کیا کہ مین ایک روز طواف کعبہ کر رہی تھی اور بمرض طحال مبتلا تھی پیغمبر صلعم نے مجھکو دیکھکر اور یہ سمجھکر کہ مین درد طحال مین مبتلا ہون مجھسے پوچھا کہ طواف کعبے ختم کر چکی یا نہین۔ در جواب اسکے مین نے کہا کہ ابھی نہین۔ پس انھون نے کہا کہ اسی کام مین مشغول رہو اور اگر تھک گئی ہو تو کعبے کے اندر چلی جاؤ۔ کتاب سیر المصطفے مین یہ بھی لکھا ہے کہ جسوقت فاطمہ بنت اسد طواف حرم کعبہ کر رہی تھی عباس ابن عبد المطلب اور تمام بنی ہاشم اسکے پیچھے جا کر وہ بھی طواف کعبہ کرنے لگے اسیوقت یکایک اس عورت کو مرض طحال پیدا ہوا اور چونکہ وہ بسبب درد کے چل نسکتی تھی تو اسنے خدا سے دعا مانگی کہ مجھے اولاد کے ہونے مین زیادہ تکلیف نہو۔ فوراً دیوار کعبہ کھل گئی اور وہ عورت نگاہ سے غایب ہو گئی۔ اسکا حال دریافت کرنے کے لیے مین کعبے کے اندر گیا لیکن وہان کچھہ اسکا نشان نملا۔ تین روز تک وہ غایب رہی اور چوتھے دن کعبے سے علی بن ابی طالب کو گود مین لیے ہوے باہر آئی۔

امام البحرین بیان کرتا ہے کہ قبل اس مثال کے کسی اور پر ایسا فضل آلہی نہین ہوا تھا کبھی پہلے ایسا مسموع نہوا تھا کہ کوئی اور حرم مین پیدا ہوا ہو۔ فاطمہ علیؑ کو اپنے گھر لیگئی اور

ہنڈولے مین چھپا کر رکھا۔ ابوطالب وہان موجود تھے اُنھون نے چاہا کہ چادر اُٹھا کر لڑکے کا چہرہ دیکھین لیکن علیؑ نے چادر اُٹھانے نہ دی اور اپنے ہاتھ سے پکڑ رکھی اور اُنکے چہرے کو چھیل ڈالا۔ یہ دیکھکر اُنکی والدہ اُنکے پاس آئین اور اُنھون نے چاہا کہ چادر کو لڑکے کے ہاتھ سے چھوڑا کر اُنکا چہرہ اُنکے باپ کو دکھا دین لیکن علیؑ نے تب بھی نمانا اور اپنی مان کا مُنھ بھی چھیل ڈالا اور زخمی کیا۔ یہ دیکھکر ابوطالب بڑے متعجب وحیران ہوے اور اُسنے فاطمہ سے پوچھا کہ اسکا کیا نام رکھنا چاہیے درجواب اسکے اُسنے کہا کہ اے ابوطالب اِسکے پنجے شیر کے سے ہین اگر اسکا نام شیر رکھین تو مناسب متصور ہی۔ ابوطالب نے کہا کہ مین اسکا نام زید رکھا چاہتا ہون۔ بفور استماع خبر ولادت اس لڑکے کے فخر کائنات یعنے محمد صلعم اُنکے والدین کے مکان پر گئے اور وہان جا کر یہ استفسار کیا کہ اسکا نام کیا رکھا چاہتے ہو اور جو کچھ کہ اس باب مین فیصلہ پایا تھا سنا۔ اُسوقت محمد صلعم نے یہ کہا کہ میری یہ آرزو ہی کہ یہ فخر اشخاص درجہ اعلےٰ ہو یعنے نام اسکا علیؑ رکھا جاوے۔ یہ سنکر فاطمہ نے بہ آواز بلند کہا کہ مین نے بھی آواز غیب سے یہ ہی نام سنا ہی۔

ایک اور روایت اس باب مین یہ ہی کہ والدین مین درباب اُنکے نام کے تکرار واقع ہوئی۔ پس اس نظر سے کہ خدا سے اس باب مین صلاح لین وہ دونون کعبے مین گئے اور وہان جا کر فاطمہ نے یہ دعا پڑھی کہ اے خداوند زمین وزمان یہ لڑکا جو تو نے مجھے حرم شریف مین دیا ہی مین اسکا کیا نام رکھون۔ اُسیوقت یہ آواز کعبے کی چھت سے نکلتی ہوئی سنائی دی کہ اسکا نام علیؑ رکھو۔ پس بموجب ہدایت اُس آواز غیب کے علیؑ نام رکھا گیا۔

جسوقت کہ نبی اہل اسلام صلے اللہ علیہ وسلّم نے لڑکے کے ہنڈولے کے پاس آنے کا ارادہ کیا تو فاطمہ اُنکو اس امر سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ یہ شیر کے مانند درندہ ہی اور تم سے بھی شاید بداخلاقی سے پیش آویگا۔ درجواب اسکے محمد صلعم نے کہا کہ اے فاطمہ یہ لڑکا میری دانست مین مدعا حقیقی کا ادب جیسا کہ چاہیے رکھتا ہی۔ اس اثنا مین علیؑ المرتضےٰ سو گیا تھا اُسکے چہرے کو جسپر

نور الٰہی برستا تھا بچشم دیکھا۔ بعد اسکے محمد صلعم نے ہنڈولے پر سے اُٹھا کر اُنکا مُنھ اپنے ہاتھ سے دھویا اور اسیطرح سے اُنکو غسل دیا جب فاطمہ نے متعجب ہوکر محمد صلعم سے باعث اسکا استفسار کیا تو اُنھون نے درجواب اُسکے کہا کہ جسطرح سے کہ مین نے علی کو بروقت اُسکی پیدائش کے غسل دیا ہی اُسی طرح وہ بعد میری وفات کے مجھے غسل دیگا۔ اسطرح سے وہ لڑکے سے پیش آئے اور اُسکی بہبودیِ آئندہ کے خواہان ہوے۔

جب حضرت علیؑ پانچ برس کے ہوے حجاز مین ایسا سخت قحط پڑا کہ لوگون پر اُسکے سبب سے بڑی تکلیف عائد ہوئی۔ ابو طالب کا خاندان بڑا تھا۔ ایک دن نبی اہل اسلام علیہ السلام نے حضرت عباس سے کہا کہ او چچا تم بڑے صاحب دول ہو لیکن ابو طالب مفلس ہی اور اُنکا خاندان بھی بڑا ہی۔ اس ایام قحط سالی مین چاہیے کہ ہم اُنکے ایک ایک فرزند کی ہم مین سے ایک ایک جداگانہ خبر لیوے اور اُنکو توشۂ خورد و نوش سے مدد دے۔ اُسوقت وہ ابو طالب سے ملے اور جو کچھ کہ اُنکے حق مین اُنھون نے تجویز کی تھی اُس سے اُنکو مطلع کیا۔ یہ سُنکر ابو طالب نے کہا کہ او کیل کو تم میرے پاس رہنے دو۔ اور باقی میرے فرزندون کا تمکو اختیار ہی جو چاہو سو کرو۔ حضرت عباس نے تو جعفر طیار کو لیا اور محمد صلعم نے علی المرتضےٰ کو جسوقت کہ حضرت جبرئیل نے محمد صلعم کو اجازت رحلت کرنے کی جہان فانی سے دی اُسوقت تک علی المرتضےٰ محمد صلعم کے ساتھ رہے۔ بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اُنھون نے ایمان و اسلام قبول کیا۔ خدا اُن دونون اور اصحاب محمد صلعم پر رحمت کرے۔ پیغمبری شان کا اثبات یعنے محمد صلعم کو بروز دوشنبہ نصیب ہوئی تھی اور بروز سہ شنبہ حضرت امام علی نے ایمان اسلام قبول کیا تھا۔ اُس سے پہلے حضرت ابوبکر ایمان لائے تھے اور سواے حضرت ابوبکر کے کسی نے حضرت علیؑ سے پہلے دین اسلام قبول نکیا تھا۔ غرضکہ اول حضرت ابوبکر اور بعد اُنکے علیؑ مسلمان ہوے۔ بروقت قبول کرنے مذہب اسلام کے حضرت علیؑ دس برس کی عمر کے تھے۔ اگرچہ بعض کا یہ قول ہی کہ وہ اُسوقت صرف بعمر ہفت سالہ تھے۔ کبھی اُنھون نے اپنی

زندگی مین بتون کو نہین پوجا - اس گناہ کبیرہ سے خدا نے اُنکو محفوظ رکھا - کہتے ہین کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ جب مین اپنی ماں کے پیٹ مین تھا وہ ایک کنیسا مین بتون کی پرستش کرنے کے لیے گئی تھین لیکن بمشیت ایزدی سے اچانک اُنکے شکم مین درد پیدا ہوا اور بباعث اِسکے وہ اُس ارادے سے باز رہین اور اپنے علاج مین مصروف ہوگئین - امام علیؓ کو نبی اہل اسلام علیہ السلام تربیت دیتے رہے - حضرت عباس کا یہ اظہار ہے کہ کم از کم تین سو آیات اُنکے حق مین آئی تھین -

امام علیؓ کے بہت سے نام ہین تفصیل اُنکی ذیل مین درج ہے -

ابو الحسن - ابو الحسین - حیدر - کرار - امیر النحل - ابو الرحمن - اسد اللہ - ابو تراب - علیؓ ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ ان سب ناموں مین سے نام ابو تراب میری پسند کا ہے - اسلیے کہ وہ نام میرا نبی اہل اسلام علیہ السلام نے رکھا تھا - وہ قصہ جو باعث اس نام کے رکھنے کا ہوا ذیل مین درج ہے -

ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ جب فاطمۃ الزہرا اور امام علیؓ مین باہم کسی بات مین تکرار ہوئی تو امام علیؓ مسجد مین جاکر خشک زمین پر لیٹ رہے اس بات سے غمگین ہوکر وہ عورت نبی اہل اسلام کی تلاش مین گئی اور اُنکے پاس جاکر اُسنے یہ ماجرا سرتاپا بیان کیا اور کہا کہ اسمین میرا ہی قصور ہے - نبی اہل اسلام علیہ السلام یہ سنکر فوراً اُس مسجد مین گئے اور علیؓ کو زمین پر لوٹتے ہوے دیکھکر پکارا کہ علیؓ اُٹھو - علیؓ اُٹھو - آواز محمد صلعم سنکر حضرت علیؓ فوراً اُٹھ کھڑے ہوے - جب محمد صلعم نے اُنکے چہرے پر خاک زمین لگی ہوئی دیکھی اپنے ہاتھ سے پونچھا اور کہا کہ ابو تراب اُٹھو - لیکن یہی قصہ کتاب شواہد النبوۃ مین اسطرح بیان ہوا ہے کہ جب ایک روز نبی اہل اسلام نے فاطمہؓ کے گھر جاکر پوچھا کہ علیؓ کہان ہین تو فاطمہؓ نے یہ جواب دیا کہ وہ ناراض ہوکر باہر چلے گئے ہین شاید کہ مسجد کی طرف گئے ہونگے - یہ سنکر محمد صلعم فوراً وہان گئے اور جب اُنھون نے حضرت علیؓ کو زمین پر اسیطرح بے بستر ہی پڑا ہوا

دیکھا کہ جبہ اُنکا دور پڑا ہوا تھا اور اُنکا جسم خاک زمین سے لپٹا ہوا تھا تو انھون نے انکو اسوقت ابوتراب کے نام سے پکار کر کہا کہ اُٹھو۔ اور محمد صلعم نے اُنکے چہرے اور جسم کی خاک اپنے ہاتھ سے پونچھی۔

کیفیت شادی حضرت علیؑ کی فاطمۃ الزہرا دختر محمد صلعم سے ذیل مین درج ہی۔

حضرت خدیجۃ الکبرا سے محمد صلعم کے چھ اولاد پیدا ہوئی تھین یعنے دو لڑکے اور چار لڑکیان بعد پیدایش فاطمہ حضرت خدیجۃ الکبراؓ اس جہان فانی سے رحلت کرگئی تھین۔ محمد صلعم نے انکو پالا اور پرورش کیا جب تک کہ وہ سن بلوغ کو پہونچین۔ محمد صلعم خود انکو باب اخلاق مین تعلیم دیتے رہتے تھے۔ ایک روز جب وہ اپنے باپ کی خدمت مین مصروف تھین اُنکے باپ نے دل مین خیال کیا کہ وہ اب اس عمر پر پہونچی ہی کہ اسکی شادی کیجاے اور افسوس ہی کہ اسکی والدہ زندہ نہین کہ وہ اسکی شادی کی فکر کرے۔ یہ بھی کہنا اسجا مناسب ہی کہ فاطمہ بڑی پارسا اور نیک خصلت تھین اور اسی وجہ سے حضرت پیغمبر خدا اُنسے بڑی الفت کرتے تھے جسوقت کہ یہ خیال محمد صلعم کے دل مین گذرا اور ابھی زبان پر نہ آیا تھا کہ حضرت جبرئیل اُنکے سامنے آئے اور سلام کرکے خدا کی طرف سے کہنے لگے کہ اے محمد اُنکی شادی کے باب مین مغموم مت ہو۔ مین خزانہ اُنکے جہیز کے لیے بہشت سے بھیجونگا اور اُنسے انکو منسوب کرونگا جو بندہ با ایمان میرا ہی۔ ان الفاظون کے سُننے سے محمد صلعم کو تسکین ہوئی اور جب واسطے اس خبر کے شکر الٰہی بجالائے اور عبادت خالق سے فارغ ہوے حضرت جبرئیل فوراً غائب ہوگئے لیکن وہ ایک لحظہ بعد سونے کا برتن سونے کے کپڑے سے ڈھکا ہوا لیکر پھر موجود ہوے اور اُسکے پیچھے ایک ہزار کروبی اُسی طرح سے سونے کے برتن ہاتھون مین لیے ہوے اور اُنکے پیچھے حضرت میکائیل اور بعد اُسکے پھر ایک ہزار اور کروبی جنکے پیچھے حضرت عزرائیل تھے سب ظروف سونے کے لیے ہوے آئے۔ اور سب نے آن کر جو کچھ لائے تھے محمد صلعم کی نذر کیا۔

یہ دیکھکر محمد صلعم نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ او بھائی مجھے بتلا کہ حکم الٰہی کیا ہی مین اِن ظروف کو کیا کرون۔ آخر سن حضرت جبرئیلؑ نے درجواب اِسکے کہا کہ یا رسول خدا اللہ تعالےٰ لا تمکو سلام کہکر حکم دیتا ہی کہ فاطمۃ الزہراؓ اپنی دختر کو علیؓ سے منسوب کرو اسلیے کہ پہلے ہی مین نے محراب آسمان پر سے اُنکو جوڑا بنایا ہی۔ خدا نے یہ بھی حکم دیا ہی کہ تم اُسکا نکاح اصحاب کے روبرو پڑھو۔ ان ظروف مین سے ایک مین پوشاک ہی اُسکو اُسمین سے نکالو اور فاطمۃ الزہراؓ کو پہناؤ۔ اور اصحاب کی اُس روز دعوت کرکے اُنکو وہ اشیا جو باقی ظروف مین ہین دکھلاؤ۔

نبی اہل اسلام علیہ السلام نے یہ احکام الٰہی سنکر اور حضرت جبرئیلؑ کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ او بھائی جبرئیل مجھسے بصفائی وبتشریح بیان کرو کہ اِس شادی کے باب مین مجھے کیا کیا کرنا چاہیے حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا کہ خدا نے حکم دیا ہی کہ تمام دروازہ ہاے بہشت کھولدیے جاوین اور بڑی شان وشوکت کے ساتھ وہ آراستہ کیے جاوین اور دروازے اُن مقامات کے جہان کہ قیدی محبوس ہین بند کیے جاوین اور تمام فرشتے مکربین وکروبین در روحانیین کہ ساتون آسمان وزمین مین ہین بڑی محراب کے نیچے زیر سایہ درختان طوبے یکجا جمع ہون۔ خدا کا یہ بھی حکم ہی کہ خوشبودار نسیم جسکی شیرینی وخوشبو بیان سے باہر ہی چلکر دماغ فرشتگان کو معطر کرے اور جب وہ ہوا چلتی ہی برگ درختان طوبے اسطرح جنبش کرتی ہین کہ اُنسے نہایت شیرین راگ پیدا ہوتے ہین جو کوئی اُنکو سنتا ہی نشہ سرور مین مست ہوجاتا ہی اور خدا نے جانوران باغ عدن کو حکم دیا ہی کہ تم بھی خوب راگ شیرین گانا پس بموجب اِس حکم کے عمل ہوا اور کوئی دقیقہ اُسمین سے فرو گذاشت نہوا حضرت جبرئیل نے پیغمبر شفیع روز محشر سے یہ کہا کہ او حبیب اللہ خداے تعالےٰ نے مجھسے یہ بھی کہا ہی کہ اے جبرئیل بروز شادی تو تو وکیل میرے اسد علیؑ کا بنّا اور مین اپنی کنیز فاطمہؓ کا وکیل ہونگا اور یہ فرشتے شاہد اِس امر کے ہونگے کہ مین نے برضا ورغبت فاطمہؓ کو اپنے اسد علیؑ سے

منسوب کیا ہی آو جبرئیلؑ تم جو وکیل اسد علیؑ ہو اس نسبت کو منظور کرو۔ حکم آلہی یہ ہی کہ ہی طور سے آسمان مین ان دو کے باہم نسبت ہو گی۔ خدا نے یہ بھی حکم دیا ہی کہ اس روز جمیع اصحاب کو جمع کرکے رسمیات شادی بجا لانا۔ نبی اہل اسلام علیہ السلام یہ سب باتین سنکر دوبارہ شکر آلہی بجا لائے اور انھون نے جمیع اصحاب کو جمع کرکے حضرت جبرئیلؑ سے کہا کہ او بھائی جبرئیلؑ میرا خیال اپنی دختر فاطمہؑ کی نسبت کی طرف از بس و بدرجہ غایت مصروف ہی۔ یہ مناسب نہین ہی کہ وہ اس دنیا مین لباس بہشت پہنے۔ پس اسی لیے انکو واپس لیجاؤ۔

جب اصحاب یکجا جمع ہوئے انھون نے یہ استفسار کیا کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام اور حضرت علیؑ کی طرف سے کون وکیل مقرر ہونگے۔ بفور پیش ہونے اس سوال کے حضرت جبرئیلؑ پھر اترے اور محمد صلعم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا خدا تمکو سلام کہتا ہی اور یہ حکم دیتا ہی کہ علیؑ خطبہ پڑھے۔ علیؑ نے بموجب اس حکم کے عمل کیا یعنے خطبہ پڑھا اور بعد اسکے انکی نسبت فاطمہؑ سے ہوگئی اور نکاح پڑھا گیا اور مہر انکا چار سو اقچہ ٹھہرا۔ جب فاطمہؑ نے خبر اپنی شادی کی سنی وہ ناراض ہوئین اور حضرت جبرئیلؑ اتر کر پیغمبر سے کہنے لگے کہ او پیغمبر خدا خدا یہ حکم دیتا ہی کہ اگر فاطمہؑ چار سو اقچہ مہر مقرر ہونے سے ناراض ہی تو بجاے چار سو کے چار ہزار مقرر کرو۔ جب فاطمہؑ کو اس بات سے مطلع کیا گیا انھون نے تب بھی ناراضی اپنی ظاہر کی حضرت جبرئیلؑ نے پھر اتر کر یہ ہدایت کی کہ انکا مہر چار ہزار الٹن مقرر کیا جاوے۔ جب یہ خبر سنکر بھی وہ ناراض رہین تو حضرت جبرئیلؑ نے اتر کر محمد صلعم کو حکم سنایا کہ تم خود اپنی دختر کے پاس جا کر انسے پوچھو کہ وہ کیا چاہتی ہین۔ یہ سنکر پیغمبر صلعم اٹھے اور اپنی دختر کے پاس گئے۔ وہان جا کر انھون نے ان سے پوچھا کہ تم بروز شادی کیا چاہتی ہو تو اس سوال کا جواب یہ دیا کہ او حبیب اللہ جسطرح کہ تم بروز حشر مردان گنہگار کے شفیع ہو گے اسی طرح مین عورتون کی شفیع ہون اور انکو جنت مین داخل کراؤن۔ یہ سنکر نبی اہل اسلام صلعم

وہان سے اُٹھکر چلے آئے اور جو کچھ کہ فاطمہ کی آرزو تھی اُس سے اُنھون نے حضرت جبرئیل کو مطلع کیا۔ یہ پیغام حضرت جبرئیل نے خدا کو پہونچایا اور وہان سے جلد لوٹ کر پھر آئے اور نبی اہل اسلام علیہ السلام سے کہنے لگے کہ خدا نے اُنکی استدعا کو قبول کیا ہی اور حکم دیا ہی کہ بروز قیامت وہ عورتون کی شفیع ہون حضرت جبرئیل نے یہ بھی کہا کہ کتب قدیم و قرآن مجید مین کوئی فقرہ یا آیت ایسی آئی ہی جو حجت قوی اس باب مین اُنکے حق مین ہی۔ پیغمبر خدا اشرف الانبیا نے پوچھا کہ وہ آیت یا حجت کہان ہی یہ سوال سنکر حضرت جبرئیل نے کہا کہ مجھکو اجازت ہوتا کہ مین یہ پیام خدا کے پاس لیجاؤن غرضکہ وہ یہ پیام خدا کے پاس لے گئے اور فوراً وہان سے ایک فرد سفید ریشم سے لپٹی ہوئی ہاتھ مین لیے واپس آئے اور اُس شی کو محمد صلعم کے حوالے کیا۔ جب محمد صلعم نے اُس فرد کو کھولا تو اسمین سے ایک سند نکلی۔ اُس سند مین یہ لکھا تھا کہ مین اس حجت سے فاطمہ کو بروز حشر شفیع عورات مومنین مقرر کرتا ہون۔ نبی اہل اسلام اُس سند کو فاطمہ کے پاس لے گئے اور اُنھون نے اسکو منظور کیا اور کہا کہ مین اب اپنی شادی کے ہونے سے راضی ہون کہتے ہین کہ امام علی نے اُس سند کو معتبر نسمجھا پس بروز حشر اُنسے پوچھا جاویگا کہ وہ سند کہان گئی۔ کہتے ہین کہ جب محمد صلعم نے فاطمہ کی شادی علی سے کی تو اُنھون نے فاطمہ کو اٹھارہ آنچے مع بوٹہ دار پوشاک پہین کیے اور اُنھون نے اُس پوشاک کو پہن لیا۔ محمد خوب روئے اور فاطمہ نے باعث اُنکے آبدیدہ ہونے کا پوچھا۔ درجواب اسکے محمد صلعم نے اُن سے یہ سوال کیا کہ جب تو بروز حشر خدا کے روبرو آویگی تو اُس شادی کے پیشکش و نذرانے کا تو کیا حساب دیگی۔ اُنھون نے یہ بھی کہا کہ اگر مجھے یہ جزوی نذرانہ ایسا رنج پیدا کرتا ہی تو اُن والدین کو جو اپنی لڑکیون کی شادیون پر سیکڑون بلکہ ہزارون روپیہ صرف کرتے مین کسقدر رنج ہوتا ہوگا۔

امام علی میانہ قد سے بھی کچھ پست قد تھے۔ شانے اُنکے چوڑے تھے۔ آنکھین اُنکی

ہلکے رنگ کی تھین - انکی داڑھی بڑی گھنی ہمرنگ ریگ تھی - چھاتی انکی بڑی لمبی چوڑی تھی جسوقت کہ کفار انکا چہرہ دیکھتے تھے مثل برگ خزان کانپتے تھے - وہ اکثر تین تین و چار چار و پانچ پانچ اور بعض اوقات سات سات آٹھ آٹھ روز تک متواتر فاقہ کشی کرتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور یہ بات انکی ایسی مشہور تھی کہ ایک دن کسی نے محمد صلعم سے باعث اس فاقہ کشی کا پوچھا - تو حضرت نے جواب مین کہا کہ علی مین بڑی طاقت پارسائی و پرہیزگاری کی ہو جسکے سبب سے انکو بھوک نہین لگتی ہی - ان مذہبی لڑائیون مین جنمین کہ وہ مصروف تھے شاذ ہی کبھی وہ کھانا کھایا کرتے تھے اور ہمہ تن لڑائی کے جاری رکھنے مین ساعی و سرگرم رہتے تھے - خیال گرسنگی تو کبھی اسوقت انکے دل مین نہ آتا تھا اور نہ تکلیف دیتا تھا کبھی کوئی ایسی مذہبی لڑائی نہین ہوئی جسمین کہ وہ شریک نہوے جب کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ دشمن قوی تھا اور وہ قلعے کو جلد خالی نہین کرتا تھا تو محمد صلعم اپنا جھنڈا علی کو دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ مین نے تمکو خدا کے سپرد کیا جب کبھی حضرت علی محمد صلعم کا جھنڈا لیکے گئے فتح انکو نصیب ہوئی -

اس زمانے مین بہت سے عیسائی فرقے بنی بہرام مین سے ملک عرب موجود تھے باوجود کمال فہمائش محمد صلعم انھون نے مذہب اسلام اختیار نکیا اور وہ انکے خلاف عمل کرتے رہے انکی سرکشی وگستاخی زیادہ ہوتی گئی اور انکو پند و نصائح سے فہمائش کرکے راہ پر لانا دشوار بلکہ ناممکن ہوگیا آخرش ایک مشہور آیہ جو بنام ابتہال معروف ہی آسمان سے اتری اور اسطرح سے حکم الٰہی انکے لیے اطاعت قبول کرنے کے باب مین نافذ ہوا سورۃ ال عمران مین یہ لکھا ہی کہ جو کوئی اس باب مین تمسے تکرار کرے تو ازبسکہ تمکو علم کامل بخشا گیا ہی تو تم انکے جواب مین یہ کہو کہ تم اور ہم اپنے اپنے عیال و اطفال کو طلب کرکے اور ہم و تم سب ملکر خدا سے بعد اجہد یہ دعا مانگین کہ جھوٹون پر بلا نازل ہو

اس آیہ سے مراد یہ ہی کہ جو کوئی تجھسے درباب مسیح بعد اسکے کہ علم درباب مسیح جو بندہ

وحواری خالق کائنات ہی سمجھا دیا گیا ہی تکرار کرے۔ لفظ ابناءنا سے کہ اس آیۃ میں آیا ہے مراد فاطمہ سے ہی اور لفظ انفسنا سے مراد پاک نفس پیغمبر ہی اور پاک نفس سے سوائے علی کے کسی اور سے مراد نہین ہوسکتی ہی بدینوجہ کہ اہل عرب مین یہ رسم مروج ہی کہ وہ فرزند چچا کو نفسی کہا کرتے ہین۔ خداے تعالی نے قرآن مین ولا تلمزوا انفسکم کہا ہی جسکے معنے تمھارے بھائیون کے ہین اور بھائیون سے مراد ہی اُن تمام اشخاص سے جو معتقد مذہب حقیقی ہین۔

ابن عباس کا یہ اظہار ہی کہ ثم نبتہل کے یہ معنے ہین کہ آؤ ہم و تم دعا مانگین اور استدعا کرین۔ کلابی جو ایک مصنف ہی بیان کرتا ہی کہ اُن الفاظ سے مراد ہی دعا مانگنی اور زاری بہت کرنی۔ لیکن قصائی و ابو عبیدہ کہتے ہین کہ آؤ ہم تم ملکر کوسین و بد دعا دین بدینوجہ کہ ابتہال کے معنے بد دعا کے ہین اور فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین کے معنے یہ ہین کہ آؤ ہم و تم اور ہمارے تمھارے سب ملکر دعا مانگین کہ جھوٹون پر بلا نازل ہو۔

پیغمبر خدا نے یہ آیت فرقہ نہران کے لیے پڑھی اور اُنکو طلب کرکے کہا کہ میرے مذہب کو بد دعا نہ دیا کرو اور برا بھلا نہ کہا کرو اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ ہم اپنے گروہ مین جاتے ہین اور اُنسے اس باب مین صلاح کرتے ہین اور کل ہم پھر یہان آوینگے۔ وہ سب باہم یکجا جمع ہوے اور اُنمین سے جو عقیل و فہیم تھے انھون نے کہا کہ کیا تم کلام مسیح کا اعتبار نہین کرتے ہو۔ اس بات کا محمد صلعم نے یہ جواب دیا اور کہا کہ او نظارین یا نصرانی کہ تم مذہب مسیح کو مستقل کرتے ہو اور اُسکے کلام کو مانتے ہو اور یہ یقین کرتے ہو کہ محمد صلعم کو خداے تعالے بطور پیغمبر بھیجا ہی اور اسپر بھی تم خدا کی بد دعا اپنے اوپر لایا چاہتے ہو۔ اگر تمھارا یہی حال ہے تو تم سب مر جاؤ گے۔ بہتر یہ ہی کہ تم کلام مسیح کے معتقد ہو اور اُسکے احکام سے تجاوز نکرو دوسرے روز علی کے پھر وہ بھی اہل اسلام کے پاس آئے۔ اُسوقت محمد صلعم کی گود مین تو حسین تھے اور حسن اُنکا ہاتھ پکڑے ہوے تھے اور فاطمہ اُنکے پیچھے پیچھے آتی تھین جسوقت کہ محمد صلعم نماز پڑھا کرتے تھے وہ اُنکو یہ ہدایت کرتے تھے کہ بہ آواز بلند آمین کہو

جب سردار فرقہ نظارین محمد صلعم کے قریب آیا نبی اہل اسلام نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا
کہ اونظارین مجھکو یقین ہی کہ اگر تم خدا سے یہ بھی چاہو کہ پہاڑ سرک جاوے اور اپنی جا سے
حرکت کرے تو بھی وہ اپنی عزت کے واسطے ویسا کر دکھائیگا۔ بس بد دعا دینے سے باز
رہو ورنہ تم سب برباد و غارت ہو جاؤگے اور تمھارا ہیچ نہ رہیگا اور کوئی نصرانی پر دوئے زمین
پر اسوقت سے قیامت تک باقی نہ رہیگا۔ یہ سنکر اُن سرداران نصرانیون نے آپکے اسم سے
کہا کہ تم ہمکو تدبیر بتاؤ اور ہدایت کرو کہ ہم اب کیا کرین۔ ہمنے عہد کیا ہی کہ ہم اب سے محمد صلعم
کو تو برا بھلا نہ کہا کرینگے اور نہ کوسا کرینگے ہم تمھارے مذہب مین دخل نہ دینگے اور اپنے
مذہب پر قائم رہینگے نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اسکے جواب مین کہا کہ اگر تم کوسنے سے
باز رہتے ہو تو اب مسلمان ہو جاؤ تم اُن اغنیا کے محتاج ہو جو مسلمانون کے قبض و تصرف
مین ہین اور اگر تم مسلمان ہو جاؤگے تو تمکو بھی اُنمین سے حصہ ملیگا جب انھون نے اس امر
سے انکار کیا تو محمد صلعم نے کہا کہ اب موت تمھاری سر پر کھیلتی ہی ہم بیشک تمکو قتل کر ڈالینگے
یہ سنکر انھون نے درجواب کہا کہ ہم اہل عرب سے مقابلہ و مجادلہ نہین کرسکتے ہین۔ ہم صلح
چاہتے ہین اور اپنی جان بچانا۔ نہ تو ہمکو ڈراؤ اور نہ ہمارا مذہب ہم سے چھوڑواؤ۔ ہم
سال بسال تمکو دو ہزار جوڑے بدین تفصیل کہ ایک ہزار ماہ صفر اور ایک ہزار ماہ رجب
دیا کرینگے۔ محمد صلعم نے اس شرط کو منظور کیا اور اُن سے صلح کرلی اور کہا کہ مین خدا کے
ہاتھ مین ہون۔ سزا جو فرقہ نجران کے لیے تجویز ہوئی تھی منسوخ ہوئی۔ اگر وہ کوستے اور
بد دعا دیتے تو بندر اور سور بنجاتے اور آگ کے شعلون مین جلجاتے۔ القصہ خدا دونون
نجران اور اُسکے ساکنین کو نیست و نابود کر دیتا اور وہان کے درختون پر بھی کوئی جانور
ایک سال سے زیادہ زندہ نہ رہتا۔

میر حسین واعظ اپنی فارسی کتاب شرح مین کہ موسوم بہ کشف ہی درباب وجوہات
اثر نے آیات کے بیان کرتا ہی کہ علے المرتضے اکے پاس ایک مرتبہ چار درم تھے ایک تو اُنمین سے

اُنھون نے بیرملا خیرات کیا اور دوسرا مخفی اور تیسرا اُنھون نے تاریک شب مین اور چوتھا روشنی روز مین بخش دیا۔ یہ حال اس مصنف نے اُسوقت لکھا ہی جبکہ وہ شرح سورہ بقر کی کرتا تھا مضمون اُس سورہ کا یہ ہی کہ جو کوئی مخفی یا ظاہر یا شب کو یا دن کو خیرات کرتا ہی خدا سے اجر یا ویگانہ تو اُسپر کوئی خوف وخطر عائد ہوگا اور نہ اُسپر کوئی بلا نازل ہوگی۔ بعد اُس خیرات کے جو علیؑ نے کی تھی آیہ سابق الذکر خدا سے اُتری تھی۔ بروقت اُترنے اُسی آیہ کے محمد صلعم نے علیؑ سے یہ استفسار کیا کہ کس قسم کی خیرات تمنے کی تھی۔ درجواب اسکے اُنھون نے کہا کہ چار طریقون مقررہ سے مین نے قدم باہر نہین رکھا ہی۔ مین اُن چار طریقون پر چلا بدین نظر کہ چارون مین سے کوئی تو مقبول ہوگا۔

سورہ عالم سجدے مین کہ قرآن کے باب ۳۲۔ کی آیہ ۱۸۔ مین درج ہی درباب علامات اُترنے آیات کے یہ لکھا ہی کہ کیا وہ شخص جو ایمان لایا ہی مثل اُسکے ہوگا جو گنا ہون مین پڑا ہوا ہی۔ کیا وہ دونون مساوی ہونگے۔ شارح محی الدین ستا کہتا ہی کہ یہ آیہ علی بن ابی طالبؑ وولید بن ابی میت کے حق مین اُتری تھی۔ ولید اپنی والدہ کی طرف سے عثمان خلیفہ سوم کا رشتہ دار تھا حضرت علیؑ اور ولید مین باہم جھگڑا ہوا اُسوقت ولید نے حضرت علیؑ سے کہا کہ چپ رہو تم ابھی لڑکے ہو مین بسبب نہونے زبان کے خاموش ہون اور عمر مین تم سے بڑا ہون۔ میرا دل تمھارے دل سے زیادہ شیر ہی اور مین لڑائی مین تمسے زیادہ بہادر ہون۔ اسکے جواب مین حضرت علیؑ نے کہا کہ تم خاموش رہو اسلیے کہ تم تحقیقاً بڑے شریر ہو۔ خدا نے یہ آیہ بھیجی ہی لیکن اُسمین لفظ وصیغہ جمع ہی نہ کہ تثنیہ کیونکہ خدا ایک مومن اور ایک گنہگار کا ذکر کرتا ہی لیکن وہ تمام مومنون اور شریرون سے متعلق ہی مضمون معلم تنزیل یعنے علامات اُترنے آیات کی امام بگادی درباب آیہ اول باب ۷۶۔ قرآن اور آیہ ۸۔ اُسی باب قرآن کے یہ بیان کرتا ہی کہ اُنکے معنون کے باب مین اور بھی درباب وجہ اُنکے نازل ہونے کے باہم بڑی تکرار ہوئی ہی مجاہد وعطا ابن عباس

بیان کرتے ہین کہ وہ آیات علیؑ کے واسطے اُتری تھین اور وہ دونون اس بات کو
سراسری ومختصر طور پر لکھتے ہین لیکن اور شارحون نے اُنکا حال تفصیل قلمبند کیا ہی جب
حضرت حسنینؑ فرزندان حضرت علیؑ بیمار ہوے تھے محمد مصطفےٰ صلعم اور اُنکے اصحاب اُنکی خبرپرسی
کو گئے تھے اُسوقت محمد صلعم نے حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ سے کہا تھا کہ تم اپنے فرزندان کی خیریت
کے لیے منت رکھو۔ علاوہ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ کے اُنکے دو غلامون نے بھی کہ بنام
سرور و فیضہ نامزد تھے یہ منت رکھی تھی کہ اگر خدا اُنکو صحت بخشیگا۔ توہم تین تین روزروزہ
رکھینگے۔ بعد اُنکی صحت کے اُنکے پاس کچھ کھانے کو نتھا پس علیؑ نے ایک یہودی سے
جَو بوزن تین تین پسیل اُدھار لیے اور واسطے ادائے منت کے حضرت علیؑ اُنکو روزون کے
کام مین لائے۔ ایک ثلث اُسمین سے فاطمہؑ نے پیسا اور اُسکے پانچ قلیچے بنائے۔ جب میعاد
روزون کی گذر گئی حضرت فاطمہؑ نے ایک اُسمین سے حضرت علیؑ کو دیا اور دوسرا حسنؑ کو
اور تیسرا حسینؑ کو اور جو تھا فیضہ غلام کو اور ایک اپنے واسطے رکھا۔ اُسوقت ایک بڑے
مسکین ومفلوک و تنگ حال فقیر نے آنکر یہ سوال کیا کہ او خاندان پیغمبر خدا مین بڑا مصیبت زدہ
مسلمان ہون اپنے کھانے مین سے مجھکو کچھ دو خدا تمکو اُسکے اجر مین نہایت لذیذ وخوشگوار
و پسندیدہ خوراک جنت مین دیویگا۔ یہ سنکر سب نے اپنا اپنا قلیچہ کہ اُنکے ہاتھ مین تھا
فقیر کو دیدیا اور وہ خود پیالہ آب پر قانع ہوے اور دوسرے روز تک فاقے سے رہے۔ حضرت فاطمہؑ نے
دوسرے دن دوسرا ثلث مقدار جَو پھر پیسکر اُسی طرح پانچ قلیچے بنائے جسوقت کہ وہ قلیچے
باہم تقسیم کررہے تھے ایک یتیم وہان آنکر طالب خوراک ہوا پس اُن تمام نے موافق سابق
اپنا اپنا قلیچہ اُس یتیم کو دے کر اُسکا دل خوش کیا اور آپ پیالہ آب پر قانع ہوکر سو رہے۔
تیسرے دن حضرت فاطمہؑ نے باقی ایک ثلث جَو کو بھی پیسکر اُسکے بھی پانچ قلیچے بنائے اور جب اُنکو
تقسیم کرکے وہ کھانے کو مستعد ہوے یکایک ایک قیدی وہان آن پہونچا اور یہ کہکر کہ مین
تین روز سے فاقے سے ہون طالب خوراک ہوا۔ خدا کے واسطے مجھپر رحم کرو اور مجھکو

کچھ کھانے کو دو بس سب نے بدستور سابق اپنا اپنا قلیہ اُس اجنبی کے حوالے کیا اور آپ پانی پر ہی قانع رہے۔ بعض کہتے ہین کہ یہ قیدی معتقد مسئلہ تثلیث کا تھا اور اِس قصے سے واضح ہوتا ہی کہ قیدی مصیبت زدہ کو کھلانا گو وہ معتقد مسئلہ تثلیث کا ہو داخل ثواب ہی کہتے ہین کہ چوتھے روز علے الصباح حضرت علیؑ اپنے دونون فرزندون کو ہمراہ لیکر محمد صلعم کے پاس گئے اور محمد صلعم نے دیکھا کہ بھوک کے سبب اُنکا ایسا پتلا حال ہوگیا ہی کہ وہ مثل جانور انیہ خُرد سال کانپتے ہین۔ محمد صلعم نے حضرت علیؑ سے کہا کہ تمنے مجھے کیا رنج دیا او مغموم کیا ہی۔ محمد صلعم تب اُنکو اپنے ہمراہ لیکر حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور وہان پہونچکر انھون نے اُنکو محراب مین دیکھا اسطرح کہ اُنکا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہی اور آنکھین اُنکی گڑھے مین چلی گئی ہین یہ تباہ حال اُنکا دیکھکر وہ زیادہ تر مغموم ہوے۔ اُسیوقت حضرت جبرئیلؑ اُترے اور محمد صلعم کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ لو خدا نے یہ باب جو بنام انسان معروف ہی تمکو بھیجا ہی۔ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ جب پیغمبر صلعم حضرت فاطمہؑ سے ملنے گئے انھون نے اُن سے کہا کہ او میری دختر تمھارے باپ نے چار روز سے کھانا نہین کھایا ہی۔ وہ مدینے سے چلکر ایک اہل عرب سے کہ راہ مین کنوئین پر پانی کھینچ رہا تھا ملاقی ہوا تھا۔ جب پیغمبر صلعم نے اُس شخص سے پوچھا کہ تم مجھکو پانی کھینچنے پر نوکر رکھوگے تو اُسنے جواب مین کہا کہ ہان۔ بس فی ڈول دو چھوہارے ٹھہرے۔ اِس اجرت پر پیغمبر خدا صلعم نے نوکری اُسکی درحقیقت کی اور ڈول پانی کے کنوئین سے کھینچے۔ جب اُس قدر پانی کھنچ چکا جسقدر مطلوب تھا مشیت ایزدی سے رسی ٹوٹ گئی۔ اور ڈول کنوئین مین گر پڑا۔ یہ حال دیکھکر اُسکے آقا نے ایک گھونسا اُسکے چہرے پر دیا اور اُسکی اُجرت مقررہ دیکر اُسکو رخصت کیا محمد صلعم نے تب اپنا ہاتھ کنوئین مین ڈالکر اُسکا ڈول نکال دیا اور ڈول کو اُسکے حوالے کرکے آپ حضرت فاطمہ کی ملاقات کے لیے روانہ ہوے اور وہان پہونچکر انھون نے تمام چھوہارے جو اُجرت مین پائے تھے فاطمہ کو دیے۔ جسوقت کہ حضرت فاطمہؑ چھوہارے کھا رہی تھین اُنکی نگاہ محمد صلعم کے چہرے کی طرف پڑی انھون نے

نشان گھونسے کا دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہی اور سبب اس صدمے کا کیا۔ محمد صلعم نے یہ راز اُنسے مخفی رکھنا چاہا پس اُنھون نے اُنکے جواب مین کہا کہ یہ کچھ نہین ہی۔ تب ایسا اتفاق ہوا کہ وہی اہل عرب جسنے کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام کے گھونسا مارا تھا اور جسنے کہ حضرت کو ہاتھ ڈالکر کنوئین مین سے ڈول نکالتے ہوئے دیکھا تھا متعجب وحیران ہوکر سوچنے لگے کہ اگر وہ نبی نہوتے تو وہ ایسا کام نکرسکتے۔ پس اس بات سے اُنکے دل مین یہ خیال گذرا کہ جس ہاتھ سے مین نے اُنکو گھونسا مارا ہی اُسکو کاٹ ڈالنا چاہیے غرضکہ موافق اپنے اس خیال کے عمل کرکے وہ پیغمبر کی تلاش مین عذرخواہی کے لیے چلا حضرت علیؑ کے دروازے پر آنکر اُنھون نے دستک دی حضرت علیؑ نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے ایک ہاتھ مین دوسرا ہاتھ کٹا ہوا لیے ہوے کھڑا ہی اور خون کٹے ہوے بازو سے جاری ہی۔ یہ دیکھکر وہ بڑے متعجب وحیران ہوے۔ جب حضرت علیؑ نے یہ حال نبی اہل اسلام سے بیان کیا تو وہ ہنسنے اور کہنے لگے کہ یہ وہی اہل عرب ہی جسنے کہ میرے ایسا گھونسا مارا ہی کہ نشان اُسکا چہرے پر بڑگیا ہی۔ محمد صلعم نے تب حضرت علیؑ سے کہا کہ اسکو اندر آنے دو جب وہ اہل عرب محمد صلعم کے پاس آیا اُنکی یہ حالت دیکھکر اُسکے دل مین بڑا رنج پیدا ہوا۔ نبی اہل اسلام علیہ السلام نے اہل عرب سے کہا کہ کیون تمنے ایسی حرکت کی۔ یہ سنکر اہل عرب زار زار رویا اور مستدعی معافی جرم ہوا۔ محمد صلعم نے کٹے ہوے ہاتھ کو بازو سے جوڑکر دعا مانگی تو اُسیوقت وہ ہاتھ بدستور جڑگیا اور اچھا ہوگیا مشیت ایزدی سے ہاتھ اُس اہل عرب کا بدستور کام دینے لگا۔

حضرت فاطمہ کا یہ بیان ہی کہ ایکمرتبہ محمد صلعم نے حضرت علی سے پوچھا کہ عشق خدا تمھین ہی یا نہین حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ ہی۔ تب نبی اہل اسلام علیہ السلام نے یہ پوچھا کہ تمھین میری بھی محبت ہی کہ نہین۔ اِسکا بھی جواب اُنھون نے وہی دیا۔ بعد اِسکے نبی کریم نے یہ استفسار کیا کہ فاطمہ کی بھی محبت تمکو ہی کہ نہین۔ اِسکے بھی جواب مین وہی کہا۔

من بعد اُنھون نے یہ سوال کیا تمکو حسنؓ و حسینؓ کی بھی محبت ہی کہ نہین اسکا بھی جواب وہ ہی دیا۔

بعد اسکے پیغمبر خدا نے پوچھا کہ کیونکر تمھارے دل مین اتنون کی محبت سماسکتی ہی۔ اِس سوال کا وہ جواب نہ دے سکے۔ اپنے تئین ناقابل جواب دینے کے سمجھکر اور نالیاقتی سے رنجیدہ خاطر ہوکر حضرت علیؓ فاطمہؓ کے پاس گئے اور وہان جاکر اُنھون نے یہ سب حال اُن سے بیان کیا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ بیجا رنجیدہ خاطر ہو عشق خدا تو دل سے پیدا ہوتا ہی اور عشق پیغمبر کا ایمان سے اور عشق قبیلہ کا انسان کے جذبات سے اور محبت فرزندان خاصہ جبلی قدرت سے۔

یہ جواب سنکر حضرت علیؓ فوراً نبی اہل اسلام علیہ السلام کے پاس گئے اور جواب اُنکے سوال کا جیسا کہ حضرت فاطمہ سے سنا تھا ویسا ہی دیا۔ یہ جواب سنکر محمد صلعم بہ آواز بلند کہنے لگے کہ یہ نتیجہ ایمان نہین بلکہ نتیجہ پیغمبری ہی۔ مراد انکی اس سے یہ تھی کہ یہ جواب تمھاری ایجاد سے نہین بلکہ ایجاد فاطمہؓ سے ہی۔ غرضکہ حضرت فاطمہؓ کے خیالات بڑے باریک و دقیقہ سنج و پُر از لیاقت و دانائی تھے۔

فاطمہؓ کا یہ بھی اظہار ہی کہ جب علی المرتضےٰ نے قلعہ خیبر تسخیر کرکے تلوار ذوالفقار سے کہ محمد صلعم نے اُنکو دی تھی کفار کا سر کاٹ ڈالا تھا اور وہان سے فتح نصیب ہوکر اور بہت سی لوٹ ساتھ لیکر واپس آئے تھے تو اُنھون نے فاطمہؓ سے کہا تھا کہ مجھکو یہ فتح بزور تلوار ذوالفقار حاصل ہوئی ہی اسکے جواب مین فاطمہؓ نے کہا کہ مین نسبت تمھارے حال تلوار ذوالفقار زیادہ تر جانتی ہون۔ حضرت علیؓ نے نبی اہل اسلام علیہ السلام کے پاس جاکر سب حال بیان کیا اور جو کچھ کہ اس باب مین فاطمہؓ نے کہا تھا وہ بھی بیان کردیا تب محمد صلعم اٹھکر فاطمہ کے پاس گئے اور وہان جاکر اُنھون نے اُنسے پوچھا کہ تم کیونکر حال تلوار ذوالفقار کا نسبت علیؓ کے زیادہ تر جانتی ہو۔ درجواب اسکے فاطمہؓ نے کہا کہ او والد بزرگوار جس شب کہ تم آسمان پر

گئے تھے یعنے بشب معراج اور خدا کو تمنے دیکھا تھا اوس وقت کو تم ایک درخت بہشت کے نیچے ٹھہرے تھے۔ اُس درخت مین سے تمنے دو سیب لیے تھے۔ ایک تو اُسمین سے تمنے میری والدہ کو دیا تھا اور دوسرا تم آپ کھا گئے تھے مین اُن دو سیبون سے پیدا ہوئی ہون اُسوقت یہ تلوار ذو الفقار اُس درخت پر لٹکتی تھی۔

پیغمبر خدا یہ جواب اُنکی زبان سے سنکر بڑے خوش ہوے اور بروقت رخصت یہ کہنے لگے کہ اُس شخص پر بڑا فضل آلہی ہوگا جسکی لڑکی ایسی عقیل ہو۔

کتاب مصابیح شریف مین قصہ ذیل سعد بن ابی وقاص سے منقول ہوا ہی۔

ایک مرتبہ نبی اہل اسلام علیہ السلام نے حضرت علیؑ سے کہا تھا کہ جیسا کہ آمران موسیٰ کے لیے تھا ویسا تو میرے لیے ہی اور یہ بھی اُسوقت زبان سے نکلا تھا کہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر نہ آویگا۔ تھر بنسٹی کا یہ اظہار ہی کہ بروقت جنگ تبوک محمد صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تھا اور ہدایت کی تھی کہ وہ رعایا کے کاروبار کا مہتمم ہوگا۔ مکارون وریاکارون نے یہ سنکر کہا کہ پیغمبرؐ نے علیؑ کو اپنا خلیفہ نہین بنایا ہی بلکہ اپنے تئین دقت سے چھوڑانے کے لیے ایسا کہدیا ہی یہ سنکر حضرت علیؑ تلوار باندھ کر سیدھے پیغمبر خدا کے پاس جو اُسوقت جرف مین تھے گئے اور وہان جاکر اُنھون نے اُنسے استفسار کیا اور کہا کہ مکار وریاکار میری تقرری کے باب مین یہ کہتے ہین کہ اپنے تئین دقت سے چھوڑانے کے لیے ایسا کہہ دیا ہی۔ کیا اُنکا یہ بیان سچ ہی۔ درجواب اسکے پیغمبرؐ خدا نے کہا کہ وہ سب دروغ گو ہین۔ مین نے خلیفہ اسلیے مقرر کیا ہی کہ مین مدینے سے جایا چاہتا ہون۔ تمھین چاہیے کہ واپس جاکر اس کام کو سرانجام دو اور اگر میرا قبیلہ خدیجہ اور قبیلہ علیؑ دونون اُس امر سے انکار رکھتے ہون تو بھی تم نو۔ اسلیے کہ جیسا کہ ایرن موسیٰ کے لیے تھے ویسا ہی تم میرے لیے ہو۔ چنانچہ ایک آیۃ مقدس مین یہ آیا ہی کہ موسیٰ نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم میرے خلیفہ اہتمام لوگون کے لیے بنو۔ تمام شارحین و آیت مذکور کے معتقد مقر اس بات کے ہین کہ حضرت علیؑ کا خلیفہ مقرر کرنا ازروے انصاف

واجب تھا۔ رافضی وشیعہ اس آیت سے ثابت کرتے ہین کہ حضرت علیؓ حقیقی دعوے دار خلافت تھے اور درحقیقت اُسکو اُنھون نے منظور بھی کیا۔ بہت عرصے کے بعد شیعہ وسنیون مین باہم فساد ہوا اور تب رافضیون نے کہا کہ اصحاب نے اس باب مین بے انصافی کی ہی اور سنیون نے حضرت علیؓ کو کفر کا الزام لگایا۔ بموجب بیان شیعون کے حضرت علیؓ حقیقی دعویدار خلافت کے تھے۔ اگر دعوی خلافت اُنکو پہونچتا تھا تو وہ کیون دعویدار نہ بنے۔ اُس مصنف کا یہ بیان ہی کہ میری دانست مین یہ بیان از سرتا پا پیرایہ صدق سے عاری ہی۔

قاضی کا یہ اظہار ہی کہ جو کوئی اسطرح کا بیان کرتا ہی اُسکے کافر ہونے مین ذرا بھی شک وشبہہ نہین بدینوجہ کہ جو اسطرح سے تمام رعایا کو تکلیف دیتے ہین اور حاکمان اعلا کو کمینہ بناتے ہین وہ شرع شریف کے خلاف عمل کرتے ہین اور مذہب اسلام کی جڑ اُکھاڑتے ہین۔ حقیقت یہ ہی کہ اُس آیہ سے دعوے حضرت علیؓ کا خلافت کے لیے ثابت نہین ہوتا ہی بلکہ اُس سے صرف اسی قدر واضح ہوتا ہی کہ حضرت علیؓ کی خصلت اچھی تھی اُس سے یہ لازم نہین آتا ہی کہ وہ اور خلفا سے بہتر تھے یا اُنکے برابر۔ جنگ تبوک مین وہ خلیفہ محض اسوجہ سے کہ محمد صلعم نے بیان کی ہی مقرر ہوے تھے۔ وہ وجہ یہ ہی کہ جیسا کہ ایرن موسیٰ علیہ السلام کے لیے خلیفہ خاص وقت کے لیے مقرر ہوے تھے ویسا ہی علیؓ اُسوقت کے لیے خلیفہ معین کیے گئے تھے۔ سب جانتے ہین کہ بعد وفات موسی علیہ السلام ایرن خلیفہ مقرر نہوے اور دلائل قوی اس بات کے لیے موجود ہین کہ وہ موسی علیہ السلام سے چالیس برس پہلے فوت ہوے تھے اور جب کبھی حضرت موسیٰ خدا کے پاس جاتے تھے تو اُنکی غیر حاضری مین ایرن صرف نماز پڑھوا دیا کرتے تھے۔

کتاب مصابیح مین یہ بھی بطور قصے کے درج ہی کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ شان اُس قادر مطلق کو ہو جو اناج پیدا کرواتا ہی اور جسنے کہ انسان کو بسبب اُن الفاظون کے کہ محمد مصطفے صلعم نے میرے حق مین بیان کیے تھے پیدا کیا کیونکہ وہ صرف

مومنون سے الفت رکھتے تھے اور مکارون وریاکارون سے متنفر تھے۔ اصلی وصحیح معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ وہ شخص جو حضرت علی کو بسبب اُس تعلق کے کہ فیما بین اُسکے اور پیغمبر کے تھا اور بباعث اُس محبت کے کہ حضرت محمد علی سے رکھتے تھے اور بسبب اُس اثر کے کہ حضرت علیؑ کے فتوحات وکارہاے نمایان کے لیے مذہب اسلام پر پیدا کیا تھا جسکے سبب سے کہ وہ محمد صلعم کو بڑے عزیز ہوگئے تھے معزز ومفتخر سمجھتے تھے یشہادت ایمان مومنون کی ان باتون مین پاتا ہو وہ جو مذہب اسلام کے پیدا ہونے سے خوش ہوتا ہی اور اُن کامون کا معتقد ہوتا ہی جو خدا اور اُسکے رسول نے دکھائے ہین مومنون مین سے ہی لیکن وہ جو اُن کامون کو دیکھکر حضرت علیؑ سے مخالفت کرتا ہی اُسکی حالت عین عکس اسکے ہوتی ہی جو واجب نہین ہی اور وہ مکار وریاکار ہوتا ہی۔ اُسکا ایمان بدرجۂ غایت بُرا ہوگا۔ خدا اُن تمام برائیون سے ہمکو محفوظ رکھے۔

تاہیل بن سعد بیان کرتا ہی کہ بروقت جنگ خیبر محمد مصطفٰے صلعم نے کہا کہ مین کل ایک جھنڈا بہم کرونگا جو بفضل الٰہی اُس شخص کے ہاتھ مین کہ محبوب وعاشق خدا ورسول ہی باعث فتح کا ہوگا۔ دوسرے روز علے الصباح ہر شخص جلد محمد صلعم کے پاس گیا اور وہان جاکر اُن سے یہ استدعا کرنے لگا کہ وہ جھنڈا جسکا تمنے اقرار کیا ہی میرے ہاتھ دو۔ پیغمبر خدا نے پوچھا کہ علیؑ کہان ہی تو در جواب اسکے یہ معلوم ہوا کہ اُنکی آنکھون مین درد ہی یہ سنکر محمد صلعم نے کہا کہ اُسکو طلب کرو۔ بروقت اُنکے حاضر ہونے کے محمد صلعم نے اُنکی آنکھون کو اپنی اُنگلیون سے ملا اور بمجرد اس عمل کے درد چشم رفع ہوگیا اور آنکھین بالکل اچھی ہوگئین بعد اسکے محمد صلعم نے وہ جھنڈا حضرت علیؑ کے ہاتھ دیا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا کہ کیا موافق طریق بمعمولی جنگ کفار کو نیست ونابود وقتل کردون درجواب اسکے محمد صلعم نے کہا کہ تم اُنکے ملک پر ملائمت اور چپ چاپی سے جاؤ اور وہان جاکر اُنکو طلب کرو اور کہو کہ یا تو تم مذہب اسلام اختیار کرو یا مستعد جنگ اُس شیر سے ہو جو خدا کی طرف سے تمھارے ملک کو

حملہ کرنے آتا ہو کیونکہ ہدایت کرنا بطرف مذہب صحیح کار ثواب ہی۔
در باب صفات علیؓ اُسی کتاب مصابیح مین قصہ ذیل آمران بن حسین سے منقول ہی۔
محمد مصطفٰےؐ صلعم نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ علیؓ بیشک و شبہہ مجھسے بے نیاز ہی اور
مین اُس سے اور وہ ولی جمیع مومنین ہی۔ قاضی نے کہ بڑا مشہور شارح ہی شرح اِس
عبارت کی یون کی ہی کہ شیعہ کہتے ہین کہ علیؓ ولی ہی اور معنی اِس حدیث کے یہ ہین کہ علی
مستحق اُن تمام چیزون کا ہی جو محمد صلعم کے پاس ہین۔ کاروبار مومنین انسے متعلق تھے
اور اِسی لیے حضرت علیؓ اُنکے امام تھے۔ اسکے جواب مین ہم کہتے ہین کہ کار امامت حین حیات
محمد صلعم حضرت علیؓ سے متعلق نہین ہوسکتا تھا بدینوجہ کہ اپنی حین حیات محمد علیہ السلام
امام تھے اسی وجہ سے کار ولایت جو علیؓ کو تفویض ہوا تھا از راہ محبت تھا۔
اُسی کتاب مصابیح مین قصہ ذیل ابن عمر سے منقول ہی۔
محمد مصطفٰےؐ حبیب خدا نے کہا تھا کہ اصحاب کو بھائی بھائی ہونا چاہیے حضرت علیؓ
یہ بات سنکر خوب روئے اور اُنسے پوچھا کہ تمنے اصحاب کو تو باہم بھائی بھائی کہا لیکن
تمنے مجھے کسی کا بھائی نہ بنایا اِسکے جواب مین محمد صلعم نے کہا کہ تم اِس دنیا اور عقبے مین
میرے بھائی ہو۔ امام ترمذی اسکو گڑھی ہوئی حدیث تصور کرتا ہی یعنے یہ حدیث ایسی ہی
جسکی تصدیق کامل نہین ہوئی ہی۔
اُسی مضمون پر آنیس بیان کرتا ہی کہ ایک مرتبہ محمد مصطفٰےؐ صلعم ایک جانور کہ بھُن رہا
تھا اور اُسمین سے کچھ آپ بھی حصہ لینے کو تھے اسوقت وہ باواز بلند کہنے لگے کہ خدا
میرے پاس اُس شخص کو بھیج جو تمام مخلوقات مین سے تیرا بڑا محبوب ہی۔ تاکہ وہ میرے
ساتھ اِس جانور کے گوشت کو کھاوے۔ اُسیوقت حضرت علیؓ وہان آن پہونچے اور
اُنھون نے محمد صلعم کے ساتھ اُس جانور کے گوشت کو کھایا۔ ترمذی کا یہ اظہار ہی کہ یہ حدیث
بڑی مشہور و تحفہ و نادر ہی۔ تھرپشتی اِسکی شرح مین یون لکھتا ہی کہ شارحان موحدون نے

اس حدیث پر بڑا دم مارا ہی اور اسطرح سے اس جانور کے تمام پر انھون نے اڑادیے ہین یعنے انھون نے جزوی بات کو بڑھا دیا ہی - بدون اسکے کہ ہم کوئی الزام خلافت ابوبکر پر عاید کرین - تاہم کہتے ہین کہ اس حدیث کو بروقت وفات محمد صلعم پہلا عقیدہ و اصول واسطے اتفاق مسلمین کے بنانا تھا - بدینوجہ کہ وہ اسی اصل پر قائم و مستحکم ہو جاتے -

اسکے جواب مین ہم یہ کہتے ہین کہ حدیث مذکورہ بالا اس قسم کی نہین کہ وہ فرائض مین داخل کیجائے - نتائج نیک جو خلافت حضرت ابوبکر سے ظہور مین آئے اور اسکے اسناد ان مقدس حدیثون کی صحت کو باطل کرتے ہین باوجودیکہ اصحاب کے بیان اس باب مین ایک موجود ہین - اس حدیث کی صحت مین شبہہ لانا مناسب نہین - ایسٹ بیان کرتا ہی کہ حقیقت وہ حدیث محمد صلعم کی زبان سے نکلی تھی اور کوئی اسکی صحت کے باب مین اعتراض نہین کرتا ہی - اسی لیے اصلی معنے اس حدیث کے یہ ہین کہ خدا کو چاہیے کہ اپنے محبوبون مین سے جو نہایت عقیل ہو ایک کو اسکے پاس بھیجے - قانون مقدس یعنے شرع شریف مین کوئی ایسی بات درج نہین جس سے ثابت ہو کہ جمیع مخلوقات مین سے علی سب سے زیادہ محبوب خدا تھے - کیونکہ محمد صلعم خود خدا کے محبون مین سے تھے - ہمکو چاہیے کہ انھین باتونپر عمل کرین جو قرآن شریف مین درج ہون اور ان لوگون کو کہ محمد صلعم کے ساتھ رہتے تھے معلوم ہون - پس اس حدیث کے معنے وہی سمجھنے چاہیین جو ہمنے اوپر بیان کیے ہین یا جو محمد صلعم کے چچا کا لڑکا یعنے حضرت ابوبکر کہ انکے بڑے عزیز تھے سمجھتے تھے بدینوجہ کہ وہ ہمیشہ انسے بلاتکلف لیکن سوچ سمجھکر اسطرح کہ کلام مین لغزش نہو گفتگو کیا کرتے تھے - کتاب مصابیح مین اسی حدیث سے متعلق یہ بھی درج ہی کہ حضرت علی خود بیان کرتے ہین کہ جب کبھی مین محمد صلعم سے کچھ پوچھتا تھا تو وہ میری بات کا جواب دیا کرتے تھے اور اگر مین کوئی بات انکی سنکر خاموش رہتا تھا تو وہ پھر اسکو بتفصیل بیان کیا کرتے تھے -

کتاب مصابیح مین پچھلی حدیث کے بعد یہ بھی لکھا ہی کہ ایک مرتبہ محمد مصطفےٰ صلعم نے
حضرت علی کے باب مین یہ کہا تھا کہ مین مکان دانائی ہون اور علیؓ اسکا دروازہ ہی۔
ترمذی بیان کرتا ہی کہ یہ بھی ایک حدیث بنائی ہی۔ اور محی السنہ جو مصنف اس کتاب کا ہی
لکھتا ہی کہ محمد صلعم کے رفیقون مین سے کوئی اس حدیث سے واقف نتھا۔ شیعون کا
یہ اظہار ہی کہ محمد صلعم کا یہ منشا تھا کہ درس باب حکمت بالتخصیص علی سے مخصوص ہونا چاہیے
سوائے اسکے کسی اور کو اسکی لیاقت نہین اُسی کے ذریعے سے وہ علم حاصل ہو سکتا ہی
خدا نے اپنے کلام مین کہا ہی کہ خداپرستی و پارسائی وہ نہین کہ تم گھر مین پشت کے دروازے
سے آؤ لیکن وہ خوف الٰہی پر منحصر ہی پس اسی لیے دروازہ مقررہ سے اسکے اندر داخل
ہو دیکھو باب دوم قرآن آیتہ ۱۸۵) درحقیقت اسکی کچھ احتیاج نہین اسلیے کہ دروازہ بہشت
اُنکے لیے کھُلا ہی جو داناے روحانی یعنے حکمت سے واقف ہین۔ اُسکے آٹھ دروازے ہین۔
کتاب مصابیح مین یہ قصہ جبیر سے منقول ہی کہ ایک مرتبہ محمد مصطفےٰ صلعم نے حضرت علی کو اس قدر
طلب کرکے جس دن کہ اُنھون نے اُنکو طائف مین بھیجا تھا کچھ خلوت مین کہا تھا اگرچہ یہ گفتگو
بڑی دیر تک رہی تھی تاہم اُنھون نے اپنے چچا کے فرزندون سے کہا تھا کہ مین نے محمد صلعم
سے گفتگو ختم نہین کی لیکن خدا نے کی۔ لفظ ختم سے جو یہان درج ہی مراد مخفی گفتگو ہی۔
شارح تابعی کہتا ہی کہ ان الفاظ کے معنے یہ ہین کہ خدا محمد کو حکم دیتا ہی کہ تو علی سے خلوت
مین گفتگو کر اور مین یقین کرتا ہون کہ اُنھون نے بحکم الٰہی راز و اسرار مخفی باتون پر گفتگو
کی۔ اُسی کتاب مین یہ قصہ امی اتیہ سے منقول ہی کہ محمد مصطفےٰ نے ایک مرتبہ مذہبی لڑائی
کے لیے فوج بھیجی تھی جنمین علیؓ بھی تھے۔ اُس موقع پر محمد صلعم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اوخدا
تو علی کو لڑائی مین مقتول نکرنا بلکہ اُسکو صحیح سلامت میرے پاس واپس بھیجنا۔
ایک مرتبہ اصحاب نے محمد مصطفےٰ سے یہ استفسار کیا کہ تم علیؓ سے کیون زیادہ الفت و
محبت رکھتے ہو۔ باعث اسکا بیان کرو تاکہ ہم بھی بموجب اُسکے اُنسے زیادہ تر الفت

و محبت کرین- درجواب اسکے انھون نے کہا کہ علیؑ کو جاکر بلا لاؤ تاکہ وہی خود آنکر وجہ اسکی اپنی زبان سے بیان کرین- ایک انمین سے انکو بُلانے گیا- بعد اسکے جانے کے پیغمبر نے کہا کہ او میرے رفیقو اگر کوئی تم سے نیکی کرے تو اسکے عوض مین تم اسکے لیے کیا کروگے- درجواب اسکے انھون نے کہا کہ ہم بھی اسکے حق مین بہتر کرینگے- بعد اسکے محمد صلعم نے پوچھا کہ اگر کوئی تم سے برائی کرے تو تم اس سے کسطرح پیش آوگے- اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ ہم تب بھی اس سے نیکی کرینگے- محمد صلعم نے جب پھر وہی سوال کیا تو وہ سب سرنگون ہوے اور جواب نہ دے سکے اور خاموش ہوے- اتنے مین حضرت علیؑ آپہونچے اور محمد مصطفےٰ نے انسے یہ استفسار کیا کہ اگر کوئی بعوض نیکی کے تمسے بدی کرے تو تم اس سے کس طرح پیش آوگے- حضرت علیؓ نے درجواب اسکے کہا کہ او پیغمبر خدا مین اس سے نیکی کرونگا- اگر پھر بھی وہ تمسے بدی کرے تو محمد صلعم نے پوچھا کہ تب اسکے حق مین کیا کروگے- حضرت علیؑ نے پھر وہی جواب دیا- پیغمبر خدا نے سات مرتبہ حضرت علیؑ سے وہی سوال کیا اور ساتون مرتبہ حضرت علی نے وہی جواب دیا اور آخرش انھون نے کہا کہ او پیغمبر خدا میں قسم اس خدا کی کہاتا ہون جسکے سوا کوئی اور نہین کہ اگر کوئی شخص میری نیکی کے عوض ہزار برس تک مجھسے برائی کیے جاوے تو مین اس سے نیکی ہی کرتا رہونگا- یہ سنکر جمیع اصحاب نے اقرار کیا کہ وجہ محبت محمد صلعم کی حضرت علیؓ سے درحقیقت معقول ہے اور انکے حق مین ان سب نے دعاے خیر کی-

یاد رکھو کہ اصحاب نے جو محمد صلعم سے یہ سوال کیا تھا کچھ ازراہ حسد و بغض نہ تھا بلکہ مطلب اصلی انکا یہ تھا کہ وجہ اس زیادتی محبت کی علیؑ سے انکو معلوم ہوجاے-

ایک مرتبہ تین اشخاص پیروان حضرت ابراہیمؑ و حضرت موسےٰؑ و حضرت عیسےٰؑ مین سے رسول اللہ سے ملاقی ہوے- پیرو مذہب حضرت ابراہیمؑ نے سوال کیا کہ ہم کیونکر جانین کہ تم وہی ہو جو تم اپنے تئین بیان کرتے ہو یعنے کیونکر معلوم ہو کہ تم پیغمبرون مین سب سے

بدرجہ اعلیٰ تر ہو و محبوب خدا کیونکہ خداے تعالےٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا ہی کہ تم میرے خلیل ہو۔ اسکے جواب مین رسول اللہ نے کہا کہ خداے تعالیٰ نے میرے حق مین کہا ہی کہ تم میرے حبیب ہو۔ پس بتاؤ کہ ان دونون مین سے کون قریب تر خدا کے ہوا۔ سائل یہ سنکر متعجب ہوا اور کچھ جواب نہ دیسکا۔ اور محمد صلعم کی طرف دیکھکر اُسنے دل سے اقرار کیا کہ مین شاہد اس امر کا ہوں کہ سواے اللہ کے کوئی اور خدا نہین۔ وہ وحدہ لاشریک ہی اور محمدؐ اسکا بندہ ہی اور اسکا رسول ہی۔

بعد اسکے دوسرا شخص کہ پیرو مذہب حضرت موسیٰؑ کا تھا آیا اور یہ استفسار کیا کہ او پیغمبر خدا تم کہتے ہو کہ مین سب پیغمبرون مین بدرجہ اعلےٰ ہوں اور مین اُنکا فخر ہوں اور شاہ۔ پس تصدیق تمھارے اس کلام کی کیونکر ہو۔ مین نے سنا ہی کہ خداے تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کہا ہی کہ تم میرے کلیم ہو اور جب کبھی وہ کوہ سینا پر جاتے تھے وہ خداے تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے تھے اسکے جواب مین حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ خداے تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تو کلیم کہا لیکن مجھکو اپنا حبیب کہا ہی اور اگرچہ وہ کوہ سینا پر گئے لیکن خداے تعالےٰ نے مجھے اسپ براق تمام اسباب جنت سے آراستہ کرکے حضرت جبرئیلؑ کے ہاتھ بھیجا جسپر کہ مین سوار ہوکر نہایت تھوڑے عرصے مین ساتون آسمان کی سیر کرتا ہوا عرش و کرسی تک پہونچا اور جنت و دوزخ و تمام کائنات مین جاکر آب کوثر سے لیکر خرد ترین شے تک دیکھ آیا۔ خداے تعالیٰ سے مین ہمکلام ہوا اور وہ مجھسے بڑی مہربانی و محبت سے پیش آیا۔ شکر ہی خداے تعالےٰ کا کہ اُسنے اپنے رحم سے مخلوقات عالم مین سے مجھ حقیر و ناچیز و عاجز بندے کو منتخب کیا۔ خداے تعالےٰ نے مجھسے یہ بھی اقرار کیا ہی کہ جو کوئی ہر روز ایک سو مرتبہ میری روح مقدس کے لیے دعاے خیر پڑھا کرے اور اس عادت کو کبھی ترک نہ کرے اور نہ اُسمین غفلت کرے تو مین اُسکے گناہون کو معاف کرونگا اور ایک ہزار دفعہ اُسپر رحم کرونگا اور جنت مین اُسکا رتبہ بلند کرونگا۔ جتنے گناہ کہ غریبون اور مسکینون پر ہزار ہزار مرتبہ

خیرات کرنے سے معاف ہوتے ہین اس سے بھی ہزار ہا ہزار مرتبہ زیادہ گناہ اس عمل سے بخشے جاوینگے۔

ابوہریرہؓ ابن ماکانؓ سے نقل کرتے ہین کہ یہ جواب محمد صلعم سے سُنکر وہ شخص لاجواب ہوا اور پانوئن پر گرا اور ہاتھ اُٹھا کر لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پڑھنے لگا۔

بعد اسکے پیرو مذہب حضرت مسیحؑ آنکر محمدؐ سے کہنے لگا کہ تم کہتے ہو کہ مجھے قرب خدا حاصل ہے اور مین محبوب خدا ہون اور ہالک ازل وابد ہون اور مسیح روح اللہ تھے اور انھون نے مُردون کو خدا کے نام سے زندہ کیا۔ ہمکو کیونکر تصدیق اس بیان کی ہو۔ اسکے جواب مین محمد مصطفٰے و حواری مظلومون نے یہ کہا کہ جاؤ علی کو بلا لاؤ۔ یہ سُنکر ایک اصحابون مین سے حضرت علیؑ کے بلانے کو گیا بر وقت حاضر ہونے حضرت علیؓ کے محمد صلعم نے سائل سے کہا کہ تم علی کو کوئی قبر بڑی پرانی دکھاؤ۔ اُس شخص نے اسکے جواب مین کہا کہ یہان ایک قبر ایک ہزار برس کی پُرانی ہے۔ تب محمد مصطفٰے صلعم نے علیؓ سے کہا کہ اس قبر پر جا کر تین مرتبہ چلاؤ اور بعد ازان منتظر رہو کہ پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے حسب الحکم پیغمبر خدا حضرت علیؓ اُس قبر پر گئے اور وہان جا کر چلا کر کہا کہ او یعقوب۔ اس آواز سے قبر فوراً ہلکی تب اُنھون نے دوسری آواز اُسی طرح دی اُسوقت قبر بالکل کُھل گئی اور تیسری آواز دیتے ہی ایک شخص پیران سال جسکے چہرے پر نور برستا تھا قبر سے باہر نکل آیا۔ اسکے بال ایسے لمبے تھے کہ وہ سر سے پیر تک لٹکتے تھے۔ اس شخص نے کھڑے ہو کر لا الٰہ الا اللہ و محمد رسول اللہ پڑھا۔ وہ شخص حضرت علیؓ کے ہمراہ محمد صلعم کے پاس گیا اور ایسا عجیب معجزہ دیکھکر اُسیوقت بہت کفار ایمان لائے۔ سائل بھی دین اسلام کا معتقد ہو کر مسلمان ہو گیا۔ درباب صفات حضرت علیؓ صرف اب یہ ہی اور کہنا کافی ہے کہ جب محمد مصطفٰے کو خدا کا حکم ہوا تھا کہ تم مکے سے مدینے کو چلے جاؤ تو اُسیوقت پیغمبر خدا نے حضرت علیؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ تم میری جگہ پر قائم رہو اور میرے بستر پر استراحت کرو اور کعبہ مقدس مین تم میرے

نائب ہو اور میرے خاندان کی حفاظت و خبر گیری کرتے رہو اور جس جسکی جو جو چیز کہ میرے یہان امانت ہو وہ اُنمین تقسیم کردو اور اصحابون مین سے جو کعبے مین رہین اُنکے حال کے خبر گیران رہو۔ اسی شب کو کمبخت کفارون نے محمد مصطفےٰ صلعم کے گھر پر حملہ کیا لیکن خدا نے اپنے رحم سے اُن نابکارون کو خواب غفلت مین ڈالا۔ اور شیطان (لعنت اللہ علیہ) جو اُنکے ساتھ تھا وہ بھی سو گیا۔ حضرت علیؓ مع حضرت ابو بکرؓ گھر سے باہر نکلے اور ادھر اُدھر پھرنے لگے۔ خدا نے اسی وقت فرشتگان میکائیل و اسرافیل کو اسد علیؓ کی امداد کے لیے جنکو کفار قتل کیا چاہتے تھے بھیجا۔ چشم زدن مین یہ فرشتے وہان آن پہونچے۔ میکائیل تو علیؓ کے سر کی طرف کھڑا ہوا اور اسرافیل پیرون کی طرف۔ وہان انھون نے نماز پڑھی۔ تھوڑے ہی عرصے بعد شیطان خواب سے بیدار ہو کر چلانے لگا کہ محمدؐ بھاگ گیا ہی۔ کفار کے سامنے شیطان بشکل انسان آیا اور انھون نے اس سے پوچھا کہ ہم کیونکر تیرے اس کلام کی تصدیق کرین۔ اسکے جواب مین اُسنے کہا کہ کئی ہزار برس سے مین نے نیند نہین لی تھی۔ آج مجھکو خوب نیند آئی شاید کہ محمد صلعم نے مجھپر سحر کر کے مجھکو سلا دیا ہی۔ بعد اسکے تمام کفار بھاگ گئے اور لوگ پیغمبر خدا کے گھر کے اندر داخل ہوے اور علیؓ اپنے بستر سے اُٹھے اور جب وہ کھڑے ہوے لوگون نے دیکھا کہ فی الحقیقت رسول خدا بھاگ گئے ہین اور اُنکے بستر پر علیؓ تھے جو یکایک باہر گئے دوسرے روز حضرت علیؓ کعبے کو گئے اور اُس جگہ پر کھڑے ہو کر جہان کہ محمد صلعم کھڑے ہوا کرتے تھے باواز بلند کہنے لگے کہ جس کسی نے محمد صلعم کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھی ہو وہ آنکر لیجاوے۔ یہ سنکر سب آئے اور اپنی اپنی امانت لے گئے۔ غرضکہ کوئی اُنمین سے باقی نہ رہا۔ تمام اصحاب کعبے مین زیر حمایت علیؓ رہے اور کوئی اُنکا شاکی نہوا۔ چونکہ پیغمبر خدا کا گھر کعبے کے اندر تھا اسلیے وہ وہان رہے۔ تھوڑے ہی عرصے بعد پیغمبر خدا نے حضرت علیؓ کو حکم بھیجا کہ مع میرے خاندان کے مدینے مین چلے آو۔ چنانچہ حسب الحکم عمل مین آیا۔ انھون نے اول کفار قریش کی محفل مین جاکر اُنکو اپنے ارادے سے مطلع کیا اور کہا کہ کل مین جاتا ہون اگر کسی کو

کچھ کہنا ہی تو کہے۔ یہ سنکر سب نے سرنیچا کر لیا اور ایک بھی اُنمین سے کچھ نہ کہہ سکا۔ بعد روانگی حضرت علیؓ ابوجہل نے جسپر لعنت خدا کی ہو کہا کہ او خاندانی بزرگ قریش کیون تم اسوقت نہ بولے جبکہ خاندان محمدؐ یہان موجود تھا۔ وہ ہمارا کیا کر سکتے تھے۔ وہ سب گرد ابوجہل کے جمع ہوکر باہم اِس باب مین تکرار کرنے لگے اور آخرش وہ حضرت عباسؓ کے پاس گئے اور اُنسے کہنے لگے کہ تم علیؓ کو کہ تمھارے بھائی کا فرزند ہے سمجھاؤ کہ وہ محمدؐ کے خاندان کو یہان سے نہ لیجائے ایسا نہو کہ اُنکے جانے سے کچھ خلل واقع ہو حضرت عباسؓ شاہ مردان یعنے علی سے ملے اور اُنکو اس باب مین ہدایت کرنے لگے لیکن حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ انشاءاللہ کل مین نبی کریم کے خاندان کو یہان سے اپنے ساتھ لیجاؤنگا۔ غرضکہ وہ موافق اپنے قول کے اُنکو اپنے ہمراہ لے گئے اور چار پانچ قریش بھی گھوڑون پر سوار ہوکر اُنکے پیچھے گئے۔ قبل از روانگی کے حضرت علیؓ نے کہا کہ جو کوئی تعمیل احکام نبی کریم مین خارج و مانع ہوگا مین اُس سے لڑونگا۔ حضرت عباس کی زبانی یہ حال سنکر کفار نہایت اندیشہ ناک ہوے اور اُنھون نے متفق ہوکر یہ ارادہ کیا کہ حضرت علیؓ کو شہر سے باہر جانے نہ دو۔ جب وہ علیؓ سے ملے اور اُنسے خواہان اِس امر کے ہوے کہ واپس جاؤ تو وہ موافق اپنے قول کے اُنسے مقابل ہوے اور لڑنے لگے۔ غرضکہ بمدد الٰہی اُن سب کو مارکر ہٹا دیا اور شکست دیکر آگے بڑھے اور راہ مین مقداد بن اسود سے ملے جو علیؓ سے بمقابلہ پیش آے اور جنگ وجدل کرنے لگے لیکن امام علیؓ بہادرانہ بےخوف و اندیشہ اُنکے حملے کو روکتے گئے۔ اور آخرش اُنھون نے اُنکو گھوڑے پر سے گرا دیا حضرت علیؓ نے تب اُنکی چھاتی پر پیر رکھکر اُنسے کہا کہ دین اسلام قبول کرو چنانچہ اُسی وقت اُسنے بخوشی تمام دین اسلام قبول کیا اور مسلمان بن گیا۔ اِس شخص کا فرزند امام حسینؑ کے بچانے مین بمقام کربلا شہید ہوا۔ اور چونکہ وہ شخص بڑا بہادر تھا وہ محمد صلعم کے بڑے مشہور اصحابون مین سے ہوگیا۔ جو کوئی اِس قصے کے باب مین کچھ اور حال دریافت کیا چاہے تو وہ کتاب سیر النبی کو جسمین کہ یہ حال مفصل درج ہے مطالعہ کرے۔

امام علیؑ اسی سبب سے اس حدیث حبیب اللہ یعنے پیغمبرؐ کے کہ مفلسی میرا فخر ہی خود برتنے مفلس ہو گئے۔ اس حدیث کو سنکر اغراض دنیوی کو چھوڑ دیا تھے کہ اگر آج ایک ہزار اقچہ طلائی بھی پاس آجاتا تھا تو کل وہ غریبوں اور مساکین پر تقسیم کر دیتے تھے۔ اسی وجہ سے محمد مصطفےٰؐ حضرت علیؑ کو بلقب سلطان فیاضان ملقب کرتے تھے حضرت علیؑ نے ایک مرتبہ فاطمہ عفیفہ سے کہا تھا کہ اے دختر نبی خدا و بہترین مستورات کیا تمھارے پاس اپنے شوہر کے واسطے اسوقت کچھ کھانیکو موجود نہین۔ مجھے بڑی بھوک لگی ہو۔ حضرت فاطمہ نے درجواب اسکے کہا کہ او والد حسن مین وحدہ لاشریک کی قسم کھا کر کہتی ہون کہ میرے پاس اسوقت ایک حبہ بھی نہین لیکن اس قبر کے کونے مین تلاش کروگے تو چھ اقچہ نقرہ تمھارے ہاتھ آوینگے۔ انکو لیکر بازار مین جاؤ اور جو چاہو خرید کر کھاؤ اور حسنؓ و حسینؓ کے لیے بھی کچھ میوہ خرید کر لاؤ حضرت علیؑ وہ اقچے لے کر بازار کو گئے۔ راہ مین کیا دیکھتے ہین کہ دو مسلمان چلے جاتے ہین اسطرح کہ ایک انمین کا دوسرے کا پلہ پکڑ کے کہہ رہا ہو کہ میرا قرض ادا کرو مین تم سے ابھی روپیہ رکھوا لونگا اور وعدے اور اقرار پر چھوڑونگا۔ انکے نزدیک آنکر حضرت علیؑ نے پوچھا کہ کس قدر قرض دینا ہی یہ سنکر کہ زر قرضہ صرف چھ اقچہ ہی انکے دل مین آیا کہ اپنے پاس سے ادا کر اس مسلمان کو اس مصیبت سے چھوڑاؤن لیکن پھر یہ خیال گذرا کہ مین فاطمہ کو جو منتظر میوہ بیٹھی ہوگی کیا جاکر کہونگا۔ باوجود اس خیال کے انھون نے زر قرضہ ادا کرکے اس مسلمان کو چھوڑا دیا۔ بعد اسکے وہ دل مین سوچے کہ فاطمہ سے کیا جاکر کہون اور اپنی ناداری و تنگی سے پریشان ہوئے۔ جب انکو یہ یاد آیا کہ فاطمہ بہترین مستورات و دختر نبی ہین تو وہ خالی ہاتھ گھر گئے اور جون ہی دروازے پر پہونچے حسنؓ و حسینؓ بامید اسکے کہ وہ میوہ لائے ہونگے انکی طرف دوڑے لیکن اپنے باپ کا خالی ہاتھ دیکھکر وہ روئے حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہ سے حال ایک مسلمان کے چھوڑانے کا بیان کیا اور کہا کہ وہ اقچے جو مین لے گیا تھا اسکے زر قرضے کے ادا کرنے مین کام آئے۔ درجواب اسکے حضرت فاطمہؑ نے کہا کہ تمنے خوب

کام کیا ہین اس بات کے سننے سے بڑی خوش ہون اگرچہ انکو اسوقت رنج بھی دل مین ہوا بجاے یہ کہنے کے کہ دیکھو ہماری حالت کیسی تنگ ہی اسوقت مین تمنے یہ کیا کام کیا انھون نے صرف یہی کہا کہ رزاق ہمکو بھی دیگا۔

اپنی قبیلہ کو حالت رنج مین اور اپنے دونون فرزندون کو بھوک کے سبب سے روتے ہوے دیکھکر حضرت علیؑ کا دل مغموم ہوا وہ گھر سے باہر یہ خیال نکلے کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام کے پاس چلکر دیکھین کہ کیا پردۂ غیب سے ظہور مین آتا ہی۔ یہ مشہور ہی کہ جو کوئی خواہ کیسی ہی ہزارون فکرون مین مبتلا ہو جب نبی اہل اسلام علیہ السلام کا چہرہ دیکھتا ہی سب رنج و الم بھولجاتا ہی۔ اور بجاے غم کے اسکا دل خوشی سے مالامال ہو جاتا ہی۔ جب حضرت علیؑ محمد صلعم کی طرف چلے راہ مین وہ ایک اہل عرب سے جو ایک موٹا تازہ اونٹ لیے جاتا تھا ملے۔ اس شخص نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ تم اسکو خریدوگے حضرت علیؑ نے درجواب اسکے کہا کہ میرے پاس اسوقت کچھ روپیہ موجود نہین کہ اسکو خریدون اس شخص نے یہ سنکر کہا کہ کیا مضائقہ ہی ادھار خرید لو۔ تب حضرت علیؑ نے قیمت اسکی پوچھی جواب مین اسنے کہا کہ ایکسو آٹھ اسکی قیمت ہی حضرت علیؑ نے اس قیمت پر اس اونٹ کو خرید لیا حضرت علیؑ نکیل پکڑکر اسکو لے چلے تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک اور اہل عرب راہ مین ملا حضرت علیؑ سے پوچھنے لگا کہ تم اس اونٹ کو بیچتے ہو۔ درجواب اسکے حضرت علیؑ نے کہا کہ ہان ہم اسکو بیچتے ہین۔ تب اس شخص نے کہا کہ تین سو آٹھ اس اونٹ کے لوگے۔ حضرت علیؑ نے منظور کرکے اونٹ اسکے ہاتھ دیا اور اس شخص نے قیمت اسکی گن کر اسکے حوالے کی حضرت علیؑ اس معاملے سے خوش ہوکر بازار مین گئے اور بہت سی خوراک و میوہ خریدا اور وہ سب لے کر روانہ بطرف اپنے گھر کے ہوے۔ دروازہ کھولتے ہی انکے فرزند انکے گلے مین چمٹ گئے اور میوے کو دیکھکر بڑے خوش ہوے کہ اب کھانے مین آویگا اُن لڑکون کی والدہ نے حضرت علیؑ سے پوچھا کہ کہان سے تمکو اسقدر روپیہ حاصل ہوا تب حضرت علیؑ نے ساری سرگذشت بیان کی۔ کھانے سے سیر ہوکر وہ سب شکر الٰہی بجا لائے

کہ اُسنے اُس حالت تنگ مین اُنکی خبر لی۔ حضرت علیؑ تب اُٹھ کھڑے ہوے اور اپنی قبیلہ کو اپنے ارادے سے مطلع کرکے راہی سمت خانہ فخر کائنات یعنے محمد مصطفیٰؐ ہوے۔ چونکہ نبی اہل اسلام علیہ السلام بھی اُسیوقت گھر سے بہ ارادہ ملاقات حضرت علیؑ کے نکلے تھے اسلیے وہ دونون راہ مین ملاقی ہوے۔ محمد صلعم نے بروقت نکلنے کے گھر سے اُن اصحاب سے کہ اُسوقت وہان موجود تھے یہ کہا تھا کہ مین اپنی دختر اور اپنے داماد کو دیکھنے جاتا ہون حضرت پیغمبر خدا حضرت علیؑ کو راہ مین دیکھکر ہنسے اور باواز بلند کہنے لگے کہ ای علیؑ تمنے کس سے اونٹ خریدا تھا اور کسکے ہاتھ بیچا۔ حضرت علیؑ نے درجواب اسکے کہا کہ خدا اور رسولؐ جانتا ہی۔ پیغمبر صلعم نے تب حضرت علیؑ سے کہا کہ اُس اونٹ کا بیچنے والا تو جبرئیلؑ اور اُسکا خریدنے والا عزرائیلؑ تھا۔ اور وہ اونٹ جنت کا تھا۔ اللہ نے بعوض اُس کار خیر کے کہ تمسے بنسبت مسلمان مصیبت زدہ ظہور مین آیا۔ پچاس مرتبہ زیادہ تمکو دیا اور جو کچھ کہ قیامت مین اسکا اجر تمکو ملیگا وہ خدا ہی جانتا ہی۔

بشب معراج شریف محمد صلعم نے ایک شیر فلک ہفتم پر ایسا غضبناک چہرے کا دیکھا تھا کہ بیان اُسکا خارج از دائرہ امکان ہی۔ اُسوقت محمد صلعم نے فرشتہ جبرئیل سے پوچھا کہ یہ شیر کس قسم کا ہی۔ اُنھون نے کہا کہ یہ حیوان نہین بلکہ یہ شیر روحانی امام علیؑ ہی حضرت جبرئیلؑ نے محمد صلعم سے اُسوقت یہ بھی کہا کہ تم اپنا چھلہ اُنگلی سے اُتار کر اس شیر کے مُنھ مین دیدو۔ چنانچہ بموجب ہدایت اُس فرشتے کے حضرت نے چھلہ اُنگلی سے اتار کر شیر کے مُنھ مین دیدیا اور اُس شیر نے بڑے حلم اور بڑی الفت سے اُس چھلے کو مُنھ مین رکھ لیا۔ معراج کے دوسرے روز پیغمبر خدا نے یہ تمام حال اصحاب سے بیان کیا اور جب وہ ذکر شیر غضبناک اور دینے چھلے کا اُسکے مُنھ مین درمیان لائے حضرت علیؑ نے جو اُسوقت وہان موجود تھے وہ چھلہ اپنے مُنھ مین سے نکالکر پیغمبر صلعم کے ہاتھ پر رکھا۔ یہ حال دیکھکر تمام حاضرین متعجب ہوے اور اُنکو یقین کلی بزرگی اُنکی خصلت کا ہوا۔ اور وہ اُنسے زیادہ تر الفت محبت

کرنے لگے ۔ اُن آیات مین سے جو علیؑ کے باب مین آئی ہین ایک مین حال ذیل درج ہے
بعض علما بیان کرتے ہین کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب امیر المومنین یعنے علیؑ ایک مسجد مین نماز پڑھ رہے تھے کہ اس اثنا مین ایک فقیر اُنکے نزدیک آکر کچھ بطور خیرات مانگنے لگا حضرت علیؑ نے اُسوقت چہرہ پھیر کر اپنی اُنگلی سے ایک چھلہ اُتار کر اُسکے ہاتھ مین دیا چونکہ یہ کار فیاضی مقبول درگاہ ایزدی ہوا اسلیے آیۃ ذیل اُنکے حق مین آسمان سے اُتری دیکھو باب پنجم قرآن آیۃ ۶۰ م ۔ تیرے حامی یہ ہین یعنے خدا اور رسول و مومنین جو نماز کبھی قضا نہین کرتے ہین اور عین وقت پر پڑھتے ہین اور جو خیرات کرتے ہین اور جو خدا کو سجدہ کرتے ہین ۔
ایک اور آیۃ قرآن مین آئی ہو جسکے مضمون کے باب مین عباس و طلحی مین باہم تکرار واقع ہو ۔ عباس نے کہا کہ مین اُن اشخاص مین سے ہون جو حاجیون کو پانی پلاتے ہین اور طلحی نے بیان کیا کہ مین اُنمین سے ہون جنکی تحویل مین کعبے کی کنجی رہتی ہو اور اگر مین چاہون تو مین اُسمین شب باش ہوسکتا ہون یہ سنکر حضرت علیؑ نے کہا کہ تو کیا کہتا ہے دس مہینے سے کچھ زیادہ ہوے ہین کہ مینے اپنا رُخ اُس قبلے کی طرف پھیرا ہی اُسوقت بھی تمہارا وہان نام و نشان نتھا ۔ اس موقع پر آیۃ ذیل اُتری تھی ۔ دیکھو باب نہم قرآن آیات ۱۹ و ۲۰ م مضمون اُس آیۃ کا یہ ہو ۔ کیا تم اُنکو جو حاجیون کو پانی پلاتے ہین اور مقدس عبادتخانون مین زیارت کو جاتے ہین درجے مین اُنکے برابر سمجھوگے جو خدا پر ایمان لاتے ہین اور روز قیامت کو مانتے ہین اور راہ خدا مین لڑتے ہین ۔ وہ خدا کی نگاہ مین برابر نہونگے ۔ خدا شریرون کو ہدایت نہین کرتا ہو ۔ وہ جو اپنا وطن چھوڑ کر راہِ خدا مین لڑتے ہین اور اپنا مال و جسم صرف کرتے ہین اُنکا درجہ خدا اُنکے درجے سے زیادہ کریگا اور وہ خوش و خرم رہینگے ۔
ایک اور آیۃ درباب حضرت علیؑ بن ابی طالب و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ قرآن مین آئی ہی

(دیکھو باب ۴۲-قرآن آیۃ ۲۲) مضمون اس آیۃ کا یہ ہی۔ یہ وہ ہی جو خدا اقرار کرتا ہی
نہ اُن بندون سے کہ ایمان لاتے ہین اور نیکی کرتے ہین۔ اُن سب سے کہدو کہ مین
تم سے حق الخدمت صرف کچھ جزوی سا اپنے متعلقین کے واسطے چاہتا ہون۔ جو کوئی نیک
کام کریگا۔ ہم اسکی قدر کو زیادہ کرینگے خدا مہربان وحق شناس ہی۔

قتادہ بیان کرتا ہو کہ ایک مرتبہ مشرکون نے ایک محفل مین کہا تھا کہ دیکھین محمد صلعم
کچھ عوض اپنی خدمت کا چاہتے ہین کہ نہین حسب بیان سعید ابن جبیل یہ الفاظ کہتے ہی
وہ آیۃ اس موقع پر اتری۔ ابن عباس کہتا ہو کہ لفظ متعلقین مین کہ اس آیۃ مین آیا ہی
علیؑ و فاطمہؑ وحسنؑ وحسینؑ داخل ہین۔ کسی کو نچاہیے کہ وہ اُنکا بدخواہ ہو۔ ایک اور آیۃ
علیؑ کے باب مین آئی ہو اس سے ظاہر ہوتا ہو کہ باب مذہب مین رائے اسکی کیسی پاک
وصاف ومقدس تھی (دیکھو باب پانزدہم قرآن آیۃ ۴۷) مضمون اس آیۃ کا یہ ہی۔ ہم
خیالات دروغ گوئی کو اُنکے دلون سے محو کرینگے۔ وہ مثل بھائی بھائیون کے رہا کرینگے
بستیرون پر استراحت کرتے ہوے وہ ایک دوسرے کے چہرے کو دیکھین گے۔ بعض علماء
کہتے ہین کہ یہ آیۃ علیؑ کے حق مین آئی ہی۔ نام اُن علماء کا ذیل مین درج ہی۔

معاویہ۔ طلحہ۔ زبیر۔ و عائشہ با ایمان وفادار۔

ایک اور آیۃ قرآن جو اسی باب مین آئی ہو ذیل مین درج ہی۔

(دیکھو باب ۵۸ قرآن آیۃ ۱۳) - او مومنین جب تم پوشیدہ پیغمبر سے صلاح لینے جاؤ تو
قبل اُنکی ملاقات کے کچھ خیرات کرو اسلیے کہ تمھارے حق مین بہت بہتر ہو گا اور مناسب
لیکن اگر کچھ تمھارے پاس خیرات کرنے کو موجود نہو تو مضائقہ نہین۔ خدا مہربان درحم ہی
بہادران مذہب اسلام بیان کرتے ہین کہ سواے حضرت علیؑ کے کسی اور نے موافق اس آیۃ
کے عمل نہین کیا ہی جب کبھی حضرت علیؑ نے ارادہ صلاح ومشورہ نبی اہل اسلام علیہ السلام
سے کیا اُنھون نے ہمیشہ موافق اس آیۃ کے اول کچھ خیرات کیا۔ ابن عمرؓ بیان کرتا ہو کہ

علیؓ کے پاس تین چیزین تھیں۔ وہ کہتا ہو کہ اگر انمین مت میرے پاس ایک بھی ہوتی تو مین بڑا ہر دل عزیز و محبوب ہوتا۔ ان تین مین سے ایک تو فاطمۃ الزہراؓ دختر نبی تھین جو علیؓ سے منسوب تھین۔ دوم ایک جھنڈہ فتح کا تھا کہ محمد صلعم نے جنگ خیبر مین انکو بخشا تھا۔ سوم۔ وہ موافق آیہ مقدس نجوی عمل کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ حضرت علیؓ ایک دینار کو دس درہم مین منقسم کرکے دس فقیرون کو تقسیم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ پیغمبر خداؐ سے دس سوال کیے۔ اول مین کیونکر نماز پڑھا کرون۔ جواب۔ بڑی وفاداری و صفائی قلب کے ساتھ۔ دوم۔ خدا سے مین کس چیز کا طالب ہون۔ جواب۔ تندرستی دارین کا سوم۔ مجھپر کونسی بات سب سے زیادہ فرض ہو۔ جواب۔ تعمیل احکام آلہی و رسولؐ چہارم۔ مین کیا کرون کہ مجھکو مغفرت حاصل ہو۔ جواب۔ کسی کو تکلیف نہ دو اور سچ بولا کرو پنجم۔ یہ استفسار کیا کہ سچ کیا چیز ہی۔ جواب۔ اسلام و قرآن اور عمل کرنا درستی تمام اُنپر تا حین حیات۔ ششم۔ خوشی کیا ہی۔ جواب۔ بہشت۔ ہفتم۔ آرام قلب کیا ہی جواب۔ خدا کو دیکھنا۔ ہشتم۔ سرکشی و گردن کشی کیا ہی۔ جواب۔ کفر یعنے خدا پر ایمان نہ لانا۔ نہم۔ وفاداری کیا ہو۔ جواب۔ اعتقاد و شہادت اس امر کی کہ سوائے اللہ کے کوئی اور خدا نہین اور محمد رسول اللہ ہی داخل وفاداری ہی۔ اسلیئے کہ اللہ وہ خدا ہی جو انسان کو عزت دیتا ہی۔ اور بے عزت کرتا ہی۔ جب رسول خدا ساکنین مکہ کو اس باب مین تعلیم و تلقین کرتے ہین وہ اپنا رخ اُنکی طرف سے پھیر کر خلاف اسکے کہتے ہین۔ کیونکہ قرآن مین یہ آیا ہی کہ (دیکھو باب ۴۱ آیۃ ۲۵) کفار کہتے ہین کہ قرآن سنو نہین اور ایسا شور و غل اسوقت مچاؤ کہ آواز اسکی پڑھنے والون کو سنائی نہ دے آخرش خدائے تعالی نے محمد صلعم کو اس درجہ اعلے پر پہونچایا کہ انھون نے اسکی نسبت حکم بھیجا کہ وہ میرا بڑا محبوب ہی تمھین چاہیئے کہ جو کچھ وہ کہے اسکو سنو اور اسپر عمل کرو۔ اس باب مین جو آیۃ آئی ہی اسکا مضمون یہ ہی کہ جب تم پیغمبر کی ملاقات کو جایا چاہو تو

قبل اُنکے نزدیک جانے کے کچھ خیرات کرو کہ وہ تمھارے حق مین بہتر ہوگا (دیکھو باب ۵۸۔ قرآن آیۃ ۱۲) جب تک وہ اپنے گھر سے باہر نکل آوے تب تک خاموش رہو اور اس سے کچھ مت کہو۔ آیۃ قرآن مین یہ بھی لکھا ہی (دیکھو باب ۴۹ آیۃ ۴) کہ جو کوئی تمکو تمھارے گھر مین باواز بلند پکارتے ہین وہ بڑے بیوقوف ہین۔ اُسی آیۃ مین یہ بھی آیا ہی کہ محمد صلعم کی آواز سے اپنی آواز کو بلند نکرو۔

باب ۴۳۔ قرآن آیۃ ۹۔ مین یہ آیا ہی کہ وہ بفاصلہ دس ایکڑ یا اس سے قریب تر تھا لیکن خدا نے انکو ایسا بلند کیا کہ جبرئیل و دیگر فرشتگان اگرچہ اُسکے گرد پھرے لیکن اُس تک پہونچ نسکے۔ جو کوئی جھوٹی قسم کھاوے یا حرمین شریفین کے احاطے کے اندر مکے و مدینے مین غل مچاوے یا نماز و روزے مین قاصر ہو تو اُسپر فرض ہی کہ مسکینون و غریبون پر خیرات کرے تاکہ خدا اُس سے راضی ہو۔ باب ۵۸۔ قرآن آیۃ ۲۔ مین آیا ہی۔ وہ اشخاص جو بدی کرتے ہین اُنکا یہ گمان ہی کہ ہم اُنکو مومنون نیک اعمال کے برابر سمجھینگے اور دونون سے ایک ہی طرح پیش آوینگے کہ زندگی و حیات دونون کے لیے ایک سی ہی۔ یہ گمان اُنکا باطل ہی۔ ایک آیۃ حضرت علیؓ کے باب مین جسکا ایمان بڑا درست تھا اور جسکے اعمال و افعال نیک اور قابل تعریف تھے اور بلا مکر و فریب و ریا اور جسکی کمالیت اس درجہ غایت پر تھی کہ کبھی سننے مین نہین آئی اُتری۔ عیسائیون مشرکین نے کہا کہ جو کچھ تم درباب خدا اور رسول بیان کرتے ہو اگر سچ ہی تو تم دارین مین ہم سے اعلےٰ تر ہوگے۔ باب ۳۳۔ آیۃ ۳۳۔ اپنے گھرون مین بے شر آرام سے رہو۔ زمانہ جہالت کی عیش کو اختیار نکرو۔ وقت نماز کا خیال رکھو۔ خیرات کرو۔ تعمیل احکام خدا اور رسول سے غافل نہو۔ خدا کی یہ خواہش ہی کہ وہ تمکو مکروہات سے باز رکھے۔ اور کامل پاکیزگی و پرہیزگاری بخشے۔

سعید بن زبیر قصہ ذیل عبد اللہ بن عباس سے نقل کرتا ہی۔

جب یہ آیۃ مقدس اُتری کہ تو ڈراتا ہی اور ہر شخص کے لیے راہ نیک کا ایک ہادی ہی

تو محمد مصطفےٰ صلعم نے بیان کیا کہ مین وہ ہون جو لوگون کو دہشت دکھاتا ہون اور علیؓ وہ ہی جو لوگون کو راہ نیک پر ہدایت کرتا ہی اور صحیح راستے پر لیجاتا ہی۔ اور علیؓ جو جو ہدایت کے لائق ہین اُنکو تو ہدایت کریگا ۔۔

روایت بن مدج یہ لکھتا ہی کہ حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ یہ بیان کیا تھا کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام نے مجھپر کچھہ پڑھ کر پھونکا اور کہا کہ تو مسیح فرزند مریم سے مشابہت رکھتا ہی یہانتک کہ یہودی اُس سے نفرت کرنے لگے اور اُنکی والدہ کو تہمت لگانے لگے نصرانی اُس سے ایسی الفت رکھتے تھے کہ انھون نے مسیح کو درجہ پیغمبری ہی ندیا بلکہ خدا بنا دیا۔ اسکے جواب مین حضرت علیؓ نے کہا کہ بہت سے اشخاص ایسے ہین کہ وہ میری محبت مین جان دیتے ہین۔ بعض مجھکو تو بہت پیار کرتے ہین لیکن وہ باقی اصحابون کے دشمن ہین۔ مین ایسے اشخاص سے الفت نہین کرتا ہون۔ بعضے جو اور اصحاب سے الفت ومحبت رکھتے ہین مجھسے نفرت کرتے ہین۔ یہ دونون دوزخی ہین۔ مین پیغمبر نہین مجھپر وحی نازل نہین ہوتی ہی۔ باوجود اسکے اُس توفیق سے کہ مجھکو خدا تعالےٰ نے کرامت کی ہو مین خدا کی کتاب پر چلتا ہون۔ محمد مصطفےٰ نے اب یہ کہا کہ مین تجھکو یہی حکم دیتا ہون کہ تو خدا کی مرضی پر چلا کر یا تو اپنے دل سے یا بجبر۔ اگر مین تجھسے کبھی اسکے خلاف کچھہ کہون تو ہرگز اُسپر عمل نکرنا۔ اسلیے کہ جو میرے حکم کی اطاعت کرتا ہی وہ خدا کے حکم کو مانتا ہی۔

ایک اور قصہ کیس بن حارثہ نے یہ بیان کیا ہی کہ ایک شخص نے معاویہ بن صفیان سے ایک مرتبہ ایک سوال کیا لیکن اُسنے کہا کہ یہ سوال حضرت علیؓ سے پوچھو بدینوجہ کہ وہ میری انسبت زیادہ تر واقفت ہی۔ اُس شخص نے باصرار کہا کہ آپ ہی اسکا جواب دیجیے کیونکہ مین آپکے جواب کو بنسبت جواب علیؓ زیادہ تر پسند کرتا ہون۔ معاویہ نے جواب دینے سے پھر بھی انکار کیا اور کہا کہ تو جھوٹا ہی اور بڑا اشریر کیونکہ تو اُس شخص سے نفرت کرتا ہی جسکا کہ پیغمبر خدا بسبب اُسکے علم الٰہیات کے بڑا ادب کرتے ہین۔ رسول اللہ نے اُنکی انسبت یہ کہا ہی کہ اوعلی

جیسا کہ ہارون بعد موسیٰ کی اسکی جگہ پر مقرر ہوے تھے ویسا ہی تو میرے بعد مقرر ہو گا صرف فرق یہ ہو گا کہ میرے بعد کوئی اور پیغمبر نہو گا۔ مین یہ بھی بیان کر چکا ہون کہ عمر ہمیشہ علی سے صلاح و مشورہ کیا کرتے تھے اور جب کبھی کسی باب مین کسی کو شک پیدا ہوتا تھا تو وہ کہا کرتے تھے کہ علی موجود ہین آؤ ہم انسے چلکر پوچھین۔ غرضکہ معویہ نے اس شخص سے کہا کہ تو یہان سے چلے جا ورنہ خدا تمھارے پیرون کی طاقت سلب کرے۔ یہ سنکر اس شخص نے اپنی راہ لی۔

سعد بن ابی وقاص نے ایک اور قصہ ذیل بیان کیا ہے۔

ایک مرتبہ معویہ کسی کار ضروری کے لیے میرے پاس آئے۔ جب وہ حضرت علی کا ذکر درمیان لائے تو مین نے کہا کہ علیؑ مین تین باتین ہین اگر انمین سے مجھ مین ایک بھی ہوتی تو مین بڑا محبوب ہوتا۔ وہ تینون باتین جنکو مین نے خود محمد صلعم کی زبان سے سنی ہین۔ تفصیل انکی یہ ہے۔ اول۔ علیؑ انکا ولی یعنے دوست ہے جنکا کہ مین ولی ہون۔ ۲۔ خود پیغمبر خدا نے بروز جنگ خیبر کہا تھا کہ کل مین اس شخص کو کہ خدا اور رسول کا بڑا محبوب ہے ایک جھنڈا دونگا اور موافق اپنے اقرار کے وہ جھنڈا حضرت علی کو دیا۔ ۳۔ محمد صلعم نے حضرت علی کو کہا تھا کہ جیسا کہ ہارون موسے کو تھا ویسا تو مجھکو ہے۔

جعفر بن عبد اللہ بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ محمد صلعم نے یہ ذکر کیا تھا کہ جس شب کو معراج ہوئی تھی مین نے دروازہ ہاے آسمان پر یہ آواز سنی تھی کہ او محمد تیرا باپ ابراہیم بڑا نیک ہے اور تیرا بھائی علیؑ بن ابی طالب بھی کیسا نیک ذات ہے۔ تم اسکی نیکی کی شہادت اپنے بعد چھوڑ جاؤ۔

حسن بصاری کا یہ اظہار ہے کہ انس بن مالک نے خود محمدؐ کی زبان سے سنا ہے کہ تین اشخاص ایسے ہین جنکے لیے جنت کمال آرزو ابھی سے کر رہی ہے۔ تفصیل ان تینون شخصون کی ذیل مین درج ہے۔

علیؓ بن ابی طالب - عمار بن یاسر - سلمان فارسی -

سعد بن ابی وقاص کا یہ اظہار ہو کہ معویہ نے ایک مرتبہ مجھسے یہ سوال کیا کہ کیا تمھین علیؓ کی محبت ہو در جواب اسکے مین نے کہا بھلا مین کیونکر اس سے الفت نکرون مین نے خود پیغمبر کی زبان سے یہ کلام سنا ہو کہ او علیؓ جیسا کہ ہارون موسیٰ کے لیے تھا ویسے تم میرے بعد میرے لیے ہوگے - بجنگ بدر جب وہ میدان لڑائی سے باہر آئے ایک آواز اُنکے شکم سے یہ نکلی کہ خدا ہمیشہ تیرے ساتھ رہیگا - اُنھون نے کبھی تلوار میان مین نہ ڈالی جبتک کہ انھون نے اُسکو کفار کے خون سے خوب آلودہ ورنگین نکر لیا -

آمیر بن شبہیل الشابی بیان کرتا ہو کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے کہا تھا کہ زید ابن سرہ بجنگ جمل اُس حالت مین تھے کہ ذیل مین درج ہو -

وہ اپنے خون سے آلودہ ہوکر گر پڑے تھے حضرت علیؓ جو اُنکے سر پر کھڑے ہوے تھے باآواز بلند کہنے لگے کہ او زید خدا تجھپر رحم کرے - مین تجھکو ابتک بخوبی نہین جانتا تھا صرف اسی قدر تیری نسبت جانتا تھا کہ تجھکو کسی نے مجھسے واقف کروادیا تھا - آج مجھکو تیرے کارہاے نمایان سے معلوم ہوا کہ تو اُن مومنون مین سے ہو جنکے لیے نبی نے کہا ہو کہ جنت نصیب ہوگی زید اُسوقت بھی خون آلودہ تھے اُنھون نے ہاتھ اُٹھاکر باآواز بلند کہا او امیر المومنین خدا تجھکو بھی بعد مرگ جنت نصیب کرے کیونکہ پیغمبر خدا نے تجھکو بھی یہ توقع دی ہو - مین خدا کی قسم کھاتا ہون کہ مجھکو کبھی ابتک تمھارے ہمراہ کسی لڑائی مین لڑنے کا اتفاق نہین ہوا تھا ورنہ مین ہزارون دشمنون کو جو ازراہ ریاکاری و دروغ گوئی تمھارے خلاف کہا کرتے تھے جہنم مین پہونچاتا - باوجود اسکے مین نے محمد صلعم کو یہ کہتے ہوے سنا ہو کہ علیؓ شاہراہ ہو وہ شریرون کا نیست ونابود کرنے والا ہو اور اُنکو اُسنے مغلوب کیا ہو جو اُسپر غالب ہوگئے تھے اور اُنکو بھگادیا ہو جو اُسکی اعانت مین پہلوتہی کرتے تھے - مجھے آفرین یہ خوشی حاصل ہوئی ہو کہ مین تمھارے ہمراہ ہوکر بطور دوست لڑا ہون - جون ہی یہ الفاظ اُسکی

زبان سے نکلے طائر روح اُسکا قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

عمرو بن الجموہ کا یہ اظہار ہی کہ مین ایک مرتبہ بحضور پیغمبر خدا موجود تھا اُسوقت حضرت نے باواز بلند عمرو کہکر پکارا۔ اُسکے جواب مین مین نے کہا حاضر۔ ارشاد فرمائیے۔ تب اُنھون نے فرمایا کہ عمرو مین تمکو ستون جنت دکھاؤن۔ عرض کیا ہان دکھائیے۔ اسی اثنا مین علیؑ وہان سے گذرے اور تب محمد صلعم نے اشارے سے کہا کہ اس شخص کا خاندان ستون جنت ہی۔ کہتے ہین کہ عبد اللہ ابن عباس کا یہ بھی اظہار ہی کہ نبی صلعم نے ایک مرتبہ یہ بھی کہا تھا کہ مقامات مین سے مقام مقدس و بزرگ میرے جسم کے اندر ہی۔ حضرت علیؑ کا یہ بیان ہو کہ نبی اہل اسلام علیہ السلام نے ایک مرتبہ بر سبیل تذکرہ یہ کہا تھا کہ شب معراج کو حضرت جبرئیل میرا ہاتھ پکڑکے جنت کے ایسے مقام مین کہ بڑی شان و شوکت سے آراستہ تھا مجھکو لے گئے۔ اور ایک عدد بہی میرے سامنے ڈالدیا۔ مین نے اُٹھاکر اُسکو سونگھا اور جب مین اُسکو ہاتھ مین پھرا رہا تھا اُسکے دو ٹکڑے ہوکر اُسمین سے ایک حور نکل آئی۔ مین نے کبھی اپنی زندگی مین ویسی خوبصورت عورت نہ دیکھی تھی اُسنے مخاطب ہوکر مجھسے کہا کہ اے محمدؐ خدا کا فضل تمپر ہو در جواب اُسکے مین نے پوچھا کہ تو کون ہی۔ میرا نام راضیہ و مرضیہ ہی جو ابدیا اُسنے۔ خدا نے مجھکو تین چیزون سے بنایا ہی۔ اوپر کا جزو میرا عنبر کا بنا ہی اور بیچ کا دھڑ کافور کا اور نیچے کا جزو مشک کا۔ یہ تینون اجزا میرے آب حیات سے جوڑے ہین اور اسطرح سے خداوند کائنات نے مجھکو تمھارے بھائی علیؑ بن ابی طالب کے لیے پیدا کیا۔

ابوذر غفاری بیان کرتا ہو کہ مقولہ ذیل رسولؐ اللہ سے منقول ہی۔

جو کوئی مجھسے جدا ہی خدا اُسے جدا ہی۔ اور اے علیؑ جو کوئی تجھسے جدا ہی وہ مجھسے بھی جدا ہی۔

انس بن مالک کہتا ہو کہ شان مخلوقات یعنے محمد صلعم نے علیؑ بن ابی طالب سے وہ بیان کیا تھا جو اوپر بیان ہوا ہی۔ زبیر بن عبد اللہ کا یہ اظہار ہی کہ دروازہ جنت پر یہ لکھا ہو کہ سوائے اللہ کے اور کوئی خدا نہین۔ محمدؐ اُسکا رسول ہی۔ اور علیؑ محمد کا مددگار

اور یہ عبارت ۲۰۰۰ برس قبل از پیدائش زمین و آسمان لکھی گئی تھی۔
عبد اللہ بن مسعود بیان کرتا ہی کہ مین ایک مرتبہ بحضور نبی حاضر تھا اُسوقت انھون نے علی کے باب مین یہ فرمایا تھا کہ عقل دس حصون مین منقسم ہوئی ہی۔ نو حصے تو اُسمین سے علی کو ملے ہین اور باقی ایک حصہ کل جہان مین تقسیم ہوا ہی۔ عبد اللہ بن عباس بیان کرتے ہین کہ ایک دن محمد صلعم حضرت علی کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین پکڑے ہوئے گھر سے باہر آئے اور بہ آواز بلند کہنے لگے کہ خبردار کوئی علی کا بدخواہ و دشمن نہو کیونکہ جو کوئی اُنکی بدخواہی کریگا وہ خدا اور رسول کا دشمن ہوگا۔ جو کوئی علی سے محبت رکھتا ہی وہ خدا اور رسول کو بھی پیار کرتا ہی اور اُنسے اُلفت کرتا ہی۔ وہی شخص یہ بھی بیان کرتا ہی کہ نبی کریم نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ جو کوئی غریبی و فروتنی ابراہیم کی اور دانائی نوح کی اور صبر و استقلال یوسف کا دیکھنا چاہتا ہی وہ علی بن ابو طالب کو دیکھے۔ انس بن مالک کہتا ہی کہ مین ایکمرتبہ نبی کریم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک علی آنکر اُنکے پیچھے بیٹھ گئے۔ پیغمبر نے اُنکو پکار کے کہا کہ علی میرے سامنے آنکر بیٹھو اور اُنکی طرف مخاطب ہوکر یہ زبان سے نکالا کہ خدا نے تمکو چار صفات حسنہ مجھسے زیادہ بخشے ہین۔ علی اُٹھکر محمد کے پیر کے پاس آئے اور باواز بلند کہنے لگے کہ میرے والدین تمپر سے فدا ہون۔ کیونکر مین بندہ عاجز آپ سے صفات حسنہ مین سبقت لیجا سکتا ہون۔ اِسکے جواب مین پیغمبر خدا نے کہا او علی جب خدا کسی پر اپنا فضل کیا چاہتا ہی وہ اُسکو وہ چیزین بخشتا ہی جو نہ کبھی آنکھون نے دیکھے ہین اور نہ کانون نے سنی ہین اور نہ کبھی انسان کے خواب و خیال مین آئی ہین۔ انس کا یہ بیان ہی کہ اِسکے جواب مین علی نے کہا کہ او رسول اللہ اِسکو بتشریح مجھسے بیان کرو۔ تاکہ مین اُسکو بخوبی سمجھون۔ محمد صلعم نے اُسکی تشریح مین یہ کہا کہ دیکھو خدا نے تمکو فاطمہ سا قبیلہ دیا اور مجھکو نہین۔ تمکو دو فرزند حسن و حسین دیے اور مجھکو ایک بھی نہین۔ تمکو ایسا خسر دیا اور مجھکو نہین سعید بن زبیر بیان کرتا ہی کہ ایک مرتبہ محمد صلعم حضرت علی بن ابو طالب کا ہاتھ پکڑ کے

چاہ زمزم کی سیر کو گئے۔ وہاں بہت سے اشخاص جمع ہو کر کلمات نادرست نسبت حضرت علی کے کہہ رہے تھے۔ محمد صلعم نے ابن عباس کو بھیجا اور آپ اس محفل کے نزدیک آکر بآواز بلند کہنے لگے کہ کون خدا اور رسول کی نسبت سخت سُست کہہ رہا ہی۔ اسکے جواب مین انھون نے کہا کہ ہم مین سے نہ تو کوئی اللہ اور نہ رسول کے خلاف کچھ کہہ رہا ہی۔ تب پیغمبر نے کہا کہ علی بن ابو طالب کی کون غیبت و بُرائی کرتا ہی۔ ایک نے انمین سے کہا البتہ علی کا تذکرہ درمیان مین آیا ہی اور اُسکو سخت سُست کہا گیا ہی۔ محمد صلعم بولے کہ مین نے اپنے کانون سے اُسکی بُرائی سنی ہی اور مین اسکا شاہد ہون۔ جو کوئی علی کو بُرا بھلا کہتا ہی وہ میری غیبت کرتا ہی اور جو میری غیبت کرتا ہی وہ خدا کو بُرا بھلا کہتا ہی۔ خدا ایسے اشخاص کو دوزخ مین ڈالیگا۔

اثیث الاولی کا یہ اظہار ہی کہ مین ایک مرتبہ زبیر بن عبد اللہ کی ملاقات کو گیا۔ وہان جاکر مین نے دیکھا کہ وہ بڑا ضعیف العمر ہو گیا ہی اور اُسکی بھوون نے اُسکی آنکھون کو ڈھانپ لیا ہی مین نے ایک سوال اُس سے علی کے باب مین کیا۔ علی کا نام سنتے ہی اُسنے سر اُٹھایا اور بہت خوش ہو کر ہنسا اور بآواز بلند کہنے لگا۔ بعد محمد مصطفے صلعم صرف وہ ہی مکار و فریبی و ریاکار ہمارے دیکھنے مین آئے جو علی سے دشمنی رکھتے تھے اور اُنسے بُری طرح پیش آتے تھے۔ ہم اسی لیے اُنکو دشمن سمجھتے ہین۔

شائق کا یہ بیان ہی کہ ایک مرتبہ ابو بکر الصدیقؓ نے علیؓ کو دیکھکر کہا تھا جس کسی کو تو اچھا سمجھیگا اور جسپر تو مہربانی کریگا اسی کی نبی بھی منزلت و عزت کریگا۔ اور جس کسی کو کہ تو حقیقی پارسا و پرہیزگار تصور کریگا اسی کو نبی بھی مقرب خدا سمجھیگا۔

عائشہؓ بیان کرتی ہی کہ مین نے ایک مرتبہ محمد صلعم سے یہ استفسار کیا تھا کہ تمسے اُترکر کونسا شخص سب سے بہتر ہی تو اُسکے جواب مین انھون نے کہا تھا کہ ابو بکر الصدیقؓ۔ تب مین نے سوال کیا اُسے اُترکر کون ہی۔ جواب دیا عمرؓ۔ بعد اُسکے مین نے پوچھا کون اچھا ہی فرمایا کہ عثمان۔ یہ سنکر باواز بلند کہنے لگین او پیغمبر خدا تمنے علی کو انمین نہ داخل کیا۔ در جواب اسکے محمد صلعم نے

تھا کہ علی تو مین ہون اور مین علی۔ کوئی بھلا اپنی بھی تعریف بیان کرتا ہے۔
زین العابدین بن علی حسین بیان کرتا ہی کہ مین نے ایک مرتبہ علی بن ابو طالب کو یہ کہتے ہوے سنا ہی کہ رسول اللہ نے مجھکو ایک ہزار باب علم سکھلائے ہین اور ایک ایک باب سے ایک ایک ہزار اور باب مجھپر کھل گئے ہین۔
عبد اللہ الکندی کا یہ اظہار ہی کہ معویہ بن ابو صفیان نے بعد وفات حضرت علی حج کیا تھا اُس محفل مین آنکر عبد اللہ بن عباس و عبد اللہ بن عمر کے روبرو بیٹھ گیا۔ معویہ نے اپنا ہاتھ عبد اللہ بن عباس کے گھٹنون پر رکھکر کہا میری حالت نسبت تمھارے چچا کی حالت کے بہتر ہی۔ عبد اللہ بن عباس نے جواب دیا کہ کسواسطے تم اُسکے حق مین ایسی بات کہتے ہو جسنے کہا ہی کہ مین اُس نبی کا بھتیجا ہون جسکو اُنھون نے بے انصافی سے قتل کیا ہی۔ یعنے عثمان بن عفان کا عبد اللہ نے اسکے جواب مین کہا کہ اُسکا ہونا خلافت کے باب مین نسبت تمھارے ہونے کے بہتر ہی بدینوجہ کہ علی کا رشتہ محمد سے نسبت تمھارے بھتیجے کے نزدیک تر ہی۔ یہ سنکر معویہ خاموش ہوا اور تب سعد بن ابی وقاص کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ او سعد تم حج کو غیر مستعمل و متروک سے جدا نکرو۔ تم ہماری طرف ہو یا ہمارے خلاف۔ اسکے جواب مین سعد نے کہا کہ جب مینے اُس سختی اور خرابی کی تاریکی کو دیکھا تو مین نے دل مین کہا کہ مین ون نکلنے تک یہان صبر کرکے بیٹھونگا۔ اور بعد اسکے مین یہان سے رخصت ہو جاؤنگا۔ یہ سنکر معویہ با آواز بلند کہنے لگا کہ قسم ہی خدا کی کہ مین نے تمام قرآن کو پڑھا ہی لیکن مین نے یہ بات اُسمین نہین دیکھی ہی۔ سعد نے کہا کہ کیا تم میرے اُس بیان کو جو مین نے پیغمبر صلعم کے منھ سے خود نسبت حضرت علی بن ابیطالب سنا ہی درست نہین سمجھتے ہو اور اُسپر اعتبار نہین لاتے ہو۔ تم تو سچ کے ساتھ ہو لیکن سچ میرے ساتھ ہی۔ معویہ نے تب اُس سے کہا کہ کوئی اور شخص لاؤ جسنے کہ یہ بات پیغمبر کی زبان سے سنی ہو ورنہ مین تمکو دکھادونگا کہ مین تمھارا حال کیا کرونگا۔ سعد نے کہا کہ ام سلمہ نے بھی محمد صلعم کی زبان سے یہی بات سنی ہی۔ پس اُنکے پاس جاکر معویہ نے اُنسے کہا کہ

اوپدر موناکرلوگ بہت سی ایسی باتین کہتے ہین جو محمد صلعم نے کبھی اپنی زبان سے نہین نکالی ہین۔ اُن باتون مین سے ایک وہ حدیث ہی جو سعد پیش کرتا ہی۔ اُم سلمان نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہی اُسکے جواب مین معویہ نے بیان کیا کہ سعد کہتا ہی کہ مین نے محمد صلعم کو حضرت علی سے یہ کہتے ہوے سنا ہی کہ تم تو سچ کے ساتھ ہو لیکن سچ میرے ساتھ ہی۔ ام سلمان نے فوراً اقرار کیا کہ بیان اُسکا درست ہی کیونکہ مین نے خود اپنے گھر مین محمد صلعم کو یہی بات کہتے ہوے سنا ہی یہ سنکر معویہ نے منھ پھیر لیا اور سعد و دیگر اصحابون سے کہ وہان موجود تھے عفو تقصیرات چاہی اور اُسنے باواز بلند کہا کہ اگر مجھکو یہ معلوم ہوتا تو قسم ہی خدا کی کہ مین مرنے دم تک علی کا غلام بنا رہتا۔

عبداللہ بن عباس کا یہ بھی بیان ہی کہ پیغمبر نے ایک مرتبہ یہ کہا تھا کہ مین تو ترازو علم کی ہون اور علی اُسکا باٹ ہی اور حسن و حسین اُسکی رسیان ہین اور فاطمہ اُسکا متھا ہی۔ بعد میرے امام حسن و حسین ستون ہین جو اُسکو سہارا دیتے ہین اور ان پلڑون سے ہم اپنے دوستون کے اعمال و افعال کا وزن کرتے ہین اور اُنکو تولتے ہین۔

انس ابن مالک بیان کرتا ہی کہ نبی کریم نے یہ بھی کہا تھا کہ مین شہر علم ہون اور علی اُسکا دروازہ ہی اور معویہ اُسکا حلقہ ہی۔ معاذ بن جبل کہتا ہی کہ محمد صلعم نے یہ بھی بیان کیا ہی کہ خدا نے ایک گروہ کو گناہون سے ایسا صاف کیا تھا جیسا کہ کسی گچھے کا سر دیکھنے مین آتا ہی۔ اُس گروہ مین حضرت علی سب سے اول و مقدم تھے۔ سلمان فارسی جو بانی ایک مشہور طریق درویشان تھے بیان کرتے ہین کہ حضرت علی رسول کے راز کے واقف ہین۔

حضرت علی کا یہ اظہار ہی کہ ایک مرتبہ نبی نے مجھے حکم دیا تھا کہ جب کبھی تیرے سر مین درد ہو تو اُسوقت میرے جبا وتخانون پر ہاتھ رکھکر یہ آیۃ پڑھنا کہ ہمنے قرآن آسمان سے اُتروایا ہی ایک انجام دنیا سے لیکر دوسری تک۔ یہ پڑھتے ہی درد رفع ہو جاویگا۔ ایک روز محمد صلعم حضرت علی دونون باہم ہاتھ پکڑے ہوے احاطہ مکّہ کے اندر سیر کر رہے تھے کہ اُس اثنا مین

انھون نے بہت سے نادر و تحفہ باغ دیکھے۔ حضرت علی کا یہ اظہار ہو کہ محمد صلعم نے اُنکی تعریف کر کے مجھسے کہا کہ تمھارے لیے جنت مین اس سے کہین زیادہ تر تحفہ باغ موجود ہی۔ بعد اس کلام کے محمد صلعم نے میرے چہرے کی طرف دیکھکر آنکھون سے آنسو بہائے۔ مین اُنکو روتے ہوے دیکھکر زار زار رونے لگا۔ جب مین نے حضرت سے باعث رونے کا پوچھا تو جواب دیا کہ بسبب دشمنی ایک خاص قوم کے مجھے معلوم ہوتا ہو کہ تو مارا جاویگا۔ علی کہتے ہین کہ مین نے محمد صلعم سے پوچھا کہ کیا میرا ایمان دوسری دنیا مین مجھے مغفرت حاصل نہین کرائیگا۔ جب محمد صلعم نے اُنکی خاطر جمع کر دی کہ بیشک مغفرت حاصل ہو گی تب انھون نے کہا کہ مجھے اس صورت مین مرنیکا کچھ غم نہو گا۔ جسوقت کہ محمد صلعم نے مکہ کو فتح کیا اُسوقت اُسمین بہت سے بت موجود تھے جنکو اُنھون نے مسمار کرنا چاہا تھا تین سو ساٹھ بت تو بیت اللہ شریف مین تھے اور ایک جو سب مین بڑا تھا اُسکے اندر تھا۔ وہ پتھر کا بنا ہوا تھا اور دیوارون سے بذریعہ میخ و زنجیر کے مستحکم باندھا گیا تھا۔ جسوقت کہ نبی داخل کعبہ ہوے اس جگہ نماز پڑھی اور حضرت علی سے کہا کہ میرے کندھے پر چڑھ کر میخون اور زنجیرون کو اُکھاڑو اور اسطرح سے اس بت کو دیوار سے جدا کر دو لیکن اُنکے کندھے پر چڑھنے سے علی نے بدینوجہ انکار کیا کہ مین تمھارے جسم کے ساتھ گستاخی کرنا نہین چاہتا لیکن جب محمد صلعم نے اس باب مین بہت اصرار کیا تو بمجبوری وہ راضی ہوے اور اسطرح سے کفار کا وہ بڑا بت غارت ہوا۔

ایک روز محمد صلعم نے حضرت علی کو بلا کر باواز بلند کہا کہ او علی مین تمھارے لیے خوشخبری لایا ہون وہ یہ ہو کہ خدا نے حکم دیا ہو کہ بروز حشر محافظین دروازہ جنت صرف اُن لوگون کو سند داخلے کی بہشت مین دینگے جنکو تم منظور کروگے اور کسی اور کو وہ سند نہ دینگے۔ ایسا اتفاق ہوا کہ ابو بکر الصدیق خلیفہ اول علی سے راہ مین ملاقی ہوے اور اُنسے پوچھنے لگے کہ او علی مین نے سنا ہو کہ محمد صلعم نے تمسے وہ کہا ہو جو ابھی اوپر بیان ہوا ہو۔ انھون نے استفسار کیا کہ کیا تم مجھکو وہ سند دوگے جس سے مین جنت مین داخل ہوسکون وہ مگر

علی نے درجواب اسکے کہا کہ درحقیقت جو کچھ تمنے سنا ہی راست و درست ہی لیکن محمد صلعم نے یہ بھی کہدیا ہی کہ کسی کو ایسی سند بدون صلاح ومشورہ ابوبکر کے ندیتا۔ اور اِس کام مین سربراہ تم مجھپر ہوگے اِس لیے تمکو ضرورت نہین کہ تم میری اجازت طلب کرو۔ یہ باتین انھون نے ازراہ محبت راہ مین کین اور بندوبست جنت جو ہوا تھا اُس سے دونون خوش ہوکر بالاتفاق راہ مین چلتے گئے فقط

